EZREADERSCHOICE
زرا اک نظر
میرے بے خبر
written by...
https://ezreaderschoice.com/
Zariya D

ذرا اک نظر میرے بے خبر

زاریہ

مکمل ناول

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

جو باکردار ہو اس کو سیانی کون کہتا ہے

کسی مزدور کی بیٹی کو رانی کون کہتا ہے

صبحِ صادق کا وقت ہو چلا تھا جب کسی کے جھنجھوڑنے پر اس کی آنکھ بمشکل کھلی اور اپنے اوپر خطرناک تیوروں سمیت جھکی شبانہ بی کو دیکھ کر اس کی بچی کھچی نیند بھی بھک سے اڑ گئی تھی۔ وہ منہ بناتے ہوئے کسلمندی سے اٹھ بیٹھی۔

آج مہارانی کا بستر سے نیچے پاؤں اتارنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ تو تو گھوڑے اور خچر بیچ کر سوتی ہے ایک میں ہوں کُھٹکا ہی لگا رہتا ہے کہ کب کون سی آفت نازل ہو جائے!!! صبح صبح شبانہ بی کی فراٹے سے چلتی زبان اور ان کی تیز آواز گویا اس کے کان کے پردے پھاڑ رہی تھی۔

اماں!! مرحا نے زچ ہوتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ رات بھی کام دیر سے ختم ہونے کے باعث وہ لیٹ سوئی تھی اور صبح ہی صبح اٹھا کر بٹھا دی گئی تھی۔ اس نے سامنے دیوار پر لٹکی چھوٹی سی گھڑی کی جانب دیکھا تو گھڑی کی سوئیاں صبح کے ساڑھے چار بجا رہی تھیں۔ وہ بے بسی سے شبانہ بی کو دیکھ کر رہ گئی جو اب بستر تہہ کر کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سلیقے سے ایک جانب رکھ رہی تھیں۔وہ جانتی تھی ان سے کچھ بھی کہنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنا تھا سو وہ چپ چاپ اٹھی فریش ہوئی وضو بنایا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اماں کے ساتھ انیکسی سے نکل کر حویلی کی جانب چل دی، جہاں معمول کے مطابق حویلی کے دیگر ملازمین کی طرح ان دونوں ماں بیٹی کے لئے بھی ڈھیروں کام منتظر تھے۔

مرحا کے والد چار سال قبل ہی وفات پا چکے تھے۔وہ بچپن سے ہی اس حویلی کی خدمت پر معمور تھے۔چونکہ ان کے باپ اور داداؤں سے یہ روایت چلی آ رہی تھی تو ان کی وفات کے بعد بھی شبانہ بی اور مرحا اسی طرح حویلی والوں کی خدمت پر معمور رہیں جس طرح مرحا کے والد اپنی ساری زندگی حویلی والوں کی خدمت میں پیش پیش رہے۔یہاں بہت سے ملازمین ایسے بھی تھے جو بچپن سے یہاں رہائش پزیر اور کام پر معمور تھے۔اور چند ملازمین ایسے بھی تھے جو نئے ملازمین کی فہرست میں آتے تھے۔مرحا نے جب سے ہوش سنبھالا انہی حویلی کے در و دیوار کو اپنے ارد گرد پایا۔اپنی زندگی کی انیس بہاریں اس نے اسی حویلی میں دیکھیں۔اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا تو شبانہ بی کی درخواست پر اسے قریبی مدرسے میں پڑھنے کی اجازت دے دی گئی، جہاں پر اس نے سب سے پہلے قرآن کریم ختم کیا اور چونکہ قرآن کریم کے علاوہ یہاں اُردو، انگریزی وغیرہ کی بھی کلاسز مختلف اوقات میں دی جاتی تھیں تو وہ ان سے بھی فیضیاب ہو جاتی تھی۔وہ اس میں ہی خوش تھی اور بقول شبانہ بی کے کہ "ہم نے اس حویلی کا نمک کھایا ہے، ہم اپنی جان تو دے سکتے ہیں پر غداری کے مرتکب نہیں ہو سکتے؛ یہی ان کے مرحوم شوہر داد بخش کا بھی کہنا تھا، اور اس کی یاد دہانی وہ بعض اوقات مرحا کو بھی کراتی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہاج شاہ(دادا) کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بڑے بیٹے جن کا نام سبحان شاہ تھا،ان کے دو بیٹے شموئیل شاہ اور سکندر شاہ و دو بیٹیاں زارا و اسوہ تھیں۔ دوسرے نمبر پر فرقان شاہ تھے جن کے تین بیٹے فاسق، عون، وزائر تھے جبکہ دو بیٹیاں مُنتہا و مریم تھیں۔ تیسرے نمبر پر زیشان شاہ تھے، جن کے دو بیٹے میر سالار و شاہ زر تھے اور دو بیٹیاں حرم و عفاف تھیں۔ چوتھے نمبر پر منہاج شاہ تھے جن کے تین بیٹے زائد، ابراہیم، وولی تھے جبکہ ایک بیٹی روشانے تھی۔ پانچویں نمبر پر عرفان شاہ تھے جن کے تین بیٹے نوفل، موسیٰ، وزارون تھے جبکہ ایک ہی بیٹی عین تھی۔

سبحان شاہ کے بیٹے شموئیل شاہ جس کا نکاح اپنی چچازاد مُنتہا سے بچپن میں ہی قرار پا گیا تھا اور سکندر شاہ کی منگنی زیشان شاہ کی دختر حرم سے ان دونوں کے بچپن میں ہی طے کر دی گئی تھی۔ سبحان شاہ کی بیٹی زارا کا نکاح فرقان شاہ کے بیٹے فاسق سے جبکہ زارا کی بہن اسوہ کا نکاح فاسق کے بھائی عون سے طے پایا تھا سو وہ دونوں بہنیں آپس میں دیورانی و جیٹھانی بھی تھیں۔ فرقان شاہ کی بیٹی مریم کا نکاح زیشان شاہ کے بڑے بیٹے شاہ زر سے طے پایا تھا جبکہ عرفان شاہ کی اکلوتی بیٹی عین منہاج شاہ کے بڑے بیٹے زائد کے نکاح میں تھی۔

وہاج شاہ جو کہ جرگے کے سرپنچ بھی تھے ان کے سگے بھائی فیاض شاہ کی حویلی بڑی حویلی سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی۔ دونوں حویلیاں بڑی حویلی و چھوٹی حویلی کے نام سے مشہور تھیں۔ دونوں گھرانوں میں بہت میل ملاپ تھا۔ دیگر مواقع پر ان کا ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ فیاض شاہ کے دو ہی بیٹے تھے وقار شاہ و زکا شاہ۔ زکا شاہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کی بیٹی زوفا شاہ جو کہ زیشان شاہ کی بیٹی حرم کی کلاس فیلو بھی تھی اور ان میں بہت اچھی دوستی بھی تھی۔وہ سکندر شاہ اور حرم کی محبّت سے واقف تھی لیکن سکندر شاہ کی باتیں اس سے شئیر کرنے والی حرم اس بات سے قطعی نابلد تھی کہ زوفا شاہ خود بھی سکندر شاہ کی محبّت میں شدید ترین طور پر گرفتار تھی۔ سکندر شاہ جو کہ اسٹڈی کے خاتمے کے بعد اب جاب کر رہا تھا۔اس کی کل متاعِ حیات حرم شاہ ہی تھی۔ سکندر شاہ ایک محسور کن شخصیت رکھتا تھا۔وہ بلاشُبہہ بے حد جاذب نظر تھا۔میر سالار جتنا سنجیدہ مزاج نہ سہی مگر اس کی طبیعت میں ایک رکھ رکھاؤ تھا۔بلا کا ہینڈسم دکھنے والا سکندر شاہ ایک الگ ہی کشش رکھتا تھا۔آج کل وہ کام کی زیادتی کی وجہ سے حویلی میں موجود نہ تھا

لڑکیوں کو تمام تر روایات واصول کی پاسداری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی جبکہ صاحبزادگان میں کچھ جاب پر تو کچھ اسٹڈیز پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے تھے۔

چوبیس سالہ میر سالار جو کہ ایک پولیس آفیسر بھی تھا،اپنے لمبے قد وجسامت پر ڈارک براؤن آنکھوں و گوری رنگت سمیت چونکا دینے والی شخصیت کا حامل تھا،وہ اپنی خاموش طبع،زہانت،رعب ودبدبے سے خاندان میں خاصا مشہور بھی تھا۔اس کا پیشہ بھی اس کے مزاج کے عین مطابق تھا۔وہ ایک روایت پسند وسخت گیر مرد تھا۔مرِحا(جسے حویلی کی معمولی ملازمہ کا شرف حاصل تھا)کب اس سنگدل سے دل لگا بیٹھی تھی اس کی خبر اسے خود بھی نہ ہوئی تھی لیکن اس راز کو اس نے اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپا رکھا تھا۔یہاں تک کہ اس کی خبر اس نے شبانہ بی تک کو نہ ہونے دی تھی۔زوفا شاہ اور مرِحا بخش میں محض حیثیت کا فرق تھا وگرنہ محبّت کے معاملے میں دونوں ہی تشنہ وخالی در پر سوالی کی مانند تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اومیرا شاہ بی بی نے تیرا بلاوا بھیجا ہے۔ جا چھیتی جا ان کی گل سُن لے!! وہ جو اوپری منزلہ پر سوکھے مرچے سمیٹ رہی تھی، سخی کی زنانے دار آواز پر اچھل پڑی اور پھر وقت کا اندازہ ہوا تو ماتھا پیٹتے ہوئے نیچے کی جانب بھاگی۔

شاہ بی بی آپ نے بلایا جی؟ کچھ ہی پل میں وہ مؤدب سی بتول بیگم (مورے) کے حضور سر جھکائے کھڑی تھی۔ بتول بیگم نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا اور بنا کچھ کہے اپنے پاؤں کی جانب اشارہ کیا تو وہ ایک سیکینڈ بھی ضائع کئے بنا نیچے بیٹھی اور ان کی ٹانگیں دبانے لگی۔

تیرا مرحوم باپ تو تھا ہی لیکن تیری ماں بھی تو وقت کی بڑی پابند ہے تو تو، ہڈ حرامی میں کس پر چلی گئی؟ اپنے مخصوص پاٹ دار لہجے میں انہوں نے اس سے سوال کیا تو اس نے ڈرتے ڈرتے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا جو اب اخروٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈال رہی تھیں۔

ش، شاہ بی بی و، وہ میں چھ چھت پر! ہلکاتے ہوئے اس نے بات پوری کرنی چاہی مگر ان کی کھا جانے والی نظروں کو دیکھتے ہوئے باقی کے الفاظ اس کی حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئے۔

آئندہ ایسی گستاخی نہ ہو!! انہوں نے تنبیہی لہجے میں کہا اور مزید پاؤں پھیلا لئے۔ مرحا کی تو جیسے جان میں جان آئی وہ جلدی جلدی پھرتی سے ہاتھ چلانے لگی۔ ان کے غصّے سے تو یہاں سب ہی خائف رہتے تھے تو مرحا بخش کس کھیت کی مولی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کالج کے بڑے سے میدان میں چہل قدمی کرتے ہوئے وہ دونوں معمول کے مطابق اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہی تھیں۔

تمہیں پتہ ہے زوفا میں کبھی کبھی خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی تصوّر کرتی ہوں۔ سکندر سائیں اتنے اچھے ہیں اتنے اچھے ہیں کہ میں تمہیں لفظوں میں نہیں بتا سکتی۔ کاش، میرے پاس وہ الفاظ ہوتے جن سے میں بیان کر سکتی کہ وہ کتنے اچھے ہیں!!! حرم پرجوش سی اپنے ہی خیال میں گُم بولے جا رہی تھی۔ وہی بات جو وہ نجانے کتنی دفعہ زوفا کو بتا چکی تھی لیکن ہر بار کی طرح زوفا اپنے اندرونی خلفشار کا گلا گھونٹے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ سجائے بس اس کی ہی سنتی جا رہی تھی۔ جبکہ آنکھیں عجیب سا خالی پن لئے ہوئے تھیں۔

مجھے اپنا مستقبل بہت روشن نظر آتا ہے زوفا۔ حرم نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

اور مجھے بہت تاریک، اتنا تاریک کہ مجھے میری محبت کا وجود بھی اس تاریکی میں بے مایا نظر آتا ہے!!! زوفا کے دل نے جیسے رو کر کہا، ساتھ ہی حرم کے چہرے کو یک ٹک دیکھتی اس کی آنکھوں میں نمی سی سمٹ آئی جسے اس نے جلدی سے پلکیں جھپک کر اندر اتارا تھا۔ اس کی حالت سے بے خبر حرم اپنی داستانِ محبّت سنائے جا رہی تھی اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سننے پر مجبور تھی۔

کبھی تشنگی، کبھی تیرگی، کبھی دکھ ملا تیرے نام پر
میری آبرو، میری جستجو، میرا سب گیا تیرے نام پر

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ جیسے ہی راہداری مڑی سامنے سے آتی ہستی کو دیکھ کر اس کا سانس جیسے تھم سا گیا۔آس پاس کے مناظر جیسے رقص کرنے لگے تھے۔مرِحا نے آج پورے ایک ہفتے بعد اسے دیکھا تھا۔ویسے بھی وہ حویلی میں کم پایا جاتا تھا۔وہ موبائل پر مصروف تھا جبکہ وہ تو جیسے اسے دیکھتی ہوئی بے خود سی ہوئی جا رہی تھی۔یکایک میر سالار نے مصروف انداز میں سر اٹھایا تو سامنے سے آتی مرِحا پر نظر پڑی۔

بات سنو لڑکی!!اس کی بارعب آواز پر وہ گڑبڑا سی گئی۔

میرے روم میں ایک کپ سٹرانگ سی کافی لاؤ!!حکمیہ انداز میں کہتا وہ مڑ کر جانے کو تھا کہ دوسری جانب سے کوئی ردِ عمل نہ پا کر اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

کیا سماعت سے محروم ہو گئی ہو؟وہ تیز لہجے میں بولا تو مرِحا نے ہڑبڑا کر بمشکل اپنی بے خودی پر قابو پایا اور خشک لبوں پر زبان پھیر کر اسے دیکھا جو اب طیش کے عالم میں اسے گھور رہا تھا۔اس لڑکی کی غائب دماغی اس نے پہلے بھی نوٹ کی تھی اس لحاظ سے اس کا طیش میں آنا بنتا تھا۔

ج،،جی سائیں ل لے کر آتی ہوں جی!!وہ کہتے ہوئے خود کو سرزنش کرتے الٹے قدموں بھاگی جبکہ وہ غصّے سے سر جھٹکتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کالج سے واپسی کے بعد کچھ دیر لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔آج دل معمول سے زیادہ اداس تھا،شاید حرم کی باتوں کا اثر تھا۔چینج کرنے کے بعد وہ نمازِ ظہر ادا کرنے کی غرض سے جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔اس کا اندروں بلکل خالی تھا اور اس وقت ذہن و دل پر عجیب سی اداسی چھائی ہوئی تھی۔

نماز کے بعد دعا کے لئے اس نے ہاتھ پھیلائے تو بے بسی کے گہرے احساس سے اس کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر اس کی خالی ہتھیلی پر آن گرے۔وہ بے جان سی سجدے میں آ گری۔

جو محبّت تمہیں حرم سے ہے وہ محبّت تمہیں مجھ سے کیوں نہ ہوئی سکندر شاہ؟ تمہیں مجھ سے محبّت کیوں نہیں ہے سکندر؟ وہ سجدے میں گری گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی،یا اللہ میں حسد و کینہ جیسے فعل میں مبتلا نہیں ہوں تو میرے دل کا حال جانتا ہے لیکن اس دل کا کیا کروں جو کسی بھی دلیل پر سر خم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ائے میرے رب یہ نارسائی میرے ہی مقدر میں کیوں؟اس کے لہجے میں آنسوؤں کی نمی کے ساتھ ساتھ اب شکوہ بھی در آیا تھا۔ تم کسی اور کے کیوں ہو؟تم میرے کیوں نہیں ہو سکتے سکندر؟ تمہیں مجھ سے محبّت نہ ہو کر حرم سے کیوں محبّت ہو گئی؟ یا اللہ میں کیا کروں،کیسے جیوں؟ وہ آہ و بکا میں مبتلا سراپا سوال بنی ہوئی تھی مگر اس کے دل کی طرح اس کے چار سو خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

اداس راہیں،شکستہ آہیں،میرا مقدّر،میرا اثاثہ

طویل کاوِش پسِ سفر ہے،بہت ہی مشکل میرا خلاصہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ کافی کا مگ ہاتھوں میں تھامے دھڑکتے دل سے میر سالار کے کمرے میں داخل ہوئی مگر وہ کمرے میں موجود نہ تھا۔کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ جوں ہی مڑی واشروم کے دروازے کے کھلنے کی آواز پر ہڑبڑاہٹ میں کھڑکیوں پر لگے پردے کے پیچھے چھپ گئی۔خوف وہراس سے دل کی دھڑکن مزید رفتار پکڑ چکی تھی۔

وہ شاید چینج کر کے نکلا تھا۔مرحا نے دھک دھک کرتے دل کیساتھ پردے کو زرا سا کھسکا کر اس کی اوٹ سے جھانکا۔یااللہ بچالے مینو، یااللہ سائیں کافی پی کر باہر چلے جائیں تاکہ میں یہاں سے نکلوں! وہ روہانسی ہوتی مختلف دعاؤں کے ورد میں مصروف ہو گئی۔

وہ اب کافی کے سپ لیتے ہوئے موبائل پر مصروف تھا۔یکایک اسے جیسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔چاروں جانب اپنی زیرک نگاہیں دوڑاتے ہوئے وہ اٹھا اور سائیڈ ٹیبل پر کافی کا مگ رکھتے ہوئے جوں ہی نظریں سامنے کھڑکی پر لگے پردے پر پڑیں تو وہاں کسی کے دھانی رنگ کے آنچل کی ہلکی سی جھلک دیکھکر پہلے تو بے یقین ہوا "اس کے کمرے میں یہ کون ہو سکتا تھا؛ طیش کی ایک شدید لہر پورے جسم میں دوڑ گئی۔

جارحانہ تیوروں سمیت وہ آگے بڑھا اور جوں ہی پردے ہٹائے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر وہ چند ثانئے کو حیرت کی زیادتی سے ساکن رہ گیا، پھر یکایک ہوش میں آیا تو گرم خون دماغ میں گویا ٹھوکریں مارنے لگا، مرحہ نے سختی سے یوں آنکھیں میچ رکھی تھیں گویا روزِ قیامت ہی انہیں کھولنے کا تہیہ کر لیا ہو۔

تم؟؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ وہ بولا نہیں بلکہ غرایا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ،،وہ ساسائیں وہ اماں چلی گئی تھیں ت تو میں ادھر کام سے آئی تھی ج جی!! وہ کپکپاتی آواز پر بمشکل قابو پاتی بولی۔اس عجیب و غریب وضاحت پر میر سالار شاہ کا پارہ کچھ اور بھی ہائی ہو گیا۔

جسٹ شٹ اپ!! اگلی بار تم یہاں نظر آئی تو اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دوں گا تمہارا! چبا چبا کر بولتے ہوئے نہایت۔بے دردی سے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس نے اسے اپنے کمرے کی دہلیز سے باہر پھینکا تھا، مرحانے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا اور بنا اپنی چوٹ کی پرواہ کئے اٹھی اور اندھا دھند بھاگتے ہوئے وہاں سے نکلی تھی۔

میرے قرب سے میرے وجود تک

اسے اختلاف تو صدا کا تھا

میرے غم سے میرے جنون تک

یہ فاصلہ بس انا کا تھا

میری حقیقت سے میرے خواب تک

وہ بے خبر انتہا کا تھا

میری زندگی سے میری سانس تک

وہ فلسفہ بس دعا کا تھا

میرے طلب سے میرے نصیب تک

یہ معاملہ بس خدا کا تھا!!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

😍😍😍😍😍

اماں کیا میں خوبصورت نہیں ہوں؟رات کے تقریباً سوا بارہ ہو رہے تھے جب وہ اپنے لمبے ریشمی بالوں کی چٹیا کھولتے ہوئے یاسیت زدہ سی لاتعداد چیر لگے شیشے میں اپنا عکس دیکھتی ہوئی شبانہ بی سے پوچھ بیٹھی۔

یہ تیرے دماغ میں یکایک یہ سوال کیوں آیا دھی؟شبانہ بی جواب اونگھنے لگی تھیں اس کے سوال پر اچھنبے سے اسے گھورتے ہوئے بولیں

بتائیں نااماں! میں خوبصورت نہیں ہوں یا دیکھنے والوں کو میں خوبصورت نہیں لگتی؟مرحانے جھلاتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

ہیں کون دیکھنے والے کیا بولے جا رہی ہے؟اور یہ رات کے اس پہر تو شیشے کے سامنے چڑیل کیوں بنی بیٹھی ہے؟وہ تنک کر بولیں،ان کا اشارہ اس کے لمبے کھلے بالوں کی جانب تھا۔

چل سو جا بٹیا! صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے نا، پھر کہے گی کہ اماں آپ جلدی اٹھا دیتی ہیں! وہ باقاعدہ اس کی نقل اتارتے ہوئے بولیں اور کروٹ بدل کر دوبارہ سے اونگھنے لگیں، جبکہ وہ شیشے میں دوبارہ اپنا عکس دیکھنے لگی۔

سفید چاند کی طرح دمکتی پیشانی، ہرنی کی مانند چمکتی آنکھیں جو ہمہ وقت افسانے بیان کرتی تھیں۔ کھڑی ستواں ناک، گلابی و صندلی عارض، گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح نرم و نازک لب، لمبے ریشمی بال، مخروطی انگلیاں، سفید دمکتی صراحی دار گردن، بلاشبہہ وہ قدرتی حسن سے مالا مال تھی، مگر اس کی یہ بے پناہ خوبصورتی بھی اس بے حس شخص کو پگھلانے کے لئے ناکافی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنے ہاتھ کی کلائی کو سہلاتے ہوئے اسے آج دوپہر والے واقعے کا خیال آگیا۔جب میر سالار کے درشتگی سے اسے دھکا دینے کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں موجود کانچ کی چوڑیاں اس کی کلائی میں کھب کر کلائی زخمی کر گئی تھیں۔اس کے غصّے کی بابت سوچتے ہوئے وہ نئے سرے سے روہانسی ہونے لگی۔

اللہ معاف کرے تجھے مرِحا تو کس پتھر سے دل لگا بیٹھی ہے!!نہ جانے کیا لکھا ہے تیری قسمت میں!!وہ سوچتے ہوئے گہری سانس بھرتے اٹھی اور سونے کی تیاری کرنے لگی۔

یہ بھی سچ ہے کہ سنبھلنا ہے ضروری میرا
یہ بھی سچ ہے کہ سنبھلنا ہی نہیں چاہتی میں

وہ نہایت عجلت میں واپس جانے کی تیاری میں تھا۔فریدہ بیگم (ماں) وزیشان شاہ سے وہ پہلے ہی ملاقات کر چکا تھا۔اور وہاج شاہ سمیت باقی سب سے صبح مردان خانے میں اس کی الوداعی ملاقات ہو چکی تھی۔چونکہ دونوں حویلیاں گاؤں و شہر کے وسط میں تھیں تو اس کو یہاں آنے جانے میں کوئی خاص مسئلہ درپیش نہ تھا، مگر بعض اوقات کام کی زیادتی کی بنا پر وہ شہر میں مقیم فارم ہاؤس پر ہی ٹھہر جاتا کرتا تھا۔وہ کام کے سلسلے میں نکلتا پھر اس کی واپسی ایک یا دو ہفتے قبل ممکن نہ ہوتی تھی۔

میر سالار نے آج دو روز بعد واپس جانا تھا اس لئے وہ نہایت عجلت میں اب نکلنے کو تیار تھا جبھی، فریدہ بیگم چلی آئیں۔

میر سالار ماں کو دیکھکر ہولے سے مسکرایا وہ جانتا تھا وہ اداس ہیں۔شاہ زر بھی بزنس کے سلسلے میں بیرون ملک ہوتا تھا۔اور وہ بھی کام کے سلسلے میں حویلی سے دور، وہ ماں تھیں، ان کی اداسی فطری تھی اور بجا بھی!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر تو کچھ دن سکون سے حویلی میں بھی ٹِک جایا کر! وہ خفگی سے کہتی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ میر سالار گہرا سانس بھرتے ہوئے ان کے نزدیک بیٹھا اور انہیں اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔

امی سائیں، آپ جانتی ہیں میرے کام کس قدر اہم ہوتے ہیں۔ میں کام سے لاپرواہی ہر گز نہیں برت سکتا۔ رہی بات حویلی کی تو میرا آنا جانا تو یہاں ہوتا ہی ہے نا۔ کوئی مہینوں تو غائب نہیں رہتا میں! وہ تسلّی آمیز انداز میں بولا۔

فریدہ بیگم نے بیٹے اس کی پیشانی چوم لی۔

میر تجھ سے بہت ضروری بات کرنی ہے بیٹا! کچھ توقف کے بعد انہوں نے کہا تو میر سالار نے ریسٹ واچ دیکھی۔

امی سائیں زرا جلدی، کیونکہ مجھے نکلنا ہے ابھی! وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

بیٹا سائرہ (چچی سائیں) نے مورے سے روشی کیلئے تمہارا کہا ہے۔ روشی کی بھی یہی خواہش ہے۔ مجھے مورے نے تمہاری مرضی معلوم کرنے کو کہا ہے۔ تمہارا جواب کیا ہے سالار؟ وہ امیّد بھری نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولیں جبکہ میر سالار کے اعصاب تن سے گئے۔

امی سائیں، پلیز میں اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا، آپ کو پتہ ہے میں ان سب سے دور رہنا چاہتا ہوں۔ اور روشی کے متعلق میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا اور نہ ہی اسے کبھی کوئی ایسی امید دلائی ہے جو وہ میرے متعلق اس نوعیت کا سوچ کر بیٹھ گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آپ مورے کو بول دیں کہ میں فلحال ان سب کیلئے تیار نہیں ہوں! وہ سخت لہجے میں دو ٹک بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔ فریدہ بیگم نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ انہیں اس کا جواب پہلے ہی معلوم تھا مگر، وہ مورے کے حکم پر دوبارہ میر سے بات کرنے آگئی تھیں۔

میر بات تو سن بیٹا، ابھی صرف منگنی کریں گے، کون سا نکاح کر رہے ہیں۔ کیا کمی ہے روشی میں میر؟ خوبصورت ہے، سلیقہ مند ہے! انہوں نے پھر سے ایک کوشش کرنی چاہی مگر سامنے میر سالار تھا۔ اسے رام کرنا مشکل ترین امر تھا۔

میں لیٹ ہو رہا ہوں امی سائیں، اب اجازت دیں مجھے! ان کی بات یکسر نظر انداز کر کے وہ ان کے سامنے پیار لینے کو جھکا تو فریدہ بیگم نے بھی چپ سادھ کر اس کی پیشانی چومی اور ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے اسے رخصت کرنے اس کے پیچھے ہو لیں۔

وہ لاؤنج پار کرتے ہوئے بڑے سے برآمدے میں مسند کے سہارے بیٹھی مورے کی جانب چلا آیا، جنہوں نے تازہ پان سے اپنے ہونٹ لال کئے ہوئے تھے۔

وہ ان سے رخصتی لینے کو ان کی جانب جھکا، انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیشانی چومی۔

جُگ جُگ جیو میرے پُتر، سوہنا رب مزید کامیابیاں دے آمین!! ان سے دعائیں لینے کے بعد وہ خدا حافظ بولتا ہوا حرم و عفاف سے الوداعی کلمات کے بعد باہر کی جانب بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہاں اب بول فریدہ، بات کی تو نے سالار سے ؟فریدہ بیگم جو آبدیدہ سی تخت کے پاس ہی کھڑی بیٹے کی سلامتی کی زیرِ لب دعائیں کر رہی تھیں، مورے کی آواز پر چونک کر انہیں دیکھنے لگیں۔ مورے کھوجتی ہوئی نظروں سے فریدہ بیگم کے چہرے کا معائنہ کر رہی تھیں۔

وہ، وہ اصل میں مورے وہ تیار نہیں ہے۔اس کا کہنا ہے کہ وہ فلحال ان سب چیزوں کے لئے تیار نہیں ہے، اور مزید یہ بھی کہ اس نے روشی کے متعلق کبھی ایسا نہیں سوچا۔فریدہ بیگم نے جھکے ہوئے سر کے ساتھ جواب دیا۔

مطلب انکار کر دیا، لیکن کیوں کیا وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے ؟مورے نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا

نہیں مورے، اتنا تو مجھے یقین ہے کہ وہ کسی کو پسند نہیں کرتا، بس وہ فلحال تیار نہیں ہے۔فریدہ بیگم کے جواب پر مورے نے پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔اسی اثناء میں سائرہ بیگم وہاں آ گئیں۔

کیا کہا میر نے بھابھی بیگم ؟مجھے پتہ ہے وہ انکار نہیں کرے گا، میری روشی تو لاکھوں میں ایک ہے پھر انکار کی کوئی وجہ تو بنتی ہی نہیں !پر جوش سی سائرہ بیگم ایک تسلسل سے بولتے ہوئے دھپ سے تخت پر بیٹھ گئیں۔

تو جا فریدہ، میں بات کر لوں گی !مورے کے کہنے پر فریدہ بیگم جلدی سے وہاں سے کھسک لیں۔ویسے بھی انہیں سائرہ بیگم کے رد عمل کا بخوبی علم تھا۔

بلیک شرٹ و جیکٹ پر بلیک ہی جینس زیب تن کئے و نوکدار جوتوں سمیت سن گلاسز لگائے وبلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ ہوا کے جھونکے سے کچھ لائٹ براؤن بال کشادہ پیشانی پر آ گرے تھے۔مرحا جسے آج اس کے جانے کی خبر ہو چکی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تھی، صرف اس کی الوداعی جھلک کے لئے اتنی بڑی حویلی عبور کرتے پھولی سانسوں سمیت انیکسی کی جانب آئی تھی، تاکہ گاڑی گیٹ سے باہر نکلتے وقت اسے میر سالار کی صرف ایک جھلک نصیب ہو جائے اور وہ واقعی ہو بھی گئی تھی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی، مگر وہ ہمیشہ کی طرح اس کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ گاڑی جیسے ہی گیٹ سے باہر نکلی وہ جیسے ٹرانس سے نکل کر حال میں لوٹ آئی۔ آس پاس کے مناظر اس کے جاتے ہی پھیکے لگنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ یہ وسیع و عریض حویلی جس میں مکینوں کی کمی نہیں تھی مگر اس ایک شخص کے چلے جانے سے ویران لگنے لگی تھی۔ وہ ایک اداسی کی سی کیفیت میں چلتی ہوئی حویلی کے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

عالمِ محبت میں

ایک کمالِ وحشت میں

بے سبب رفاقت میں

دکھ اٹھانا پڑتا ہے،

تتلیاں پکڑنے کو

دور جانا پڑتا ہے!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حرم کی کالج سے دو روز کی غیر موجودگی کے باعث آج وہ خود سویرا ادی (بہن) وبی جان کیساتھ بڑی حویلی چلی آئی تھی۔ بڑی حویلی سے بقیہ جو لڑکیاں ابھی تعلیم مکمل کر رہی تھیں وہ بھی اسی کالج میں جاتی تھیں، بس درجات کا فرق تھا۔ اسے حرم سے ملنے کا بھی موڈ ہو رہا تھا ساتھ ہی وہ یہ سوچ کر آئی تھی کہ بڑی حویلی میں سب سے ہی ملاقات ہو جائے گی۔

بی جان تو مورے کے پاس تخت پر ٹک گئیں۔ ہمیشہ کی طرح مورے نے ان کا بھرپور سواگت کیا تھا۔

ارے زلیخاں، آؤ بیٹھو، تمہیں ہی یاد کر رہی تھی میں، سوچ رہی تھی شنّو کے ہاتھوں پیغام بھجواؤں، اور دیکھ تو خود ہی آ گئی۔ انہوں نے ایک بڑا سا پان منہ میں رکھتے ہوئے کہا، ساتھ ہی ایک پان بنا کر زلیخا بی کو تھمایا۔ وہ دونوں خواتین اب اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو چکی تھیں۔ سویرا اور زوفا مورے سے سلام دعا کر کے مسکراتے ہوئے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئیں۔ جہاں گویا کزنز کا میلہ لگا ہوا تھا۔ اور ایک دوسرے کے مابین گپ شپ جاری تھی۔ شام کا وقت تھا کچھ لڑکے شکار پر گئے ہوئے تھے جبکہ کچھ ڈیرے پر، سو اسوقت بس لڑکیوں نے ہی رونق لگائی ہوئی تھی۔

زوفا اور سویرا کو دیکھکر ان سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ وہ دونوں بھی ان سب کیساتھ علیک سلیک میں مصروف ہو گئیں۔

READERS CHOICE

زوفا اچھا ہوا حرم نہیں گئی دو روز کالج، تم نے اسی بہانے بڑی حویلی کا چکر تو لگایا۔ تم پورے دو ہفتے بعد آئی ہو۔ باقی سب تو چکر لگاتے رہتے ہیں۔ مگر تم اپنا کوٹہ بس حرم سے مل کر پورا کر لیا کرو۔ ہم تو تمہارے کچھ نہیں لگتے نا! اسوہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نے ناراضگی سے کہاتو زوفا فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور اسوہ کے قریب بیٹھ کر اسے ساتھ لگاتے ہوئے چٹاچٹ اس کے گالوں پر پیار کیا۔

ارے کیسی باتیں کر رہی ہیں ادی؟ میں بھلا ایسا سوچنے کی گستاخی کر سکتی ہوں کیا؟ کالج سے تھکی ہوئی آتی ہوں پھر نکلنے کا دل نہیں کرتا، اور آج کل اسٹڈیز کا برڈن بھی زیادہ ہے نا؛؛ اس نے اپنے مخصوص میٹھے لہجے میں وضاحت دیتے ہوئے کہاتو اسوہ کی ناراضگی زائل ہوئی۔

یار ہمیں سویرا ادی کا تو پتہ ہے کہ وہ الریڈی ایک کھونٹے سے بندھی ہوئی ہیں، پر زوفا بی بی کا بھی اب کوئی انتظام ہو جانا چاہیئے۔ زارا کے شرارتی انداز پر جہاں باقی سب نے اس کا ساتھ دیا وہیں زوفا کے چہرے کا رنگ فق سا ہو گیا اور شدّت ضبط سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کے چہرے کی سرخی کو سب نے شرم سے تشبیہ دی اور مزید اسے چھیڑنے لگے۔ زوفا کو ایسا محسوس ہوا، یہ سب لوگ اس کے رِستے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں۔ چھیڑ چھاڑ کا یہ سلسلہ نجانے کب تک جاری رہتا کہ اسے لاؤنج میں کسی کی آمد کا احساس ہوا، جوں ہی اس نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا وہیں ساکن رہ گئی۔ فاسق کیساتھ کھڑا وہ کوئی اور نہیں بلکہ سکندر شاہ تھا۔

اس نے گُم صُم سی کیفیت میں حرم کو دیکھا، جس کے چہرے پر سکندر شاہ کو دیکھکر قوسِ قزح کے رنگ بکھر گئے تھے۔ گویا حرم کی کالج سے دو روز کی غیر حاضری کی وجہ یہ تھی۔ اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سکندر شاہ کو سلام کیا تو وہ اس پر ایک اچٹتی نظر ڈال کر فاسق کیساتھ صوفے پر براجمان ہو گیا۔ بہت عام سی نظر تھی بلکل زوفا شاہ کی محبت کی طرح،، حرم بھی اٹھ کر سکندر کے پاس جا بیٹھی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زوفا نے سختی سے اپنے دل کو سرزنش کی اور دل پر جبر کر کے اپنا پورا دھیان اسوہ وغیرہ کی باتوں کی جانب لگانا چاہا، مگر بے سود، سکندر شاہ سے اس کا سامنا کافی دنوں بعد ہوا تھا کیونکہ وہ اس کی موجودگی میں یہاں آتی ہی نہ تھی۔ سکندر کی حاضری وغیر حاضری کی خبر اسے باآسانی حرم سے مل جایا کرتی تھی، مگر اس بار حرم کے کالج نہ آنے کی وجہ سے یہ اہم خبر اس تک نہ پہنچ سکی تھی۔

وہ اس وقت سکندر شاہ کی جانب دیکھنے سے مکمل طور پر اجتناب برت رہی تھی، حالانکہ وہ اس سے زیادہ فاصلے پر نہ تھا، اسے لگا اس نے اگر ایک بار اور اسے دیکھ لیا تو وہ یہیں پتھر کی ہو جائے گی۔ مگر آخر کب تک؟؟

دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے چور نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا ان کے مسکراتے چہروں کو دیکھکر گویا اس کے زخم کچھ اور بھی ہرے ہو گئے۔ وہ اسی لئے اس شخص کے سامنے آنے سے ڈرتی تھی۔ وہ خود کو اذیت دینے سے ڈرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سکندر شاہ کے چلے جانے حرم اس کے پاس آ بیٹھی اور پھر اس کی نا ختم ہونے والی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ غائب دماغی سے ہوں ہاں کرتی رہی۔ زہن و دل پر جو شگفتگی حویلی میں داخل ہونے پر تھی وہ اپنا وجود کھو چکی تھی۔ وہاں اب اداسی تھی اور ایک سکوت، مکمل سکوت !!

وقفے وقفے سے وہ ان سب کی باتوں میں حصہ لیتی رہی تاکہ ان لوگوں کو کچھ محسوس نہ ہو، لیکن دل کی دنیا میں ایک تباہی سی مچ چکی تھی۔

فاصلے ایسے بھی ہونگے یہ کبھی سوچا نہ تھا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سامنے بیٹھا تھا میرے اور وہ میرا نہ تھا!

سائرہ بیگم نے میر سالار کے انکار کا جب روشانے کو بتایا تو اس کے اندر بھانبھڑ جل اٹھے تھے۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میر سالار اسے ٹھکرا سکتا ہے اس جیسی حسین و جمیل لڑکی کو،، غصّے سے اس کا انگ انگ جل رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں طے کر لیا تھا کہ وہ اس چیز کا بدلہ کسی نہ کسی صورت میں میر سالار سے لے کر رہے گی۔اس کے نزدیک میر سالار نے اس کی خوبصورتی کی توہین کی تھی، چونکہ سائرہ بیگم کو بھی بیٹی کا یوں ٹھکرائے جانا پسند تو نہ آیا تھا لیکن بقول ان کے کہ ان کی پریوں جیسا حسن رکھنے والی اکلوتی بیٹی کو اس حویلی میں بہت سے لڑکے مل جائیں گے۔ان کے برعکس ان کی بیٹی نے اب اس چیز کو اپنی انا و نسوانیت کی توہین کا مسئلہ بنا لیا تھا۔اب پتہ نہیں وہ اپنے مزاج کے کون کون سے جوہر دکھانے والی تھی۔

مرحا حویلی کے دوسرے منزلہ کی صفائی کر رہی تھی۔پھر وہ صفائی کی غرض سے میر سالار کے کمرے میں داخل ہوئی تو جیسے روم روم میں ایک سکون کی لہر سی دوڑ گئی۔اس کی غیر موجودگی میں صفائی کی بھی غرض سے کوئی اس کے روم میں۔داخل ہونے کی جرت نہیں کرتا تھا پھر اس کی موجودگی میں تو بات ہی بہت دور کی تھی، مگر مرحا بخش اس پل یہ بات بالکل فراموش کر چکی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ کمرے میں نظریں دوڑانے لگی، جہاں ہر چیز نفاست و سلیقے سے اپنی جگہ موجود تھی۔ آہستہ قدموں سے بے خود انداز میں چلتی ہوئی وہ بیڈ پر آ بیٹھی اور میر سالار کے تکئے پر دھیرے سے ہاتھ پھیرا تو روح تک میں ایک گداز سا احساس اتر گیا۔

اس کے بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل کے نزدیک آ کھڑی ہوئی، جہاں مختلف برانڈ کے پرفیومز و دیگر چیزیں نفاست سے رکھی ہوئی تھیں۔ وہ ایک ایک شئے کو چھو کر اس شخص کا لمس اپنے اندر اتار رہی تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے بعد وہ وارڈروب کھول کر اس کے کپڑے دیکھنے لگی ساتھ ہی وارڈروب کے ایک حصے میں رکھے چند رومال میں سے اس کا ایک رومال اٹھا کر اس کی خوشبو کو اس میں تلاش کرنے لگی، پھر وہ یکایک ہوش میں آئی اور رومال رکھنے ہی لگی تھی کہ پھر کچھ سوچ کر اس نے رومال کو چھوٹا سا تہہ کر کے اپنے دوپٹے کے پلو میں باندھا تھا۔ ان سب کے دوران وہ اس بات سے قطعی طور پر بے خبر تھی کہ دو شعلہ بار نگاہیں بالکنی کی جانب سے کھلنے والی کھڑکی کے شیشے کے اس پار اس کی ایک ایک حرکت ملاحظہ کر رہی ہیں۔ مرحابخش کا یہ اقدام اس کے لئے کون سی تباہی لے کر آنے والا تھا وہ اس بات سے انجان اپنی محبت کے نشے میں سرشار تھی۔

🌹🌹🌹🌹🌹

صبح کے سات بج رہے تھے۔ چھوٹی حویلی میں سب ناشتے کی میز پر براجمان ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔

بی جان اس بار زوفا نے کافی دنوں بعد چکر لگایا بڑی حویلی کا کیوں زوفا؟ سویرا نے زوفا سے پوچھتے ہوئے چائے کا سپ لیا تو وہ نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے خاموشی سے سر ہلا گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

اوہ اچھا تو آپ لوگ بڑی حویلی گئے تھے کل؟ وہ بیغیرت شموئیل خان موجود ہے یا نہیں حویلی میں؟ جاب سے واپس آیا اپنی؟ صارم شاہ نے نخوت و نفرت سے چور لہجے میں شموئیل خان کا پوچھا۔

تمہیں اس چیز سے کیا سروکار ہے صارم؟ فیاض خان نے پوتے کو برہمی سے گھورا۔ جبکہ بی جان سمیت آسیہ بیگم و سویرا تاسف سے سر ہلا کر رہ گئیں۔ زوفا خاموش نظروں سے بھائی کو دیکھ رہی تھی جبکہ باقی سب بھی ان کی گفتگو ملاحظہ کر رہے تھے۔

سروکار؟؟ مجھے ہی تو سروکار ہے اس سے دادا سائیں، جب تک اپنا بدلہ نہیں لے لیتا چین کی سانس نہیں لوں گا۔ کان کھول کر سن لیں سب!! وہ اونچی آواز میں بولا

خاموش ہو جاؤ صارم، لحاظ بھول چکے ہو؟ کس چیز کا بدلہ ہاں آخر کس چیز کا بدلہ؟ وہ ہمارے بڑوں کا فیصلہ تھا نہ تو اس میں شموئیل کا کوئی قصور ہے اور نہ ہی کسی اور کا سمجھے! زکا خان نے سخت لہجے میں بیٹے کو باور کرایا تو وہ طنزیہ ہنسی ہنس دیا۔

ہونہہ!! کچھ بھی کہہ لیں بابا سائیں، منتہا میری ہے صرف میری، اسے پانے کے لئے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔ اگر ان دونوں کا نکاح بچپن میں ہی طے پا گیا تھا تو میں بھی تو بچپن سے محبّت کرتا ہوں منتہا سے۔ جب تک وہ میری نہیں ہو جاتی نہ تو میں چین کی سانس لوں گا اور نہ کسی اور کو لینے دوں گا۔ صارم شاہ جنونی انداز میں بولتے ہوئے اٹھا اور تنتناتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ سب اس کے گستاخانہ رویے پر ساکت سے بیٹھے رہ گئے۔ اتنے برس گزر چکے تھے اور

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آج بھی اس کی ضد اور ہٹ دھرمی وہیں کی وہیں تھی۔ نجانے اس کی یہ ضد انہیں حالات کا کون سا روپ دکھانے والی تھی۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے جب مرحا شبانہ بی کے ساتھ تھکی تھکی سی انیکسی میں داخل ہوئی اور چارپائی پر گر سی گئی، جبکہ شبانہ بی منہ ہاتھ دھونے کے بعد اب نمازِ عشاء پڑھنے کی تیاری میں تھیں۔ اسی دوران مرحا کو یکایک اپنے پلو میں بندھا اس سنگدل کا وہ رومال یاد آیا وہ بیساختہ اٹھ بیٹھی، اور شبانہ بی سے نظریں بچا کر چھوٹی سی الماری میں رکھے اپنے کپڑوں کی تہہ میں احتیاط سے وہ رومال رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے بھی پھرتی سے وضو بنایا اور نماز ادا کی۔ اسی اثناء میں اب شبانہ بی سونے کیلئے لیٹ چکی تھی جبکہ وہ نماز پڑھکر حسبِ معمول اپنی لمبی چٹیوں کے بل کھول کر بیٹھ گئی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ہر رات سلیقے سے بالوں کی چوٹی کر کے سوتی تھی۔

اماں سو گئی ہیں کیا؟ اس نے شبانہ بی کو مخاطب کیا

نہیں دھی، آج میں بہت خوش ہوں۔ سمجھ نہیں آ رہی اپنی خوشی لفظوں میں کیسے بیان کروں۔ شاہ بی بی نے تو میری آدھی فکر دور کر دی ہے۔ بس جلدی سے یہ کام بھی ختم ہو جائے! وہ خوشی سے کانپتے لہجے میں بولیں اور بستر پر اٹھ بیٹھیں۔

ایسا بھی کیا کہہ دیا شاہ بی بی نے اماں؟ آپ کی خوشی دیکھکر تو یوں لگتا ہے گویا آپ کے ہاتھوں ہفتِ اقلیم آ لگی ہو! مرحا شرارت سے کہتی فرش سے اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میری دھی، تجھے کیسے بتاؤں کتنی خوش ہوں۔ شاہ بی بی نے آج مجھے بلا کر تیرے رشتے کی بات کی ہے۔ میر سائیں ہیں نا ان کا ایک بہت وفادار ملازم ہے وہاں شہر میں تو شاہ سائیں نے اس کی بابت شاہ بی بی کو بتایا ہے اور تیرے لئے سوچا ہے۔ تجھ سے عمر میں کوئی کوئی بیس اکیس سال ہی بڑا ہے لڑکا۔ لیکن عمر سے کوئی فرق نہیں پڑتا بچی، تجھے بہت خوش رکھے گا۔ میں کہاں تیرے لئے رشتہ ڈھونڈھتی پھرتی بول؟ شاہ سائیں کا بڑا احسان ہے ہم پر!! شبانہ بی خوشی سے چہک اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے بولتی چلی گئیں جبکہ مرحا کو ایسا لگا کہ کسی نے اس کے سر پر زوردار دھماکہ کر کے اس کا وجود ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اچھال دیا ہو۔ وہ ساکت سی پتھرائی آنکھوں سے شبانہ بی کو دیکھے جا رہی تھی۔

یکایک وہ ہوش میں آئی اور تڑپ کر ان کا ہاتھ اپنے چہرے کے گرد سے ہٹا کر بستر سے نیچے اتر گئی۔

یہ یہ ک کیا کہہ رہی ہیں اماں؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ ن نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہ میں نہیں ہونے دوں گی اماں! وہ ہذیانی انداز میں بولتی بے بسی کے گہرے احساس سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ شبانہ بی منہ کھولے حیرت زدہ سی اسے تکنے لگیں۔

یہ کیا کہہ رہی ہے میرو بول؟ تو انکار کیسے کر سکتی ہے؟ شاہ بی بی تیرا برا نہیں سوچ سکتی میری دھی! شبانہ بی بستر سے اتر کر اس کے پاس آئیں جو بے جان سی حالت میں کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔

آپ کی میرو مر جائے گی اماں، میرے ساتھ یہ ظلم نہ کریں، میں مر جاؤں گی اماں سچ میں!! وہ گھٹی گھٹی آواز میں روتے ہوئے بولی

کیا مطلب ہے تیرا بول؟ اس بار شبانہ بی نے تقریباً اسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہیں رہ سکتی میں ان کے بغیر،سنا آپ نے اماں؟؟میں نے محبت نہیں عشق کیا ہے۔خدارا میرے جسم سے روح مت کھینچیں اماں!!وہ شبانہ بی کے گلے سے لگ کر زور زور سے رونے لگی۔شبانہ بی نے جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما مگر اس بار گرفت سخت تھی۔

کس کے بغیر مرحا بول؟وہ کون ہے نام بتا؟ان کے لہجے میں انجانا سا ڈر بسا ہوا تھا۔

میر سائیں،میں میر سائیں سے محبّت کرتی ہوں اماں،آپ کی میروان کے بغیر ادھوری اور نامکمل ہے۔خدارا مجھ سے میرے میر سائیں کو الگ مت کریں۔مجھے اپنی دعاؤں پر پورا بھروسہ ہے۔ایک روز وہ میرے ہو جائیں گے۔اپنی حلق سے امڈتی چیخوں کو دبائے وہ کہتی چلی گئی۔اسوقت وہ سراپا لاچارگی وعاجزی کا پیکر بنی ہوئی تھی۔

شبانہ بی کی آنکھیں اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔انہوں نے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا اور تقریباً دوڑتے ہوئے کمرے میں لگی چھوٹی سی کھڑکی کے پٹ بند کئے تھے پھر خوف زدہ انداز میں دروازے کی جانب دیکھا جو کہ پہلے سے ہی بند تھا۔دوسرے کمرے میں مقیم ملازمین کے کانوں تک یہ بات جا پہنچتی تو نہ جانے ان دونوں ماں بیٹی کا کیا حشر ہوتا۔

وہ اب بھی زار و قطار رو رہی تھی۔شبانہ بی لپک کر اس کے پاس پہنچی اور اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جما کر گویا اس کی سسکیوں کا گلا گھونٹنا چاہا۔

میری بات غور سے سن مرحا،آج تو تو نے یہ بات کر دی،لیکن اگلی بار میں نے تیرے منہ سے ایسی کوئی بھی بکواس سنی تو تجھے زندہ دفن کر دوں گی۔تو اپنی اوقات بھول گئی ہے کیا بول؟ارے ہماری اوقات تو ان کے برابر کھڑے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہونے کی نہیں ہے اور یہ تو کیا کیا خرافات سوچے بیٹھی ہے بول؟ غم و غصّے سے کانپتی آواز میں شبانہ بی نے اس کے منہ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ کچھ اور بھی بڑھا دیا تھا۔ مرحا کی آنکھیں و چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہے تھے۔ شبانہ بی کو احساس ہوا تو ہاتھ ہٹا کر اسے بستر کی جانب دھکیلا وہ کھلے بالوں سمیت بستر پر ڈھے سی گئی۔

وعدہ کر مرحا، بول کہ اب تو ایسی کوئی بکواس نہیں کرے گی بول؟ انہوں نے جھٹکے سے اس کے شکستہ وجود کو اٹھا کر بٹھاتے ہوئے پوچھا جس کے چہرے کے تاثرات پتھر سے جبکہ انداز ساکن تھا۔

اماں کیا ہم جیسے لوگوں کا محبت کرنا جرم ہے؟ اس نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کر کے شبانہ بی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ لہجہ عجیب ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ آنکھوں میں عجیب سا درد ہلکورے لے رہا تھا۔ شبانہ بی بیساختہ نظریں چرا گئیں۔

یہی سمجھ لے، انہوں نے سپاٹ لہجے میں کہا تو مرحا کے ہونٹوں پر ایک مضمحل سی مسکراہٹ آ گئی جو فوراً ہونٹوں کے ہی گوشوں میں کہیں گم ہو گئی۔

تو پھر مجھے اپنے ہاتھوں سے مار کر دفن کر دیں اماں، کیونکہ میر سائیں کے بغیر تو میری اس زندگی کا تصور میرے لئے ناممکن ہے۔ اب کی بار اس نے بے تاثر آنکھوں سے شبانہ بی کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

یہی کروں گی، فکر نہ کر، اب اگر تو نے ایسا ویسا کچھ سوچا اور کہا مرحا تو سمجھ لے تیری ماں تیرے لئے مر گئی، اور ہاں کان کھول کر سن لے ہو گا وہی جو میں چاہتی ہوں سمجھی۔ اب چپ چاپ سو جا۔ صبح بہت سے کام ہیں۔ وہ سخت لہجے میں کہہ کر اپنے بستر پر لیٹ گئیں جبکہ وہ لٹی پٹی سی بال بکھرائے بیٹھی اپنی تقدیر پر ماتم کناں تھی۔ کیا اتنی ارزاں تھی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کی محبّت ؟ کیا وہ ساری عمر ایسے ہی تہی داماں رہ جائے گی ؟ سوچتے ہوئے اس کی آنکھیں نئے سرے سے برسنے لگیں۔اور یہ برسات نہ جانے کتنی دیر تک جاری رہنے والی تھی۔

ہے دعا یاد مگر حرفِ دعا یاد نہیں
میرے نغمات کو اندازِ نوا یاد نہیں
میں نے پلکوں سے درِ یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں
صرف دھندلائے ستاروں کی چمک دیکھی ہے
کب ہوا کون ہوا کس سے خفا یاد نہیں
زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

گزشتہ رات تو آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔کچھ اپنی تقدیر پر ماتم کرتے،اور کچھ آنسو بہاتے،وہ صبح اٹھی تو سر بے تحاشہ بھاری ہو رہا تھا اور آنکھیں الگ جل رہی تھیں مگر وہ بے حِس بنی نمازِ فجر کے بعد شبانہ بی کیساتھ حویلی چلی آئی تھی۔جہاں کچھ کام نپٹا کر اسے مدرسے بھی جانا تھا۔اس کے امتحانات بھی جلد شروع ہونے کو تھے۔

وہ صحن کے پاس سے گزری تو شاہ بی بی کی آواز سن کر وہیں ٹھہر گئی،وہ شبانہ بی سے مخاطب تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جلد از جلد اپنی بیٹی کو بھی اپنے گھر کا کر کے پر سکون ہو جا شبانہ، ویسے تو یہ رشتہ ہر لحاظ سے اچھا ہے۔ بس تجھے یہ بتانے کیلئے بلایا ہے تیری بیٹی امتحانات سے فارغ ہو جائے تو اس کا نکاح ہم ماجد سے پڑھوا دیں گے۔؛ انہوں نے بات ختم کر کے پان منہ میں رکھا تو شبانہ بی عاجزی و خوشی سے بیحال ہوتی ان کے قدموں میں گر گئیں۔

بہت شکریہ شاہ بی بی، میں تو بہت مطمئن ہوں اور میرو بھی۔ آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر!! انہوں نے خوشی سے لبریز کانپتے لہجے میں کہا اور شاہ بی بی کے پھیلے ہوئے پیروں کو دبانے لگیں، اور دروازے پر کھڑی مرحا کا دل ان کی گفتگو سن کر خون خون ہو گیا۔ آنکھوں میں دھند سی اتر آئی تھی۔ ٹوٹے دل کی کرچیاں سمیٹنے کی کوشش میں ہلکان وہ صحن کے دروازے سے ہٹ گئی۔

ایسا ٹوٹا ہے تمناؤں کا پندار کہ بس
دل نے جھیلے ہیں محبّت میں وہ آزار کہ بس
ایک لمحے میں زمانے میرے ہاتھوں سے گئے
اس قدر تیز ہوئی وقت کی رفتار کہ بس
کل بھی صدیوں کی مسافت پہ کھڑے تھے دونوں
درمیاں آج بھی پڑتی ہے وہ دیوار کہ بس

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بی جان سر ہاتھوں میں تھامے صدمے میں بیٹھی تھیں، پاس ہی بیٹھی آسیہ بیگم (زوفا کی امی) کا حال بھی ان سے کچھ مختلف نہ تھا۔ سویرا اور زوفا بھی خاموشی سادھے بیٹھی ہوئی تھیں۔

نہ جانے اس لڑکے کی ہٹ دھرمی ہمیں کون کون سے دن دکھانے والی ہے۔ اسے سمجھاؤ آسیہ، یہ لڑکا تو بغاوت پر اتر آیا ہے! بی جان کو صارم شاہ کی آج کی حرکت پر حقیقی صدمہ پہنچا تھا۔ ان کی بات پر آسیہ بیگم گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔

میں کیا سمجھاؤں بی جان؟ وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں ہے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ جب شکست ہو گی تو خود ہی ہار کر پیچھے ہٹ جائے گا۔ بیچارگی سے کہتے کہتے آخر میں ان کا انداز غصّے بھرا ہو گیا۔ سویرا نے بھی آسیہ بیگم کی تائید کی جبکہ زوفا نے دل ہی دل میں صارم شاہ سے بات کرنے کا تہیہ کر لیا۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب وہ حویلی میں داخل ہوا۔ وہ تخت پر بیٹھی مورے کے پاس چلا آیا جو آنکھیں بند کئے تسبیح کے دانے گرانے میں محو تھیں۔ سلام کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھولیں تو سامنے میر سالار کھڑا تھا۔ حیرت انگیز طور پر اس بار اس نے دو دنوں کے اندر ہی چکر لگا لیا تھا۔

وعلیکم السلام، خیر سے آ گیا بچہ شکر ہے تیرا مالک! یکایک ان کی نظر میر سالار کے بازو پر پڑی جہاں سفید شرٹ پر خون کے قطرے واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

یہ، یہ کیا ہوا ہے میر؟ انہوں نے فکر مندی سے پوچھا اسی اثناء میں سائرہ بیگم بھی وہاں آ گئیں۔ وہ بھی بیٹے کو دیکھکر خوش ہو گئی، مگر فوراً ہی ان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

کچھ خاص نہیں ہے مورے، بس کچھ ملزمان تھے جو درکار تھے ہمیں، کافی روز سے وہ فرار کی راہ تلاش کر رہے تھے۔ بالآخر سراغ لگا کر جب ریڈ کی تو ان کی جانب سے جوابی کارروائی میں یہ ہوا۔ فکر نہ کریں معمولی سا زخم ہے۔ وہ ہاتھ تو آ گئے۔ اب تو زندگی بھر رہائی ممکن نہیں!! انہیں تفصیل سے آگاہ کر کے وہ پاس کھڑی حرم کی جانب متوجہ ہو گیا۔ جو خود بھی کافی پریشان لگ رہی تھی۔

میر تجھے تو بخار ہو رہا ہے، اور تو کہہ رہا ہے کہ معمولی سا زخم ہے! وہ انہیں تسلیاں تو دے رہا تھا مگر در حقیقت اس کی سرخ آنکھیں اس کی اندرونی طبیعت کی خرابی کی نشاندہی کر رہی تھیں۔ سائرہ بیگم بے طرح پریشان ہو گئیں۔

افففف امی سائیں، آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں! سب ٹھیک ہے! وہ انہیں ریلیکس رکھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ کچھ ہی دیر میں گویا وہاں حویلی میں اس وقت موجود تمام نفوس موجود تھے۔ پتہ نہیں وہ کون مخبر تھا جس نے اس تیزی سے پوری حویلی میں خبر پھیلائی تھی۔

سالار یار، تو آرام کر، ایسی سچویشن میں بخار بھی آ جاتا ہے۔ فلحال تجھے ریسٹ کرنا چاہیئے۔ سکندر شاہ نے میر سالار سے کہا تو وہ گہری سانس بھرتا اٹھا اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے سائرہ بیگم سکینہ (ملازمہ) کو سالار کے کمرے میں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں لانے کا کہہ کر خود بھی اوپری سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئیں۔ ان کے پیچھے حرم و عفاف بھی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ صغریٰ (ملازم دینو کی بیٹی) کیساتھ اوپر چھت پر پھیلائے میوے سمیٹنے آئی تھی۔ ساتھ ہی دونوں وہیں بیٹھ کر دنیا جہاں کی گپ شپ کرنے کے بعد ہی نیچے اتری تھیں۔ جُلابی مرحا کی ہی ہم عمر تھی۔ وہ دونوں ساتھ ہی مدرسے جاتی تھیں۔ وہ دونوں جیسے ہی نیچے اتریں تو جُلابی (ملازمہ) جیسے ان دونوں کے ہی انتظار میں تھی۔ وہ انہیں دیکھتے ہی شروع ہو گئی۔

او میر واور صغریٰ، کچھ خبر ہے تم دونوں کو؟ اس کا پراسرار لہجہ اور انداز دیکھکر ان دونوں کے بھی چہرے پر تجسّس پھیل گیا۔

ارے اپنے میر سائیں ہے نا، وہ شہر سے آگئے ہیں ایک گھنٹہ پہلے، اور انہیں گولی لگی ہے۔ طبیعت نہیں ٹھیک ان کی! مجھے تو بڑا دکھ ہو رہا ہے بیچارے!!! اس نے افسوس سے کہتے ایک ہاتھ کمر پر اور ایک ہاتھ کی ہتھیلی ٹھوڑی پر ٹکائی۔

صغریٰ کا منہ کھل گیا جبکہ مرحا پر تو جیسے آسمان گر پڑا۔

ک کیا، کب، میرا مطلب یہ کیسے ہوا؟ وہ ٹھیک تو ہیں نا؟ اس نے بیقراری سے پوچھا۔ دل بے حد گداز سا ہونے لگا۔

اب یہ تو نہیں پتہ کیسے، خبر تو مجھے بھی بعد میں ہوئی۔ وہ کہتی ہوئی باورچی خانے میں چلی گئی۔ مرحا کی دل کی دنیا میں تلاطم برپا ہو چکا تھا۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ اوپر جا کر ایک نظر میر سالار کو دیکھ آئے لیکن وہ شبانہ بی کی ناراضگی کے خیال سے صرف سوچ کر ہی رہ گئی، کیونکہ وہ جانتی تھی وہ حویلی کے اندر اب اس کی ایک ایک جنبش پر نظر رکھیں گی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تمام کاموں سے فارغ ہو کر وہ شبانہ بی کے ہمراہ انیکسی میں آئی تو نجانے کتنی دیر سے دل میں پنپتا سوال لبوں پر آ ہی گیا۔

اماں! میں نے سنا ہے میر سائیں کو گولی لگی ہے۔اب وہ کیسے ہیں؟اس نے سوالیہ نظروں سے شبانہ بی کو دیکھا جو وضو بنانے کی تیاری میں تھیں۔

کیوں؟تو کیوں پوچھ رہی ہے؟انہوں نے تیکھے چتون سے اسے گھورا۔

کیا انسانیت کے ناطے بھی میں ان کا حال نہیں پوچھ سکتی اماں؟اس کے سوال پر شبانہ بی بل کھا کر رہ گئیں۔

میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں مرحا کہ تو در حقیقت مجھ سے کہنا کیا چاہ رہی ہے؟آخر تیری ماں ہوں میں،انہوں نے جتانے والے انداز میں کہا۔

جب جانتی ہیں اماں سب کچھ تو کیوں نہیں ہے خیال آپ کو میرا بتائیں؟آپ کو پتہ ہے میں کس قدر پریشان ہوں جب سے میر سائیں کی بابت یہ سنا ہے،خدا کیلئے اماں مجھے اجازت دیں میں انہیں صرف ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔

وہ لپک کر شبانہ بی کے پاس آئی اور روہانسی ہو کر بولی۔

خاموش مرحا بہت ہو گیا تیرا تماشہ،کیا کہا تھا تجھ سے میں نے کل کہ تو آئندہ ایسی خرافات نہ سوچے گی اور نہ بیان کرے گی۔تیرے پلے میری کوئی بات نہیں پڑتی جواب دے؟اپنی حیثیت نہیں دیکھتی مہارانی اور خوابوں کی اونچائی تو دیکھو!!انہوں نے غصّے سے کچکچا کر کہا تو مرحا کی آنکھوں میں نمی سمٹ آئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

محبت حیثیت نہیں دیکھتی اماں! محبّت اگر حیثیت دیکھتی تو مجھے میر سائیں سے محبت ہونے کے بجائے کسی کم حیثیت انسان سے محبت ہوئی ہوتی؛اس کے لہجے میں تھکن سمٹ آئی تھی۔

محبت حیثیت نہیں دیکھتی چل مان لیا، لیکن یہ جو دنیا ہے نا میری دھی یہ حیثیت ضرور دیکھتی ہے!اس لئے ان خوابوں کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دے جن کی تعبیر ہی ممکن نہیں؛ تیرے امتحانات ختم ہو جائیں تو جلد از جلد تیرے فرض سے بھی سبکدوش ہونا ہے۔مزید اب کچھ نہیں سننا مجھے!! چبا چبا کر کہتے ہوئے شبانہ بی نے نماز کی نیت باندھ لی اور وہ اپنی جگہ ساکن کھڑی رہ گئی۔

❤❤❤❤❤

ادا میں اندر آ جاؤں؟ زوفا صارم شاہ کے کمرے کے دروازے پر کھڑی اجازت طلب کر رہی تھی۔

ہاں آؤنا! صارم جو بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور زوفا کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا، جبکہ وہ کچھ چپ چپ سی تھی۔وہ بیڈ کے ساتھ رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔

ادا مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے!اس کے لہجے میں خفگی کا تاثر صاف طور پر نمایاں تھا۔اور صارم شاہ نے اس کے انداز سے ہی بھانپ لیا کہ وہ ضروری بات کیا ہو سکتی تھی۔

دیکھو زوفا! نہ تو تم مجھے دلیلیوں سے قائل کر سکتی ہو،اور نہ ہی حویلی والے، میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا۔ اس معاملے میں بحث نہیں پلیز!! وہ غصّے سے کہتا اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تو زوفا بھی چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ادا کیا تم اپنے ہوش و حواس گنوا بیٹھے ہو۔ تم ان کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہاں؟ کیا ملے گا تمہیں دو دلوں کو توڑ کر جواب دو؟ جب جانتے ہو کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں تو تم خاموشی سے پیچھے کیوں نہیں ہٹ جاتے ادا۔ اسی میں ہم سب کی بہتری ہے! زوفا نے جیسے درخواست کی اور وہ اسی لحاظ سے بپھر اٹھا۔

بس زوفا، بہت بول لیا تم نے! تم اپنی فلاسفی یہاں مت جھاڑو۔ مُنتہا صرف میری ہے یہ میں پہلے ہی باور کرا چکا ہوں سب کو۔ اس کو پانے کیلئے کسی بھی حد تک جاؤں گا۔ پہلے ہی بتا دیا ہے میں نے، مزید وہی بات کر کے میرا دماغ مت کھاؤ سب! وہ سیخ پا ہو کے چلایا،،

"تم کتنی بھی کوشش کر لو ادا، لیکن منتہا دی کی حقیقی خوشیاں شموئیل ادا کیساتھ جڑی ہیں۔ تم محض اپنا وقت برباد کر رہے ہو! زوفا نے کاٹ دار لہجے میں کہا تو صارم شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

مجھے مت سکھاؤ کہ اس کی زندگی کی خوشیاں کس سے جڑی ہیں، جب وہ میرے قبضے میں ہو گی تو اپنی زندگی پر ناز کرے گی۔ اس کے لہجے میں غرور رچا بسا تھا۔ زوفا اسے دیکھ کر تاسف سے سر ہلاتی تقریباً پیر پٹختی اس کے کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔

🥀🥀🥀🥀🥀

رات کے دو بج رہے تھے اور نیند مرحا کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ شبانہ بی تو نماز ادا کر کے بے خبری کی نیند سو گئی تھیں۔ ایک وہ تھی جسے کسی کروٹ سکون نہ تھا۔ کروٹیں بدل بدل کر جب وہ تھک گئی تو اٹھ بیٹھی اور اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس نے محتاط نظروں سے شبانہ بی کی طرف دیکھا جو دوسری جانب۔کروٹ۔لئے خراٹے لے رہی تھیں۔وہ اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لاچارگی سے شبانہ بی کی پشت۔کو دیکھنے لگی۔

"مجھے معاف کر دینا اماں، لیکن تیری بیٹی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہے۔وہاں میر سائیں تکلیف میں ہیں تو ادھر میں کیسے پر سکون ہو کر سو سکتی ہوں۔یہ میرے نزدیک میری محبّت کی توہین ہے۔جب۔تک میں انہیں ایک نظر دیکھ نہیں لیتی،دل کو قرار آنا مشکل ہے۔؛

اس نے نم آنکھوں سے دل ہی دل میں ماں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،اور آہستہ قدموں سے چلتی انیکسی کا دروازہ دھیرے سے کھول کر باہر نکل آئی۔ایک۔دفعہ پھر اپنے چاروں جانب نظریں دوڑانے کے بعد اس نے آہستہ سے دروازہ بھیڑا اور حویلی کی جانب بڑھ گئی۔حویلی میں داخل ہو کر سہمے ہوئے انداز میں دوسرے منزلہ کی سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے دم بہ دم اس کی دھڑکنوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔راہداری سے ہوتے وہ میر سالار کے کمرے کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی۔دھڑکتے دل کیساتھ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا تو نگاہیں سیدھی بیڈ پر گئیں جہاں وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ ہوش و خرد سے بیگانہ لیٹا ہوا تھا۔

لرزتے دل کیساتھ وہ دھیرے دھیرے چلتی میر سالار کے سرہانے آ کھڑی ہوئی۔کمرے کی لائٹ جل رہی تھی اس لئے وہ صاف طور پر اس کا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔وہ مکمل گہری نیند تھا۔کھڑی مغرورانہ ناک اس کے اٹل ارادوں کا پتہ دیتی تھی۔اور لب آپس میں پیوست تھے۔وہ بلاشبہہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔

مرحا کے دل کی دھڑکن اسے قریب سے دیکھنے پر اور بھی رفتار پکڑ چکی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تجھ کو شاید نہیں خبر سائیں
عشق کرتا ہے معتبر سائیں

اپنے صدمے سے مار دیتا ہے
عشق ملتا نہیں اگر سائیں

تجھ کو چاہا نہیں خدا کی قسم
تجھ کو پوجا ہے عمر بھر سائیں

تجھ کو بھولیں تو کس طرح بھولیں
زور چلتا ہے عشق پر سائیں؟

کوئی دیوار ہے نہ در سائیں
ہم فقیروں کا کیا ہے گھر سائیں

آبلے پڑ چکے ہیں، پیروں میں
ختم ہوتا نہیں سفر سائیں

کون رہتا ہے اس خرابے میں
ڈھونڈھتی ہے کسے نظر سائیں

ساحلِ ریت کی طرح مجھ کو

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنی مٹھی میں قید کر سائیں

اس نے کانپتے ہاتھوں سے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو بس پیشانی نیم گرم تھی۔اس کا مطلب اس کا بخار کچھ حد تک اتر چکا تھا۔مرحانے سکون کا سانس لیا،اور اس کی پیشانی سے ہاتھ ہٹا کر جانے کیلئے مڑی،کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ مڑ کر میر سالار کی جانب دیکھا جو ہنوز بے خبری کی نیند سو رہا تھا۔وہ دھیرے سے اس کی جانب جھکی اور اپنے کانپتے ہونٹ ہولے سے اس کی پیشانی پر رکھ دیئے،اور پھر بے اختیار پیچھے ہٹی اور سرعت سے اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔آہستگی سے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے اپنی پیشانی پر موجود پسینے کے قطرے پونچھے۔دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا گویا سینے کی دیواریں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔وہ بھاگنے کے سے انداز میں سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

لیکن محبت میں پاگل اس لڑکی کو یہ نہیں پتہ تھا کہ پیچھے کوئی اور بھی تھا جو یہ ساری چیزیں نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ اپنے پاس پختہ ثبوت بھی جمع کر چکا تھا۔

بڑی حویلی میں اس وقت سب ڈائننگ روم میں ناشتے کی غرض سے موجود تھے،اور جن لڑکیوں کو کالج جانا تھا وہ صبح ہی کالج کے لئے روانہ ہو گئی تھیں۔

فریدہ میر کی طبیعت اب کیسی ہے؟وہاج شاہ نے جوس کا گھونٹ بھرتے ہوئے فریدہ بیگم سے پوچھا۔میز پر چائے رکھتی مرحانے بھی اپنی تمام تر سماعتیں فریدہ بیگم کی جانب لگا دیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

الحمدللہ اب بہتر ہے بابا سائیں، صبح میں نے چیک کیا ہے۔اس وقت تو وہ ناشتہ کچھ ٹائم کے بعد کرنے کو کہہ رہا تھا، مگر اب تم اس کے لئے کچھ کھانے کیلئے لے جاؤ مرحا!! انہوں نے وہاج شاہ کو جواب دیتے ہوئے پاس کھڑی مرحا کو حکم دیا، اور وہ تو یہی سوچ کر خوش ہو گئی کہ پھر سے ایک بار اس دشمنِ جاں کا دیدار نصیب ہو گا، یکایک اسے گزری رات کا وہ لمحہ یاد آیا تو جیسے اس کے سر سے لے کر پاؤں تک ایک سنسنی سی دوڑ گئی، جبکہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ بمشکل دل کی حالت پر قابو پاتے ہوئے وہ میر سالار کا ناشتہ لے جانے کی تیاری کرنے لگی۔

فریدہ بیگم کے کہنے پر وہ جوس کا گلاس، آملیٹ و بریڈ ٹرے میں سجائے اوپر چلی آئی۔ وہ تو شکر تھا کہ شبانہ بی باغ کی صفائی میں مصروف تھیں وگرنہ ان کی موجودگی میں تو یہ اب ممکن نہ تھا۔

وہ ٹرے ہاتھوں میں تھامے میر سالار کے کمرے کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی۔ کمرہ اندر سے بند تھا۔اس نے ہولے سے دستک دی۔

آ جاؤ؛؛اجازت ملنے پر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو دیکھا وہ بیڈ پر تکیئے کے سہارے نیم دراز لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔

سائیں یہ ناشتہ لائی ہوں جی! مرحا نے آہستگی سے کہا اور دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا، جس نے نظر تک اٹھا کر اسے نہ دیکھا تھا۔

رکھ دو! مصروف سے انداز میں کہا گیا۔اس نے پاس پڑی چھوٹی سی ٹیبل پر ٹرے رکھی اور ایک بار پھر اس ستمگر کو دیکھنے لگی، اس کا دل چاہا کہ وہ اس کی خیریت دریافت کرے، مگر وہ ایسا صرف سوچ سکتی تھی۔ وہ کشمکش میں مبتلا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کھڑی تھی کہ میر سالار نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ جیسے ہوش میں آتی پزل سی ہو گئی۔

وہ، وہ سائیں، کافی لاؤں یا چائے؟ اس نے مؤدب انداز میں سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

چائے!! مختصراً کہہ کر وہ دوبارہ کام میں محو ہو گیا، وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ "اسپیشل چائے؛ کیساتھ دوبارہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔ میر سالار اسی مصروفیات میں ناشتہ کر چکا تھا۔ اس نے چائے ٹیبل پر رکھی تو میر سالار نے ایک ہاتھ کی انگلیاں کی_بورڈ پر چلاتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے چائے کا کپ اٹھالیا۔ مرحا خالی ٹرے اٹھا کر دروازے کی طرف مڑی۔

ٹھہرو! یہ کیا چیز ہے؟ اس نے واپس جاتی ہوئی مرحا کو آواز دی تو وہ پلٹ کر استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

ج.جی سائیں کیا چیز؟ اس نے اس کی گھورتی نظروں پر گڑبڑا کر پوچھا۔

چائے کی بات کر رہا ہوں، اس میں تم نے ایکسٹرا کچھ مکس کیا ہے کیا؟ اس نے آنکھوں سے چائے کی جانب اشارہ کیا لہجہ تفتیش بھرا تھا۔

جی سائیں، زرا سی ہلدی ڈالی ہے.جی، اچھی بنی ہے نا؟ مرحا نے چہکتے ہوئے کہا۔

واٹ؟ آر یو آؤٹ آف یور سینسیس؟ چائے میں ہلدی کون ڈالتا ہے؟ وہ غصّے سے سلگتے ہوئے بولا، مرحا بری طرح بوکھلا گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ، وہ سائیں! بوکھلاہٹ میں اس کی آواز بھی بے ربط ہو رہی تھی کہ میر سالار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روکا، وہ مزید گڑبڑا گئی۔

لے جاؤ اسے! اس نے ٹیبل پر رکھی چائے کی جانب اشارہ کیا، وہ لرزتے قدموں سے آگے بڑھی اور کانپتے ہاتھوں سے مگ اٹھایا اس دوران اسے میر سالار کی گھورتی و چبھتی نظروں کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔

اور ہاں اگلی بار چائے بنانے کا طریقہ کسی سے پوچھ لینا!!! وہ دروازے پر پہنچی تو پیچھے اس کی غصیلی آواز پر بنا مڑے ہی سر ہلاتی باہر کی جانب بھاگی۔

احمق!! زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ سر جھٹکتا لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

❤❤❤❤❤

اسے حرم کی زبانی پتہ چل چکا تھا کہ سکندر شاہ واپس چلا گیا ہے۔ اس نے دل ہی دل میں بڑی حویلی کا چکر لگانے کا فیصلہ کر لیا، شام کے چار بجنے کو تھے جب تمام لڑکیاں باتیں کرتے ہوئے کالج کے گیٹ پر آ کھڑی ہوئیں۔

یار زوفا، مجھے آج تیرے ساتھ حویلی جانا ہے۔ اسی بہانے بی جان کیساتھ ساتھ سویرا و زری ادی وغیرہ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ حرم نے چیونگم چباتے ہوئے زوفا سے کہا تو اس کا بھی چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

حرم آپی، آپ کو تو بس موقع چاہئے زوفا آپی سے باتیں بگھارنے کا!! روشی کے تبصرے پر حرم کا تیزی سے چلتا منہ رک گیا، ساتھ ہی اس نے آنکھیں نکال کر روشانے کو گھورا تو اس کی کھی کھی کے ساتھ باقی لڑکیوں کی بھی ہنسی نکل گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسی اثناء میں دونوں ڈرائیور آ گئے تو حرم زوفا کے ساتھ چھوٹی حویلی جبکہ باقی لڑکیاں زوفا سے جلد ہی آنے کا وعدہ کر کے بڑی حویلی کی جانب روانہ ہو گئیں۔

"چھوٹی حویلی پہنچنے کے بعد حرم کی گرمجوشی اور بھی عروج پر پہنچ گئی، جبکہ زوفا ملازمہ کو کھانا لانے کا کہہ کر سب کے درمیان بیٹھ گئی۔بی جان وسویرا وغیرہ سے ڈھیروں باتیں کرنے کے بعد وہ زوفا کے ہمراہ اس کے کمرے میں آ گئی۔

ہائے قسم سے زوفا، کالج میں تو چلتے چلتے ہی خواری ہو جاتی ہے!! یار یہ صبوحی کدھر رہ گئی یار، بہت زوروں کی بھوک لگی ہے!! حرم نے زوفا کے نرم گرم بستر پر لیٹتے ہوئے پیٹ پر ہاتھ رکھ کے دہائی دی۔

بس آ جاتی ہے ابھی! تم لیٹو میں بس ابھی آئی، اس سے کہتی ہوں فالودہ بھی بنا دے، ہمارے اندر ٹھنڈک اتر جائے زرا!! زوفا شرارتاً کہتی باہر نکل گئی۔ حرم لیٹے لیٹے ہی بلا ارادہ ہی کمرے میں نظریں دوڑانے لگی کہ زوفا کی وارڈروب پر اس کی نظر آ ٹھہری۔

اوئے ہوئے، زرا شہزادی زوفا کی کلیکشن تو چیک کروں، دل ہی دل میں سوچتے ہوئے وہ اٹھی اور وارڈروب کھول کر کھڑی ہو گئی۔ جہاں سلیقے و ترتیب سے ڈھیروں پُرستائش کپڑے ہینگر میں لگے ہوئے تھے۔اس نے نچلی دراز کھولی تو اس میں رکھی ڈائری پر نظر پڑتے ہی چونک گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اوہ تو یہ گھنی میسنی صاحبہ ڈائری بھی لکھتی ہیں! زرا دیکھو تو اس لڑکی نے کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی، اب آئے گا مزہ جب تمہارے بھی راز فاش ہونگے ڈیئر زوفا!! حرم نے شوخ مسکراہٹ سمیت سوچتے ہوئے وارڈروب بند کی اور ڈائری اپنے بیگ میں ڈال لی۔

کچھ دیر میں زوفا ملازمہ کیساتھ ہی لوٹی تھی۔ شاید ہدایات دینے میں اسے اتنا وقت لگا تھا۔ کھانے سے انصاف کرتے ہوئے وہ دونوں دوبارہ شروع ہو گئیں۔ کھانے کے بعد کچھ دیر ریسٹ کر کے جب حرم بڑی حویلی لوٹی تو وقتِ مغرب ہو چکا تھا۔

💛💛💛💛💛

ہائے اماں، کیا بتاؤں کس قدر پیاری چوڑیاں تھیں۔ مجھے بھی ویسی ہی چوڑیاں لے دیں اماں، تھوڑی مہنگی ہیں مگر میری خوشیوں سے زیادہ تو کچھ نہیں ہے نا آپ کے نزدیک!! وہ پچھلے دس منٹ سے ان چوڑیوں کی شان میں قصیدے پڑھ رہی تھی جو آج وہ مدرسے میں ایک لڑکی کے ہاتھوں میں سجی دیکھ کر آئی تھی، نہ صرف دیکھ کر آئی تھی بلکہ دام بھی پوچھ آئی تھی۔ اسے چوڑیوں کا بہت شوق تھا۔ اس لئے اب وہ ان چوڑیوں کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔ وہ دونوں حویلی کی باہری سیڑھیوں پر بیٹھی تھیں۔ شبانہ بی کام کر کے تھک سی گئی تھیں تو زرا ستانے کو سیڑھیوں پر آ بیٹھی تھیں اور اب وہ مسلسل ان کے سر پر سوار تھی کہ وہ اسے چوڑیاں لے دیں۔

اتنی مہنگی چوڑیاں کیا کرے گی تو بتا؟ شبانہ بی نے اسے گھورا تو وہ روہانسی سی ہو گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اماں ظاہر ہے پہنوں گی، لے دیں اماں، کوئی ہزار کی تو نہیں ہیں۔یہی کوئی پانچ سو کی ہیں! وہ کوئی عام چوڑیاں نہیں ہیں بلکہ راجھستانی چوڑیاں ہیں جو کہ خراب نہیں ہوتیں جلد!!اس نے انہیں تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بیچارگی سے دیکھا۔

کہہ دیا نا نہیں لوں گی مرحا، بات ایک بار میں سمجھ جایا کر۔ تیرے لئے کوئی اور چوڑیاں لے لوں گی میں!!انہوں نے اسے سخت نگاہوں سے گھورا اس بار آواز میں رعب تھا۔مرحا کا منہ بن گیا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟ جبھی اپنے پیچھے مردانہ آواز پر وہ دونوں ماں بیٹی اچھل پڑیں اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

وہاں میر سالار کھڑا تھا۔بلیک کرتہ وبلیک جینس میں، پیروں میں کھسّہ پہنے، وکندھوں پر شال لئے وہ بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔مرحا نے بے اختیار دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری، وہ شاید اب واپس جا رہا تھا۔

کچھ پوچھ رہا ہوں میں؟اس نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے دونوں کے چہروں پر باری باری نظر کی تو مرحا نروس سی ہوتی شبانہ بی کو دیکھنے لگی جو بری طرح بوکھلا گئی تھیں۔

کچھ نہ نہیں سالار سائیں، یہ میرو تو پاگل ہے!انہوں نے ہنستے ہوئے ٹالنا چاہا۔

ہاں وہ تو خیر یہ ہے، شک نہیں ہے اس میں کوئی، آپ مجھے اس میٹنگ کی تفصیلات سے آگاہ کیجئے جو یہاں سیڑھیوں پر بیٹھ کر ہو رہی تھی!اس نے اچٹتی نظر مرحا پر ڈال کر پہلے تو اس کو جتاتے ہوئے لہجے میں "تعریف: سے نوازا پھر شبانہ بی کی جانب متوجہ ہوا۔مرحا کا منہ کھل گیا۔خیر جس قسم کے احمقانہ پن کا مظاہرہ اس نے اس کے سامنے اب تک کیا تھا، اس کے بعد اس کی جانب سے یہ تعریف تو مرحا کا جائز حق تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بس سائیں چوڑیوں کی ضد کر رہی ہے؛! شبانہ بی نے لاشعوری طور پر مرحا کو گھورتے ہوئے سالار کو وجہ بتائی، جبکہ مرحا کچھ جزبز سی ہو گئی۔ بنا کچھ کہے اس نے جینس کی پاکٹ سے والٹ نکالا اور اس میں چند ہزار ہزار کے نوٹ نکال کے مرحا کی طرف بڑھائے تو وہ بری طرح گڑ بڑا گئی۔ سرخ چہرے کیساتھ اس نے میر سالار کی طرف دیکھا جہاں ہمیشہ کی طرح سنجیدگی نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے نوٹ تھام لئے۔

شکریہ سائیں!! اس نے دھیرے سے کہا مگر جیسے آواز گلے میں ہی پھنس گئی۔ پتہ نہیں کیوں اس شخص کے سامنے اس کے ہوش و حواس مختل سے ہونے لگتے تھے۔

اس کے بعد اس نے شبانہ بی کو بھی کچھ نوٹ پکڑائے اور اپنی ازلی بے نیازی سے چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

مرحا نے نوٹوں کو مٹھی میں دباتے ہوئے گویا اس شخص کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرنا چاہا، سوچوں میں گم اس نے نظریں اٹھائیں تو شبانہ بی کو خونخوار نظروں سے خود کو گھورتے پایا۔

اب اس میں میری کیا غلطی ہے اماں؟ اس نے انہیں بیچارگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا

نہیں تیری نہیں، ساری غلطی تو میری ہے!! تنک کر کہتے ہوئے وہ تن فن کرتی اندر چلی گئیں۔ وہ بھی منہ پھلائے ان کے پیچھے ہی حویلی میں چلی گئی۔

میر سالار کے جانے سے اس کی طبیعت پر تھوڑی اداسی سی چھا گئی تھی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حویلی کی گہما گہمی حسبِ معمول عروج پر تھی۔رات کے دس بج رہے تھے لیکن ہمیشہ کی طرح گپ شپ کا یہ سلسلہ تقریباً بارہ بجے تک جاری رہنے والا تھا۔مدرسے سے آنے کے بعد آج اسے ستانے کا بھی موقع نہیں ملا تھا اس لئے وہ کافی تھک گئی تھی۔شبانہ بی کے زِمے ابھی بہت سے کام تھے، مگر اس کی تھکان کا خیال کرتے ہوئے انہوں نے اس کو انیکسی بھیج دیا یہ سوچ کر کہ اس کے حصے کے بھی کام نپٹا کر وہ بعد میں چلی جائیں گی۔

وہ انیکسی آئی اور آرام کی غرض سے پلنگ پر لیٹ گئی کہ یکایک اس کا دھیان میر سالار کی جانب چلا گیا۔وہ کیا گیا تھا کہ دل کی دنیا میں ہر سو اداسی چھا گئی تھی!اس نے اپنے پلو میں بندھے وہ نوٹ نکالے اور بستر سے اٹھ کر اپنی چھوٹی سی الماری کھولی اور وہ نوٹ حفاظت سے الماری کے ایک حصے میں رکھ دیئے۔پھر کچھ یاد آنے پر اس نے اپنے کپڑوں کی تہوں میں جھانکا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔میر سالار کا وہ رومال اس کی الماری سے غائب تھا جس پر گزشتہ راتوں میں کسی رات میں اس نے پین کی مدد سے "آئی لو یو میر سائیں؛ لکھا تھا۔

کہاں جا سکتا ہے ادھر ہی تو رکھا تھا میں نے!!سوچتے ہوئے وہ گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی۔اس کا ذہن شبانہ بی کی جانب چلا گیا کہ ہو سکتا ہے ان کے ہاتھ لگا ہو تو انہوں نے اس رومال کا وجود ہی ختم کر دیا ہو۔

اس نے کپڑوں کے پاس رکھا اپنا درمیانہ سائز کا باکس اٹھایا جس میں اکثر اوقات وہ ضروریات کی اشیاء رکھا کرتی تھی جس میں چوڑیاں سرِ فہرست تھیں۔باکس کھولتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے۔اس کی اپنی ایک عدد تصویر جو نہ جانے کس موقع پر لی گئی تھی، بہر حال اس نے وہ تصویر اپنے پاس محفوظ رکھی تھی،اور آج وہ تصویر بھی اس باکس سے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

غائب تھی۔اس کی گھبراہٹ دوچند ہو گئی۔اسی ادھیڑ بن میں اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب شبانہ بی کمرے میں آئیں اور اب اس کے عین پیچھے کھڑی اس کی حرکتیں ملاحظہ کر رہی تھیں۔

یہ تو کون سے خزانے تلاش کر رہی ہے؟ان کی پاٹ دار آواز پر وہ اچھل پڑی۔

افففف اماں، آپ نے تو ڈرا ہی دیا!اس نے قدرے خفگی سے کہا پھر جھجھکتے ہوئے شبانہ بی کو دیکھا۔

اماں آپ نے میرا کوئی سامان ہٹایا ہے کیا؟اس نے تھک ہار کر الماری کا پٹ کرتے ہوئے ان سے پوچھا۔

ہیں میں کیوں کوئی سامان ہٹانے بچانے لگی؟ مجھے بھلا فرصت ہے ان کاموں کی!! وہ کہتی ہوئی پلنگ پر بیٹھ گئیں جبکہ وہ اپنی جگہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی

"کون سا سامان تھا ویسے جسے تو اتنا دل لگا کر ڈھونڈ رہی تھی کچھ پتہ تو چلے؛شبانہ بی کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں آئی اور بمشکل لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔

کچھ خاص نہیں تھا اماں، بس چوڑیاں تھیں میری!ہو سکتا ہے میں نے ہی صغریٰ کو دیں ہو!اس نے ان کی تسلی کی۔

تو صبح پوچھ لینا اس سے، فلحال جا کر نماز پڑھ ورنہ وقت نکل جائے گا!شبانہ بی اسے کہہ کر خود بھی نماز کے لئے اٹھ گئیں۔

مرحا کا دل ایک انجانے خدشے کے زیرِ اثر تھا۔

"کہیں وہ رومال حویلی کے کسی فرد کے ہاتھ تو نہیں لگ گیا، لیکن کس کے؟ یہاں انیکسی میں تو حویلی کا کوئی بھی مکین کبھی نہیں آتا تھا تو یہ چیزیں اس کی الماری سے کون اڑا لے گیا تھا جس کی اسے خبر تک نہ ہونے دی تھی؛؛اس کا دماغ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بری طرح ماؤف ہونے لگا۔آج کی رات بھی آنکھوں ہی میں کٹ جانی تھی۔گہری سانس بھرتے ہوئے وہ بوجھل ذہن کیساتھ وضو کیلئے اٹھ گئی۔

طلسمِ خاک کے پھیلے ہوئے غبار میں ہوں

نہ جانے کون ہوں اور کس کے اختیار میں ہوں

💚💚💚💚💚

زرا دیکھوں تو محترمہ زوفا صاحبہ نے اس ڈائری میں کیا کیا راز چھپائے ہوئے ہیں!! حرم نے بیگ سے ڈائری نکالتے ہوئے دل ہی دل میں سوچا، ساتھ ہی ایک نظر عفاف پر ڈالی جو گہری نیند میں گُم تھی۔

وہ ڈائری کھول کر بیڈ پر تکیئے کے سہارے آرام سے بیٹھ گئی۔ڈائری کے پہلے صفحے پر نہایت خوبصورتی سے زوفا کا نام لکھا ہوا تھا، جسے پُرستائش نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے دوسرا صفحہ پلٹا۔

مگر جوں جوں اس کی نظریں اس پر لکھے لفظوں پر پھسلتی گئیں دل و دماغ میں گویا آندھی و جھکڑ سے چلنے لگے۔ایک، دو، تین۔۔۔۔؛؛؛وہ جتنے صفحے پلٹتی گئی اس کی آنکھیں بے یقینی کی شدت سے پھٹتی چلی گئیں۔چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات لئے وہ ساکت سی بیٹھی ڈائری پر لکھے ان لفظوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ صرف الفاظ نہیں تھے، بلکہ ایک جنون کی داستان تھی جو لفظوں کے ذریعے اس ڈائری کے اوراق پر رقم کر دی گئی تھی۔بمشکل چند صفحات پڑھنے کے بعد اس نے بھینچے ہوئے تاثرات کیساتھ ڈائری بند کی۔دل و دماغ ایک بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ لرزتے قدموں سمیت اٹھی اور ڈائری بیگ میں رکھ کر بیڈ پر ڈھے سی گئی۔

کیوں زوفا؟ تم نے کیوں کیا ایسا؟ تم سکندر سائیں سے میری محبّت کی شدّت پسندیدگی سے اچھی طرح واقف تھی، پھر تمہاری جرت کیسے ہوئی کہ تم میری محبّت کے بارے میں اس طرح کے خیالات رکھو،،، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں !!

آنسو پونچھتے ہوئے وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھالیا۔ غم و غصّے سے اس کا برا حال تھا۔ زوفا کے نمبر پر کلک کرتے ہوئے کسی خیال سے اس کے ہاتھ رک گئے، ایک طنزیہ مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا۔

"میں کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہوں بھلا، جبکہ مجھے پتہ ہے کہ سکندر سائیں صرف میرے ہیں۔ انہیں مجھ سے زوفا تو کیا کوئی بھی نہیں چھین سکتا کوئی بھی نہیں۔ اس لئے میں تم سے کوئی باز پرس نہیں کروں گی زوفا، لیکن معاف کرنا، اب چاہ کر بھی میں تم سے پہلے کی طرح نہیں رہ سکتی کیونکہ تم نے میرے ساتھ خیانت کی ہے،، تمہیں کبھی معافی نہیں ملے گی سمجھی تم؛؛ وہ پتھریلے تاثرات کیساتھ سوچتی ہوئی ہسٹریک ہو رہی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

آج مدرسے میں اس کا رتی برابر بھی دل نہ لگا تھا۔ دل عجب کشمکش میں مبتلا جبکہ وہ خود بھی کافی پریشان حال تھی۔ اس کی سہیلیوں نے کئی مرتبہ اس کی غائب دماغی نوٹ کی پر وہ ٹال گئی، مگر حقیقتاً اس کا دل ایک انجانے خوف سے لرز رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مدرسے سے واپس آنے کے بعد سب سے پہلے وہ حویلی گئی تاکہ شبانہ بی کو اپنی شکل دکھا کر مطمئن کر سکے، وگرنہ وہ پریشان ہو جاتی تھیں، کیونکہ وہ کام کے دوران بار بار انیکسی کے چکر نہیں لگا سکتی تھیں۔انہوں نے اسے چینج کر کے ریسٹ کرنے کا کہا تو وہ انیکسی چلی آئی۔بوجھل قدموں سے چلتی ہوئی وہ پلنگ پر آ بیٹھی اور سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

یااللہ، میری مدد کر، مجھے کوئی راستہ دکھا! میں کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا! بے اختیار اوپر والے سے مدد طلب کرتے ہوئے بے بسی سے اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔وہ نہ جانے کب تک اسی زاویئے پر بیٹھی رہتی کہ دروازے پر انگلیوں کی ٹک ٹک پر چونک کر سر اٹھایا تو جیسے اپنی جگہ جم سی گئی۔دروازے پر روشانے عجیب سی پراسرار مسکراہٹ سمیت کھڑی تھی۔مرحا کے رگ وپے میں جیسے ایک خوف سا سرائیت کر گیا۔وہ ہڑبڑا کر پلنگ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ر،روشی بی بی آپ یہاں؟اس کے لڑکھڑاتے لہجے میں حیرت رچی بسی تھی۔حویلی کسے کسی بھی فرد کی یہاں موجودگی اس کے لئے باعثِ حیرت ہی ہو سکتی تھی۔

کیوں کیا میں یہاں نہیں آ سکتی؟ بھول گئی ہو کیا کہ تم لوگوں کے لئے یہ جو انیکسی ہے، یہ بھی بڑی حویلی کی ہی کرم نوازیاں ہیں تم لوگوں پر!! وہ ٹھہر ٹھہر کر جتانے والے انداز میں کہتی اندر داخل ہو گئی جبکہ تیکھی نظریں مرحا کے چہرے پر ہی دوڑ رہی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ن نہیں روشی بی بی، میرا یہ مطلب تو نہیں تھا۔ ہماری یہ سوچنے کی مجال کیا ہے بھلا!!اس نے نظریں جھکاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ روشانے عجیب سے تاثرات کیساتھ کمرے کا معائنہ کرنے لگی اور پھر اسے دیکھا جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کافی پریشان حال لگ رہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ تمہاری بہت قیمتی چیز گم گئی ہے اور وہ مل کے نہیں دے رہی کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟ اس کے چبھتے ہوئے لہجے پر مرحا بے اختیار اس کو دیکھنے لگی، دل عجیب سے انداز میں دھڑکنے لگا تھا۔

ک کیا مطلب روشی بی بی؟ میں کچھ سمجھی نہیں!! بمشکل تھوک نگلتے ہوئے اس نے بات پوری کی، نہ جانے کیوں اسے روشانے کا ہر انداز بہت عجیب و پراسرار لگ رہا تھا۔

واہ بھئی واہ، یعنی کہ اب تمہیں مطلب بھی میں ہی بتاؤں؟ یہ تو پتہ تھا کہ معصوم ہو، لیکن اس حد تک بیوقوف بھی ہو اس کا علم آج ہوا ہے؛؛ وہ کاٹ دار آواز میں بولی۔ مرحا کا چہرہ اندرونی خلفشار کے باعث سرخ سا ہونے لگا۔ جبھی روشانے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا موبائل آن کیا اور ایک تصویر اوپن کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے کی جسے دیکھکر مرحا کے سر پر گویا پہاڑ گر پڑا۔ خوف و ہراس سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ ساکت سی موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی جہاں وہ میر سالار کی پیشانی پر جھکی بوسے لے رہی تھی۔ اس کا مطلب اس کی وہ تصویر بھی روشی نے ہی لی تھی، آخر کیوں وہ اس کی تصویر کیساتھ کیا کرنے والی تھی؟ اس سے آگے اس کا ذہن سوچنے و سمجھنے سے قاصر تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حیران تو ضرور ہوئی ہو گی تم کہ یہ راز آخر مجھ تک کیسے پہنچا ہے نا؟ روشانے نے اس کے تاثرات سے حظ اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ یکا یک جیسے ہوش میں آئی اور تڑپ کر اس کے ہاتھوں سے موبائل لینا چاہا مگر اس نے ہاتھ پشت پر کر لیا۔

نا،، جرت بھی مت کرنا! اپنی اوقات میں رہو سمجھی! میرے پاس صرف یہ ہی نہیں بلکہ یہ بھی موجود ہے؛؛؛اس نے بائیں ہاتھ کی مٹھی میں دبا رومال اس کے سامنے کیا تو مارے دہشت کے مرحا کو جیسے غشی سی آ گئی۔ وہ اپنی جگہ ساکن پتھر بنی کھڑی تھی۔ روشانے اب اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے اطراف چکر کاٹنے لگی؛؛

وہ تو بھلا ہو میرے امتحانات کا، جس کی تیاریوں میں میں نصفِ شب تک جاگتی رہتی ہوں، اور پھر میرے ہاتھ یہ دلچسپ منظر کیپچر کرنے کا سنہری موقع آ گیا۔ خیر تمہیں کیسے خبر ہو گی، تمہیں تو عشق کے امتحانات ہی دینے سے فرصت نہیں ہے۔ کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟ اس کا بازو اپنے شکنجے میں بے دردی سے دبوچتے ہوئے اس نے چبا چبا کر پوچھا تو تکلیف کی شدت سے مرحا کی آنکھیں بھر آئیں۔

روشی بی بی خدا کیلئے رحم کریں مجھ پر، میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں روشی بی بی خدارا مجھے ان مشکلات میں نہ ڈالیں!! اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا، آواز جیسے ڈوب رہی تھی۔ چہرہ خون چھلکانے کی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے! تو جو میں کہوں گی وہ تمہیں کرنا پڑے گا ہر حالت میں، بولو کرو گی؟ اس کا بازو جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے اس نے سخت لہجے میں پوچھا تو وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ روشانے کے چہرے پر شاطرانہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

یہاں نہیں،رات میں تمام کاموں سے فارغ ہو کر تم مجھے سب سے اوپر والی منزلہ پر ملو،وہاں تمہیں تفصیلات سے آگاہ کروں گی۔اور ہاں وقت پر پہنچ جانا ورنہ تم مجھے جانتی نہیں ہو کہ میں کیا چیز ہوں! دھمکی آمیز انداز میں کہتی وہ اٹھلاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔مرحا کی آنکھوں میں دھند سی چھا گئی۔اپنے بے دم ہوتے وجود و چکراتے ہوئے سر کیساتھ وہ جیسے پلنگ پر ڈھے سی گئی۔مارے گھبراہٹ کے ہاتھ پاؤں برف سے ہونے لگے تھے۔نہ جانے اب اس کی تقدیر اسے اپنے کون کون سے روپ دکھانے والی تھی۔

کبھی رک گئے کبھی چل دیئے
کبھی چلتے چلتے بھٹک گئے
یونہی عمر ساری گزار دی
یونہی زندگی کے ستم سہے،
کبھی عرش پر کبھی فرش پر
کبھی ان کے در کبھی دربدر،
غمِ عاشقی تیرا شکریہ
ہم کہاں کہاں سے گزر گئے!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آج حرم کالج نہیں آئی تھی۔اور وہ صبح سے کئی بار اس کے نمبر پر ٹرائی کر چکی تھی مگر دوسری جانب سے فون ریسیو نہیں ہوا تھا۔

آخر یہ لڑکی ہے کہاں؟وہ سوچوں میں گم بیٹھی تھی کہ موبائل کی رنگ پر چونک اٹھی،اٹھا کر چیک کیا تو حرم کی کال آ رہی تھی،اس نے جلدی سے کال ریسیو کی۔

کدھر ہو تم حرم؟فون کدھر تھا تمہارا؟اور یہ آج تم کالج کیوں نہیں آئی؟اس نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

بولو کیا بات ہے؛کچھ کام تھا کیا؟اس کے برعکس دوسری جانب حرم کے لہجے سے وہ شگفتگی غائب تھی جو زوفا سے باتیں کرتے ہوئے خود بخود اس کے لہجے میں در آتی تھی۔

کیا ہوا حرم؟کوئی بات ہوئی ہے کیا؟تم اتنی سنجیدہ کیوں لگ رہی ہو؟زوفا نے فکر مندی سے پوچھا۔

نہیں بھلا مجھے کیا ہونا ہے،میں ٹھیک ہوں،دل نہیں تھا میرا آج کالج آنے کا سو نہیں آئی۔بس سکندر سائیں کا فون آیا تھا ان سے باتیں کرتے ہوئے وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا تم تو جانتی ہو!خیر،معاف کرنا زوفا،مجھے لگتا ہے پھر سے سکندر سائیں کی کال آ رہی ہے۔میں تم سے پھر بات کروں گی!حرم نے عجلت بھرے انداز میں کہا

کوئی بات نہیں حرم تم کر لو بات،انشاءاللہ کل کالج میں ملاقات ہو گی!!!زوفا نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ نرمی سے کہا اور کال کٹ کر دی،لیکن پتہ نہیں کیوں اسے حرم کے انداز سے آج ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس سے جان چھڑانے کے چکر میں تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پتہ نہیں کیا بات ہے، وگرنہ حرم نے تو اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا، یا ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو،،، سوچتے ہوئے اس نے ذہن سے اپنے خیالات کو جھٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے پاس پڑی کورس کی کتاب اٹھالی۔

💛💛💛💛💛

یار صارم بس تو حکم کر، کیا کرنا ہے بتا؟ صارم شاہ کے دوست وحید نے پر جوش انداز میں اس سے پوچھا

کرنے کو تو میں اکیلا ہی کافی ہوں، تجھے اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے! بس شموئیل خان کی یہاں موجودگی کا انتظار ہے مجھے! صارم شاہ نے بھینچے ہوئے جبڑے کے ساتھ کہا۔

آنکھوں میں شموئیل خان کے لئے بے تحاشہ نفرت نظر آرہی تھی۔ اس وقت وہ اپنے دوست وحید کیساتھ ڈیرے پر موجود تھا، اور ان کی گفتگو کا حصہ شموئیل خان تھا۔

لیکن تو نے سوچا کیا ہے اس کی تو خبر کر مجھے! وحید نے اسے جانچتے ہوئے پوچھا

پتہ چل جائے گا میرے یار، اتنی جلدی کاہے کی ہے؟ بس شموئیل خان کے آنے کی دیر ہے۔ گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلا تو انگلی ٹیڑھی بھی کرنی آتی ہے مجھے۔ ہو گا وہی جو میں چاہوں گا!!! اس نے دھوئیں کے کش اڑاتے ہوئے وحید کو دیکھ کے ایک آنکھ ماری پھر وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

✨✨✨✨✨

دل و دماغ پر اس قدر وحشت طاری تھی کہ اسے لگ رہا تھا بس کسی پل اس کا دم نکل جائے گا۔ خود کو ان سوچوں کے شکنجے سے وقتی طور پر آزاد کرنے کو وہ روشانے کے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد بمشکل اٹھی اور چینج کر کے حویلی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

چلی آئی۔ جہاں کام کاج میں اس کا ذہن تھوڑا بہت محو ہو ہی جاتا تھا، مگر دل و ذہن اس قدر بوجھل تھا کہ اس سے ایک نوالہ تک نہ کھایا گیا حالانکہ اس نے دن بھر کچھ نہیں کھایا تھا۔ شبانہ بی کے بہت اصرار پر بھی اس کے حلق سے کچھ نہیں اتر سکا۔ وہ چاہ کر بھی ان سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی، کیونکہ اسے ان کے متوقع رد عمل کا پتہ تھا۔ بے بسی ہی بسی تھی۔

شبانہ بی آج معمول سے زیادہ تھک گئی تھیں سو وہ کمرے میں آکر نماز ادا کرنے کے فوراً بعد ہی سو گئیں۔ ان کے سونے کا یقین کرتے ہوئے وہ لرزیدہ قدموں سے انیکسی سے نکلی اور حویلی چلی آئی۔

اوپری منزلہ تک کا سفر طے کرتے ہوئے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ دم بہ دم دار پر چڑھ رہی ہے۔ عجیب سی بے کلی نے اس کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ بمشکل وہ سیڑھیاں عبور کرتی اوپر آئی تو حویلی کی بڑی سی چھت پر روشنیوں کی چکاچوند میں اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔۔۔

اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تو اسے چھت پر یہاں سے وہاں چکر کاٹتی روشا نے نظر آگئی۔ آہٹ پر وہ تیزی سے اس کی جانب لپکی۔ انداز غصّے سے بھرپور تھا۔

کدھر رہ گئی تھی تم ہاں؟ غراتے ہوئے اس نے اسے جھٹکا دیا وہ ہلکے سے پیچھے کی جانب لڑکھڑا سی گئی۔

اماں جاگ رہی تھیں روشی بی بی،، مرحانے سر جھکاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میں نے تمہیں کام کاج سے فارغ ہو کر آنے کو کہا تھا،، یہ نہیں کہا تھا کہ اپنی ماں کو لوری سنا کر آنا،، تمہیں پتہ ہے میں کتنی دیر سے انتظار میں ہوں یہاں پر؟ یہ نہیں کہہ سکتی تھی تم ان سے کہ مورے نے کسی کام سے بلایا ہے؟ وہ بد تمیزی سے بولی تو مرحا کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہو گیا۔

اب جو میں پوچھوں اس کا جواب دو ہاں یا ناں میں؟ اس کے کہنے پر مرحا نے اپنی سوالیہ نظریں اٹھائیں۔

تم میر سائیں سے محبت کرتی ہو چلو اس بات کا اندازہ تو مجھے ہو ہی گیا ہے، لیکن یہ بتاؤ کیا تم انہیں کھونے کی ہمت رکھتی ہو؟ اس کی نظریں گویا مرحا کے چہرے کا ایکسرے کر رہی تھیں، اس کی بات پر بے اختیار مرحا نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

روشانے کا زوردار قہقہہ فضا میں بکھر گیا۔

کھونے کی ہمت بھی نہیں ہے پانے کی قوت بھی نہیں ہے،، واؤ کیا ون سائڈیڈ لو سٹوری ہے،، وہ مزاق اڑاتے ہوئے بولی تو مرحا کے زخموں سے گویا خون رسنے لگا۔ اس نے پلکیں جھپک جھپک کر آنکھوں میں در آئی نمی کو پیچھے دھکیلا۔

دیکھو مرحا، تم اگر ان سے جا کر اپنی محبت کا برملا اظہار کر بھی دو تو بھی دھتکار ہی تمہارا مقدر بنے گی، کیونکہ تمہیں اپنی حیثیت کا تو پتہ ہے نا! لیکن میرے پاس ایک راستہ ہے۔ کچھ ثبوت بھی ہیں میرے پاس کچھ میں خود سے بنالوں گی تم فکر نہ کرو!! مکروہ مسکراہٹ کیساتھ اس نے اپنی بات کہی تو مرحا کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہ نہیں ہر گز نہیں، میں یہ نہیں کر سکتی روشی بی بی خدا کیلئے مجھے بخش دیں۔ یہ لوگ مجھے جان سے مار دیں گے خدا کا واسطہ ہے آپ کو؟ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بلک بلک کر رو دی۔

تو پھر ٹھیک ہے،، دیکھتی رہنا، جب تمہاری آنکھوں کے سامنے میر سائیں کی زندگی میں کوئی اور لڑکی شامل ہو جائے گی!! برداشت کر پاؤ گی تم بولو؟ وہ بے نیازی سے کہتے ہوئے اپنی چوٹیوں سے کھیلنے لگی اور مرحا کے آنسو وہیں ٹھٹھر سے گئے۔

کیوں؟ تکلیف ہوئی نا؟ اور سنا ہے تمہارے لئے بھی رشتہ آیا ہے۔ تو خود سوچو کہ تم نے کیا بننا ہے مرحا میر یا مرحا امجد؟ وہ اس کی پوری طرح واں آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

نہ نہیں، مجھ میں میر سائیں کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے میں ان کے بغیر مر جاؤں گی۔ لیکن آپ جو کہہ رہی ہیں میں وہ بھی نہیں کر سکوں گی روشی بی بی!! وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

لو جی،، میں نے تو سنا ہے کہ محبت میں بڑی طاقت ہوتی ہے،، محبوب کو پانے کے لئے انسان کچھ بھی کر گزرتا ہے۔ لیکن تمہاری محبت تو بڑی بودی نکلی، تم اپنی محبت کو حاصل کرنے کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتی؟ روشانے نے اس بار نیا حربہ استعمال کرنا چاہا۔

روشی بی بی میں میر سائیں سے بہت محبت کرتی ہوں۔ میری محبت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ لیکن میں مجبور ہوں خدارا مجھ سے وہ نہ کرنے کو کہیں،، جسے کرنے کو میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا۔۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے سسک اٹھی۔ اس کے انگ انگ سے اس کی بیچارگی ظاہر ہو رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ٹھیک ہے پھر میں وہ تصویر اور رومال جا کر داداسائیں و مورے کی خدمت میں حاضر کر دیتی ہوں اب وہی فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا ہے!!! وہ بے رحمی کی انتہا پر تھی۔ مرحا کے جسم سے تو جیسے کسی نے روح کھینچ لی۔ وہ تڑپ کر روشانے کے قدموں میں جا بیٹھی۔

روشی بی بی خدا کیلئے یہ نا کریں، یہ لوگ مجھے زندہ دفن کر دیں گے روشی بی بی، اور میں میر سائیں کیساتھ ایسا مر کے بھی نہیں کر سکتی خدا کے لئے نہ ہی ان کے لئے کچھ ایسا کبھی سوچا ہے میں نے،، آپ ایسی باتیں نہ کریں خدارا!!! وہ گھٹی گھٹی آواز میں روتی ہوئی بولی تو روشانے نے اسے کندھوں سے دبوچتے ہوئے جھٹکے سے اس کے وجود کو کھڑا کیا۔

تو پھر اس کا آسان سا حل تو بتا رہی ہوں تمہیں، لیکن تمہیں ہی زلیل ہونے کا شوق ہے تو میں کیا کروں!! سارے ثبوت میں مورے کی خدمت میں حاضر کر دوں گی اور فکر نہ کرو،، میر سائیں کی جانب سے بھی ثبوث جمع کر لئے ہیں میں نے، وہ بھی ایسے کہ کوئی ان کی بات پر چاہتے ہوئے بھی یقین نہیں کر سکے گا!! تمہیں بس یہ کرنا ہے کہ تم سے پوچھا جائے تو ہامی بھر لینا اس سے اس بات پر مہر لگ جائے گی۔ فکر نہ کرو، تھوڑا بہت تو سب کے مظالم تمہیں سہنے ہونگے۔ محبت کی ہے تم نے تو اتنا تو جھیلنا تمہارا فرض ہے بھئ۔ بعد میں میر سائیں بھی تمہارے ساتھ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور مرحا منہ پر ہاتھ رکھے اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹتے ہوئے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں روشی بی بی؟ اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہو نہہ !! میں تو تمہارا ہی بھلا چاہ رہی ہوں لیکن لگتا ہے تمہیں عزت راس نہیں،، تم دونوں کو ملانا چاہتی ہوں اور تم مجھ سے ہی یہ سوال کر رہی ہو ہاں ؟اس نے اس کی کلائی اپنے ہاتھوں میں دبوچی۔

اور میری بات سنو مرحا،، اگر تم نے کسی کے سامنے یہ کہا کہ میں نے تم سے یہ کہا تھا کرنے کو تو یہ مت سمجھنا کہ لوگ یقین کر لیں گے تمہاری بات کا، تم ایک ملازمہ ہو کوئی تمہاری باتوں پر کان نہیں دھرے گا، اور مجھے اپنا بچاؤ کرنا بہت اچھی طرح آتا ہے، لہٰذا کوشش بھی مت کرنا نہیں تو تمہیں میرے عتاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔۔

اب جا سکتی ہو تم !! اس نے اس کی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے گویا لفظوں کو چبا چبا کر بات کہی۔ مرحا بے اختیار پلٹی اور اپنی سسکیاں دباتی تیزی سے سیڑھیاں اتر گئی پیچھے روشانے کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی۔

""تم بہت معصوم ہو مرحا بخش، تمہاری معصومیت کا فاعدہ اٹھانے میں مزہ آئے گا۔ میرا بدلہ پورا ہونے کا وقت بس ہوا چاہتا ہے، آپ نے مجھے ٹھکرا کر اچھا نہیں کیا میر سائیں، اب آپ کو تذلیل کا اصل مطلب بتاؤں گی میں ؛؛وہ سرشار سی سوچتی خود بھی نیچے جانے کے لئے بڑھ گئی۔

کمرے میں داخل ہو کر مرحا نے ہراساں نظروں سے شبانہ بی کی پلنگ کی جانب دیکھا تو وہ دوسری جانب کروٹ لئے بے خبر سو رہی تھیں۔ وہ اپنے بستر پر بے دم سی گر پڑی۔ اس کا سانس جیسی دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔

آپ کی محبت نے مجھے رول دیا ہے میر سائیں،، میں بہت مجبور ہو گئی ہوں۔ میرے آگے کنواں ہے تو پیچھے کھائی، مجھے سمتوں کی سمجھ نہیں آ رہی،، میں وہ دن آنے سے پہلے ہی مر جانا چاہتی ہوں، یا اللہ مجھے موت دے دے۔۔۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنے خوف کی شدت سے شور کرتے دل پر ہاتھ رکھ کر وہ اذیت کی انتہا پر پہنچتی بے آواز ایک تسلسل سے رو پڑی۔
اسے ہر جانب تاریکی نظر آ رہی تھی۔اور اس تاریکی میں وہ خود کو ایک بند گلی میں تنہا کھڑی محسوس کر رہی تھی۔

اب تو خواہش ہے یہ درد ایسا ملے
سانس لینے کی حسرت میں مر جائیں ہم
اب تو خواہش ہے یہ ایسی آندھی چلے
جس میں پتوں کی مانند بکھر جائیں ہم،
اب تو خواہش ہے یہ دنیا والوں کا غم
ایسی ٹھوکر لگائے کہ جی نہ سکیں
ایسی الجھیں یہ سینوں میں سانسیں کہ پھر
کہ ہم دوا پینا چاہیں تو پی نہ سکیں؛؛
کوئی ہمدم، نہ راہی نہ راحت ملے
ایک پل کا سہارا نہ چاہت ملے!
اب تو خواہش ہے یہ۔۔۔۔۔
دشت ہی دشت ہونگے پاؤں چلیں
ہم سرِ بزم شمع کی مانند جلیں!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اب تو خواہش ہے یہ کہ سزا وہ ملے

کوئی صحرا، قلعہ یا بیابان ہو

جس میں سالوں تلک قید ہی قید ہو

تجھ سے کرنے کی ہمت نہیں دل میں جو

بیوفائی وہاں پر وہ ناپید ہو!

اب تو خواہش ہے یہ کہ سزا وہ ملے

روئیں جائیں تو چپ نہ کرائے کوئی

دور جنگل میں یا پھر کسی دشت میں

ہاتھ پکڑے میرا چھوڑ آئے کوئی!!

بہت دشوار ہوتا ہے زرا سا فیصلہ کرنا

کہ جیون کی کہانی کو،،

بیانِ بے زبانی کو،

کہاں تک یاد رکھنا ہے

کہاں سے بھول جانا ہے،

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسے کتنا بتانا ہے،

اسے کتنا چھپانا ہے!

کہاں آنسو بہانے ہیں

کہاں خاموش رہنا ہے،

کسی غم کو کہاں پر

کون سی شدت سے سہنا ہے!

کہاں رستہ بدلنا ہے،

کہاں سے لوٹ آنا ہے!

بہت دشوار ہوتا ہے

زرا سا فیصلہ کرنا!!!

پوری رات جاگنے کے باعث جب وہ صبح اٹھی تو آنکھوں کی جلن میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔اس کے امتحانات شروع ہونے کو تھے اس لئے وہ کسی قیمت پر مدرسے سے چھٹی نہیں کر سکتی تھی۔اسے مدرسے بھی جانا ہوتا تھا مگر وہ حویلی میں کچھ کام نپٹا کر ہی مدرسے جاتی تھی۔رات بھر اسی ادھیڑ بن میں وہ بالآخر ایک فیصلے پر پہنچ چکی تھی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہر گز روشانے کی بات پر عمل نہیں کرے گی بلکہ اسے انکار کر دے گی۔فجر پڑھ کر وہ شبانہ بی کے ساتھ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حویلی چلی آئی تھی جہاں رونقوں کا وہی عالم تھا۔ صبح صبح شموئیل شاہ کی آمد پر سارے خوش ہو گئے تھے،اس بار وہ کافی عرصے بعد حویلی آیا تھا۔

حویلی میں کچھ کام نپٹا کر وہ مدرسے کے لئے تیار ہونے انیکسی چلی گئی۔ تیار ہو کر وہ دوبارہ حویلی آئی تو دیکھا کہ روشانے اطمینان سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی، شاید آج اس کا کالج جانے کا ارادہ نہ تھا۔اس کا اطمینان دیکھکر مرحانے اندازہ لگایا اور موقع غنیمت جان کر وہ اس کے پاس چلی آئی۔ باقی لڑکیوں نے بھی ناشتے کے بعد جلدی جلدی کا شور مچاتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

روشی بی بی مجھے آپ سے بات کرنی ہے! مرحانے سپاٹ لہجے میں آہستگی سے کہا تو ناشتہ کرتی ہوئی روشانے چونک سی گئی،اور سر اٹھا کر کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

تم اپنی انیکسی چلو! میں وہیں آتی ہوں سمجھی! دانت کچکچاتے ہوئے اس نے کہا تو مرحا اثبات میں سر ہلاتی انیکسی چلی آئی۔روشانے سے ہر حال میں اسے وہ بات کرنی تھی، پھر اسے مدرسے بھی جانا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی کہ پیچھے سے تن فن کرتی روشانے اندر داخل ہوئی اور اس کا بازو اپنی مضبوط گرفت میں پکڑ کر کھینچا تو وہ بری طرح بے توازن ہو گئی۔

سب کے سامنے تمہارا منہ کھولنا ضروری ہے کیا بولو؟ اگر کسی کو بھنک بھی پڑ جاتی تو میں تمہارا کلیجہ چبا جاتی سمجھی تم! ایسی بھی کیا آفت نازل ہو گئی تھی تم پر صبح صبح جو تم سے صبر نہیں ہو سکا ہاں؟ خونخوار لہجے میں بولتی روشانے واقعی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہی مرحا کو اس پل کوئی آدم خور لگی تھی۔ مرحا کی آنکھوں میں ایک انجانا سا خوف اتر آیا لیکن اس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اس پر قائم تھی۔

روشی بی بی، معاف کیجئے گا لیکن آپ جو چاہتی ہیں میں ہر گز وہ نہیں کر سکتی! میں نے محبت کی ہے بیشک، لیکن میں خود غرض نہیں بن سکتی! میں میر سائیں کے ساتھ مر کر بھی وہ سب نہیں کر سکتی جو کچھ کرنے کو آپ مجھے کہہ رہی ہیں۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے۔ میں معافی چاہتی ہوں! اس نے نم آنکھوں سے سر جھکا کر کہا۔ لہجہ لرزہ خیز تھا۔

کیا؟ کیا کہا تم نے؟؟ تمہاری اتنی جرت کہ تم مجھے انکار کرو؟ مجھے تو پہلے ہی تم پر شک تھا کیونکہ تم نے رات بھی کوئی حامی نہیں بھری تھی! ٹھیک ہے ڈیئر مرحا، نہ تو نہ سہی،، اب تم سکون سے مدرسے جاؤ۔ لیکن بھولنا مت کہ روشی اتنی آسانی سے تمہارا پیچھا چھوڑ دے گی۔۔۔ اس کے ہاتھ کی کلائی مروڑتے ہوئے روشانے کوئی جنونی لگ رہی تھی۔ مرحا تکلیف کی شدت سے بلبلا اٹھی۔ چہرہ بے تحاشہ لال ہو گیا تھا، کچھ توقف کے بعد اس نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو وہاں اس کی سخت گرفت سے نشان پڑ گئے تھے، جبکہ روشانے اسے شعلہ بار نظروں سے گھور رہی تھی۔ بے تحاشہ درد کرتے ہاتھ کی تکلیف کو نظر انداز کر کے مرحا نے اپنا بیگ اٹھایا جس میں چند کتابیں نوٹ بک و پین رکھ کر وہ مدرسے جاتی تھی۔ دھک دھک کرتے دل کیساتھ وہ تقریباً بھاگتی ہوئی انیکسی سے نکلی تو گیٹ پر کھڑی صغریٰ کئی بار اسے آوازیں لگانے کے بعد انیکسی کی ہی جانب آتی دکھائی دی۔

میر و تو کدھر رہ گئی تھی؟ چل دیر ہو رہی ہے!! اس نے قدرے خفگی سے کہا تو مرحا سر ہلاتی ہوئی تیز رفتاری سے بنا پیچھے مڑے اس کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پیچھے روشانے نے مرحا کی الماری سے اس کا معمولی سا دوپٹہ نکالا اور طنزیہ مسکراہٹ سمیت انیکسی سے نکلی۔ مرحا کے انکار نے اس کے اندر گویا لاوا بھر دیا تھا۔

"تمہیں پتہ نہیں ہے مرحا بخش کہ روشانے شاہ سے پنگا لینے کا کیا انجام ہوتا ہے، اب میں تمہارے کندھے پر بندوق رکھ کر چلاؤں گی،، میرا بدلہ بھی ہورا ہو جائے گا اور تم اور میر سائیں دونوں زلیل بھی ہو جاؤ گے پورے خاندان کے سامنے۔۔۔بس دیکھتی جاؤ میں کیا کیا کرتی ہوں!!اس کا دوپٹہ اپنی مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر کمینگی سے بھرپور مسکراہٹ اور آنکھوں میں شیطانی چمک رقص کر رہی تھی۔

💛💛💛💛💛

مورے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے! شام کے تقریباً چار بجنے کو تھے۔جب روشانے دنیا جہاں کی شرافت چہرے پر سجائے شاہ بی بی کے سامنے کھڑی تھی۔پاس بیٹھی راکھی (ملازمہ) ان کے پاؤں دبا رہی تھی۔

ہاں بول کیا بات ہے روشی؟انہوں نے اجازت دیتے ہوئے پاس پڑا پاندان کھولا اور ساتھ ہی راکھی کو جانے کا اشارہ کیا۔

بات ہی کچھ ایسی ہے مورے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں وہ سب کن الفاظ میں بیان کروں!اس نے پر افسوس لہجے میں کہا، سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔مورے بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگیں۔

ہیں؟ایسی بھی کیا بات ہے؟تمہید مت باندھ، سیدھی طرح بتا!انہوں نے پان پر کیسلی کا ٹکڑا رکھتے ہوئے کہا۔اسی اثناء میں فریدہ وسائرہ بیگم بھی وہاں آ گئیں، اور روشانے کو وہاں موجود دیکھکر سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دیکھنے لگیں کیونکہ، شاہ بی بی سے بلا ضرورت کوئی یہاں بات نہ کرتا تھا۔ان کی سخت گیر طبعیت کی وجہ سے ان کے پوتے و پوتیاں ان کے پاس بیٹھ کر ہنسی مذاق تک نہ کرتے تھے۔کوئی ضروری کام یا اجازت درکار ہو تو ہی ان کی خدمت میں ان سب کی حاضری لگتی تھی۔خاص طور پر لڑکیوں کی!!!

مورے، جس روز میر سائیں سے میرے رشتے کی بات چلی تھی اسی روز شبانہ بی کی بیٹی مرحا میرے پاس آئی تھی۔ میں امتحانات کی تیاری کے سلسلے میں آدھی راتوں تک جاگتی ہوں نا تو وہ رات کو ہی میرے پاس اوپر برآمدے میں آئی تھی۔اس نے مجھ سے رو رو کر کہا کہ "روشی بی بی آج میں بہت ڈر گئی تھی جب میں نے یہ سنا کہ حویلی میں میر سائیں و آپ کی شادی کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں! وہ تو اچھا ہوا میر سائیں نے انکار کر دیا، کیونکہ میں اور میر سائیں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں!!؛روشانے نے تسلسل سے بتاتے ہوئے چور نگاہوں سے تینوں خواتین کی جانب دیکھا جن کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی تھیں۔اس نے دوبارہ سر جھکا لیا اور اپنی بات جاری رکھی! ساتھ ہی اس نے کہا"روشی بی بی میری مدد کریں، میر سائیں کو کھونا نہیں چاہتی، اور میر سائیں نے بھی آپ سے شادی سے انکار صرف اس لئے کیا ہے کیونکہ وہ بھی مجھ سے محبّت کرتے ہیں؛پہلے تو مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا مورے مگر میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا ہے وہ تو اچھا ہوا میں نے اسے اپنے موبائل میں قید کر لیا تا کہ ثبوت باقی رہے،،یہ دیکھیں!!اس نے موبائل کی سکرین ان تینوں کی جانب کی تو گویا ان کو سانپ سونگھ گیا، پھر اس نے وہ رومال بھی ان کے سامنے حاضر کر دیا۔فریدہ بیگم بے یقینی کی کیفیت میں دھیرے دھیرے سر کو نفی میں ہلا رہی تھیں۔دل و دماغ یقین کرنے کو تیار ہی نہ تھا کہ میر سالار شاہ ایسا بھی کر سکتا ہے! مورے غم و غصّے سے کانپتی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہوئی سامنے پڑا رومال دیکھ رہی تھیں جبکہ سائرہ بیگم اپنی طنزیہ مسکراہٹ کو بمشکل ہونٹوں کے گوشے میں دبائے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"مورے میں نے اس سے کہا کہ میر سائیں کی طرف سے بھی تمہاری جانب پیش ورفت ہے اس کا یقین میں کیسے کروں؟ تو اس نے کہا جیسے میرے پاس میر سائیں کا دیا ہوا رومال ہے ویسے ہی میری تصویر و میرا دوپٹہ میر سائیں کے پاس موجود ہے؛ اس نے تو مجھے یہی کچھ کہا ہے مورے، باقی کی تفتیش آپ خود کریں تو زیادہ بہتر ہو گا! آہستگی سے کہتی ہوئی وہ وہاں سے نکل گئی۔ فریدہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

شبانہ کدھر مر گئی ہے، چھیتی ادھر آ۔۔۔ یکایک مورے کی چنگھاڑتی آواز پر شبانہ بی تقریباً دوڑتی ہوئی تخت کی جانب آئیں۔

ج جی شاہ بی بی، بلایا جی آپ نے! انہوں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا!

ابھی اور اسی وقت اپنی بیٹی کو مدرسے سے بلا فوراً، پھر تجھے بتاتی ہوں اس کے کارنامے!! ان کی تیز آواز پورے برآمدے میں گونج رہی تھی۔

بس اب ابھی آجاتی ہے شاہ بی بی، وقت ہو گیا ہے واپسی کا! شبانہ بی نے لرزتی آواز میں کہا، ان کے غصے سے شبانہ بی اتنا خوف زدہ ہو گئی تھیں کہ یہ تک نہ پوچھا کہ وہ مرحا کو مدرسے سے کیوں بلوا رہی ہیں!

تو فوراً دینو کو بھیج کر بلا اسے، یہ میرا حکم ہے! انہوں نے کینہ توز نظروں سے شبانہ بی کو گھورا تو وہ ہڑبڑاتی ہوئی باہر نکل گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کچھ ہی دیر میں حویلی کی تمام لڑکیوں کی بھی واپسی ہو چکی تھی! ہمیشہ کی طرح وہ سب سب سے پہلے مورے کو سلام کرنے آئیں تو وہاں کا منظر دیکھ کر سب نا سمجھی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔ڈرتے ڈرتے سب نے سلام کیا تو دوسری جانب سے جواب ہی موصول نہ ہوا۔روشانے دوبارہ تماشے سے لطف اندوز ہونے کو وہاں حاضر ہو چکی تھی۔

کیا ہوا امی سائیں؟ حرم فکر مندی سے فریدہ بیگم کا رو یا رو یا چہرہ دیکھنے لگی۔

یہ تو تو اپنے ادا سے پوچھ حرم، ہماری عزت و ناموس تار تار کرے گا یہ لڑکا! وہ دوپٹہ چہرے پر رکھ کر پھپھک کر رو پڑیں۔

خاموش فریدہ، سب سے پہلے تو مجھے اس غدار سے نپٹ لینے دو، اس کے بعد میر سے بات ہو گی! انہوں نے سختی سے کہا تو فریدہ بیگم منہ پر ہاتھ رکھ کر بے آواز رونے لگیں۔حرم سمیت ساری لڑکیاں منہ کھولے اصل معاملہ سمجھنے کی کوشش میں تھیں۔

جبھی شبانہ بی مرحا کے ساتھ آتی دکھائی دیں۔

وہ ڈرتے ڈرتے تخت کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

آپ نے مجھے بلایا شاہ بی بی؟ اس کی آواز میں خوف بسا ہوا تھا۔وہاں سب کو اکھٹا دیکھکر کسی انہونی کے احساس سے اس کا نازک سا دل بے ہنگم شور مچانے لگا تھا۔اسے حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے مورے نے اپنا دایاں پیر اٹھا کر ایک زوردار ٹھوکر مرحا کے پیٹ پر دے ماری۔وہ درد سے تڑپتی دور جا گری۔شبانہ بی تڑپ کر بے اختیار اس کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پاس آئیں اور اس کے کراہتے وجود کو سینے سے لگالیا۔ وہاں موجود تمام لڑکیوں کے ہوش اڑ گئے جبکہ فریدہ بیگم کو گونہ گونہ سکون ملا تھا۔ دھیرے دھیرے اس موقعے پر حویلی میں اس وقت موجود جتنے بھی فرد موجود تھے وہاں جمع ہو چکے تھے۔ لڑکے بھی نا سمجھی سے خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے۔

"بے حیا، بے شرم، شرم نہ آئی تجھے، جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کیا! او شبانہ تیری بیٹی کی جرت کیسے ہوئی کہ وہ میر کے بارے میں عشق وعاشقی جیسے خیالات رکھے پوچھ اس سے، بہت شوق ہے اسے اپنی خوبصورتی کے جال میں مردوں کو پھنسانے کا بول! یہ صلہ دیا ہے تیری اولاد نے ہمارے احسانات کا؟؟ انہوں نے چیختے ہوئے کہا تو شبانہ بی جو اپنے سینے میں سر چھپائے سسکتی ہوئی مرحا کی پشت سہلا رہی تھیں وہیں ساکت رہ گئیں، صرف وہ ہی نہیں مرحا سمیت وہ سارے افراد بھی اپنی اپنی جگہ جم سے گئے جن پر یہ انکشاف ابھی ہوا تھا۔

شاہ ب بی یہ آپ ک کیا کہہ رہی ہیں؟ شبانہ بی ہلکاتے ہوئے بولیں، ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ شاہ بی بی کو اس راز کی خبر ہو چکی ہے جو تین روز قبل صرف ان کے اور ان کی بیٹی کے مابین تھا۔

تو کیا غلط کہہ رہی ہوں ہاں؟ روشی نے سب کچھ بتا دیا ہے کہ کیسے تیری بیٹی نے نہ رو رو کر اسے اپنی داستانِ محبت سنائی ہے بلکہ اپنی محبت کی نشانیاں بھی دکھائی ہیں! پوچھ اس سے تو!! انہوں نے حقارت سے چور لہجے میں زمین پر پیٹ پکڑے بیٹھی سسکتی مرحا کو دیکھکر کہا تو اس الزام پر وہ جیسے رقصِ بسمل کی طرح تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتے ہوئے شاہ بی بی کے قدموں میں آ گری۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"شاہ بی بی خدا کیلئے میرا یقین کریں، یہ میرے اوپر الزام ہے خدارا، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے شاہ بی بی، روشی بی بی جھوٹ بول رہی ہیں!! بے تحاشہ روتے ہوئے وہ ہاتھ جوڑے ان کے پیروں پر جھکی ہوئی تھی کہ انہوں نے ایک اور زوردار لات اس کے کندھے پر رسید کی وہ بری طرح اوندھی ہو کر زمین پر جا گری! مرحا کو ایسا محسوس ہوا آج ہی روزِ قیامت ہے! تکلیف کی شدت سے اس کا دل پھٹ گیا۔ شبانہ بی سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس بار وہ اس کی جانب نہیں بڑھی تھیں۔

زرا بے حیائی تو دیکھیں اس کی مورے! ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری،، توبہ توبہ، خود اتنا سب کچھ کر کے سارا ملبہ روشی پر ڈال رہی ہے؛ حالانکہ روشی نے تو پختہ ثبوت بھی پیش کر دیا ہے! سائرہ بیگم نے مزید جلتی پر تیل ڈالا۔

وہاں کھڑے کچھ نفوس تو ہنوز سکتے میں جبکہ کچھ حقارت سے اسے دیکھ رہے تھے جن میں فریدہ بیگم سمیت ان کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔ روشانے تو اپنی فاتحانہ مسکراہٹ چھپانے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔

جا مریم! میر کی وارڈروب چیک کر، بقول اس حرافہ کے کہ اس کا بھی کچھ سامان میر کے پاس ہے۔ جا چیک کر کے آ، خود ہی پتہ لگ جائے گا کہ یہ کتنے پانی میں ہے! وہ استہزائیہ انداز میں ہنسیں تو مرحا بے اختیار سسکتے ہوئے شبانہ بی کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگی، گویا اپنے بے قصور ہونے کا یقین دلانا چاہا، لیکن شبانہ بی نے آنکھیں پھیر لیں۔

مرحا کی سسکیاں مزید تیز ہو گئیں۔ آج وہ ہر لحاظ سے ہار گئی تھی۔ سب کی نظریں برآمدے کے دروازے پر ہی ٹکی تھیں جہاں سے مریم گئی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آج کالج میں حرم نے زوفا کے ساتھ جس قسم کی بے رخی دکھائی تھی اس کے بعد زوفا کی فکروں میں مزید اضافہ ہو چلا تھا، حالانکہ اس نے کئی دفعہ حرم سے اس کے اس رویئے کی وجہ دریافت کرنی چاہی مگر حرم نے آگے سے اسے کوئی خاص جواب نہ دیا تھا۔

وہ چینج کر کے جیسے ہی نیچے آئی لاؤنج میں رکھا لینڈ لائن فون چیخ اٹھا۔اس نے لاؤنج میں داخل ہو کر فون اٹھایا۔

اسلام و علیکم،.جی کون؟ وہ نا سمجھی سے بولی

و علیکم اسلام، سکندر شاہ بات کر رہا ہوں! دوسری جانب سے گمبھیر سی آواز سن کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

سکندر ا، ادا کیسے ہیں آپ، اممم میں زوفا؟ اس نے بمشکل لبوں پر مسکراہٹ سجا کر پوچھا، وگرنہ دل تو اس شخص کی آواز سن کر ہی بے قابو سا ہونے لگا تھا۔

الحمدللہ تم سناؤ، پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟ اگلا سوال زوفا کی توقع کے عین مطابق تھا۔

پڑھائی اچھی جا رہی ہے الحمدللہ! اس نے آہستگی سے کہا۔

بی جان کیسی ہیں؟

بی جان سو رہی ہیں! آپ کہیں تو بات کرا دوں؟ زوفا نے اسے بی جان کے سونے کی اطلاع دی۔

نہیں ان کی نیند میں خلل پیدا ہو گا، میں پھر کروں گا، خیر حرم صاحبہ کالج جا رہی ہیں یا نہیں! دوسری جانب سے اس کی قدرے شوخ آواز پر وہ چونک سی گئی۔

یہ تو آپ اسی سے پوچھیں، ویسے اب وہ گیپ کرتی ہے! اس نے بھی شگفتگی سے کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میری دراصل اس سے تین، چار روز سے بات نہیں ہو سکی مصرفیات کے باعث، خیر یہاں کال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں معلوم کرنا چاہ رہا تھا کہ بڑی حویلی میں سب خیریت تو ہے نا؟ میں نے کال کی کسی نے ریسیو نہیں کی!! سکندر شاہ نے وجہ بتائی۔

ہاں سب خیریت ہی ہو گی انشاءاللہ، شاید ادھر ادھر ہونگے سب تو کسی نے دھیان نہیں دیا ہو گا۔ آپ دوبارہ ٹرائی کریں! اس نے پر سوچ انداز میں کہا اور پھر دوسری جانب سے الوداعی کلمات کے بعد سکندر شاہ نے فون کٹ کر دیا۔

زوفا عجیب سے احساس میں گھر گئی، یہ اس کی سکندر سے فون پر پہلی "تفصیلی گفتگو؛ تھی وگرنہ اس سے کبھی سامنا ہوتا بھی تو بس وہ سلام کر کے ہی رہ جاتی تھی۔ سکندر شاہ بھی ریزرو نیچر رکھتا تھا۔ خوامخواہ فری ہونا اسے بھی پسند نہ تھا۔

"یکایک زوفا کا ذہن حرم کی جانب چلا گیا۔ بقول سکندر شاہ کے کہ اس کی حرم سے تین یا چار روز سے بات ہی نہیں ہوئی اور حرم نے کل زوفا کا فون یہ کہہ کر کٹ کر دیا کہ سکندر شاہ کی کال آ رہی ہے، وہ بعد میں بات کرے گی؛

"آخر کیوں؟ حرم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے؟ اس نے کل مجھ سے جھوٹ کیوں بولا اور دو روز سے اس کا رویہ اتنا سرد کیوں ہے میرے ساتھ؟؟ کہیں حرم کو کچھ پتہ تو نہیں چل گیا؟؟؟ نہیں یہ میں کیا سوچ رہی ہوں اس بات کی خبر تو آج تک میں نے خود کے سوا کسی کو نہ ہونے دی تو پھر اسے کیسے خبر ہو سکتی ہے۔۔۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے، آئی ہوپ سب ٹھیک ہو جائے!! سوچتے ہوئے اس کا ذہن بیچینیوں سے بھر گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مریم واپس لوٹی تو اس کے ہاتھ میں ایک عدد معمولی سا دوپٹہ اور ایک تصویر تھی جسے دیکھ کر حویلی کے تمام نفوس پر روشی کی کہی باتوں کی تصدیق ہو گئی تھی۔ مریم کے جانے کے بعد حرم نے برق رفتاری سے میر سالار کے یہاں کال کی اور اسے فوری حویلی پہنچنے کو کہا۔ مصروفیات کے باعث اس نے پہلے انکار ہی کیا مگر حرم نے ایمرجنسی کا کہا تو وہ بھی فکر مند ہو گیا کہ آخر ایسی بھی کیا وجہ ہے جو حرم اسے اتنی عجلت میں حویلی آنے کا کہہ رہی تھی۔ دو گھنٹے میں حویلی پہنچنے کا کہہ کر وہ فون بند کر گیا۔

تھو تھو!! یہ دن بھی دیکھنا تھا مجھے!! مورے نے فریدہ بیگم کو دیکھتے ہوئے حقارت سے کہا، گویا میر سالار کے اوپر طنز کیا۔ فریدہ بیگم سبکی کے احساس سے مزید غم و غصّے کا شکار ہونے لگیں۔ مرحا بمشکل اپنے چور چور ہوتے وجود کیساتھ اٹھی اور زخمی نگاہوں سے روشانے کی جانب دیکھا، تو اسے طنزیہ نظروں سے خود کی جانب دیکھتے پایا۔ اس کی آنکھیں فتح کے احساس سے چمک رہی تھیں! مرحا کا دل گویا خون کے آنسو رونے لگا تھا۔ اس لڑکی نے اس پر قیامت برپا کر دی تھی اور خود کتنے سکون میں تھی۔

یہ خبر تو مجھے شاہ سائیں کو فوری طور پر دینی ہو گی۔۔ او شٹّو جا مردان خانے سے شاہ سائیں سمیت اور مردوں کو بلا لا! زیشان کو بھی تو پتہ چلے کہ اس کے صاحب زادے کے کرتوت کیا ہیں! اور اس لڑکی کا کیا کرنا ہے شاہ سائیں خود فیصلہ کریں گے!! ان کی پاٹ دار آواز حویلی کے در و دیواروں میں گونج رہی تھی! مرحا نے بے تحاشہ ہراساں ہو کر شبانہ بی کو دیکھا جن کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مرحا گھٹی گھٹی آواز میں بیساختہ رونے لگی،شبانہ بی اس سے پہلے کہ مورے کوئی اور التجا کرتیں،وہاج شاہ سمیت، زیشان شاہ و منہاج شاہ بھی وہاں آ گئے۔

مورے نے سر جھکائے تھر تھر کانپتی مرحا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انہیں تمام تفصیلات و ثبوت مہیا کئے تو وہاج شاہ کا جاہ و جلال عروج پر پہنچ گیا۔

شبانہ،یہ ہم کیا سن رہے ہیں،کیا یہ سچ ہے یہ تربیت کی ہے تم نے اپنی اولاد کی؟اسے اپنی اوقات میں رہنا نہیں سکھایا؟ انہوں نے شیر کی مانند چنگھاڑتے ہوئے شبانہ بی سے پوچھا۔۔تو وہ گھگھیاتی ہوئی ہاتھ جوڑے ان کے قدموں میں جا گریں۔زیشان شاہ ناقابلِ یقین تاثرات کیساتھ غصّے سے لال چہرہ لئے مرحا کو گھور رہے تھے۔منہاج شاہ کے لئے بھی یہ مقامِ حیرت تھا۔

سائیں رحم کریں سائیں،میں اسے سمجھادوں گی۔بچی ہے سمجھ جائے گی۔۔۔آپ اس کی جان بخشی کر دیں سائیں!! انہوں نے گڑگڑاتے ہوئے بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگی تو مرحا نے اذیت کے احساس سے آنکھیں میچ لیں۔اس قدر سسکی،اس قدر زلت،زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی اور وہ اس میں سما کیوں نہیں جاتی۔۔۔سوچتے ہوئے اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔

وہاج شاہ بے حسی سے بھرپور تاثرات لئے تخت سے اٹھے،اور تخت کے قریب ایک کونے میں کھڑی بندوق اٹھا کر کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑی مرحا کے قریب چلے آئے۔جس کا رنگ خطرناک حد تک فق ہو گیا تھا۔سب ایک دوسرے کی جانب ہکا بکا سے دیکھنے لگے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

انہوں نے بندوق کا سرا مرحا کی ٹھوڑی پر رکھا اور اس کا جھکا سر اٹھایا۔ جو شاید کسی بھی پل بس ہمت ہار کر گرنے کو تھی!

تمہاری ماں نے تمہیں تمہاری حدود میں رہنا نہیں سکھایا، چلو کوئی بات نہیں،، اب میرا حکم ہے آج سے تمہارا مدرسے جانا بند، تم داد بخش کی بیٹی ہو اور وہ ہمارا بہت وفادار ملازم رہا ہے، اس لئے تمہاری جان بخشی ہو گئی،، نہیں تو خدارا اس وقت تمہاری لاش کسی جنگل میں پڑی ہوتی!! دانت پیستے ہوئے وہ سفاکیت کی انتہا پر تھے۔

اور بات سنو شبانہ، کل ہی اس کے نکاح کی تیاری کرو، امجد کیساتھ سادگی سے اسے رخصت کر دیا جائے گا۔۔۔ دفع ہو اسے لے کر یہاں سے!! کٹھور لہجے میں انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا تو مرحا کے آنسو گویا آنکھوں میں ہی ٹھٹھر گئے۔

وہ پتھر بنی شبانہ بی کے ساتھ بس کھینچی چلی جا رہی تھی۔ مورے کے چہرے پر جاندار سی مسکراہٹ جبکہ باقی سب بھی تھوڑا پر سکون ہوئے۔ روشانے کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مگر ابھی ایک اور مرحلہ باقی تھا اور وہ تھا "میر سالار؛

میر سالار سے بھی آمنے سامنے بات ہو گی، اس نے حویلی کی روایت کے خلاف جا کر اچھا نہیں کیا۔ اس کا بدلہ اسے چکانا ہو گا۔ وہاج شاہ غراتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔ فریدہ بیگم زیشان شاہ کا سرخ چہرہ دیکھنے لگیں۔۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ حرم و عفاف بھی سہمی سہمی سی تھیں!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ حویلی پہنچا تو سو اسات بجنے کو تھے۔اس نے حویلی کی خلافِ معمول خاموشی نوٹ کی !اس کے آنے کی اطلاع شاید سبھی کو ہو چکی تھی اس لئے سب آہستہ آہستہ مورے کے دیوان کے گرد جمع ہونے لگے۔وہاج شاہ سمیت بقیہ مرد حضرات بھی وہاں موجود تھے۔وہ سلام کرنے سیدھا مورے کے پاس آیا تو وہاں پہلے سے ہی کم غفیر دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

کیا ہوا خیریت ؟اس نے سوالیہ نظروں سے سب کے چہروں کی جانب دیکھا۔

خیریت والا کوئی کام تم نے کیا ہے برخوردار،جو خیریت کی امید کر رہے ہو؟وہاج شاہ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا تو میر سالار کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔اسے پہیلیاں بجھانے والے لوگوں سے سخت کوفت ہوتی تھی۔

ہوا کیا ہے دادا سائیں،کچھ پتہ تو چلے !وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ابرو اُچکا کر بولا۔

تمہاری محبوبہ نے ہر راز سے پردہ اٹھا دیا ہے !کیا تمہیں خبر نہیں اس بات کی ؟انہوں نے اپنے تئیں تیکھا سا وار کیا،

میر سالار سخت کنفیوز ہو گیا۔

میں کچھ سمجھا نہیں،کہنا کیا چاہتے ہیں آپ ؟اس بار اس کا بھی انداز غصّے بھرا تھا۔فریدہ بیگم تاسف بھری نگاہوں سے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔یہی حال حرم و عفاف کا تھا۔۔

میں بتاتی ہوں تمہیں تو سنو،،مورے تنک کر تیز آواز میں بولیں اور اسے تفصیلات سے آگاہ کیا تو پہلے تو بے یقینی کی شدت سے میر سالار کا دماغ سلگنے لگا تھا پھر آنکھوں میں گویا خون اتر آیا۔چہرہ بے تحاشہ سرخ ہو گیا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کدھر ہے وہ؟ وہ بولا نہیں دہاڑا تھا۔۔ساتھ ہی وہ وہاں سے نکل کر انیکسی کی اور جانے کو بڑھا تو فریدہ بیگم تیر کی سی تیزی سے اس کے سامنے آئیں۔

کدھر جا رہے ہو میر ہاں؟ تم میں زرا سی بھی شرم باقی ہے بتاؤ؟ تم اپنا سٹینڈرڈ بھول گئے ہو؟ ایک ملازمہ سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہوئے تم نے حویلی کی روایات عزت، وناموس تک کا خیال نہیں کیا۔۔اور اب پھر سے اس ڈائن کے پاس جا رہے ہو شاید یہ کہنے کہ اس نے یہ راز فاش کیوں کر دیا اتنی جلدی ہے نا؟ فریدہ بیگم غصّے سے کانپتی ہوئی بولیں تو میر سالار کی آنکھوں کی سرخی میں کچھ اور بھی اضافہ ہو گیا۔

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں آپ سب،، مجھے صفائیاں پیش کرنے سے نفرت ہے اور نہ ہی میں کروں گا۔میری طرف سے اجازت ہے جس کا جو دل کرے وہ جیسا دل کرے وہ میرے بارے میں ویسے خیالات رکھے!! وہ سلگتے لہجے میں گویا انگارے چباتے ہوئے بولا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کا رخ انیکسی کی جانب تھا۔

✨✨✨✨✨

شبانہ بی اسے پیٹ پیٹ کر جب تھک گئیں تو خود ایک طرف بیٹھ کر رونے لگیں۔جب کہ وہ بے دم سی زمین پر پڑی ہوئی تھی۔آنکھیں ایک ہی زاویئے پر ٹکی اور ساکن تھیں۔سر سے پاؤں تک لے کر اس کا بدن چور چور تھا۔اس نے اپنی وضاحت میں بہت کچھ کہنا چاہا مگر شبانہ بی کچھ سننے کو تیار نہ تھیں۔

کاش تو پیدا ہوتے ہی مر گئی ہوتی! نہ تو ہوتی نہ یہ دن دیکھنا ہوتا! اللہ کرے تو مر جائے!! وہ زار و قطار رونے لگیں۔

ساکت و بے جان پڑی مرحا کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے بالوں میں ہی کہیں جذب ہو گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مجھے معاف کر میرے ہمسفر تجھے چاہنا میری بھول تھی
کسی موڑ پر جو اٹھی نظر تجھے دیکھنا میری بھول تھی۔
کوئی رات ہو یا کوئی سحر، کوئی شام ہو یا کوئی غزل
وہ گلی گلی وہ شہر شہر تجھے ڈھونڈنا میری بھول تھی
میرے غم کی کوئی دوا نہیں، مجھے تجھ سے کوئی گلہ نہیں
کوئی میرا تیرے سوا نہیں، یہی سوچنا میری بھول تھی۔
💚💚💚💚💚

کچھ خود بھی تھے افسردہ سے
کچھ لوگ بھی ہم کو لوٹ گئے،
کچھ خود بھی زخم کے عادی تھے
کچھ شیشے ہاتھ سے چھوٹ گئے،
کچھ خود بھی تھے حسّاس بہت
کچھ اپنے مقدر روٹھ گئے،
کچھ ان کو سچ سے نفرت تھی

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کچھ ہم سے نہ بولے جھوٹ گئے،

کچھ خود بھی بہت محتاط نہ تھے

کچھ لوگ بھی ہم کو لوٹ گئے،

کچھ تلخ حقیقتیں تھیں اتنی

کہ خواب ہی سارے ٹوٹ گئے!!!

انیکسی کا دروازہ انتہائی زوردار آواز سے کھلا۔شبانہ بی خوف زدہ سی اٹھ کھڑی ہوئیں جبکہ مرحا بھی چونک کر بے تحاشہ دہشت زدہ سے اٹھ بیٹھی!آنے والی ہستی کو دیکھکر دونوں ماں بیٹی وہیں جم سی گئیں۔

میر سائیں۔۔۔مرحا کے کانپتے ہونٹ دھیرے سے ہلے،اسے دیکھکر مرحا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے رستے زخموں پر گویا کسی نے نمک چھڑک دیا ہو۔وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔سرخ آنکھوں و بھینچے ہوئے ہونٹوں سمیت وہ سلگتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

میر س،سائیں ب،بات سنیں میری!شبانہ بی نے التجا آمیز انداز میں کہا۔

آپ جائیں یہاں سے فوراً۔۔۔اس نے دہاڑتے ہوئے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔آنکھیں اس قدر سرخی لئے ہوئی تھیں ایسا لگتا تھا بس کسی بھی پل ان سے خون ٹپک جائے گا۔اس کے تیور دیکھکر مرحا بے حد ہراساں ہو گئی، جبکہ شبانہ بی ایک پل کی بھی تاخیر کئے بنا وہاں سے نکل گئی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ان کے جانے کے بعد وہ سرد تیوروں و بھینچے ہوئے جبڑوں کیساتھ اس کی جانب بڑھا، مرحا بے اختیار لرز کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

س، سائیں میری بات۔۔۔جملہ اس کے منہ میں ہی رہ گیا جب ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے نازک گال پر آ لگا۔وہ بستر پر اوندھی لڑھک گئی۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ مرحا کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا۔اس کی آنکھیں بے اختیار اشک برسانے لگیں۔

صرف ایک سوال، کیوں کیا تم نے ایسا جواب دو مجھے فوری طور پر، کوئی تمہید کوئی وضاحت نہیں سننی مجھے !اس کے بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑ کر وہ اسے جھٹکے سے اس کے قدموں پر کھڑا کرتا بولا۔

جواب دو مجھے !اس کے لہجے میں بھوکے شیر کی سی دہاڑ تھی۔مرحا کا دل جیسے بند سا ہونے لگا۔

سائیں، خدارا میرا یقین کیجئے۔۔میں نے کچھ بھی نہیں کیا سائیں۔۔۔اس نے سسکتے ہوئے میر سالار کے چہرے کو دیکھا۔

بکواس بند کرو، میں نے کہا نا کہ کسی بھی قسم کی کوئی تمہید مت باندھنا !رات کے سہ پہر میرے کمرے میں آنے والی تم ہو، میرے وارڈروب میں وہ چیزیں رکھنے والی تم، سب کے سامنے میرے کردار کو مشکوک بنانے والی تم، اس کے بعد بھی خود کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے واؤ امیزنگ !!استہزائیہ انداز میں اسے سر تا پا دیکھتے ہوئے وہ اس لڑکی سے نفرت کے شدید ترین احساس میں گھرا ہوا تھا۔مرحا کے بازوؤں پر اس کی گرفت سخت ترین

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہو گئی۔اذیت کے احساس سے مرحا کا چہرہ زرد سا ہونے لگا۔اس نے زخمی نگاہوں سے میر سالار کی آنکھوں میں دیکھا۔

سائیں میرے دل میں جو آپ کے لئے محبت ہے میں قسم کھاتی ہوں کہ اس میں زرہ برابر بھی کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میں آج سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے آپ کی محبت میں گرفتار ہوں،بس کبھی کہنے کی ہمت نہیں کر سکی۔میرا یقین کریں سائیں یہ سب کیا دھرا روشی بی بی کا ہے؛اس نے عاجزانہ انداز میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

یہ سچ ہے کہ میں نے آپ سے محبّت کی ہے، لیکن جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے سائیں! میں نے یہ نہیں کیا میرا یقین کریں! وہ ہچکیوں سے رونے لگی تو میر سالار کی آنکھیں کچھ اور بھی سرخی سمیٹ لائیں،،

مجھ سے غلط بیانی سے کام مت لو ورنہ تمہارے جسم سے تمہاری سانسیں کھینچ لوں گا،تم جانتی نہیں ہو مرحا بخش کہ تم نے کیا غلطی کی ہے۔بہت شوق ہے نا تمہیں میرے قریب آنے کا؟اب انتظار کرو اس دن کا جب تم مجھ سے پناہ مانگتی پھرو گی؛؛تمہاری زندگی جہنم نہ بنادی تو میرا نام بھی میر سالار شاہ نہیں،،!!اس کا بازو دبوچتے ہوئے وہ پھنکار کر بولا، نفرت سے بھرپور لہجے میں آگ ہی آگ بھری ہوئی تھی،جس میں جل کر وہ خاکستر ہو رہی تھی !

ک کیا مطلب؟اس کی آنکھوں میں خوف سمٹ آیا

مطلب بہت جلد تمہیں سمجھا دوں گا۔میر سالار ہوں میں، تمہیں جب تک تمہاری اصل اوقات سے روشناس نہ کرایا چین و سکون مجھ پر حرام ہے سمجھیں تم!اسے خود سے قریب تر کرتے ہوئے وہ پھنکار کر بولا۔اس کی سلگتی سانسیں مرحا کا تن من جلا رہی تھیں۔ جھٹکے سے اسے چھوڑتے ہوئے وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا جبکہ پیچھے وہ لڑکھڑا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کر گرتے گرتے بچی۔بے دم ہوتی ٹانگوں سے وہ نیچے زمین پر بیٹھ گئی اور اونچی آواز میں زار و قطار رونے لگی۔یک کے بعد دیگرے جھٹکے نے اسے اندر سے توڑ پھوڑ دیا تھا۔

میر سالار کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت کو یاد کرتے ہی اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی۔

❤❤❤❤❤

وہ حویلی میں داخل ہو کر برآمدے سے گزرتا ہوا زینوں کی جانب بڑھا کہ وہاج شاہ کے منہ سے اپنے نام کی پکار سن کر وہیں ٹھہر گیا۔اور پلٹ کر دیوان کی جانب آگیا۔جہاں ابھی بھی چہ مگوئیاں جاری تھیں۔

"تم میں تھوڑی سی بھی غیرت باقی ہے سالار؟ایک دو ٹکے کی ملازمہ کے لئے یہ جذبہ رکھتے ہوئے تمہاری غیرت نہیں جاگی؟،اور اب تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے میر؟وہاج شاہ نے غصّے سے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا

داد اسائیں،جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میں کسی بھی قسم کی کوئی وضاحت پیش نہیں کروں گا۔البتہ آپ سب کو اپنے ایک نہایت ہی اہم فیصلے کی بابت بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ،میں "مرحا بخش؛سے نکاح کرنا چاہتا ہوں!

اس نے تو وہاں موجود افراد کے سروں پر دھماکہ کر دیا تھا۔روشانے کو تو الگ چکر آنے لگے۔۔اس نے تو سوچا تھا میر سالار اپنی تذلیل پر اسٹریس لے گا،دنیا سے کٹ جائے گا،مزید یہ کہ ڈپریشن میں چلا جائے گا۔مگر یہاں تو سب کچھ الٹ ہو رہا تھا۔وہ تو سب کے مقابل کھڑا آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے فیصلے سے آگاہ کر رہا تھا۔اپنی ناکامی پر وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مورے نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا جبکہ وہاج سمیت زیشان شاہ مزید سیخ پا ہو گئے تھے۔ فریدہ بیگم سر دونوں ہاتھوں میں تھامے ڈھے سی گئیں۔ حرم و عفاف بھی بے یقینی سے میر سالار کو دیکھ رہی تھیں۔

خاموش میر! لگتا ہے تم اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہو! اندازہ ہے تمہیں کیا بول رہے ہو تم ہاں؟ زیشان شاہ کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کچا چبا جائیں گے۔

گستاخی معاف بابا سائیں، مگر میں مکمل ہوش و حواس میں ہوں، میں مرحا سے ہی نکاح کروں گا۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔ اس نے سب کے چہروں پر نظریں دوڑاتے ہوئے گویا ان کو دوبارہ جتایا۔

ہمارے اتنے برے دن نہیں آئے سالار کہ ایک ملازمہ جس کی اوقات ہمارے پیروں کی دھول کے برابر بھی نہیں ہے اسے اپنے خاندان کی بہو بنالیں۔ سنا تم نے! ہمیں قطعی یہ منظور نہیں ہے۔ ویسے بھی اس کا رشتہ ہم نے امجد کیساتھ طے کیا ہے، کل نکاح ہے اس کا امجد کے ساتھ سنا تم نے؟! وہاج شاہ نے سخت و حکمیہ لہجے میں کہا تو میر سالار کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔

میں آپ سب پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنا فیصلہ سنایا ہے۔ میں کسی کی اجازت کا محتاج نہیں ہوں۔ کل اس کا نکاح بیشک ہو گا، لیکن امجد کیساتھ نہیں بلکہ میرے ساتھ،، تصحیح کر لیں! میری زندگی میں صرف اور صرف مرحا بخش شامل ہو گی۔ دیٹس اٹ!! اس نے سپاٹ لہجے میں بھرپور سنجیدگی سے کہا تو فریدہ بیگم اسے کینہ توز نظروں سے گھورنے لگیں جو خود کے آگے کسی کی نہیں سنتا تھا۔ مورے کے چہرے پر طنزیہ سا تاثر اتر آیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

لعنت ہو ایسی اولاد پر جو خاندان کی عزت خاک میں ملانے پر تل جائے۔۔لوگ کیا کہیں گے کہ ہمیں یہ ملازمہ ہی ملی تھی بہو کے روپ میں! مورے نے کلستے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"مجھے لوگوں کی باتوں کی ہر گز کوئی پرواہ نہیں ہے۔یہ میری زندگی ہے اسے میں اپنی مرضی کے مطابق گزاروں گا۔میں ایک روز کے لئے یہاں ہوں،اور اسی ایک دن کے اندر میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں،یہی میرا فیصلہ ہے! وہ دو ٹک انداز میں کہہ کر پلٹا،

"جہاں تک مجھے یاد ہے،تم تو فلحال شادی کے لئے تیار ہی نہ تھے تو اب کیا ہوا؟اپنے پیچھے مورے کی طنز میں ڈوبی آواز پر وہ جو دروازے تک پہنچا تھا واپس پلٹا اور دونوں جیبوں میں آرام سے ہاتھ ڈالے نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا تخت کے پاس آرکا۔

"تب نہیں تھا،لیکن اب ہوں! بار بار ایک ہی بات کہنے کا عادی نہیں ہوں میں،اس لئے بہتر ہو گا کہ جتنی جلدی ہو سکے آپ سب اپنا مائنڈ میک اپ کر لیں؛۔بات پوری کر کے وہ جھٹکے سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔وہاج شاہ وزیشان شاہ وغیرہ تقریباً پیر پٹختے باہر کی جانب چلے گئے۔باقی سب اپنی اپنی جگہ حیران وپریشان تھے۔ مورے چہرے پر زہر آلود تاثرات لئے بیٹھی ہوئی تھیں۔

ذہنی ٹینشن ورات بھر رونے کا یہی انجام نکلا تھا کہ صبح اس کا بدن نقاہت سے چور چور ہو رہا تھا۔شبانہ بی فجر پڑھ کر حویلی چلی گئی تھیں البتہ اسے ساتھ چلنے کو نہیں کہا۔وہ بھی نماز پڑھ کر دوبارہ لیٹ گئی۔طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس میں حویلی جا کر کام کاج کرنے کی ہمت ناپید تھی۔دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ حویلی والوں کو اس کی شکل دیکھنا گوارا نہ تھی،شاید اسی لئے شبانہ بی نے بھی آج اس سے ایک دفعہ بھی ساتھ چلنے کو نہیں کہا تھا

سوچتے ہوئے اس کا دل رونے لگا،ایک محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا ملے گی اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

"آپ صحیح کہتے ہیں میر سائیں،مجھے واقعی اپنی اوقات کا پتہ ہونا چاہیئے تھا۔آپ سے محبّت کرنے سے پہلے مجھے اپنی حیثیت کا تعین کرنا چاہیئے تھا۔لیکن میرا ایک سوال ہے،کیا محبت پوچھ کر ہوتی ہے؟نہیں!!محبّت کا یہی تو المیہ ہے کہ یہ بس ہو جاتی ہے۔جس طرح باقی سب کو بھی بس محبت ایسے ہی ہو جاتی ہے،اسی طرح مجھے بھی آپ سے ہو گئی،،لیکن اس کا اندازہ مجھے آج ہوا کہ میں نے آپ سے محبّت نہیں بلکہ جرم کیا ہے!اور جرم نا قابل معافی ہوتے ہیں۔آپ سے محبّت مجھے راس نہیں آئی میر سائیں!!اپنی جلتی آنکھوں کو میچ کر اس نے اپنی آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلا،اور اپنے نقاہت زدہ وجود کے ساتھ دوسری جانب کروٹ بدل لی۔

درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا

اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے!

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا مورے کہ ایک معمولی سی ملازمہ میری بہو بنے گی،خیر اسے بہو تو میں مر کر بھی تسلیم نہیں کروں گی!!دوپہر کا وقت تھا فریدہ بیگم افسردہ سی مورے کی خوابگاہ میں بیٹھی اپنے دکھڑے سنا رہی تھیں۔لہجے میں مرحا کے حوالے سے محض حقارت و نفرت ہی بھری ہوئی تھی۔پاس ہی لال جوڑا پڑا ہوا تھا جو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

انہوں نے راکھی (ملازمہ) کو ڈرائیور کے ہاتھوں بھیج کر منگوایا تھا۔ راکھی اپنی پسند کا جوڑا لے آئی تھی۔ جبھی شنّو چائے لے آئی تو انہوں نے اسے شبانہ بی کو بلوانے کو بھیجا۔ کچھ اثناء کے بعد شبانہ بی وہاں چلی آئیں۔

آپ نے بلایا شاہ بی بی؟ وہ مؤدب سی سر جھکائے بولیں۔

ہوں! یہ لے جا، اور جا کر اس منحوس ماری کو دے آ، اس سے بولنا پہن لے یہ لال جوڑا، شام میں نکاح ہے اس کا! خیر مہارانی کو بتانے کی ضرورت بھی کیا ہے۔۔ اس کو تو سب پتہ ہو گا پہلے ہی،، کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟ مورے نے ان کی جانب جوڑا اچھالتے ہوئے سلگ کر کہا جبکہ اس انکشاف پر شبانہ بی سر اٹھا کر ساکت سی انہیں دیکھنے لگیں۔

نکاح؟؟ انہوں نے زیر لب کہا۔

ہاں نکاح، وہ بھی صرف اور صرف میر کی خواہش پر یہ،، ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے، تیری بیٹی کو اس حویلی میں وہ درجہ کبھی نہیں ملے گا جس کی اسے خواہش ہے۔۔ یہ بات اچھی طرح اسے باور کرا دیو۔ اب دفع ہو!! کراہیت آمیز لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے شبانہ بی کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکل آئیں۔

بمشکل اپنے وجود کو سنبھالتے ہوئے وہ انیکسی آئیں جہاں وہ اب گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی ہوئی تھی۔

آہٹ پر سرخ چہرہ اٹھایا تو شبانہ بی کو نیم جان حالت و ہاتھ میں پکڑے لال جوڑے کیساتھ کھڑا پایا۔

مرحا کی آنکھوں میں سوالیہ تاثر در آیا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہے ہاں؟ جاننا چاہتی ہے یہ کیا ہے تو سن، شام میں تیرا نکاح ہے، میر سائیں نے تجھ سے نکاح کی بات کی ہے۔ پہن لے یہ جوڑا، کم وقت بچا ہے! کسی طرح نکاح ہو تیرا تو جان چھوڑے میری!! کہتے کہتے ان کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آواز بھرا گئی۔انہوں نے پوری قوت سے سوٹ پلنگ پر پھینکا جبکہ مرحا کو یوں لگا جیسے اس کے وجود کے پرخچے اڑا دیئے گئے ہوں۔

"ی یہ ک کیا کہہ رہی ہیں اماں؟ وہ تڑپ کر اٹھی اور شبانہ بی کے قریب چلی آئی۔ پھنسی پھنسی آواز میں بے یقینی کا تاثر واضح تھا!

کیوں تو تو یہی چاہتی تھی نا، پھر اتنی حیرت کس بات کی ہے تجھے؟ شبانہ بی نے کاٹ دار لہجے میں کہا

جبکہ وہ بستر پر ڈھے سی گئی۔اسے پتہ تھا میر سالار محض اس سے بدلہ لینے کے لئے یہ کر رہا ہے۔ سوچتے ہوئے اس کا دل وحشتوں میں گھرنے لگا۔

اماں میری بات سنیں خدارا! اس نے واپس جاتی ہوئی شبانہ بی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں اس کا ہاتھ بری طرح سے جھٹکا دیا۔

مر گئی تیرے لئے تیری ماں! کٹھور لہجے میں کہہ کر وہ تیز قدموں سے باہر نکل گئیں جبکہ ایک بار پھر وہ بے آواز رو پڑی۔

♡♡♡♡♡

لال جوڑے میں، لمبے بالوں کی چوٹی بنائے، متورم بھیگی پلکوں، کانپتے ہونٹوں، و بخار کی شدت سے سرخ دہکتے عارض کے ساتھ وہ اس سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ پاس ہی صغریٰ، شنّو، و جلابی بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ ایک کونے میں نم آنکھیں لئے شبانہ بی بیٹھی ہوئی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مردان خانے میں گواہان کی جگہ شموئیل شاہ، زائد شاہ، ابراہیم شاہ وعون شاہ موجود تھے جو کہ وہاج شاہ کا حکم تھا۔ باقی وہاج شاہ سمیت ان کے کسی بیٹے نے اپنی موجودگی ظاہر کرنا ضروری نہ سمجھی۔ باقی لڑکے بھی پتہ نہیں کدھر غائب تھے۔ نکاح خواہ وان چاروں گواہان کی موجودگی میں اس نے قبولیت کی شرف دی اور دعا کے بعد بھرپور سنجیدگی سے اٹھ کر باری باری ان سب سے گلے ملا۔۔۔ وہ سارے بھی چپ چپ سے تھے۔ ان سے گلے ملنے کے بعد وہ حویلی کی جانب بڑھ گیا۔ اسے اپنے کچھ ضروری سامان لے جانے تھے، وہ لینے کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترا تو نظر فریدہ بیگم کے بند کمرے پر جا ٹھہری۔ مورے بھی اپنی خوابگاہ میں موجود تھیں۔ باقی لڑکیاں بھی اوپر تھیں، جبکہ حرم وعفاف کا بھی کچھ پتہ نہ تھا۔ سختی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے وہ حویلی سے باہر نکل آیا۔

اس کے بعد انہوں نے جلابی کو نکاح خواہ کی آنے کی اطلاع دینے کو انیکسی بھیجا۔۔ وہ واپس لوٹی اور پیغام پہنچانے کی سند دے دی۔

نکاح خواہ نے اس کی رضامندی جاننا چاہی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ دل ودماغ عجیب سی اذیت کا شکار تھے۔ اوپر سے شبانہ بی کا رویہ اس کی الگ جان نکال رہا تھا۔ بمشکل اس کے منہ سے "قبول ہے؛ کے الفاظ نکلے۔ شموئیل خان وغیرہ نکاح خواہ کیساتھ کمرے سے باہر نکل گئے۔

جبھی راکھی چلی آئی۔۔۔ مرحا سمیت سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اوئے شبانہ، میر سائیں کا حکم ہے کہ اس کو شہر لے کر جانا ہے اس لئے چھیتی باہر بھیج۔۔۔اس کی بات سن کر مرحا کے ہوش و حواس اڑ گئے، اس کے برعکس شبانہ بی نے کوئی خاص ردِ عمل پیش نہیں کیا۔مارے گھبراہٹ کے مرحا کے ہاتھ پاؤں سن سے ہونے لگے جبکہ آنکھیں ایک بار پھر مینا برسانے لگیں۔

شبانہ بی نے سختی سے اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھ کر اسے بستر سے اٹھایا اور ایک شال اس کے وجود کے گرد لپیٹ کر اسے انیکسی سے باہر لے آئیں۔

اماں میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر، مجھے خود سے جدا نہ کریں اماں! اس کی آواز نوحہ کناں تھی۔وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

میری دعا ہے کہ تو خوش رہے، یہاں تبھی آنا جب سب تمہیں دلی طور پر قبول کرنے کو تیار ہو جائیں۔۔۔اب جا۔۔۔انہوں نے آنکھیں رگڑتے ہوئے آبدیدہ لہجے میں کہا اور اسے صغریٰ کے ہاتھوں میر سالار کی گاڑی تک بھیجا۔صغریٰ بھی اپنی جگری سہیلی کی جدائی پر بہت ہی اداس تھی۔

وہ جیسے ہی گاڑی کی جانب بڑھا وہاج شاہ کو خود کی جانب آتے دیکھکر ٹھہر سا گیا۔

بات سنو میر، اس لڑکی کو بھی یہاں سے لے جاؤ۔۔یہاں اس کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں ہے! انہوں نے کرخت انداز میں کہا۔

اگر آپ نہ بھی کہتے دادا سائیں، پھر بھی مجھے اسے لے ہی جانا تھا۔چلتا ہوں، اللہ نگہبان۔۔۔اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا اور محافظوں کو اشارہ کرتا خود گاڑی میں بیٹھ گیا، گاڑی سٹارٹ کر کے سختی سے ہونٹ بھینچے اس نے سٹرینگ پر دونوں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہاتھ جمائے اور سامنے دیکھنے لگا۔ دوسری جانب فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جبھی صغریٰ مرحا کو لے آئی اور اسے گاڑی کی سیٹ پر بٹھا دیا۔ مرحا کا دل دھک سے رہ گیا۔ دھڑ دھڑ کرتے دل و بہتی آنکھوں سے اس نے چور نگاہوں سے میر سالار کو دیکھا تو اسے بھینچے ہوئے جبڑے و پتھریلے تاثرات کے ساتھ سامنے دیکھتے پایا۔ مرحا کا سانس خوف کے مارے حلق میں ہی اٹک گیا۔

گاڑی جیسے ہی حویلی کے گیٹ سے نکلی اس کے آنسوؤں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شبانہ بی کا خیال آتے ہی وہ سسکیاں لینے لگی۔ وہ اپنی اب تک کی زندگی میں پہلی بار اپنی ماں سے اتنا دور ہوئی تھی۔ اس کا غم بجا تھا۔ مگر مقابل بیٹھے شخص کا غصّہ اس وقت آسمان سے کلام کر رہا تھا۔ اس نے ایک نگاہِ غلط بھی مرحا پر نہیں ڈالی تھی۔ دم بہ دم اس کی سسکیاں تیز تر ہوتی اب گاڑی میں گونج رہی تھیں۔

دونوں آستینوں کے کف فولڈ کئے، ماتھے پر بکھرے بال، سیاہ کرتہ و پاجامہ میں، کندھے پر شال ڈالے، بھینچے ہونٹوں سمیت وہ انتہا سے زیادہ رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ پیچھے اس کے محافظوں کی گاڑیاں بھی رواں دواں تھیں۔

ڈیم اٹ، بند کرو یہ رونا دھونا، ورنہ کھڑکی سے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا تمہیں۔۔۔ اس کے رونے پر وہ قہر آلود آواز میں دہاڑا تو مرحا کے آنسو جیسے آنکھوں میں برف کی مانند جم گئے۔

اب اگر تمہارے رونے کی آواز آئی تو اپنا انجام بھی سوچ لینا۔۔۔ یہ رو دھو کر معصومیت کا ڈھونگ مت رچاؤ میرے سامنے انڈرسٹینڈ، اچھی طرح جانتا ہوں میں تم جیسی لڑکیوں کے بارے میں۔۔۔ چبا چبا کر کہتے ہوئے اس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نے اسپیڈ مزید بڑھادی تھی۔خوف کے مارے مرحا کی جان ہوا ہونے لگی۔اس نے زخمی نظروں سے میر سالار کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات اس کے غصّے کی شدت کا پتہ دے رہے تھے۔

یہ بھی نہیں کہ ساتھ ہے میرے وہ ہم نفس
ایسا بھی نہیں کہ مجھ سے جدا ہو گیا وہ شخص
رستے میں مل گیا تو شریکِ سفر نہ جان
جو چھاؤں مہرباں ہوا سے اپنا گھر نہ جان

اس شخص کے خوف سے اس کی زبان جو تالو سے چپکی تو پھر پورے راستے اس کی ایک آواز تک نہ نکل سکی۔بخار کی شدت اور بھی زور پکڑ چکی تھی جس کی وجہ سے اس کو اب چکر سے آنے لگے تھے۔

اس نے بمشکل بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی کھول کر میر سالار کی جانب دیکھا جو سرد تاثرات کے ساتھ گاڑی بھگانے میں مصروف تھا۔لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔مرحا کے اندر نئے سرے سے ایک عجیب سی اداسی اترنے لگی۔وہ شخص ملا بھی تھا تو کن حالات میں،وہ جانتی تھی میر سالار کے دل میں اس کے لئے محض نفرت ہی نفرت ہے۔

"کیا میں یہ نفرت بھرا رویہ سہہ سکوں گی؟جس شخص کو میں نے صدقِ دل سے چاہا،اس کی اپنے لئے اس قدر حقارت و نفرت میرا دل برداشت کر سکے گا؟؛سوچتے ہوئے اس کا دل مزید بوجھل ہو گیا۔نہ جانے سفر اور کتنا باقی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تھا،اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی جارہی تھیں۔اس نے سر گاڑی کی پشت سے ٹکایااور کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔

میر سالار کے محافظوں کیساتھ اس کی گاڑی بڑے سے فارم ہاؤس کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو ایک شعلہ بار نظر اس ہوش و خرد سے بیگانہ وجود پر ڈال کر وہ سلگتے ہوئے ذہن کے ساتھ گاڑی روک کر جھٹکے سے باہر نکلا۔گاڑی کا دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز پر وہ اچھل پڑی،اور جوں ہی دوسری جانب آتے میر سالار کو دیکھا تو مزید بوکھلا گئی۔ وہ اس کی جانب آیااور ڈور کھول کر کڑے تیوروں سمیت اسے ایسے گھورا گویا سالم کا سالم نگل جائے گا۔مرحا کی جان پر بن آئی۔

اگر سونے کا شوق پورا کر لیا ہو محترمہ نے تو کیا باہر آنے کی زحمت کر سکتی ہیں؟وہ غراتے ہوئے بولا تو سہمی سہمی سی باہر نکل آئی۔جبکہ وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بھی اندر داخل ہوئی۔راہداری سے ہوتے ہوئے لابی،اور پھر وہ لاؤنج میں چلی آئی۔میر سالار نہ جانے کس سمت چلا گیا تھا وہ اندازہ ہی نہ کر سکی۔

فارم ہاؤس واقعی میں قابلِ ستائش تھا۔بے حد نفیس و جدید قسم کے نقشے سے آراستہ یہ فارم ہاؤس مرحا کی آنکھوں کو بہت بھایا۔وہ لاؤنج کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے ہی دھیان میں گم تھی۔

کیا کھڑے کھڑے ہی فوت ہو گئی ہو؟یکایک اپنے پیچھے تیز آواز پر وہ سٹپٹا کر پلٹی تو سامنے اس دشمنِ جاں کو دیکھکر وہ پلکیں جھکا گئی۔اسے سرد پڑتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ صوفے کی جانب بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ادھر آؤ؟وہ آرام سے صوفے کی پشت پر دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔وہ کانپتے قدموں سے اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔پلکیں جھکانے کے باوجود میر سالار کی پر تپش نظریں اسے اپنے چہرے پر واضح محسوس ہو رہی تھیں۔تاہم اس نے نظریں نیچی ہی رکھیں۔

میرے جوتے اتارو!اس نے حکمیہ انداز میں اپنے جوتوں کی طرف اشارہ کیا تو مرحانے بے اختیار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

کچھ کہہ رہا ہوں میں، تمہیں سمجھ نہیں آئی اس کی یا ساری عقل و فہم سازشیں کرنے میں ہی صرف کر دی ہیں؟ سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے میر سالار نے کھولتے ہوئے لہجے میں طنز کیا تو وہ اہانت کے احساس سے سرخ چہرہ لئے سر جھکا گئی۔دل تو جیسے چھلنی ہو گیا تھا۔آنسوؤں کو ضبط کرنے کی ناکام سی کوشش کرتی وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ اور کانپتے ہاتھوں سے اس کے پیروں سے جوتے نکال کر رکھے اور اس کے سامنے سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔اسی اثناء میں ملازم نے نفیس سا سلیپر لا کر میر سالار کے قدموں میں رکھا اور جیسے سر جھکائے آیا تھا ویسے ہی پلٹ گیا۔

"میرے سامنے مظلومیت کا ناٹک مت کرنا آئیندہ، تم کتنی مظلوم ہو یہ بہت اچھی طرح معلوم ہے مجھے، تم جیسی لڑکیاں جن کی کوئی وقعت نہیں ہوتی انہیں بڑا شوق ہوتا ہے اونچے اونچے خواب دیکھنے کا،اور دوسری بات، یہاں اب تم میری قید میں ہو، تمہاری ہر ایک حرکت پر میری نظر ہے۔۔۔سو یہاں سے نکلنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔تیسری اور آخری بات، تمہارے لئے جو نفرت ہے میرے دل میں وہ کبھی کم نہیں ہو سکتی، مجھ سے کسی قسم کی کوئی امید مت رکھنا۔۔۔تمہیں میں قابل نفرت بھی نہیں سمجھتا یہ اوقات ہے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تمہاری میرے نزدیک!!!اسے خوں انداں نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے اسے اس کی حیثیت سے باور کرایا تو ہزار ضبط کے باوجود اس کی آنکھوں سے سیل رواں ہو گیا۔

سائیں آپ کا یہ رویہ میری جان لے لے گا۔میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں!!وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی،تو میر سالار کی آنکھیں گویا انگارے برسانے لگیں۔وہ جھٹکے سے صوفے سے اٹھا اور جارحیت سے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔مرحا کی سہمی سہمی سی آنکھیں پھیل گئیں۔

تمہیں میں نے کہا تھا کہ تمہاری زندگی میں جہنم بنا دوں گا تو ڈیئر مرحا یہ تو ابھی شروعات ہے۔دیکھتی جاؤ تمہارے ساتھ آگے کیا کیا ہوتا ہے۔تم میری نفرت سے واقف نہیں ہوا ابھی سمجھ آئی تمہیں!اپنے یہ نام نہاد آنسو سنبھال کر رکھو آگے کام آئیں گے۔اس کے گالوں پر ساکن ٹھہرے ہوئے آنسوؤں کو شہادت کی انگلی سے جھٹکتا آہستہ آواز میں شیر کی مانند غراغرا کر کہتے ہوئے اس نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا جبکہ وہ شل ہوتے بازو کو تھامے بخار سے چور ہوتے بدن واذیت سے بیحال ذہن ودل کیساتھ صوفے پر گر سی گئی۔

ایک نام کیا لکھا تیرا ساحل کی ریت پر

پھر عمر بھر ہوا سے میری دشمنی رہی!

❤❤❤❤❤

شموئیل شاہ ڈیرے پر موجود تھا۔رات کے تقریباً آٹھ بجنے کو تھے۔وہ ڈیرے پر موجود آدمیوں کو کل کے لئے ہدایات دے کر وہاں سے نکلا ہی تھا جبھی وہاں صارم شاہ چلا آیا۔اس کے ساتھ کوئی موجود نہ تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کیسے ہو شموئیل شاہ؟اس بار بڑے دنوں کے بعد چکر لگایا حویلی کا، خیر تو ہے؟مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے صارم نے مسکرا کر شموئیل سے سوال کیا تو وہ بھی ہلکے سے ہنس دیا۔

ہاں بس اس دفعہ مصروفیات کچھ زیادہ تھیں! مختصر جواب کے بعد وہ صارم شاہ کی ہمراہی میں چلتا ڈیرے پر موجود چارپائی پر بیٹھ گیا۔

تم بتاؤ صارم، کدھر ہوتے ہو؟ کیا چل رہا ہے آج کل؟ شموئیل شاہ نے گرمجوشی سے بات کا آغاز کیا۔

کچھ خاص نہیں، ادھر ہی ہوتا ہوں، شکار کا شوق پورا کرتا ہوں۔۔ خیر اب آتا ہوں کام کی بات پر، مجھے تم سے ایک اہم بات کرنی ہے شموئیل شاہ۔امید ہے تم سمجھو گے۔اس نے سنجیدگی سے کہا تو شموئیل شاہ ہمہ تن گوش ہوا۔

دیکھو شموئیل شاہ، ہمارا بچپن ایک ساتھ گزرا ہے۔ تم میرے بارے میں بہتر جانتے ہو میں کوئی اوباش فطرت شخص نہیں ہوں۔اس لئے بنا کسی تمہید کے تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ منتہا جو کہ تمہارے نکاح میں ہے میں اس سے بچپن سے محبّت کرتا ہوں، بہتر ہو گا تم اسے طلاق دے کر فارغ کرو تاکہ وہ جلد از جلد میری ہو جائے۔۔۔۔اس نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا جبکہ دوسری جانب شموئیل شاہ پر جیسے آسمان گر پڑا۔صارم شاہ کی اتنی گھٹیا گفتگو پر اس کا خون ابل اٹھا۔

صارم شاہ! تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنی سطحی بات کرنے کی؟ تلملا کر وہ چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور صارم شاہ کا گریبان اپنی گرفت میں لے لیا،اس کے برعکس صارم مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میں نے تو نہایت ہی احترام کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے، بنا کسی شور شرابے کی امید کی، لیکن لگتا ہے تمہیں خاموشی و سکون راس نہیں ہے شموئیل شاہ! وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا تو شموئیل خان کا چہرہ غصّے کی شدت سے تھرانے لگا۔

"ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو صارم شاہ کہ منتہا صرف میری ہے۔اس کی جانب اٹھنے والی میلی نظر کو میں نوچ ڈالوں گا سمجھے، مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمہاری سوچ اتنی پست ہے!؛ طیش کی شدت سے تیز تنفس کے ساتھ شموئیل شاہ نے اپنی بات کہی۔

"تو میری بات نہیں مانو گے تم؟ صارم نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا

ہر گز نہیں، تمہاری جان لے لوں گا میں صارم، تمہیں پتہ ہے میں ایسا کر سکتا ہوں! شموئیل شاہ نے دہاڑتے ہوئے کہا تو صارم نے جھٹکے سے جیب میں رکھا تیز دار چاقو نکالا۔

تم میری جان کیا لو گے ہاں، تمہیں تو میں اوپر بھیج کر ہی دم لوں گا آج۔۔۔۔اس نے سفاکی چاقو شموئیل کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر کہا،اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس نے چاقو سے یک کے بعد دیگرے اور اس کے بعد کئی وار شموئیل شاہ کے پیٹ میں کر ڈالے۔

چیخوں کی آواز پر ڈیرے پر موجود آدمی جو کہ اندر کے حصے کی جانب اصطبل والی سائیڈ پر تھے بھاگتے ہوئے آئے اور سامنے کا منظر دیکھکر ان کے ہوش اڑ گئے۔صارم شاہ پھرتی سے وہاں سے بھاگ نکلا۔۔جبکہ ان میں سے کچھ آدمی شموئیل کو سنبھالنے میں لگ گئے جبکہ کچھ نے صارم شاہ کے پیچھے دوڑ لگا دی۔مگر وہ تیز قدموں سے دوڑتا ہوا کچھ دور

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کھڑی بائیک پر بیٹھ کر فرار ہو گیا۔وہ سب ناکام ہوتے واپس لوٹے مگر ان سب نے واضح طور پر صارم شاہ کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔

ڈیرے پر واپس آکر انہوں نے شموئیل شاہ کی نازک ہوتی حالت دیکھی جو زمین پر گرا درد سے تڑپ رہا تھا۔

"سائیں زرا ہمت کریں آپ،سب ٹھیک ہو جائے گا انشاءاللہ۔۔۔۔ایک نے اس کا سر گود میں رکھتے ہوئے تسلی دی لیکن شموئیل شاہ کی سانسیں آہستہ آہستہ ڈوب رہی تھیں۔؛ان لوگوں نے مل کر اس کے خون سے لت پت وجود کو زمین سے اٹھا کر چارپائی پر منتقل کیا۔

'رحیم جاتو جلدی شاہ سائیں کو خبر کر فوراً نکل؛ان میں سے ایک نے کسی رحیم نامی شخص سے چلا کر حویلی اطلاع دینے کو کہا تو وہ فوراً اٹھ کر حویلی کی جانب بھاگا۔مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔شاید شموئیل شاہ کی زندگی کی ڈور وہیں پر آکر ٹوٹ جانی تھی۔ایک بہت بڑا طوفان آنے کو تھا جو اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے جانے کو تھا۔

ہمارے قافلے کا ہر گھڑی منظر بدلتا ہے

کبھی رہزن بدلتا ہے کبھی رہبر بدلتا ہے

کچھ دیر وہیں صوفے پر پڑی رہنے کے بعد وہ ہمت کر کے اٹھی اور یونہی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آگئی۔یہ دو منزلہ پر مشتمل فارم ہاؤس تھا۔اوپر کا حصہ بھی نیچے کی طرح کافی وسیع و عریض تھا۔اس نے اوپری لاؤنج کی سائیڈ میں بنے ایک روم کا دروازہ آہستگی سے کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔دروازہ یونہی بند کر کے وہ پلٹی تو خوبصورت و نفیس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سے اس کمرے کے خوابناک ماحول میں بے اختیار اس کی آنکھوں میں ٹھنڈک سی اتر آئی۔ جبھی نظر سائیڈ ٹیبل پر موجود میر سالار کی تصویر پر جا پڑی جو کہ فریم شدہ تھی۔ تصویر میں بھی وہ انتہا کا جاذب نظر دکھ رہا تھا۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں چلتی ہوئی سائیڈ ٹیبل کے نزدیک آ رکی۔

فریم اٹھا کر بغور تصویر دیکھتے ہوئے پتہ نہیں کس احساس کے تحت اس کی آنکھیں بھیگتی چلی گئیں۔

کچھ ثانئے یک ٹک تصویر کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے کانپتے ہونٹ تصویر پر رکھ دیئے۔

وہ نہیں میرا مگر اس سے محبّت ہے تو ہے

یہ اگر رسموں رواجوں سے بغاوت ہے تو ہے

سچ کو میں نے سچ کہا جب کہہ دیا تو کہہ دیا

اب زمانے کی نظر میں یہ حماقت ہے تو ہے

کب کہا میں نے کہ مل جائے وہ مجھ کو میں اسے

غیر نہ ہو جائے وہ بس اتنی حسرت ہے تو ہے

جل گیا پروانہ گر تو کیا خطا ہے شمع کی

رات بھر جلنا جلانا اس کی قسمت ہے تو ہے

پاس رہ کر دشمنوں سا وہ ستاتا ہے مجھے

پھر بھی اس ظالم پہ مرنا اپنی فطرت ہے تو ہے

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تصویر کو اس کی جگہ رکھ کر وہ پلٹ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔اس کی جو اندرونی حالت تھی وہ جوں کی توں تھی، بلکہ اس کی طبیعت کی ناسازی تو اس کے چہرے سے ہی ظاہر ہو رہی تھی، اسے اب بھوک کا شدت سے احساس ہونے لگا تھا کیونکہ اس نے حویلی میں بھی کل صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ سرخ جلتی ہوئی آنکھیں، تپتی پیشانی و دہکتے عارض، زردی لئے ہوئی رنگت، مگر وہ شخص اتنا کٹھور اور اس کی جانب سے اتنا بے خبر تھا کہ وہ اس سے اس کی بے اعتنائی کا شکوہ بھی نہیں کر سکتی تھی نہ ہی اپنا حال بیان کر سکتی تھی۔ بے تحاشہ سست ہوتے جسم، درد سے پھٹتے سر و تاریک ہوتے ذہن کیساتھ وہ بیڈ پر لیٹ گئی اور جلتی آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ ہی سیکینڈ بعد وہ بے خبری بھری نیند سو رہی تھی۔

💛💛💛💛💛

بڑی حویلی میں ایک قیامت برپا ہو چکی تھی۔ چونکہ صارم شاہ کو ڈیرے پر موجود آدمیوں نے صاف طور پر دیکھا تھا اس لئے یہ خبر بھی چھپی نہ رہ سکی۔

بڑی حویلی والوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ چھوٹی حویلی کا وجود ہی نست و نابود کر دیں۔ دونوں حویلیوں میں جس قدر میل ملاپ و محبت تھی اب شموئیل شاہ کے قتل کے بعد وہ انتہائی نفرت میں بدل جانے کو تھی۔ وہاج شاہ کے آدمیوں نے صارم شاہ کی تلاش میں گاؤں کا چپہ چپہ کھنگال ڈالا مگر وہ نہ جانے کس بل میں جا چھپا تھا جس کا سراغ لگانا مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بی جان نے یہ خبر سنی تو ہتھڑ مار مار کر اپنا سینہ پیٹ ڈالا۔ باقی سارے بھی اپنی اپنی جگہ ڈھے سے گئے تھے۔ یہ صدمہ واقعی میں ناقابلِ برداشت تھا۔ کسی کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ صارم شاہ اس حد تک گزر جائے گا۔ چھوٹی حویلی میں اس وقت مرد حضرات موجود نہ تھے۔۔۔ یہ خبر سننے کے بعد زکا شاہ و فیاض شاہ وغیرہ بڑی حویلی کی ہی جانب گئے ہوئے تھے۔

"یا اللہ مجھے یہ دن دیکھنے سے پہلے اٹھا لیا ہوتا، میری بوڑھی ہڈیوں میں طاقت نہیں ہے کہ میں اتنا بڑا صدمہ سہہ سکوں؛ بی جان زور زور سے روتی ہوئی بولیں۔۔۔ آسیہ بیگم کو تو بار بار بیہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ زوفا و سویرا وغیرہ بھی شدید صدمے کے زیرِ اثر تھیں۔

صارم شاہ، بےغیرت انسان، کہاں چھپے بیٹھے ہو نکلو فوراً۔۔۔ مرد ہو تو مردوں کی طرح مقابل آؤ۔۔۔ انتہائی زوردار دہاڑ پر وہ سب خوف زدہ سی اپنی اپنی جگہ سے اٹھ گئیں۔ جبھی بے تحاشہ سرخ چہرے و لال آنکھوں سمیت سکندر شاہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ اسے دیکھکر زوفا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔ وہ اس وقت اس قدر طیش میں تھا کہ ایسا محسوس ہوتا تھا وہاں موجود کوئی بھی افراد اس کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا۔ گردن کی رگیں تنی ہوئی جبکہ تنفس تیز تر تھا۔

کدھر ہے صارم شاہ؟ کہاں چھپا بیٹھا ہے وہ؟ میرے ہاتھوں سے قتل ہو گا اس کا آج۔۔۔ ناقابلِ معافی جرم کیا ہے اس نے، بہت بڑی قیمت چکانی ہو گی اسے!! وہ غصّے کی شدت سے اونچی آواز میں چیخا۔ بی جان دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھ گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یااللہ مجھے اٹھالے؛سخت بے بسی سے وہ زیر لب دعائیں کرتی زار و قطار رونے لگیں۔آسیہ بیگم کا تو ویسے بھی برا حال تھا۔

"سکندر ادا میری بات سنیں؛زوفا کانپتے ہوئے لہجے میں بولتی آگے آئی ہی تھی کہ بے تحاشہ سرخ آنکھیں اس کے چہرے پر ڈالتے ہوئے وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک گیا۔وہ وہیں فریز ہو گئی۔

خاموش! کچھ کہنا سننا نہیں مجھے۔۔۔صارم شاہ کے مقدر میں موت ہی لکھی ہے بہت عبرتناک موت،،انتظار کریں سب اس وقت کا؛اس نے بھینچے ہوئے لہجے میں کہا تو زوفا کا دل خوف سے سکڑ گیا۔صارم شاہ کے اس فعل نے نہ جانے اب کیا کیا دن دکھانے تھے۔سوچتے ہوئے اس کا ذہن مشتعل ہونے لگا۔

جبھی وہاں عون و نوفل شاہ چلے آئے۔ان کا بھی انداز پر طیش تھا۔

چلیں سکندر ادا،اب یہ معاملہ تو جرگے میں جائے گا۔۔۔صارم شاہ کسی قیمت نہیں بچے گا یہ ہمارا وعدہ ہے! نوفل نے چبا چبا کر کہا جبکہ سکندر شاہ قہر آلود نظریں سب پر دوڑاتا تیز قدموں سے وہاں سے نکل گیا۔وہ ساری خواتین اپنی جگہ ساکن کھڑی تھیں۔

😍😍😍😍😍

رات کے دو بج رہے تھے۔ہر طرف شور برپا تھا کہ شاہ سائیں کے پوتے کا قتل ہو گیا ہے۔بچے بچے کی زبان پر صارم شاہ کا نام قاتل کی جگہ موجود تھا۔ہر کسی پر یہ حقیقت آشکار ہو چکی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہائے یہ کیا کر دیا میرے بچے کیساتھ اس بیغیرت صارم نے، میں کہہ رہی ہوں سائیں ہر گز جان بخشی نہیں ہو گی۔۔۔کسی طرح ڈھونڈھیں اسے، خون کا بدلہ خون کی صورت میں لیا جائے گا۔ بڑی حویلی میں ایک محشر برپا تھا۔ مورے اونچی آواز میں روتے ہوئے دہائیاں دے رہی تھیں ساتھ ہی اپنے بے تحاشہ غصّے کا اظہار بھی کر رہی تھیں۔

پاس ہی شموئیل شاہ کا بے جان وجود کفن میں لپٹا پڑا ہوا تھا۔ جسے دیکھ کر بڑی حویلی کے ہر فرد کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ایک نہ رکنے والا حجوم تھا جو آتا چلا جا رہا تھا۔ حفضہ بیگم (سکندر شاہ کی امی) ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھیں۔ ان کی باقی اولادیں بھی اپنے ہوش و حواس میں نہ تھیں۔اس صدمے نے انہیں اندر تک توڑ کر رکھ دیا تھا۔ ہر آنکھ اشک بار ہر دل ماتم کناں تھا۔ وہاج شاہ سمیت ان کے بیٹوں کا اشتعال عروج پر تھا۔

شرمندگی کے احساس سے چور فیاض شاہ وان کے بیٹے جب بڑی حویلی کے مردان خانے میں آئے تو انہیں دیکھ کر وہاج شاہ سمیت سبھی کا خون کھول اٹھا۔

انہوں نے شموئیل شاہ کے قتل کا افسوس کرنا چاہا، تو وہاج شاہ نے انہیں وہیں روک دیا۔ زکا شاہ تو باقاعدہ وہاج شاہ کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑے ہو گئے اور انہیں یقین دلایا کہ صارم شاہ کی اس پلاننگ کے بارے میں انہیں یا کسی کو بھی قطعاً کوئی علم نہ تھا ورنہ باخدا وہ اسے اپنے ہاتھوں سے ہی مار چکے ہوتے۔۔۔۔

مگر زکا شاہ کا ہاتھ جوڑنا و معافی مانگنا سب کچھ بیکار گیا تھا۔ بڑی حویلی کا کوئی بھی فرد ان کی معافی یا تلافی سننے کو تیار نہ تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"فیاض شاہ، یہ معاملہ اب جرگے میں جائے گا، کل اس پر تفصیلی گفتگو ہو گی، ابھی بہتر یہی رہے گا کہ تم اپنے بیٹوں کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ،، جرگے میں جو بھی فیصلہ ہو گا میرا ہو گا فیاض شاہ، اسے ہر کسی کو ہر قیمت پر قبول کرنا ہو گا؛ وہاج شاہ نے سخت لہجے میں باور کرایا تو فیاض شاہ ایک بے بس نظر ان پر اور پھر اپنے بیٹوں پر ڈال کر ان کے ساتھ مردان خانے سے نکل گئے۔اس واقعے نے دونوں حویلیوں کے بیچ ایک دیوار سی لا کھڑی کی تھی اور وہ تھی "نفرت کی دیوار؛۔۔۔!!!

🌹🌹🌹🌹🌹

وہ بے حد گہری نیند میں تھی جب دروازہ کھلنے کی زوردار آواز پر یکایک اس کی آنکھ کھل گئی۔ پھر جیسے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ جبھی کمرے کی آن ہوتی لائٹ کے ساتھ ساتھ وہ بھی بستر پر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ میر سالار لائٹ آن کر کے بیڈ کی جانب پلٹا اور جارحانہ تیوروں سے اس کی جانب بڑھا تو وہ خوف کے مارے پیچھے کی جانب کھسک گئی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی انتہائی بیدردی سے اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بیڈ سے نیچے کھڑا کر دیا۔ مرحا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ جڑ سے اکھڑ گیا ہو۔تکلیف کی شدت سے وہ "سی؛ کر کے رہ گئی۔

کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں موجود ہو "مرحا بخش؛؟اس نے سلگتے ہوئے لہجے میں پوچھا لہجہ بے حد ہتک آمیز تھا۔ مرحا نے کچھ بولنے کے لئے لب وا کئے مگر اس کا اشتعال دیکھ کر وہ کچھ بول ہی نہ سکی جبکہ وہ اسی لحاظ سے مزید بپھر اٹھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کا بازو اپنی فولادی گرفت میں جکڑ کر اس نے اسے اپنے بے تحاشہ قریب کر لیا۔اتنا قریب کہ اس کی سانسوں کی تپش مرحا کے چہرے کو جلاتی محسوس ہو رہی تھیں۔وہ نم آنکھوں سے اس کو دیکھنے لگی۔

'کچھ بکواس کر رہا ہوں میں ؟اوہ میں یہ کیوں بھول گیا کہ محترمہ میری قربت کی تلاش میں میرے کمرے تک رسائی حاصل کرنا چاہتی ہیں؛آخر مجھ سے اتنی محبت جو ہے،کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا؟اس کی بات پر مرحا نے تڑپ کر اسے دیکھا،جو آنکھوں و چہرے میں استہزائیہ تاثر لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

سائیں،مجھے خبر نہیں تھی اس بات کی،چھوڑیں مجھے؛بھیگی آواز میں کہتے ہوئے اس نے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کرانا چاہا جبکہ وہ اسی تاثر کیساتھ اسے مزید خود سے قریب گیا۔مرحا کی جان پر بن آئی۔

"کیوں تمہاری خواہش ہی تو پوری کر رہا ہوں تو اب کیا ہوا ہاں؛دھیمے کرخت لہجے میں وہ کہتا بے حسی کے آخری دہانے پر تھا۔مرحا نے شدتِ گریہ سے تھکی تھکی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔جبھی میر سالار کے موبائل کی رنگ پر اس نے اسے بیڈ پر دھکیلا اور فون اٹھا کر کان سے لگایا دوسری جانب سے نہ جانے کیا کہا گیا کہ اس کے چہرے کا رنگ فق سا ہو گیا۔

واٹ ؟؟کیا بکواس کر رہے ہو یہ ؟بے یقینی بھرے لہجے میں چیختا وہ فون کان سے لگائے ہی تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔جبکہ وہ نا سمجھی کی کیفیت میں وہیں بیٹھی رہ گئی۔تنہا،بالکل تنہا،،،!!!

READERS CHOICE

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہم نفس کوئی نہ ہو اور ہم نوا کوئی نہ ہو

بے در و دیوار سا ایک گھر بنانا چاہئے

کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار

اور اگر مر جایئے نوحہِ خواں کوئی نہ ہو

میر سالار کے جانے کے بعد وہ ایک پل بھی اس روم میں نہ ٹھہری تھی بلکہ نیچے آکر دوسرے روم میں لیٹ گئی تھی مگر،اب نیند اچاٹ ہو چکی تھی۔پتہ نہیں وہ اتنی عجلت میں کہاں نکل گیا تھا۔خیر وہ تو یہ بھی پوچھنے کا حق نہیں رکھتی تھی۔سوچتے ہوئے وہ یاسیت زدہ سی ہو گئی۔

انہی سوچوں میں وقت کا پتہ ہی نہ لگا جب ازان کی آواز پر وہ چونک سی گئی۔مسجد شاید فارم ہاؤس کے بہت قریب تھی جبھی آواز صاف طور پر سنائی دے رہی تھی۔وہ نماز کے ارادے سے اٹھی اور وضو کر کے نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔

کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ وہیں چلی آئی تو دیکھا خانساماں وہاں مصروف تھا۔اسے دیکھکر اس نے سلام کیا تو مرحانے آہستگی سے جواب دیا۔اسے زوروں کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔اس نے کچن میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور پھر خانساماں کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کچھ چاہیئے تھا بی بی جی؟اس نے پوچھا تو اس کے اندازِ تخاطب پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی،اس شخص نے تو اس کا تعارف بھی کسی سے کرانا گوارا نہ کیا تھا۔پر یہ خانساماں تو اسے بہت عزت دے رہا تھا۔ہو سکتا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ یہ حویلی کی ہی کوئی فرد ہے۔ خیر،اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ساتھ ہی اس سے کھانے کا پوچھا تو اس نے کہا کہ

"آپ ٹیبل پر بیٹھ جائیں میں ناشتہ لاتا ہوں؛وہ سر ہلاتی ہوئی ڈائننگ روم میں ٹیبل پر جا بیٹھی۔کچھ ہی دیر کے بعد وہ ناشتہ لے آیا۔دو دنوں کی بھوک سے نڈھال وہ تقریباً ادھ موئی سی ہو گئی تھی مگر بخار قدرے کم ہو کر اب حرارت میں تبدیل ہو گیا تھا۔اس نے پیٹ بھر کر ناشتہ کیا اور چائے کے بعد ڈائننگ روم سے باہر نکلی ہی تھی وہاں شرفو (ملازم) آ گیا۔

"بی بی جی،آپ کی ضروریات کی تمام اشیاء میں کل ہی لے آیا تھا وہ اس روم کی الماری میں موجود ہیں!اس نے اسے اطلاع دیتے ہوئے ہاتھ سے اسی روم کی جانب اشارہ کیا جہاں اس نے صبح کی تھی۔

وہ دل ہی دل میں حیرت زدہ سی ہوتی سر ہلا گئی۔

بات سنیں،اس نے واپس پلٹتے ہوئے شرفو کو آواز دی،

جی،بی بی جی،شرفو نے مؤدب انداز میں پوچھا۔

"تمہارے سائیں کدھر گئے ہیں،کچھ معلوم ہے؟مرحانے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

ہاں جی،وہ تو حویلی گئے ہیں،کل آنے سے پہلے انہوں نے ہی یہ چیزیں لانے کے لئے مجھے کہا تھا،اور دکاندار کو پہلے ہی بتا دیا تھا سب،میں بس لے آیا تھا جی،،وہ اسے مزید اطلاعات فراہم کرتا پلٹ گیا جبکہ وہ ہنوز حیرت کے سمندر میں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

غوطے کھاتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس شخص نے تو اسے حیران ہی کر دیا تھا۔یہ سب کچھ اس کی سمجھ سے بالا تر تھا۔

کمرے میں آکر اس نے الماری سے وہ تمام چیزیں باہر نکالیں، مختلف شاپرز تھے جن میں ضروریاتِ زندگی کی اشیاء موجود تھیں۔ہیئر برش،لوشن، شیمپو، کنگھے، کئی خوبصورت جوڑے، کچھ سینڈیلز،اور گھر میں استعمال ہونے والی چپلیں،تولیہ، باڈی لوشن،ٹوتھ برش،ربر بینڈ، حتیٰ کہ ضروریات کی ہر چیز موجود تھی۔وہ گہرا سانس بھرتی اٹھی اور اس کمرے کی خالی وارڈروب میں تمام چیزیں سیٹ کرنے کے بعد ایک سوٹ کے ساتھ نہانے کی غرض سے باتھ روم میں گھس گئی۔

💛💛💛💛💛

بڑی حویلی میں ایک نہ ختم ہونے والا محشر برپا تھا۔شموئیل شاہ کی نمازِ جنازہ ادا کر گئی تھی۔چھوٹی حویلی کے کسی بھی فرد کو شموئیل شاہ کا مردہ وجود دیکھنے نہ دیا گیا حتیٰ کہ مرد حضرات کو نمازِ جنازہ تک میں شامل نہ ہونے دیا گیا۔مورے نے تو باقاعدہ ملازمہ کے ہاتھوں چھوٹی حویلی یہ پیغام بھجوایا تھا کہ "کوئی بھی خواتین حویلی آنے کی زحمت نہ کرے، ہمیں کسی کی ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛اس پیغامِ رسائی کے بعد وہاں کی کسی بھی خواتین نے شرکت نہیں کی یہاں تک کہ بی جان بھی تڑپ تڑپ کر رہ گئیں، لیکن سب کچھ بے سود رہا۔

مورے کا بددعائیں دے دے کر برا حال تھا۔بڑی حویلی کے تمام مرد بے حد طیش کے عالم میں تھے اور ان کا یہ جاہ و جلال بجا بھی تھا۔حفضہ بیگم کو اب تک ہوش نہ آیا تھا۔باقی سب کی آنکھیں رو رو کر اپنی اصل حالت کھو بیٹھی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حویلی سمیت پورا گاؤں ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ میر سالار فجر کے وقت حویلی پہنچ گیا تھا۔ اب جنازے میں شرکت کے بعد جرگے میں شمولیت کر کے ہی اسے شہر جانا تھا۔ نمازِ جنازہ چونکہ صبح آٹھ بجے ادا ہوئی تھی۔ سو جرگے کا وقت دس بجے کا طے کیا گیا تھا۔

"دس بجے سارے مرد حضرات جرگے میں شمولیت کی غرض سے بیٹھک کی جانب بڑھ گئے۔ سبحان شاہ ایک ہی روز میں بوڑھے دکھنے لگے تھے، جوان بیٹے کا یوں چلے جانا انہیں اندر تک توڑ گیا تھا۔ سکندر شاہ کا حال بھی عجب دلسوز تھا۔ بھائی کی ابدی جدائی نے اس کا دل خون خون کر دیا تھا۔ وہ ہنوز بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔ اسے اس بات پر یقین کرنا مشکل ثابت ہو رہا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے اپنے جان سے پیارے بھائی کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں سلا آیا ہے، اور یہ کہ وہ اب زندگی بھر کبھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکے گا۔ اس کے دل میں صارم شاہ سمیت چھوٹی حویلی کے ہر فرد کے لئے ایک نفرت سی بھر گئی تھی۔

"وہاج شاہ سر پر سرپنچ کا شملہ رکھے اپنی جگہ بیٹھ گئے باقی سب نے بھی نشست سنبھال لی۔ چھوٹی حویلی کے تمام مرد بھی وہاں موجود تھے۔ فیاض شاہ وزکا شاہ کے سر شرم سے جھکے ہوئے تھے۔ صارم شاہ نے یقیناً انہیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"زکا شاہ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ تمہارے بیٹے صارم شاہ نے ہمارے پوتے شموئیل شاہ کا قتل کیا ہے، ہمارے خاندان کے یہی اصول اور ہمارے اہم ترین فیصلوں میں سب سے اہم فیصلہ یہی ہوتا ہے کہ ہم خون کے بدلے خون کی مانگ کریں، تو بتاؤ کہاں ہے صارم شاہ؟ انہوں نے بارعب لہجے میں کہتے ہوئے زکا شاہ سے سوال کیا!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

معاف کیجئے گا بڑے ابا سائیں، پر مجھے اس بابت کوئی علم نہیں ہے۔ قتل کی واردات کے بعد سے ہی وہ فرار ہے! زکا شاہ نے سر جھکائے ہوئے ہی جواب دیا۔ان کے جواب پر سکندر شاہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"ناممکن، تمہارا بیٹا بڑی حویلی کے سپوت کے خلاف قتل کی سازشیں کرتا پھر رہا تھا اور تم لوگوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہ ہوئی، یہ کیسے ہو سکتا ہے زکا؟ وہاج شاہ نے سخت تفتیش بھرے انداز میں ان کی بات کی نفی کی تو سبحان شاہ نے بھی وہاج شاہ کی تائید کی۔

ہمیں واقعی میں کوئی خبر نہیں تھی اسکی، نہ ہی اس نے ہمیں اس بابت کچھ اشارے دیئے۔ فیاض شاہ نے اس بار وضاحت کی تو وہاج شاہ کے چہرے پر تمسخر پھیل گیا۔

"قتل کی وجہ کیا تھی یہ تو پتہ ہو گا یا یہ بھی نہیں معلوم، اسے شموئیل سے کس بات پر اختلاف تھا؟ اس نے کبھی تو حویلی میں شموئیل کے خلاف ایسا کچھ کہا ہو گا جس سے تم لوگوں کو اس کی شموئیل شاہ سے نفرت کا اندازہ ہوا ہو؟ بتاؤ یہ اہم معلومات ہیں جسے ہم تک پہنچنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ ہمارے پاس اور بھی بہت راستے ہیں۔ غصّے میں بھینچی ہوئی آواز میں وہاج شاہ نے دھمکی آمیز انداز اپناتے ہوئے کہا تو چھوٹی حویلی کے مرد حضرات آنکھوں میں بے بسی کی سی کیفیت لئے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ سکندر شاہ کے ہمراہ بیٹھا میر سالار بھی بھرپور سنجیدگی سے ساری گفتگو ملاحظہ کر رہا تھا۔

READERS CHOICE

وہ شموئیل شاہ کی منکوحہ منتہا سے محبت کرتا ہے، اسی کو حاصل کرنے کیلئے اس نے شموئیل کا قتل کیا ہے جہاں تک امید ہے۔ کیونکہ اس نے ایک دفعہ حویلی میں منتہا کے لئے اپنی محبت ظاہر کی تھی۔ زکا شاہ نے شرمندگی سے چور

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

لہجے میں حقیقت بیان کی تو بڑی حویلی والوں کے چہرے پر بے یقینی کے ساتھ ساتھ مزید غصّہ پھیل گیا۔صارم شاہ کی پست ذہنیت پر جتنا افسوس کیا جاتا کم تھا۔

اور شموئیل شاہ کے لئے اپنی نفرت بھی ظاہر کی ہو گی ہے نا؟وہاج شاہ نے طنزیہ کہا تو زکا شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہارا بیٹا تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہے زکا، لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کا پالہ کن لوگوں سے پڑا ہے۔اس کی اتنی جرت کہ وہ خاندان کی عزت کے بارے میں ایسی سطحی سوچ رکھے۔اس کا جرم ناقابل فراموش ہے۔وہ ملا تو بنا اس سے کوئی بھی وضاحت مانگے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔وہاج شاہ نے دہاڑتے ہوئے فیصلہ سنایا جبکہ زکا شاہ سمیت فیاض شاہ کا سر مزید جھک گیا۔

"وہ پتہ نہیں کدھر غائب ہو گیا ہے اس کا ملنا مشکل ثابت ہو رہا ہے، ہم نے خود بہت سی کوششیں کر لیں مگر بے سود رہا، آپ کوئی بھی فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے؛زکا شاہ نے وہاج شاہ کو اپنی رضامندی دے دی۔

"ہمیں ایسا کیوں لگ رہا ہے زکا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا وہ قاتل و بیغیرت فرزند کدھر چھپا بیٹھا ہے، خیر وقت آنے پر سب پتہ چل جائے گا۔اور رہی ہمارے فیصلے کی بات تو سنو، تمہارا بیٹا صارم شاہ جب تک حاضری نہیں دے دیتا تک تب تمہاری چھوٹی بیٹی "زوفا؛ونی کے طور پر سبحان شاہ کے چھوٹے بیٹے سکندر شاہ کے نکاح میں دی جاتی ہے،اور تمہاری بیٹی کے ساتھ بڑی حویلی کے ہر فرد کا خواہ وہ کسی بھی طرح کا رویہ ہو اس کی پوری طرح اجازت دی جاتی ہے۔یہی ہمارا فیصلہ ہے۔وہاج شاہ کا فیصلہ سن کر جہاں باقی سب اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئے وہیں سکندر شاہ کے سر پر گویا دھماکہ ہو گیا تھا۔وہ اپنی جگہ پتھر بنا وہاج شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دادا سائیں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ قطعی منظور نہیں ہے مجھے، آپ جانتے ہیں حرم میری منگیتر ہے پھر بھی یہ فیصلہ کیا ہے آپ نے؟ سکندر شاہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیز لہجے میں بولا

خاموش سکندر شاہ، تمہارے لئے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ اہم ہے یا اپنی محبت جواب دو؟ اور ویسے بھی کون سا حرم تم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ رہی ہے۔ یہ لڑکی تو محض صارم شاہ کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے تمہاری زندگی میں شامل کی جا رہی ہے۔ اپنی بہن کا حال سنے گا تو خود ہی چل کر شکاری پنجرے میں پھنس جائے گا۔ وہاج شاہ نے متانت سے بھرپور لہجے میں ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے کہا جبکہ سکندر شاہ غصے سے بل کھاتا بیٹھک سے واک آؤٹ کر گیا۔ اس کے لئے اس محفل میں اب ایک بھی پل بھی اور بیٹھنا برداشت سے باہر ہو گیا تھا، جبکہ میر سالار بھی بے یقینی و طیش کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔

دادا سائیں، آپ کا یہ فیصلہ ہم سب کیلئے ناقابل قبول ہے۔ آپ میری بہن حرم کی جگہ کسی اور لڑکی کے وجود کو فوقیت دے رہے ہیں۔ آپ کا یہ فیصلہ سراسر غلط ہے،،، ! میر سالار نے سلگتے ہوئے کہا تو وہاج شاہ کا چہرہ لال ہو گیا۔ برخوردار، جس طرح تمہیں اپنے فیصلے لینے کی عادت ہے ویسے ہی ہمیں بھی ہے۔ بہتر ہو گا ہمیں مت سکھاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا نہیں ! ! انہوں نے اسے گھورتے ہوئے چبا چبا کر کہا تو میر سالار کے چہرے پر استہزائیہ تاثر پھیل گیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرے فیصلے کے بارے میں کچھ مت کہئے، میں نے جو کیا ہے دماغ سے سوچ کر کیا ہے۔ مگر لگتا ہے آپ میں سوچنے کی صلاحیت کم اور محض اپنا رعب ورتبہ دکھانے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ وہ بھی انہی کے انداز میں بولتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پیچھے وہاج شاہ دانت پیس کر رہ گئے۔

وہاج شاہ کے اس فیصلے پر زکا شاہ تڑپ سے گئے تھے۔ لیکن وہ مجبور تھے۔ ان کے بیٹے نے اپنی ضد اپنے انتقام کے آگے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔ وہ اپنی جان سے پیاری بیٹی کے لئے یہ فیصلہ سن کر روح کی گہرائیوں تک گھائل ہو گئے تھے۔ مگر ان کے اختیار میں کچھ بھی نہ تھا۔ جرگے کی یہ محفل وہاج شاہ کے فیصلے کے ساتھ ہی برخاست ہو گئی تھی۔ لڑکھڑاتے قدموں سمیت چھوٹی حویلی کا رخ کرتے ہوئے زکا شاہ کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ زوفا ان کی سب سے لاڈلی بیٹی تھی۔ مگر اس سنگ دل دنیا کا یہی نظام ہے کہ یہ لاڈلوں کے ساتھ ہی بہت برا سلوک کرتی ہے۔

❤❤❤❤❤

فیاض شاہ سمیت باقی مرد حضرات حویلی پہنچے تو خواتین بے صبری سے ان کی راہ تک رہی تھیں۔

شدّتِ ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کیساتھ زکا شاہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوئے سب سے پہلی نظر ہی زوفا پر جا پڑی۔ جو ہراساں آنکھوں سے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ انہیں دیکھکر بیقرار سی بی جان لپک کر فیاض شاہ کے پاس آئیں۔

شاہ سائیں، کیا فیصلہ ہوا ہے جرگے میں؟ صارم کی کچھ خبر ملی؟ اس حوالے سے کیا فیصلہ سنایا گیا ادھر؟ انہوں نے ایک سانس میں سوالات کئے۔ فیاض شاہ نے نظریں چرالیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کیا ہوا سائیں، زکا تم کچھ بول کیوں نہیں رہے؟ وہ فیاض شاہ کی طرف سے جواب نہ پا کر زکا شاہ کی جانب متوجہ ہوئیں جو خود پر ہزار ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"بی جان، اب جو میں کہنے جا رہا ہوں، اسے نہایت صبر و تحمل کیساتھ سنئے گا، نہ صرف سنئے گا بلکہ اسے قبول بھی کیجئے گا آپ سب!! انہوں نے اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے خواتین پر سرسری سی نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

"صارم شاہ غائب ہے۔ جب تک صارم نہیں مل جاتا یا خود حاضری نہیں دے دیتا اُتنی مدت کے لئے انہوں نے زوفا کو ونی میں سکندر شاہ کی بیوی کے طور پر مانگا ہے۔ اور یہ ان کا آخری فیصلہ ہے، بڑی حویلی میں زوفا کے ساتھ چاہے کسی بھی قسم کا سلوک ہو اس کی وہ رضامندی دیتے ہیں۔۔۔ ان سب کو تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے زکا شاہ کی آواز کپکپا سی گئی، اور سامنے کھڑی زوفا کی آنکھوں کے آگے جیسے گھپ اندھیرا سا چھا گیا، اسے لگا اس کی ہستی کو کسی نے پل بھر میں تار تار کر دیا ہو، اچانک اسے زوروں کا چکر آیا اور دونوں ہاتھوں میں اپنا گھومتا ہوا سر تھامے وہ دھیرے دھیرے قدموں سے پیچھے کی جانب ہونے لگی۔ بی جان سمیت بقیہ خواتین گویا پتھر کے مجسمے میں ڈھل گئی تھیں۔

"یہ یہ کیا کہہ رہے ہو زکا، یہ فیصلہ درست نہیں ہے۔ ایسا کوئی بھی فیصلہ شاہ سائیں کیسے کر سکتے ہیں، نہیں میری زوفا تو رل جائے گی، میری بچی کو وہ لوگ جیتے جی مار دیں گے۔ تم جانتے ہو نا کہ "ونی؛ کا مطلب کیا ہے!! یکایک بی جان ہوش میں آئیں اور سرسراتے ہوئے ان کے لبوں سے یہ لفظ نکلے۔ بقیہ خواتین بھی ہوش میں آئیں تو جیسے ان کے لبوں سے چیخیں امڈنے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یہ ظلم ہے میری پھول سی بچی کیساتھ سائیں، خدا کیلئے انہیں انکار کر دیں۔ میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے۔ ہمیں بے موت مارنا چاہتے ہیں وہ، آسیہ بیگم کی دلسوز آواز حویلی کی چار دیواری میں گونج رہی تھی۔

"میں یا بابا سائیں کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا آسیہ بات کو سمجھو اور اسے تسلیم کرو۔ ہمیں اپنی معصوم بیٹی کی قربانی دینی ہی ہو گی۔ زکا شاہ نے نم آنکھوں و بھیگی آواز کے ساتھ مسلسل نفی میں سر ہلاتی بلکتی آسیہ بیگم کا بازو تھام کر انہیں سمجھاتے ہوئے بولے، جبکہ بی جان اونچی آواز میں رو رہی تھیں۔ سویرا ابھی اپنی جگہ ساکت و جامد بیٹھی تھی۔ بات ختم کر کے زکا شاہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ شاید مقصد بند کمرے میں کھل کر دل کا بوجھ ہلکا کرنا تھا۔ باقی مرد حضرات مردان خانے میں چلے گئے۔

"اللہ غارت کرے تجھے صارم، تو نے ہمیں کہاں لا کھڑا کیا ہے۔ تو نے ہمیں برباد کر دیا ہے۔ یا اللہ ہمیں صبر دے، ہمیں ہماری طاقتوں سے زیادہ نہ آزما۔۔۔ بی جان نے دوپٹہ پھیلاتے ہوئے اونچی آواز میں رو کر فریاد کی جبھی پیچھے کچھ گرنے کی زوردار آواز پر وہ سب حواس باختہ سی پلٹیں تو ان کی چیخیں نکل پڑیں۔ زوفا بے ترتیب سی زمین بوس ہوئی ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔

"زوفا میری دھی، ہوش کر میری بچی،، آسیہ بیگم دوڑ کر اس کے پاس آئیں اور اس کا سر گود میں رکھ کر گال تھپتھپانے لگیں مگر دوسری جانب کوئی جنبش نہ ہوئی تھی۔ چہرہ پل بھر میں کملا سا گیا تھا۔ بی جان سر ہاتھوں میں تھامے تسبیح کا ورد کرنے لگیں۔ آنسو متواتر آنکھوں سے جاری تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سویرا وغیرہ کی بہت سی کوششوں کے باوجود وہ ہوش میں نہیں آئی۔دل ودماغ کو اس قدر شدید جھٹکا پہنچا تھا کہ اس کا اتنی جلدی ہوش میں آنا ممکن نہ تھا۔پلکیں عارضوں پر ہنوز ساکن تھیں ایسا لگتا تھا کہ عمر بھر نہ اٹھنے کی قسم دے کر بچھی ہوں۔گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب بالکل خاموش تھے۔دل کی دھڑکن ساکن جبکہ سانسیں بے حد مدھم چل رہی تھیں۔وہ کلیوں کی مانند نازک سی لڑکی زمانے کے سخت تھپیڑوں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی ہی شاخ پر مرجھا سی گئی تھی۔

وفا کے قید خانے میں
فرائض کے نبھانے میں،
جو لڑکی دار چڑھتی ہے
جسے سپنوں کے بننے کی
سزائیں وقت نے دی ہوں،
جو رسموں اور رواجوں کے
الاؤ میں سلگتی ہو؛
لبوں کی نوک پر جس کے
گلے بے جان ہوتے ہوں،
تو پھر یوں لوگ اسے کہتے،

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بہت سنجیدگی اوڑھے رکھتی ہے

عجب بے حِس سی لڑکی ہے؛!!

دوسری جانب بڑی حویلی کے باقی مکینوں تک جب یہ خبر پہنچی تو خواتین میں کچھ تو اس فیصلے کے حق میں دکھائی دیں جبکہ حرم تو گویا پاگل ہوا اٹھی تھی۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہاج شاہ جرگے میں یہ فیصلہ کریں گے۔ بیٹی کا رونا پیٹنا فریدہ بیگم سے برداشت نہیں ہو رہا تھا وہاج شاہ کے اس فیصلے سے زیشان شاہ کی پوری فیملی کو اختلاف تھا مگر سب جانتے تھے وہاج شاہ کا فیصلہ پتھر پر لکیر کی مانند ہے۔ حرم رو رو کر دیوار میں بھی سر مار لیتی پھر بھی ان کا فیصلہ اب تبدیل نہیں ہونا تھا، جبکہ مورے وحفضہ بیگم قدرے پر سکون تھیں۔ سکندر شاہ جرگے سے واپسی کے بعد اب تک اپنے کمرے میں بند تھا۔

"دیکھو حرم،اس فیصلے سے ہم سب کو اختلاف ہے، تمہاری خوشی ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے مگر تم یہ بھی تو سوچو زوفا محدود مدت کے لئے سکندر کے نکاح میں رہے گی۔اس صارم کے مل جانے کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا؛ شاہ زر نے زار و قطار روتی ہوئی حرم کو سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ مزید بپھر اٹھی۔ پاس ہی چہرے پر سنجیدہ تاثرات لئے دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے میر سالار کھڑا تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہر گز نہیں، قطعی نہیں سنا آپ سب نے ؟ میں سکندر سائیں کے ساتھ کسی اور لڑکی کا وجود کبھی شئیر نہیں کر سکتی، نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے دادا سائیں سے، کیوں کیا انہوں نے ایسا؟ وہ ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے بولی تو فریدہ بیگم نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"میری بچی، میں جانتی ہوں تیرا دکھ بہت بڑا ہے۔ مجھے خود اس بات کو لے کر شاہ سائیں سے ناراضگی ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ تجھ سے بڑا دکھ تو حفضہ کا ہے۔ اس بیچاری کا تو جوان بیٹا چلا گیا ہے۔ صبر رکھ میری بچی!! فریدہ بیگم اسے سمجھاتے ہوئے آبدیدہ ہو گئیں جبکہ وہ جھٹکے سے ان سے الگ ہو گئی۔

میری بات سنیں امی سائیں، ان کا مسئلہ الگ ہے اور میرا الگ، مجھے کچھ نہیں سننا نا سمجھنا ہے۔ نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے اب اس زوفا سے!! چیخ چیخ کر اس کا چہرہ سرخ ہوا جا رہا تھا۔ وہ مکمل ہوش و حواس سے بیگانہ لگ رہی تھی۔

اس فیصلے کو سننے کے بعد وہ وہاج شاہ سے بھی باز پرس کرنے جانے کو تھی مگر فریدہ بیگم نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اسے زبردستی روکا تھا۔ مگر اب وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی۔ یہ سب دیکھکر میر سالار کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہا تھا جبکہ دل میں گویا بھانبھڑ جل رہے تھے۔ اس کے بعد وہ وہاں ایک پل نہیں رکا بلکہ اسی وقت شہر کے لئے روانہ ہو گیا۔

فریدہ بیگم سمیت شاہ زر و عفاف وغیرہ نے حرم کو کچھ دیر کیلئے اکیلے چھوڑ دیا تاکہ وہ تھوڑا ریلیکس ہو جائے۔ ان کے جانے کے بعد وہ روتی ہوئی بستر پر گر گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"زوفاشاہ، تو چاہے جس بھی حالات میں، مگر تم مجھے سکندر سائیں سے چھیننے میں کامیاب ہو ہی گئی آخر۔ میں خوب جانتی ہوں تمہاری چال کو، تم سب کو پتہ ہے کہ صارم ادا کدھر ہے، تم لوگ اسے بچا رہے ہو۔ اسی چکر میں تمہارے ہاتھ یہ سنہری موقع جو آ گیا۔ نفرت کرتی ہوں میں تم سے، بے تحاشہ نفرت،،، تم بھلے ہی اس گھر کی بہو بن کر آ جاؤ مگر اب یہاں تمہیں "ونی؛ میں آئی ہوئی لڑکیوں کا مطلب بخوبی سمجھایا جائے گا۔ سکندر سائیں کو صرف مجھ سے پیار ہے۔ تم مر کر بھی ان کا پیار نہیں پا سکو گی۔۔۔۔ مٹھیاں بھینچ کر سوچتے ہوئے وہ نفرت کی انتہا پر تھی۔

♡♡♡♡♡

تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹے لگے تھے اسے فارم ہاؤس پہنچنے میں۔ پارہ اس کا اس قدر ہائی تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ مزید یہ کہ وہ شموئیل شاہ کی موت سے کافی ڈسٹرب بھی تھا۔ جو حال وہ حرم کا دیکھکر آیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔ لاؤنج میں داخل ہو کر اس نے زوردار آواز میں "بخشو؛ کو پکارا وہ الادین کے چراغ والے جن کی طرح سیکنڈ میں حاضر ہو گیا۔

کہاں ہے وہ لڑکی؟ سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

سائیں وہ اپنے کمرے میں ہیں جی۔۔۔ بخشو کپکپاتا ہوا بولا

"فوراً اسے یہاں بھیجو! اس کے حکم پر بخشو الٹے قدموں واپس بھاگا جبکہ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سرخ آنکھوں سے تھکے تھکے انداز میں سر صوفے کی پشت سے ٹکا گیا۔ کچھ اثناء کے بعد قدموں کی آہٹ پر اس نے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں کھولیں اور آنے والی ہستی پر ٹکا دیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پنک کلر کے سمپل سے سوٹ میں وہ سہمی سہمی سی انگلیاں مروڑتی کسی اور ہی دنیا کی مخلوق لگ رہی تھی۔مرحا نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا جو تپتی ہوئی آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔وہ مزید پزل ہو گئی۔

"سائیں آپ نے بلایا؟اس نے نظریں جھکاتے ہوئے پوچھا

"بالکل،سوچا زرا" ملکہ وکٹوریہ؛کا دیدار کر لیا جائے۔۔۔کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا؟اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ظاہر سی بات ہے اب اس کا سارا ملبہ تو اسی پر گرنا تھا۔اس ملبے کی واحد حقدار "مرحا بخش؛ہی تو تھی۔مرحا کا چہرہ اہانت سے سرخ ہو گیا۔

"ادھر آؤ اور پیر دباؤ میرے؛اس نے ہنوز اسے گھورتے ہوئے اپنے پاؤں کی جانب اشارہ کیا تو وہ لرزتی کانپتی آگے بڑھی اور اس کے قدموں میں بیٹھ کر پیر دبانے لگی جبکہ میر سالار نے سر دوبارہ صوفے کی پشت سے ٹکا لیا۔تھوڑی دیر گزر جانے کے بعد اس نے اسے روک دیا۔وہ سر ہلاتی ہوئی اٹھ کر جانے کو تھی کہ میر سالار نے اس کا ہاتھ اپنی فولادی گرفت میں پکڑ کر کھینچا وہ بے توازن سی ہوتی اس کی گود میں گر سی گئی۔مرحا کا چہرہ گویا خون چھلکانے لگا تھا جبکہ وہ چبھتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں کا تاثر اتنا ہتک آمیز تھا کہ بے بسی کے مارے مرحا کو رونا آنے لگا اس نے زرا سا فاصلہ قائم کرتے ہوئے اٹھنا چاہا تو میر سالار نے اسے کمر سے جکڑ کر خود سے قریب تر کر لیا۔پکڑ اس قدر مضبوط تھی کہ مرحا کو لگا اس کی کمر چار حصوں میں بٹ جائے گی۔اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا جو چہرے پر استہزائیہ تاثر لئے اس کی بے بسی دیکھ رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں نے کہا تھا بس کرو، کیا میں نے جانے کیلئے کہا تمہیں بولو؟اس نے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے ہوئے پُر تپش لہجے میں کہا۔ مرحا کا سانس گلے میں اٹکنے لگا۔اسے یوں محسوس ہوا اگر وہ تھوڑی دیر اور ایسے ہی رہی تو پکا اوپر کوچ کر جائے گی۔میر سالار کے کپڑوں سے اٹھتی پرفیوم کی خوشبو اس کے حواسوں پر بجانے لگی۔

"سائیں چھوڑیں مجھے۔۔۔اس نے بھیگی آواز میں اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے جیسے التجا کی۔

"کیوں؟اتنی محبّت کرتی ہو مجھ سے تو تمہیں نہیں لگتا یہ تمہارا حق ہے؟اس کے لہجے میں واضح طنز تھا۔مرحا کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی۔اسے معلوم تھا وہ اس کی قربت سے متاثر نہیں ہو رہا بلکہ اس کے ساتھ یہ سب کچھ کر کے محض اسے ٹارچر کرنا ہی اس ظالم کا مقصد ہے۔وہ دوبارہ سے اپنا بازو چھڑانے کی جدوجہد میں لگ گئی۔کچھ دیر اسے سرد نظروں سے دیکھنے کے بعد میر سالار نے اس کے بازو پر اپنی گرفت ڈھیلی کی تو وہ لرزتے قدموں سے اس کے حصار سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے ابھی اور اسی وقت؛وہ دھیمے مگر سرد لہجے میں پھنکارتے ہوئے بولا تو وہ تقریباً بھاگتی ہوئی لاؤنج سے باہر نکل گئی جبکہ میر سالار کی شعلہ بار نظریں ابھی بھی وہیں ٹکی ہوئی تھیں جہاں سے وہ گئی تھی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مورے تخت پر آنکھیں بند کئے تسبیح کا ورد کر رہی تھیں۔ پاس ہی حفضہ بیگم بھی بے آواز آنسو بہاتے ہوئے تسبیح کے دانے گرانے میں مصروف تھیں جبھی ثریا بیگم (منتہا کی امی) وہاں چلی آئیں۔ ان کی آنکھیں بھی رونے کی شدت سے لال و چہرے پر ایک کربناک تاثر موجود تھا۔ جوان بیٹی کا یوں بیوہ ہو جانا ان کے لئے کسی قیامت سے کم نہ تھا۔

ہوش آیا اسے بھابھی بیگم ؟حفضہ بیگم نے تخت پر بیٹھتی ثریا بیگم سے منتہا کا پوچھا جو یہ دلدوز خبر سننے کے بعد سے ہی مسلسل بیہوشی کی سی کیفیت میں تھی۔

کیسے ہوش آسکتا ہے اسے ثریا؟ میری بچی بھری جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی۔ ہمارا چاند سا خوبرو بچہ اس مردود صارم نے ہم سے ہمیشہ کیلئے چھین لیا۔ ہائے میری بچی کیسے جئے گی۔ وہ دوپٹہ منہ پر رکھے زار و قطار رونے لگیں تو حفضہ بیگم جو کہ پہلے ہی سراپا اشکبار تھیں ان کے ساتھ ہی رو پڑیں۔ مورے تسبیح رکھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"صارم نہ سہی، آرہی ہے نا اس کی بہن،، ہم بھی کم نہیں ہیں کسی سے یہ سب کو معلوم ہے۔ خود چل کر حاضری نہ دی اس شیطان نے تو نام بدل دینا میرا۔۔۔ وہ حاضری دے دے تو زکا کی بیٹی کو طلاق دے گا سکندر ورنہ یونہی عمر بھر ہماری قید میں رلتی رہے گی۔ مورے کا لہجہ پتھر کی طرح سخت تھا۔

"انشاءاللہ مورے، بہو تو میری حرم ہی بنے گی۔ اس قاتل کی بہن پر میں تھوکنا بھی پسند نہ کروں کجا کہ اسے بہو کے روپ میں اپنانا۔ ناممکن!!! حفضہ بیگم نے آنسوؤں بھرے لہجے میں حقارت سے چور انداز میں کہا تو دونوں خواتین نے اس کی بھرپور تائید کی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آسیہ بیگم نے بی جان کو سکون کی دوا دے کر کچھ دیر کے لئے سلا دیا تھا، وگرنہ جس قدر سٹریس انہوں نے لیا تھا ان کی طبیعت مزید خراب ہونے کا خدشہ لاحق تھا۔

"ہوش میں آنے کے بعد وہ پتھر کی مورتی کی طرح ساکن بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اس کی تقدیر نے اسے آخر کس موڑ پر لا پٹخا تھا۔ اس کا ذہن سوچنے و سمجھنے سے قاصر تھا۔ آنکھیں خالی و سوالی اور دل شہرِ خموشاں کی مانند ویران تھا۔

"میری بچی، کچھ تو بول مجھے یوں چپ کی مار تو نہ مار، ہمیں برا بھلا ہی کہہ لے مگر یوں خاموش مت رہ زوفا، تیری یہ خاموشی میری جان لے لے گی۔۔۔ پاس بیٹھی فریدہ بیگم اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے بھرائی آواز میں بولیں مگر وہ ان کی جانب دیکھ کہاں رہی تھی۔ اس کی جامد نظریں سامنے خالی دیوار پر ٹکی ہوئی تھیں۔ بالکل اسی طرح جیسے اس کا ذہن اس وقت خالی سلیٹ کی مانند تھا۔

"زوفا، اگر تو ایسے ہی چپ رہی تو میں مر جاؤں گی۔ خدارا ہماری طرف دیکھو تو سہی!! سویرا نے روتے ہوئے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تو یکایک اس کی انکھ سے ایک آنسو ڈھلک کر گالوں پر بہہ نکلا۔

"سویرا ادی، شموئیل ادا کی تو نمازِ جنازہ ادا کر دی گئی ہے مگر آپ سب نے یہ نہیں بتایا کہ میری نمازِ جنازہ کب ہے؟ بہت آہستہ و ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کانچ کی سی چبھن تھی۔ وہ اب بے تاثر انداز میں سویرا کے چہرے کو تک رہی تھی جس کی آنکھیں شدت سے برسنے لگیں تھیں۔ آسیہ بیگم کے تو دل پر گویا کسی نے خنجر چلا دیا تھا۔ بے تحاشہ روتے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہوئے وہ اٹھ کر وہاں سے تیز قدموں سے باہر نکل گئیں، جبکہ سویرا اس کے بے دم وجود کو سینے میں بھینچے اونچی آواز میں رونے لگی لیکن اب وہ پھر سے خاموش تھی مکمل خاموش!!

جتنے اپنے تھے سب پرائے تھے

ہم ہوا کو گلے لگائے تھے۔

جتنی قسمیں تھیں سب تھیں شرمندہ

جتنے وعدے تھے سر جھکائے تھے۔

جتنے آنسو تھے سب تھے بیگانے

جتنے مہماں تھے بِن بلائے تھے۔

سب کتابیں پڑھی پڑھائی تھیں

سارے قصّے سنے سنائے تھے۔

حاشیئے پر کھڑے ہوئے ہیں ہم

ہم نے خود حاشیئے بنائے تھے۔

❤❤❤❤❤

READERS CHOICE

فجر کی اذان پوری فضا میں گونج رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں پھٹتے ہوئے سر کو تھامے بیٹھا تھا۔ پوری رات اسے ایک پل کی بھی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی۔ وہاج شاہ کے اس فیصلے نے اسے سرتاپا جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ اس کا بس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو ختم کر ڈالے۔ایک طرف بھائی کی جدائی کا غم،دوسری جانب محبّت سے دستبردار ہو جانے کا صدمہ،اسے زوفاشاہ سے بے پناہ نفرت کا احساس ہو رہا تھا۔بہن اس کی اور حرم کی محبت کے دوارن کانٹا بن گئی تھی اور بڑی حویلی کے سپوت کے قتل کا سہرا اسی لڑکی کے بھائی کے سر جاتا تھا۔سوچتے ہوئے اس کی رگیں تن سی گئیں۔وہ جتنا اس بارے میں سوچتا جاتا تھا ذہن اتنا ہی منتشر ہوتا جاتا تھا۔

وہ اپنی اسی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ یکایک دروازے پر دی گئی دستک پر وہ چونک اٹھا۔سُست روی سے اٹھ کر اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی حرم کو دیکھ کر دم بخود سا رہ گیا۔

الجھا بکھرا حلیہ،روئی روئی آنکھیں،ایسا لگتا تھا وہ بھی پوری رات نہیں سوئی۔اس کی حالت دیکھکر وہ تڑپ کر رہ گیا۔

حرم!!!سکندر شاہ کے ہونٹوں سے بمشکل اس کا نام ادا ہوا۔

جی میں!سوچا آپ کو آپ کے "آج؛ہونے والے نکاح کی مبارکباد پیش کر آؤں۔اصولاً تو مجھے نکاح ہونے کے بعد ایسا کرنا چاہئے تھا مگر یہ خوبصورت خبر سن کر مجھ سے رہا نہیں گیا۔۔۔وہ اسے یک ٹک دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی تو سکندر شاہ کی آنکھوں کی سرخی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"حرم میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں پلیز مجھے اور مشکلات سے دوچار مت کرو،میں پہلے ہی تم سے نظریں ملانے سے قاصر ہوں؛وہ ہاتھ کے انگوٹھے سے پیشانی پر ضربیں مارتے ہوئے بولا اور پلٹ کر واپس بیڈ پر بیٹھ گیا جبکہ وہ تن فن کرتی اس کے پیچھے ہی اندر آ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیوں پریشان ہیں سکندر سائیں؟اتنی حسین و جمیل بیوی تو مل رہی ہے آپ کو! یہ پریشانی تو ناحق ہے پھر؟وہ طنزیہ انداز میں بولی لہجہ زہر خند ہو رہا تھا۔اس کی بات پر سکندر نے سر اٹھا کر دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"حرم تم جانتی ہو میں تم سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔پھر یہ بدگمانی کیوں؟تم یہ بھی تو جانتی ہو کہ یہ دادا سائیں کا فیصلہ ہے۔میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے!اس کے لہجے میں بے بسی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وضاحت دینے پر مجبور تھا۔

"میں صرف آپ سے اتنا کہنے آئی ہوں کہ میں کسی قیمت پر کسی بھی لڑکی کو آپ کے ساتھ بانٹنے کی ہمت نہیں رکھتی،آپ ایسا نہیں کریں گے سنا آپ نے؟وہ چیختی ہوئی بولی چہرہ شدتِ ضبط سے سرخ ہونے لگا تھا۔سکندر شاہ نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔

"یہ دادا سائیں کا فیصلہ ہے حرم،کیا تمہیں واقعی نہیں لگتا کہ میں نے اس پر احتجاج نہیں کیا؟میں نے بالکل کیا ہے لیکن وہ خود کے آگے کسی کی سننے کو تیار نہیں ہیں۔ویسے بھی وہ لڑکی محدود مدت کے لئے یہاں ہو گی اس کے بھائی کے مل جانے کے بعد میں اسے طلاق دے کر فارغ کروں گا۔میری شادی تم سے ہی ہو گی حرم یقین رکھو اس بات کا؛،،ہاتھوں سے سر اٹھاتے ہوئے وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"اور اگر اس کا وہ قاتل بھائی نہ ملا تو؟وہ تفتیشی لہجے میں بولی

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اگر وہ نہ ملا تو اس کی سزا اس کی بہن تمام عمر اسی حویلی کے زندان میں گزارتے ہوئے بھگتے گی۔ لیکن ہماری شادی ہو گی حرم، ٹرسٹ می پلیز! کرخت لہجے میں کہتے کہتے آخر میں سکندر نے یقین دلانے والے انداز میں کہا تو حرم کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔

"اپنا فیصلہ تو سنا دیا آپ نے سکندر سائیں، اب میرا بھی سن لیں۔ اگر وہ بیغیرت (صارم) نہ ملا تو میں آپ سے شادی سے انکار کر دوں گی۔ زندگی بھر میرے سر پر زوفانامی تلوار لٹکی رہے یہ مجھے قطعاً منظور نہیں۔ اس کا بھائی مل گیا تو ٹھیک، آپ اسے طلاق دے کر دھکے مار کر یہاں سے نکالیں گے لیکن اگر وہ نہ ملا تو پھر مجھ سے کسی قسم کے کوئی تعاون کی امید مت کیجئے گا۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر زہر آلود آواز میں بولی اور جیسے آئی تھی ویسے ہی پلٹ کر چلی گئی اور وہ بے یقین و ساکن سا لب بھینچے اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا۔

💛💛💛💛💛

بالآخر وہ وقت آ ہی گیا جب وہاج شاہ نے اپنی ہی کر کے دم لی۔ شام کے چار بجے وہاج شاہ سمیت ان کے تمام بیٹے ما سوائے زیشان شاہ کے گواہان کے طور پر سکندر شاہ کے ساتھ جرگے پہنچے تھے۔ جہاں نکاح خواں پہلے سے ہی موجود تھا۔ چھوٹی حویلی کے مرد حضرات بھی وہاں موجود تھے۔ بے تحاشہ سرخ آنکھوں و ضبطِ غم کے آخری دوراہے پر کھڑے سکندر شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں سے بھاگ جائے۔ نکاح خواں چند مردوں کے ساتھ پہلے چھوٹی حویلی کی جانب نکل گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مردہ آنکھیں جن میں زندگی کی کوئی رمق محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بالوں کی بکھری لٹیں جو بے ترتیبی سے چہرے کے اعتراف میں بکھری پڑی تھیں۔ ساکن انداز ایسا لگتا تھا وہ کوئی انسان نہیں گویا کوئی مجسمہ ہو۔ سر پر نکاح کے نام پر ایک لال دوپٹہ تھا۔

بی جان اس کے پاس بیٹھی اسے بازوؤں کے گھیرے میں لئے ہوئے تھیں، ان کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ آسیہ بیگم بھی قریب ہی نیم جان سی بیٹھی ہوئی تھیں۔ سویرا سمیت باقی لڑکیاں بے آواز رو رہی تھیں، جبکہ لڑکے کم غم زدہ نہ تھے۔

نکاح خواہ نے اس سے اس کی مرضی پوچھی تو دو بار پوچھنے پر اس کے سوکھے پڑے ہونٹوں سے اہستگی سے 'قبول ہے' نکلا۔ ایک دفعہ اور وہی جملہ دہراتے ہوئے اس کا دل ان پورے لمحات میں تھوڑی حرکت میں آیا اور گویا خون کے آنسو رونے لگا۔

"یہ کیسی شادی تھی۔ کیا اسے شادی کا نام دینا جائز ہے؟ یہ تو اس کی خواہشات میں کبھی بھی شامل نہیں تھا۔ وہ تو ایسے خواب دیکھنے کی عادی نہیں تھی پھر زندگی نے اس سے اتنا بھیانک مذاق کیوں کیا تھا کہ اس پر اسی کی سانسیں تنگ کر دی گئی تھیں۔ وہ زندگی کے کس دوراہے پر آ کھڑی ہوئی تھی جہاں ہر سمت بس تاریکی ہی تاریکی تھی۔۔۔۔ اس کا دل تڑپ تڑپ کر فریادیں کر رہا تھا مگر آنکھیں جوں کی توں بنجر ہوئی پڑی تھیں۔ جبھی باہر سے پیغام آگیا تھا کہ لڑکی کو باہر بھیجا جائے جو کہ بڑی حویلی کی ایک ملازمہ جو کہ گاڑی پر ساتھ آئی تھی وہ لے کر اندر آئی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سب نے اپنی چیخوں کا بمشکل گلا گھونٹا۔آسیہ بیگم نے اس کے بے جان وجود کو اپنی پوری طاقت صرف کرتے ہوئے اٹھا کر کھڑا کیا مگر جیسے اس میں چلنے کی سکت ہی نہ تھی۔مشکلوں سے وہ اپنے قدپر کھڑی ہوئی۔

بی جان نے کھینچ کر اسے سینے سے لگالیا اور تڑپ کر رونے لگیں۔مگر اس کی ساکت آنکھوں سے ایک آنسو نہ نکلا۔

"میری جند جان، جا اللہ تیری حفاظت کرے میرا جگر کا ٹکڑا، جا تجھے اس رب کے حوالے کیا۔۔۔انہوں نے اس کی بے داغ پیشانی چومتے ہوئے ہوئے اسے کندھوں سے پکڑ کر آسیہ بیگم کے ساتھ لگایا۔سویرا بھی دوڑ کر بہن سے لپٹ گئی مگر اسے تو گویا کسی نے نہ ہلنے اور بولنے کی قسم دے رکھی تھی۔

کچھ دیر زار و قطار رونے کے بعد آسیہ بیگم نے ہسٹریک انداز میں اسے خود سے جدا کیا وہ ہوش و خرد سے بیگانہ لگ رہی تھیں۔

"جا اب تجھے جانا ہی ہے ہم روکنے کا ہر اختیار کھو بیٹھے ہیں۔انہوں نے اسے دروازے کی جانب ہلکا سا دھکا دیتے ہوئے کہا تو ملازمہ نے اسے تھام لیا۔اسے پکڑ کر وہ اسے باہر لے کر نکل گئی جبکہ آسیہ بیگم زور زور سے سینہ پیٹتے ہوئے بی جان سے لپٹ گئیں۔

دونوں خواتین کی کربناک چیخوں سے پوری حویلی گونج اٹھی تھی۔

"ہائے بی جان، میرا دل لے کر چلے گئے وہ، میری بچی کو مجھ سے چھین کر وہ لے گئے۔ہائے میں اب کیسے جئیوں گی۔ میری سانسیں تک چھین لیں ہیں انہوں نے مجھ سے؛ وہ اونچی آواز میں اشک بہاتے ہوئے نوحہ کناں تھیں۔چھوٹی حویلی کے در و دیوار وہاں کے مکینوں کے آنسوؤں سے تر ہو گئے تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر سالار لاؤنج میں اپنے دو آدمیوں کیساتھ نہایت ہی اہم گفتگو میں مصروف تھا۔ پورے دن غائب رہنے کے بعد وہ ان دو آدمیوں کیساتھ ہی فارم ہاؤس پر لوٹا تھا۔

وہ سو کر اٹھی تو شام کے سوا چار بجنے کو تھے۔ وہ کچن میں چلی آئی جہاں خانساماں نے الریڈی شام کی چائے تیار کی ہوئی تھی۔ وہ چائے مگ میں نکال کر لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔ اپنے ہی خیالوں میں گم وہ مگ تھامے جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی سامنے صوفوں پر بیٹھے ان دو آدمیوں پر نظر جا پڑی ساتھ ہی نظر میر سالار کے چہرے پر گئی جو آہٹ پر دروازے کی سمت متوجہ ہوا تھا۔ اب اس کی پیشانی شکن آلود جبکہ تیور انتہائی خطرناک سے دکھنے لگے تھے۔ مارے گھبراہٹ کے مرحا کے ہاتھوں سے مگ گر کر چھناکے دار آواز پیدا کرتا میر سالار کے جاہ و جلال میں مزید اضافہ کر گیا۔ گرم چائے چھلک کر اس کے پیروں کو جلا گئی تھی مگر وہ اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بنا اندھا دھند بھاگتی ہوئی کمرے میں آ گئی۔

خوف کے مارے اس کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے بس کسی بھی پل باہر آ نکلے گا۔ اس شخص کا ڈر اس کے روم روم میں بسا ہوا تھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر مختلف دعاؤں کے ورد میں مصروف ہو گئی۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ پاؤں کی ٹھوکر کی آواز سے دھاڑ سے کھلا اور اندر آنے والی ہستی کو دیکھکر وہ کانپتی ہوئی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس کا بازو اپنی آہنی گرفت میں جکڑ کر اسے زوردار جھٹکا دیا مرحا کو تو جیسے چکر سے آ گئے۔ آنکھیں پل بھر میں پانیوں سے بھر گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیوں آئیں تم وہاں جواب دو؟ بہت شوق ہے تمہیں اپنے حسن کی نمائش کا؟ وہ دہاڑتے ہوئے بولا تو اس نے تڑپ کر میر سالار کی اور دیکھا جو آنکھوں و چہرے پر وہی سرد مہری و سفاکیت لئے ہوئے تھا۔

"و،وہ غلطی سے،،،اس نے منمناتے ہوئے سہمے انداز میں اپنے دفاع میں کچھ کہنا چاہا۔

جسٹ شٹ اپ، زبان کھینچ لوں گا تمہاری مزید ایک اور لفظ بھی کہا تو،، تم جیسی لڑکیوں کی اصلیت ہی یہی ہے۔ مگر میں تمہیں چھوڑنے والا ہر گز نہیں ہوں سمجھ آئی تمہیں؟ آئندہ اگر یہ کیا تم نے تو وہ انجام ہو گا تمہارا جس کی مثال اس پوری دنیا میں نہیں ملے گی۔۔۔وہ غراتے ہوئے بولا اور جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تو وہ پیچھے کی جانب لڑکھڑا سی گئی۔ شل ہوتا بازو سہلاتے ہوئے وہ آہستہ سے دو قدم پیچھے ہوئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ دل الگ دہائیاں دے رہا تھا۔

اسے بھینچے ہوئے جبڑے و جلتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھنے لگا اور وہ سہمی سہمی سی پیچھے ہوتے ہوتے دیوار سے جا لگی۔ میر سالار اس پر اپنی سرد نظریں گاڑے اس کے قریب آیا اور ایک ہاتھ دیوار پر ٹکا کر دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا پکڑ لیا۔ خوف و ہراس سے مرحا کی آنکھیں ابل اٹھیں۔

آہستہ آہستہ اس کے گلے پر اس کے ہاتھوں کا دباؤ بڑھنے لگا تھا۔ چہرہ خطرناک حد تک سفید ہو گیا تھا۔

"دل تو چاہتا ہے تمہیں جان سے مار دوں، مگر نہیں، اتنی آسانی سے تو تمہیں زندگی سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ میری قید میں رہ کر میرے ہی ہاتھوں آہستہ آہستہ موت کی طرف قدم بڑھاؤ گی تم۔۔۔تم جیسی لڑکیوں کا یہی انجام ہونا چاہئے۔ اس کی اشکوں بھری آنکھوں میں جھانک کر کہتے ہوئے اس نے اس کا گلا چھوڑا تو مرحا کا گردن پر ہاتھ رکھ کر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

کھانستے کھانستے برا حال ہو گیا۔ چہرہ خون چھلکانے کی حد تک لال ہو چکا تھا۔ جبکہ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے جوتوں کی دھمک تک مرحا کے نازک سے دل میں خوف پیدا کر رہی تھی۔ زرا نارمل ہونے پر وہ کسی طرح دروازے کی جانب آئی اور دروازہ بند کر کے اسی سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھ کر گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

کیا اندھیروں کے غم کیا اجالوں کے دکھ

جب ہر ادیں مقدر کی چالوں کے دکھ

جن کی آنکھیں نہیں وہ نہ روئیں کبھی

جان جائیں اگر آنکھ والوں کے دکھ

میری منزل کہاں، ہمسفر ہے کدھر

مار ڈالیں گے اب ان سوالوں کے دکھ

دو گھڑی کیلئے پاس بیٹھو اگر

بھول جائے گا دل کتنے سالوں کے دکھ

تم ملے ہو تمہاری محبّت نہیں

ہجر سے بھی بڑے ہیں وصالوں کے دکھ

READERS CHOICE

گاڑی بڑی حویلی کے گیٹ کے اندر آ رکی تو وہ ملازمہ کے ہمراہ گاڑی سے نیچے اتری۔ گاڑی میں وہ اور ملازمہ اور ڈرائیور کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ سکندر شاہ تو نکاح کے فوراً بعد ہی وہاں سے ڈیرے پر چلا گیا تھا جبکہ وہاج شاہ نے بیٹوں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سمیت حویلی کا رخ کر لیا تھا۔ زوفا نے یاسیت زدہ نظروں سے حویلی کی اونچائیوں پر ایک نظر ڈالی۔ اسے آج ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ یہاں پہلی دفعہ آئی ہو۔ آج پہلی دفعہ ایسا ہوا بھی تو تھا کہ یہاں آتے ہوئے اس کے دل سے وہ گرمجوشی مفقود تھی جو بڑی حویلی کا نام سنتے ہی دل میں گھر کر جاتی تھی۔

سر جھکائے آہستہ قدموں سے ملازمہ کی نوعیت میں چلتی وہ برآمدے کی جانب آ گئی۔ زرا سی نظریں اٹھا کر اس نے سامنے تخت پر بیٹھی شاہ بی بی کو دیکھا جن کے تیور غضب کی کرختگی لئے ہوئے تھے۔ اس وقت وہاں سوائے مردوں کے تمام خواتین موجود تھیں۔ اسے لگا اس کے پیروں میں مزید چلنے کی سکت باقی ہی نہیں بچی مگر اسے وہ بھی کرنا تھا جو اس کا دل کرنے پر راضی نہ تھا۔ وہاں موجود ہر فرد کی نظریں اسی کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

زرا سی نظریں اٹھانے پر ہی اسے اس بات کا ادراک ہو چکا تھا کہ وہاں موجود نفوس کی آنکھوں میں اس کے لئے محض اجنبیت کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ زوفا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی اس حویلی اور یہاں کے مکینوں سے کبھی آشنائی ہی نہ تھی۔

لرزتے دل کے ساتھ وہ تخت کے پاس آ کھڑی ہوئی اور جیسے ہی سلام کرنے کے لب وا کئے مورے نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا۔

"ہمارے اوپر دنیا جہاں کی مصیبتیں لا کر اب ہم پر سلامتی بھیج رہی ہے واہ بھئی۔۔۔ مورے ہاتھ نچا کر طنزیہ لب و لہجے میں بولیں تو زوفا ان کے انداز پر ششدر سی رہ گئی۔ یہ وہ مورے تو نہ تھیں جو ہمیشہ اس کے یہاں آنے پر بڑی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

خوشدلی سے نہ صرف اس کے سلام کا جواب دیتی تھیں بلکہ گرمجوشی سے اِدھر اُدھر کی باتیں بھی کیا کرتی تھیں۔

اب ان کے لہجے کی ناشناسائی اس کا دل بری طرح گھائل کر گئی۔

"مورے؛ زوفا کے ہونٹوں سے آہستگی سے ان کا نام ادا ہوا جبکہ لہجے میں بے یقینی کی گہری چھاپ تھی۔

"خبردار جو مجھے مورے کہا تو، اس حویلی سے اب تم لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم ایک قاتل کی بہن ہو اور

"قاتل؛ کا مطلب سمجھتی ہو نا؟ انہوں نے چنگھاڑتی آواز میں کہا تو زوفا کی آنکھوں میں دھند سی اتر آئی۔ جو جرم اس نے کیا ہی نہیں تھا اسے اس بات کی سزا دی جا رہی تھی۔ بے بسی سے اس کا دل کرلایا۔

جبھی آدھی طوفان کی طرح وہاں منتہا آئی تھی۔ اس سے پہلے کی زوفا کچھ سمجھتی ایک زوردار طمانچے نے اس کا نازک سا رخسار سرخ کر دیا۔

"بے حیا بے شرم، تمہارے اس شیطان صفت بھائی نے میرا سہاگ اجاڑ دیا۔ اور آخری وقت تک تم سب اسے بچاتے رہے۔ سب پتہ چل چکا ہے مجھے! وہ ہذیانی انداز میں چیختی زوفا کا گلا دبا دینے کے درپے تھی کہ حفضہ بیگم نے اسے زبردستی پیچھے کیا اور خود اس کے مقابل آ کر استہزائیہ تاثرات کے ساتھ اسے ملاحظہ کرنے لگیں جس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا۔

"منتہا میری دھی، دھیرج رکھ، اس کا علاج تو میں کروں گی۔ بس مجھے اجازت دیں شاہ بی بی! حفضہ بیگم نے اس کا بازو دبوچتے ہوئے تخت نشین شاہ بی بی کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں لطف لئے اب بڑا سا پان منہ میں ڈال رہی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زوفا کی بے اختیار سسکی نکل گئی۔اس قدر زلت،اس قدر غیروں والا رویہ،اسے لگا درد کی شدت سے اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

"جرگے میں ہوئے فیصلے کے مطابق ہم اس لڑکی کیساتھ چاہے جیسا بھی سلوک کریں ہمیں اس کی کھلی آزادی ہے۔ ویسے بھی ہماری روایات میں قاتل یا قاتل کے خاندان کے ساتھ کسی بھی قسم کی نرمی برتنے کا زکر نہیں آتا۔لے جاؤ اسے کال کوٹھری میں قید کردو۔اور یہاں سب کو اجازت ہے اس کے ساتھ جو دل چاہے جس کا وہ ویسا سلوک کرے۔تاکہ اسے بھی "خون بہا؛و"ونی؛کا مطلب سمجھایا جاسکے!!!نخوت سے کہتی ہوئی مورے کے ہر انداز سے اس کے لئے حقارت عیاں تھی۔حفضہ بیگم بیدردی سے اسے کھینچتے ہوئے لے جانے لگیں جبکہ اس کی سسکیاں مزید تیز تر ہو گئی تھیں۔

"مورے خدا کیلئے ایسا مت کیجئے۔میرا کوئی قصور نہیں ہے مورے،خدا کے لئے رحم کیجئے میں یکسر بے قصور ہوں۔ آپ کو میرے رب کا واسطہ ہے۔۔۔اس کی روتی ہوئی دل چیرنے والی آواز وہاں موجود کسی ایک فرد کا بھی دل نہیں پگھلا سکی۔شاید کسی کو اس پر ترس آ بھی جاتا تو بھی شاہ بی بی و وہاج سائیں کا فیصلہ ان سب لئے سب سے افضل تھا۔ لڑکیوں کی جھرمٹ میں کھڑی حرم کی آنکھوں میں چمک کیساتھ ساتھ مزید بے اعتنائی اتر آئی تھی۔

❤❤❤❤❤

لیپ ٹاپ پر مسلسل ٹائپنگ سے وہ اب کچھ تھکان سی محسوس کر رہا تھا سو لیپ ٹاپ ایک سائیڈ پر رکھ کر وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر ایزی ہو کر بیٹھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نظریں چھت سے ٹکاتے ہوئے اس کا ذہن گردش کرنے لگا۔ بڑی حویلی کا خیال آتے ہی اس کا تن من سلگ گیا۔ وہاج شاہ نے جو عدل اپنا دکھایا تھا وہ اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس کے پیچھے وہاں وہ سب ہو رہا ہو گا جس کی اسے توقع تھی۔ حرم کے ساتھ اس ناانصافی کو سوچتے ہوئے اس کا خون کھول گیا۔

وہ آنکھیں بند کئے پیشانی پر دائیں ہاتھ کے انگھوٹے سے ضربیں مار رہا تھا۔ یکایک سر میں درد کا احساس جاگنے لگا تھا۔ شاید تھکان کا اثر تھا۔

جبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کا چلتا ہاتھ رک گیا تاہم آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔

"سائیں؛ مدھم و سریلی آواز کانوں میں گونجی۔

"ہوں؛ اس نے ہاتھ سے پیشانی مسلتے ہوئے محض "ہوں؛ سے کام چلایا

"اگر آپ کے سر میں درد ہے تو میں دبا دوں؟ مرحانے جھجھکتے ہوئے پوچھا مبادا وہ آتشِ فشاں کی طرح دوبارہ نہ پھٹ پڑے۔

"دبا دو؛ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے بند آنکھوں سے ہی اسے اجازت دے دی۔ وہ تعجب سے بیہوش ہونے کو تھی مگر خود کو سرزنش کرتے ہوئے بمشکل ہوش میں لائی اور آگے بڑھ کر لرزتا ہوا نرم و ملائم ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھ دیا تو جیسے سر سے پاؤں تک سنسنی دوڑ گئی۔ وہ آہستگی سے سر دبانے لگی۔ دل اندر سے ڈر بھی رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک وہ یونہی اس کا سر دباتی رہی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اب تم جاسکتی ہو؛ پندرہ منٹ بعد اس کی گمبھیر آواز کمرے کی فضا میں گونجی تو وہ سر اثبات میں ہلاتی بے تحاشہ دھڑکتے دل کیساتھ اس کے کمرے سے نکل گئی مگر پتہ نہیں کیوں کمرے سے باہر نکلتے وقت اسے اپنی پشت پر میر سالار کی گہری وپُر تپش نگاہوں کا احساس ہوا تھا۔ لیکن آج اس کا یوں اسے سر دبانے کی اجازت دے دینا اس کے لئے مقامِ حیرت تھا۔ وہ ہنوز بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

حفضہ بیگم نے نہایت بیدردی سے اسے اس خوفناک کمرے میں لا پھینکا تھا۔ وہ اس وقت کوئی جابر وسفاکیت سے بھرپور وہ عورت لگ رہی تھیں جس کے دل پر کسی کی آہیں وسسکیاں اثرانداز نہیں ہوتیں۔

"چچی سائیں، پلیز میرے ساتھ ایسا سلوک مت کریں۔ میں اپنے ناکردہ جرم کی معافی مانگتی ہوں خدا کیلئے۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بے بسی سے بلک اٹھی تو حفضہ بیگم کے چہرے پر زہر خند پھیل گیا۔ اسے بالوں کی جڑوں سے پکڑ کر انہوں نے اس کی جل تھل آنکھوں میں دیکھا۔

"میرے بیٹے کو مجھ سے ہمیشہ کیلئے جدا کرنے سے پہلے تیرے اس مردود بھائی کے دل میں رحم آیا تھا جو میں تجھ پر رحم کروں بول؟ انہوں نے اس کی گردن کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو وہ تکلیف کی شدت سے کراہ کر رہ گئی۔ دروازے پر کھڑی منتہا کی آنکھوں میں ٹھنڈک سی اتر آئی تھی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کے بالوں کو چھوڑ کر انہوں نے اسے زمین کی جانب دھکا دیا تو وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑی۔انہوں نے پاس پڑا چھوٹا وزنی چابک اٹھایا تو خوف کے مارے زوفا کی آنکھیں پھیل گئیں۔اور پھر اس کے بعد وہ اس کی پشت، و کمر پر نہایت ہی بے رحمی سے وہ چابک مارتی چلی گئیں۔پوری کال کوٹھری اس کی کربناک چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔

"اب تمہیں پتہ چلے گا" ونی؛کا اصل مفہوم۔۔ابھی تک تو ہماری نرمی دیکھ رہی تھی نہ اب یہ بھی دیکھ!! چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ بس ہاتھ چلائے جا رہی تھی۔اس میں اتنی طاقت ہی نہ تھی کہ وہ اپنا بچاؤ کرتی۔کچھ ثانیے بعد انہوں نے ہاتھ روکا تو وہ نیلو نیل ہو رہے وجود کیساتھ بے دم سی زمین پر گر گئی۔

"ہونہہ؛حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے حفضہ بیگم نے ایک جانب تھوک دیا اور خود تن فن کرتی منتہا کے ہمراہ وہاں سے نکل گئیں۔زخموں سے چور چور جسم کیساتھ وہ زمین پر الٹی پڑی تھی۔اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے۔وہ اس وقت بے حد قابلِ رحم لگ رہی تھی۔

"اے میرے اللہ مجھے موت دے دے،ایسے گھٹ گھٹ کر مرنے سے بہتر ہے کہ تو مجھے ابھی اور اسی وقت موت دے دے۔یہ سب میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔خدا کیلئے مجھے کوئی جواب دے؛سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔اس نے اپنی زندگی میں کبھی پھولوں کی چھڑی تک سے مار نہ کھائی تھی کجا کہ اس قدر ظلم و ستم سہنا،،،اس کا دل سسک اٹھا اور ہونٹوں سے کراہیں نکلنے لگیں۔

قدموں کی آہٹ پر اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھول کر دروازے کی سمت دیکھا تو وہاں "حرم؛کو کھڑا دیکھکر اس کے آنسو ٹھٹھر سے گئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"حرم؛ بے اواز اس کے لبوں سے حرم کا نام نکلا۔ وہ مشکلوں سے اٹھ کر بیٹھی اور سامنے نظر کی مگر یہ کیا، حرم کے چہرے پر اس کے لئے رحم تو بالکل بھی نہ تھا پھر یہ کیسا تاثر تھا اس کے چہرے پر جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

حرم سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے چلتی اندر آئی اور سر تا پا اس کا جائزہ لیا پھر وہ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی۔

"جانتی ہو زوفا، تمہیں اس حالت میں دیکھکر پتہ نہیں کیوں مجھے سکون مل رہا ہے۔ کیونکہ تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ہے۔ اس وقت تم میری جگہ موجود ہو۔ نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے تم سے سمجھیں تم! سپاٹ آنکھوں سے اسے دیکھتے حرم کے لہجے میں بلا کی سرد مہری تھی۔ زوفا کی چہرہ فق جبکہ آنکھوں میں نمی سی در آئی۔

"حرم ان سب میں میرا قصور کہاں ہے؟ پلیز کوئی مجھے نہیں سمجھ رہا کم از کم تم تو سمجھو، تم تو میری دوست تھیں حرم، ایسا کیسے کہہ سکتی ہو تم میرے لئے... وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بے تحاشہ رو پڑی۔

"میرے منگیتر کے بارے میں عشقیہ خیالات رکھتے ہوئے تم نے یہی نہیں سوچا کہ میں تمہاری دوست ہوں زوفا؟ حرم نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے چبھتے لہجے میں پوچھا تو زوفا اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے حرم کو دیکھا تو اس نے قمیض کے اندر چھپا کر رکھی وہ ڈائری نکال کر زوفا کی آنکھوں کے سامنے لہرائی تو زوفا کو یوں لگا جیسے ہر سمت اندھیرا چھا گیا ہو گھپ اندھیرا!!

"حرم یہ، یہ ڈ، ڈائری؟ بمشکل اس کے لبوں نے حرکت کی تو حرم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکان آگئی

"حیران ہونا کہ یہ میرے پاس کیسے آئی؟ ویسے میں بھی اسے پڑھکر حیران ہوئی تھی۔ نا صرف حیران ہوئی تھی بلکہ دل چاہ رہا تھا تمہارا گلا اپنے ہاتھوں سے گھونٹ دوں۔ کیسے مان لوں آج کہ تم محض مجبوری میں یہاں ہو۔ تمہارے تو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دل کی مراد بر آئی ہے۔دل ہی دل میں خوش تو بہت ہو گی تم ہے نا؟۔۔۔ہسٹریک انداز میں کہتے ہوئے اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑ ڈالا۔درد کی زوردار لہریں زوفا کے پورے وجود میں سرائیت کر گئیں۔

"میں نے سکندر سائیں سے محبّت ضرور کی ہے حرم، لیکن باخدا میں نے کبھی انہیں تم سے چھیننے کا نہیں سوچا۔مجھے یہ الزام مت دو خدا کیلئے۔اس الزام تراشی کے ساتھ میں جی نہیں سکوں گی۔وہ ٹوٹے پھوٹے ہوئے لہجے میں کہتی بے بسی سے ایک بار پھر رو پڑی اور بے جان وجود کے ساتھ زمین پر گر سی گئی۔

"میں نے جو کہا ہے بالکل سچ کہا ہے زوفا شاہ، تم غاصب ہو سنا تم نے۔۔۔ایک طرف تم کہتی ہو تم نے سکندر سائیں کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کبھی نہیں کی دوسری طرف تم ان کے نکاح میں شامل ہو کر آج میرے روبرو ہو۔ہونہہ منافقت۔۔۔زوردار ٹھوکر اس کی کمر پر مارتے ہوئے وہ تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی۔جبکہ وہ زخموں سے چور چور وجود لئے ڈوبتے ذہن و نیم واں آنکھوں کے ساتھ دروازے کی جانب تک رہی تھی جہاں سے ابھی ابھی حرم نکلی تھی۔اسے حرم سے اس رویئے کی امید نہ تھی۔اس کے سبھی زخموں میں یہ سب سے بڑا زخم تھا۔اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گالوں پر بہہ نکلا۔

"خدا کیلئے تم مجھے ایسے الزام مت دو، میرا اللہ جانتا ہے کہ میں غاصب نہیں ہوں حرم!! زیر لب اس کے لبوں سے ٹوٹ کر یہ الفاظ ادا ہوئے اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

READERS CHOICE

دل کا لٹنا دیکھنا و دل کا سودا دیکھنا

کس قدر پر سوز ہے خود کو اکیلا دیکھنا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

خود ہی تنہائی میں کرنا خواہشوں سے گفتگو

اور ارمانوں کی بربادی کو تنہا دیکھنا

♡♡♡♡♡

وہ ایک ہفتے کیلئے نہایت ہی ضروری کام سے جا رہا تھا۔اس کی لیپ ٹاپ سمیت ضروری چیزیں ڈرائیور نے گاڑی میں رکھ دی تھیں باقی اس کے محافظ بھی تیار تھے۔وہ لابی میں ملازمین کو ہدایات دے کر بس نکلنے کو ریڈی ہی تھا کہ وہ چلی آئی۔لیمن کلر کے سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح پیاری مگر از حد پریشان لگ رہی تھی۔لب بھینچ کر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔پہلے تو وہ کچھ کشمکش کا شکار رہی پھر آخر ہمت کر کے بول ہی پڑی۔

"سائیں میں نے دینو سے سنا ہے کہ آپ ایک ہفتے کیلئے یہاں سے جا رہے ہیں۔تو میں اکیلی کیسی رہوں گی۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے! وہ روہانسی ہو کر بولی تو سیکینڈ سے بھی کم وقت لگا تھا میر سالار کا پارہ ہائی ہونے میں!

"واٹ؟ دماغ درست ہے تمہارا؟ یہاں بیٹھ کر میں تمہیں پہرہ نہیں دے سکتا سمجھ آئی۔اپنی حد میں رہو! وہ غصّے سے تیز لہجے میں بولا تو خفیف سی ہو گئی۔مگر دوسرے ہی پل پھر سے رونے والا منہ بنالیا۔

کچھ بھی تھا وہ صبح کا گیا شام تک یا پھر دوسرے روز ہی آتا تھا تو پھر بھی اسے ڈھارس رہتی تھی مگر یوں ایک ہفتے کے لئے وہ جا رہا تھا۔اور وہ نوکروں کے رحم و کرم پر ایک ہفتے گزارنے کا سوچ کر ہی خوف زدہ ہو گئی تھی۔وہ تھوڑا ڈرپوک ٹائپ تھی بھی دوسری بات وہ کسی پر اتنی جلدی بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کوٹ اٹھا کر بازو پر لٹکاتا وہ لابی کے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ وہ سسکتی ہوئی آگے بڑھ کر اس کے سینے سے لگ گئی اور سختی سے اسے جکڑ لیا جبکہ اس کی اس اچانک و غیر متوقع حرکت پر وہ جہاں تھا وہیں ساکت کھڑا رہ گیا۔

وہ اب رونے لگ گئی تھی، اور میر سالار کا تو غصّہ عروج پر جا پہنچا تھا۔

سائیں پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔ مجھے اکیلے بہت ڈر محسوس ہو گا!! وہ سوں سوں کرتی اپنی لال ہوتی ننھی سی ناک رگڑنے لگی۔ میر سالار نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا اور جارحانہ تیوروں سمیت اسے گھورا تو مرحا کی گھگھی بندھ گئی۔ ویسے بھی اس شخص کے غصّے سے وہ بخوبی واقف تھی مگر سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے یہ بیوقوفی سرزد ہو گئی تھی۔

خاموش! وہ اتنی اونچی آواز میں دہاڑا کہ مرحا کا دل خوف سے بند ہونے کے قریب ہو گیا۔ لب پھڑ پھڑ کر رہ گئے۔

دماغ درست ہے تمہارا ہاں؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری ان ڈرامے بازیوں سے متاثر ہو جاؤں گا مرحابی بی تو واقعی ہی پھر تم اوّل درجے کی بیوقوف ترین لڑکی ہو! ابھی تو میں لیٹ ہو رہا ہوں میری واپسی کے بعد تمہیں اچھی طرح سمجھاؤں گا کہ میر سالار کیا چیز ہے! اسے سختی سے کندھوں سے جکڑ کر وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا تو مرحا کی آنکھوں میں بے تحاشہ دھند اتر آئی۔

یہ شخص اس قدر بے حِس تھا کہ اسے اس کے مرنے یا جینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس پتھر سے ٹکرا کر وہ خود تو زخمی ہو سکتی تھی مگر شاید اس ظالم کو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ٹیبل سے گاڑی کی کیز اٹھاتے ہوئے اس نے ایک دہکتی نظر اس کے آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

گاڑی فارم ہاؤس کے گیٹ سے باہر نکل چکی تھی۔اس کی گاڑی کے پیچھے اس کے محافظوں کی بھی گاڑیوں موجود تھیں۔ سختی سے دانت پر دانت جمائے وہ تیز رفتار سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا مگر ذہن بار بار جانے کیوں بھٹک کر ان روئی روئی آنکھوں کی جانب جا رہا تھا۔اپنی اس کیفیت سے وہ بری طرح جھلا گیا۔گاڑی اب جنگل نما راستے سے گزر رہی تھی۔

گاڑی کی رفتار کی مانند اس کا ذہن بھی تیزی سے حرکت میں تھا۔فارم ہاؤس سے نکلے اسے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

"سائیں پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیں؛یکایک پوری شدت سے کانوں میں وہ بھیگی بھیگی اواز گونجی تو اس نے گاڑی ایک جھٹکے سے روکی۔

ڈیم اٹ! کیا مصیبت ہے یار! زوردار پنچ سٹیرنگ پر مارتے ہوئے وہ اپنے لائٹ براؤن بالوں میں اضطراب سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

"سالار یار، پاگل ہو گئے ہو کیا؟ تم اس لڑکی سے ہمدردی جیسے جذبے کے مرتکب ہو رہے ہو جس نے خاندان کے سامنے تمہارے کردار کو مشکوک ترین بنا کر رکھ دیا۔وہ ہرگز اتنی معصوم نہیں ہے جتنا خود کو شو کر رہی ہے؛دماغ نے گویا ڈپٹا تھا جبکہ اسے خود اپنی اس کیفیت سے بے پناہ غصّہ آئے جا رہا تھا۔وہ پتھر دل تو مشہور تھا تو پھر اچانک اس لڑکی کے لئے دل میں رعایت برتنے کا جذبہ کیونکر پیدا ہو رہا تھا؟

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ جتنا سوچتا جاتا تھا اتنا ہی خود سمیت مرحا پر بھی طیش بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

پانچ منٹ انتظار کے بعد محافظوں کی گاڑی سے دو آدمی اتر کر اس کی گاڑی کے قریب آئے۔

"سائیں کیا ہوا سب خیریت تو ہے نا؟ ایک آدمی نے کھڑکی پر جھکتے ہوئے پریشانی سے پوچھا تو اس نے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔

"سب خیریت ہے۔ فلحال فارم ہاؤس واپس چلو! اس نے آرڈر دیتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے پیچھے گاڑی میں سوار ہو گئے۔ دونوں گاڑیاں اب واپسی کے سفر پر گامزن تھیں۔

❤❤❤❤❤

زخموں سے چور چور بدن کے ساتھ نہ جانے کتنی دیر سے وہ یونہی زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اسے ہوش آیا تو پورے جسم کے ساتھ ساتھ اس کا سر بھی جیسے پھوڑے کی مانند دُکھ رہا تھا۔ تھوڑی ہمت کر کے وہ اٹھ بیٹھی تو لبوں سے سسکیاں برآمد ہونے لگیں۔ اس کا انگ انگ درد کی شدت سے کراہ اٹھا۔ آنکھوں کے آگے سے تھوڑا دھند ہٹی تو سامنے کا منظر کچھ واضح ہونے لگا تھا۔

اس کال کوٹھری میں ایک سائیڈ پر چھوٹا سا واشروم تھا۔ ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس سے ہلکا سا اجالا کمرے کے اندر اپنی جھلک دکھاتا تھا۔ ایک معذور سا پلنگ اسی کھڑکی کی دیوار سے لگا رکھا ہوا تھا۔ کھڑکی پلنگ سے بالکل نزدیک بھی نہ تھی کہ وہ باہر جھانک کر خود میں زندگی کی تھوڑی سی رمق محسوس کر سکتی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یہ سب کیا تھا؟ کیا وہ پوری زندگی اسی زندان میں یونہی تڑپ تڑپ کر گزارتے مر جائے گی؟ سوچتے ہوئے اس کے درد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس نے نگاہیں پھیریں تو نظر سامنے رکھی چھوٹی سی ٹرے میں رکھے برتنوں پر جا ٹھہری جن میں پتلی سی دال، تھوڑے سے چاول، اور دو روٹیاں موجود تھیں۔ یہ ٹرے کب کس نے یہاں لا رکھی تھی اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تو اسے شدت سے بھوک کا احساس ہوا۔ اس نے بے دم ہاتھوں سے ٹرے اپنی جانب کھسکائی اور روٹی سے دال کے نوالے بنا کر کھانے لگی۔ ایک روٹی کھانے کے بعد اس نے ٹرے دور کھسکا دی تھی۔

بمشکل دیوار کا سہارا لیتے ہوئے وہ اٹھی اور لڑکھڑاتے قدموں سے واشروم کی جانب بڑھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وقت کیا ہو رہا ہے مگر اس نے دقتوں سے ہی سہی وضو کیا اور نماز کے انداز میں دوپٹے کو لپیٹے واپس اسی جگہ پر آ کر زمین پر بیٹھ کر دونوں ہاتھ دعائیہ انداز میں پھیلا لئے۔ اس کی اس قید میں اس کے لئے کوئی جائے نماز نہ تھا۔ اس کے وجود پر جگہ جگہ خون جم سا گیا تھا۔ کپڑے بھی پھٹ چکے تھے اور ان پر بھی خون کے نشانات واضح تھے۔

"اے اللہ، میں نہیں جانتی کہ اس حالت میں میری دعا یا میری نماز قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی یا نہیں،، مگر تو تو میرے حال سے واقف ہے نا؟ میری آزمائش ختم کر دے مولا۔۔ مجھ میں مزید سہنے کی قوت نہیں ہے۔ میرے رب مجھے میری طاقتوں سے زیادہ نہ آزما، میں بہت کمزور ہوں۔ مجھ پر اپنا رحم فرما۔۔" زیر لب دعا مانگتے ہوئے وہ اذیت کی آخری آخری انتہا پر تھی۔ جبھی قدموں کی آہٹ پر اس کا دل خوف کے مارے سکڑ سا گیا۔ اس نے بے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اختیار تیزی سے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہراساں نظروں سے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر دروازے میں جس ہستی کا چہرہ نمودار ہوا اس نے زوفا کو وہیں ساکن کر کے رکھ دیا۔

فارم ہاؤس پہنچ کر وہ جیسے ہی راہداری سے ہوتا ہوا لابی میں داخل ہوا نظر سامنے صوفے پر بے خبری بھری نیند سوتی مرحا پر جا پڑی۔ چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشانات تھے۔ کچھ دیر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے چہرے پر سرد نگاہیں جمائے کھڑا وہ اسے دیکھتا رہا پھر دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈال کر لب بھینچتے ہوئے نپے تلے قدموں سے چلتا وہ اس کے سر پر جا کھڑا ہوا پتہ نہیں اس کی گھورتی نظروں کا اثر تھا یا مرحا کی ہی نیند میں خلل پڑا تھا بہر حال اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ پہلے تو نیم وا آنکھوں سے اس نے صوفے کے قریب کھڑے میر سالار کو دیکھا پھر یکایک ساری نیند بھک سے اڑ گئی اور آنکھیں پھیل کر مزید بڑی ہو گئیں۔ وہ اچھل کر اٹھ بیٹھی اور بے یقینی سے اسے دیکھا جو اب پلٹ کر سامنے صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"سائیں آپ؟ آپ تو چلے گئے تھے نا؟ مرحا نے ڈرتے ڈرتے دل میں پنپتا سوال داغا۔

جیسے جانے کا حق رکھتا ہوں، ویسے ہی واپس بھی آنے کا بھی حق رکھتا ہوں۔ بائی داوے، یہ سوال کرنے کی جرت کیسے ہوئی تمہاری؟ وہ ٹانگوں پر ٹانگیں جماتے ہوئے سرد مہری سے بولا تو مرحا کو پکا یقین ہو گیا کہ وہ واپس لوٹا ہی اسے ڈانٹنے کے لئے تھا۔ اس شخص کو تو بس اسے ذلیل کرنے کا موقع چاہئے ہوتا تھا۔ سوچتے ہوئے وہ بے طرح روہانسی ہونے لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اب جو میں کہہ رہا ہوں نہایت ہی غور سے سننا، غلطی اگر بھولے سے بھی ہوئی تو اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔ پندرہ منٹ کے اندر پیکنگ کر واپنی اور ساتھ چلو میرے! اسے حکم دیتے ہوئے اس نے اپنی پاکٹ سے موبائل نکال لیا اور اس پر مصروف ہو گیا جبکہ مرحا تو مارے حیرت کے مرنے والی ہو گئی۔

"سائیں مم مطلب میں بھی ساتھ جا رہی ہوں؛ وہ کانپتے ہوئی آواز میں بولی تو میر سالار نے موبائل سے نظریں ہٹا کر بری طرح اسے گھورا۔

"تو کیا میں فارسی میں بات کر رہا ہوں، ایک بار کا کہا تمہارے پلے نہیں پڑتا؟ وہ کھولتے ہوئے لہجے میں بولا تو مرحا نے خفت سے لب دانتوں تلے دبا لئے۔

"اب اگر ڈراموں سے فرصت مل گئی ہو تو جاؤ۔۔ پانچ منٹ تو ویسے بھی تم نے ضائع کر لئے۔ دس منٹ میں تیاری مکمل کر واپنی۔۔۔ وہ قہر آلود انداز میں بولا تو مرحا کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

سنیں کون سے کپڑے پہن کر چلوں؟ میرا مطلب ہم دور جا رہے ہیں نا؟ وہ خود پر جمی اس کی گھورتی نظروں سے خفیف ہوتی اٹک اٹک کر بولی۔

کیوں؟ کیا کپڑوں کا قحط پڑ گیا ہے؟ عقل گھاس چرنے گئی ہے تمہاری؟ تین سے چار ڈریسز رکھو اور ہاں حویلی کے روایتی ملبوسات رکھنا۔ وہاں بقیہ آفیسرز کی بیگمات بھی ہو سکتی ہیں۔ گو اینڈ ہری اپ!! وہ غصّے سے بل کھاتا ہوا بولا تو وہ دل ہی دل میں اپنی بے پناہ خوشی چھپائے جبکہ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت طاری کئے فوراً حکم کی تعمیل کو وہاں سے نکلی۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پھر واقعی ہی وہ دس منٹ پورے ہونے پر اس کے سامنے حاضر تھی۔ حویلی کے روایتی لباس میں وہ انتہا سے زیادہ دلکش و معصوم لگ رہی تھی۔ اس کے بے ریا چہرے پر اس کی اندرونی خوشی شعاعوں کی طرح پھوٹ رہی تھی۔

ایک اچٹتی نظر اس پر ڈالتے ہوئے وہ اسے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا خود باہر نکل گیا۔ ملازم نے مرحا کا پیک شدہ چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور برق رفتاری سے جا کر گاڑی میں رکھ دیا۔ وہ کچھ ڈرتے ڈرتے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ وہ بھی بھرپور سنجیدہ تاثرات لئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مرحا کو اب اسے قریب سے وفرصت سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اس نے چور نظروں سے میر سالار کو دیکھا۔

نیوی بلیو جینس، وائٹ شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے، لائٹ براؤن بال سلیقے سے سنوارے، اپنی ہیزل آنکھیں سامنے سڑک پر جمائے وہ کسی ریاست کا شہزادہ ہی تو لگ رہا تھا۔ گوری رنگت میں سرخی نمایاں تھی شاید وہ غصے کی سرخی تھی کم از کم مرحا کو تو یہی لگا۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا گویا کچھ بھی بولنا حرام ہو وہ بھی خود کی خیریت کی دعا کرتے سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھی باہر کے نظارے میں گم تھی۔

سفر پندرہ منٹ کا ہی گزرا تھا کہ اسے میٹھی میٹھی سی جھپکیاں آنے لگیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند کی آغوش میں تھی۔

😍😍😍😍😍

وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ سکندر شاہ تھا۔ وہ نیم وا لب سمیت اسے دیکھ رہی تھی۔ پتہ نہیں کیوں اس شخص کو اپنے سامنے دیکھکر آنکھوں کے گوشے تیزی سے نم ہوئے تھے۔ مگر وہ اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹنے کی کوشش کرنے لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بے تحاشہ سرخ آنکھوں وضبط کی آخری حد کو چھوتا سکندر شاہ اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا تو وہ ہتھیلیوں سے زمین کا سہارا لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے دیکھا جواب سر تا پا بگڑے ہوئے تاثرات کیسا تھ اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"میں یہاں آنا تو نہیں چاہتا تھا مگر سوچا تم پر تمہاری حیثیت جو میری نظروں میں اور میرے دل میں ہے اسے واضح کر دوں؛! کچھ ثانئے کے بعد اس کی بھاری مردانہ اواز گونجی تو زوفا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔یعنی وہ بھی،،،؟ وہ بھی ہر کسی کی طرح اسے اس کی اوقات یاد دلانے ادھر کا رخ کر بیٹھا تھا۔

زوفا کے چہرے پر ایک ہلکی مگر زخمی مسکراہٹ آ ٹھہری۔اس نے پر نم آنکھوں سے اسے دیکھا جو اسے ہنوز انہیں تاثرات کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

"ان سب میں میرا قصور کہاں ہے سکندر سائیں؟ صارم ادا نے جو کیا مجھے بھی اس کا بیحد دکھ ہے۔پھر یہ الزام مجھ پر کیوں؟! وہ بھیگے ہوئے لہجے میں سراپا سوال تھی۔اس کے سوال پر سکندر شاہ کی آنکھوں کی جلن مزید بڑھ گئی۔وہ نپے تلے انداز میں کچھ قدم آگے بڑھ آیا۔

"بس بہت ہوا،،، تمہارے اس ابلیس بھائی نے ہمارے لئے جو طوفان لا کھڑا کیا ہے اسے بھلایا نہیں جا سکتا، ویسے بھی تم سب اسے بچانا چاہتے ہو یہ ہم سب کو بہتر پتہ ہے۔جب تمہارے گھر والوں نے بیٹے پر بیٹی قربان کر دی تو تم تو پھر بھی ونی میں آئی ہوئی لڑکی ہو۔تمہاری حیثیت "اب؛اس گھر کی ملازمہ سے بھی کمتر ہے، لہٰذا اپنی حد مت پار کرنا۔اور دوسری جانب تم میری محبّت (حرم) کی جگہ پر بھی قابض ہو بیٹھی ہو۔دل چاہتا ہے تم دونوں بھائی بہن کو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنے ہاتھوں لحد میں اتار دوں۔ وہ غراتے ہوئے بولا۔ زوفا کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ شاید وہ یقین یا پھر وہ مان جو اسے سکندر پر تھا کہ وہ اس حویلی کے باقی لوگوں کی طرح اس سے ویسا سلوک نہیں کرے گا۔ مگر اس کے الفاظ کافی تھے اسے لہولہان کرنے کیلئے۔۔۔!!

"آپ بے فکر رہیں میں آپ کے اور حرم کے بیچ کبھی نہیں آؤں گی۔ مجھے اپنی حیثیت کا پتہ ہے۔ حرم آپ کے ساتھ خوش رہے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ اس نے متورم آنکھوں سے سکندر شاہ کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ سکندر شاہ کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ آگئی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ ہمیں تمہارے مشورے کی یا اجازت کی کوئی ضرورت ہے؟ شادی تو میں حرم سے ہی کروں گا۔ تمہیں یہ بتانے کا مقصد محض یہ ہے کہ مجھ سے کبھی کوئی امید مت رکھنا۔ صارم شاہ جس روز مل گیا اسی روز اسے پھانسی کی سزا ہو گی اور تمہیں طلاق،،، اور اگر وہ نہ ملا تو زندگی تمہاری اسی حویلی کے زندان میں گزرے گی۔ یہ یاد رکھنا۔ وہ پھنکارتے ہوئے بولا۔ زوفا بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔ یہ وہ شخص تھا جس سے اس نے دل کی گہرائیوں سے محبّت کی تھی اور بے غرض محبّت کی تھی۔ جس کی سلامتی کی دعا وہ اپنی ہر نماز میں کیا کرتی تھی۔ جس کی قدموں کی دھول سے بھی اسے عشق تھا۔ اور آج اس کے منہ سے اپنے لئے ایسے الفاظ سن کر اس کا دل کسی نے ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے نا دل میں بسنے والوں کے منہ سے یوں روح کو چیر دینے والے الفاظ سننا !

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ بات ختم کر کے وہاں سے چلا گیا تھا مگر وہ بت کی مانند وہیں کھڑی دروازے پر نظریں جمائے ہوئی تھی۔بے اختیار اس کے لبوں سے ایک سسکی برآمد ہوئی اور پھر جیسے آنسوؤں پر اس کا اختیار ہی نہ رہا۔

سکندر شاہ کے نفرت انگیز الفاظ اس کے کانوں میں ابھی بھی گونج رہے تھے۔دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ شدت سے آج اپنے دل کی موت پر ماتم کناں تھی۔

"آپ نے واقعی آج مجھے جیتے جی لحد میں اتار دیا ہے سکندر سائیں۔۔۔میں ختم ہو گئی ہوں مکمل ختم!!اذیت سے سوچتے ہوئے محبتوں میں گندھی وہ لڑکی سر سے لے کر پاؤں تک اشکبار تھی۔

سلگتی تلخ باتوں سے

بڑے بے درد ہاتھوں سے،

لو دیکھو ہار دی تم نے

محبّت ماردی تم نے!!!

پورے راستے وہ نیند کی گہری آغوش میں ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی پڑی تھی۔اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ کب وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"لگتا ہے کوئین الزبتھ کا آج اٹھنے کا کوئی نہیں ارادہ ہے! میر سالار کی کرخت آواز پر وہ جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی تو احساس ہوا اس کا سر اس کے کندھے سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کی خود پر جمی نظروں پر وہ بے طرح شرمندہ ہو گئی۔ پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

"سائیں ک کیا ہم آ گئے ہیں؟ وہ اپنی جھینپ مٹانے کو پوچھ بیٹھی۔ وہ جو گاڑی کا ڈور کھولنے لگا تھا پلٹ کر اسے دیکھا۔ انداز تلملاہٹ سے بھرپور تھا۔

"جی بالکل؛ مگر آپ کے ہوش و حواس سلامت ہوں تو خبر ہو آپ کو! وہ ایک بار پھر اس کی بیہوشی بھری نیند پر چوٹ کرتا بولا۔ اس بار وہ گڑبڑا کر بنا کچھ کہے خود بھی ڈور کھول کر باہر نکل آئی۔

میر سالار سے زرا پیچھے وہ آہستہ قدموں سے چلتی اندر کی جانب بڑھی۔ یہ ایک فلیٹ نما بے حد خوبصورت گھر تھا۔ وہ اطراف کا جائزہ لیتی ہوئی اپنے دھیان میں چلتی جا رہی تھی کہ اچانک وہ پلٹا اور وہ اس کے چوڑے سینے سے ٹکرا گئی۔ مرحا کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ لمحے کے ہزارویں حصّے میں اس نے میر سالار سے الگ ہونا چاہا مگر اس نے اسے بازوؤں میں مضبوطی سے بھینچ کر ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"اوپر والے نے تمہیں یہ جو بڑی بڑی بٹن جیسی آنکھوں سے نوازا ہے۔ شاید تمہیں اس کا استعمال کرنا نہیں آیا اب تک! کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا؟ وہ اس کی کاجل سے بھری پھیلی ہوئی دلکش آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ وہ بنا کچھ بولے محض پلکیں جھپکا کر رہ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"واؤ کیا رومینٹک سین ہے؛اچانک کسی نسوانی آواز پر دونوں چونک کر اس جانب متوجہ ہوئے تو مرحا ایک جھٹکے سے سالار سے علیحدہ ہوئی مگر اس کی پھیلی آنکھیں اب اور بھی پھیل کر گویا پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

وہ جو کوئی بھی تھی بہت ہی پیاری مگر کافی بولڈ ڈریس میں تھی۔مرحا نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے میر سالار کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات پتھر کی طرح سخت ہو گئے تھے۔وہ ایک بار پھر نا سمجھی سے اس لڑکی کی جانب دیکھنے لگی جو بڑی دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائے میر سالار کو دیکھ رہی تھی۔

واؤ آفیسر،یہ یقیناً تمہاری وائف ہے نا؟وہ مرحا کو سر سے پاؤں تک گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے میر سالار سے پوچھنے لگی جبکہ وہ بنا کچھ بھی کہے محض لب بھینچے دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ہم سب کو خبر تھی کہ تم آرہے ہو انفیکٹ ایک آفیسر کی بیوی رہ چکی ہوں میں بھی،اب ان سب معاملات سے باخبر رہنے کی مجھے عادت جو پڑ گئی ہے۔وہ ناز سے اٹھلاتی ایک ادا سے اپنے بال پیچھے جھٹک کر بولی۔مرحا کے چہرے کے زاویئے بگڑ سے گئے۔اسے یہ محترمہ قطعی پسند نہیں آئی تھی۔ایک تو اس نے اس قدر بیہودہ لباس زیب تن کر رکھا تھا کہ اسے میر سالار سے خود بخود شرم آنے لگی تھی۔

"دیکھ رہا ہوں کہ بے حیائی کی اعلیٰ مثال ہو تم؛دور رہو مجھ سے ورنہ تمہارا انجام تمہارے شوہر سے بھی بدتر ہو گا۔وہ سلگتے لہجے میں اسے وارن کرتے ہوئے بولا تو سامنے کھڑی اس لڑکی کا چہرہ اہانت سے لال ہو گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"دیکھو آفیسر، میرا شوہر بھلے ہی غدار تھا مگر تم نے اس کی جو جمع پونجی قانونی کسٹڈی میں لے رکھی ہے وہ آزاد کر دو، ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ وہ چیختے ہوئے بولی تو میر سالار کے چہرے پر استہزائیہ تاثر بکھر گیا۔ وہ دو قدم آگے بڑھتا اس لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ مرحا پلکیں جھپکاتی اس صورتحال کو دیکھ رہی تھی۔ یہ سب کچھ اس کی سمجھ سے باہر تھا

"تم اپنے شوہر کی جس حرام جمع پونجی کے متعلق بات کر رہی ہو وہ اس نے غلط طریقے سے جمع کر رکھی تھی یہ تم بھی بہتر جانتی ہو۔ رہ گئیں تمہاری یہ دھمکیاں،،، ان کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بہتر ہو گا وقت سے پہلے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا بھی علاج ہے میرے پاس۔۔۔ چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ مرحا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا۔

مرحا کو اس لڑکی سے اب شدید ترین جلن کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کے خیال میں معاملہ چاہے جو بھی تھا مگر یہ لڑکی میر سالار کو ادائیں دکھا کر اپنی طرف راغب کرنا چاہتی ہے؛ اس سوچ کے آتے ہی اس کے اندر جوار بھاٹا پھٹ پڑا۔ شہلا ابھی بھی اپنی جگہ کھڑی ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"اپنی انہی سوچوں میں گم وہ لان سے اندر کی جانب بڑھی ہی تھی کہ تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی وہ بری طرح بے توازن ہوتی ہوئی زمین پر جا گری۔

"آہ اللہ جی۔۔۔ اس کی حلق سے بے اختیار چیخ نمودار ہوئی۔ میر سالار جو فون پر مصروف تھا بے ساختہ پلٹا اور مرحا کو زمین پر گرا دیکھ کر برق رفتاری سے فون پاکٹ میں ڈالتا اس کے قریب آ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیا ہوا؟ کیسے گر گئی تم؟ ہیلز پہن کر چل نہیں سکتیں تو پہننے کی ضرورت کیا تھی ہاں؟ وہ گھٹنوں کے بل لان کی گھاس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ لہجہ بے حد فکر مندانہ تھا۔ مرحا دل ہی دل میں خوشگوار احساس سے گھر گئی۔ بنا کوئی جواب دیئے وہ اسے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ اس کے پاؤں کا جائزہ لیتے ہوئے میر سالار نے اچانک اپنی مقناطیسی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں محترمہ، جواب آج کی صدی میں مل جائے گا مجھے؟ وہ تلملا کر بولا تو پہلے تو مرحا نے چور نظروں سے پیچھے دیکھا اسے ابھی بھی وہ لڑکی وہیں کھڑی انہیں گھورتی نظر آئی پھر اس نے میر سالار کو دیکھا۔

"سائیں مجھے یہاں چوٹ آئی ہے! اس نے رونی صورت بنا کر ہاتھ کے اشارے سے بتاتے ہوئے روہانسے لہجے میں کہا۔ حالانکہ وہ بس بے توازن ہو کر گر پڑی تھی۔ اسے کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ مگر اس نے سوچ لیا تھا آج وہ اس لڑکی کو مزا چکھا کر رہے گی تاکہ اگر وہ اس کے سائیں کے بارے میں کچھ ایسا ویسا سوچ رہی ہے تو وہیں فُل اسٹاپ لے لے۔

کہاں؟ یہاں؟ میر سالار نے تشویش سے پوچھتے ہوئے اس کے پنجوں سے تھوڑا اوپر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ اس نے وہیں بتایا تھا۔

"نہیں سائیں یہاں نہیں۔۔۔ وہ زبردستی آنکھوں کو رگڑتی ہوئی بولی۔

"تو پھر کہاں؟ سالار کی تشویش مزید بڑھ گئی۔ اس نے اس کے پیروں کا جائزہ لیتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں بتاتی ہوں سائیں، دراصل میں بھول گئی۔ایک منٹ رکیں۔۔۔وہ کہتے ہوئے خود بھی اس نادیدہ چوٹ کے نشان تلاش کرنے لگی جو دراصل اس کے پیروں پر کہیں تھے ہی نہیں۔۔۔میر سالار زچ ہوتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

"تمہیں ایسے ہی بیوقوف نہیں کہتا میں، اب بتاؤ چل سکو گی یا نہیں؟؛وہ دھیمے لہجے میں غصّے سے بولا۔

تو مرحا نے موقعے کا فاعدہ اٹھاتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔ساتھ ہی دوبارہ زرا سا پیچھے مڑ کر دیکھا تو شہلا اب کسی سے فون پر مصروف تھی مگر نظریں ابھی ابھی ان دونوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے میر سالار گہرا سانس بھرتا آگے بڑھا اور اسے کسی ربڑ کی گڑیا کی مانند اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا اور مضبوط قدموں سے چلتا آگے بڑھ گیا۔مرحا کے رگ وپے میں جیسے بھونچال سا آ گیا۔ اس شخص کی قربت کسی سحر کی سی تھی جو اسے ہمیشہ اپنے شکنجے میں جکڑ لیتی تھی۔

میر سالار کے کندھے پہ تھوری ٹکاتے ہوئے اس نے اس لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے پھر وہ جھٹکے سے پلٹ کر کھلے گیٹ سے باہر نکل گئی۔مرحا کے اندر گدگدی سی ہونے لگی۔اپنی کامیابی پر وہ ایسے خوش ہو رہی تھی گویا ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سر کر لی ہو جبکہ اس کے برعکس میر سالار بھرپور سنجیدہ تاثرات لئے ہوئے تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کہتے ہیں انسان کو سولی پر بھی نیند آجاتی ہے ٹھیک اسی طرح اپنی تقدیر پر ماتم کرتے کرتے وہ اپنے اس قید خانے میں کب نیند کی وادی میں اتر گئی پتہ ہی نہ چلا۔نہ جانے کتنی دیر گزری تھی کہ اس کی آنکھ جھٹکے سے کسی کے جھنجھوڑنے پر کھلی۔اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو راکھی اس پر جھکی ہوئی تھی۔

"اومہارانی اٹھو اب، سمجھی، یہ لے میری اترن پہن لے۔شاہ بی بی کا حکم ہے کہ فوراً کپڑے تبدیل کر کے تو حویلی چل ساتھ میرے۔۔۔اس نے ہاتھ میں پکڑا جوڑا زوفا پر اچھالتے ہوئے تنتنا کر کہا تو وہ حویلی جانے کا سن کر ہی کانپ گئی۔نہ جانے اب کون سے ستم باقی تھے جو اس پر ڈھانے تھے۔

جوڑا ہاتھوں میں تھامے وہ آہستگی سے چلتی ہوئی واشروم میں چلی گئی۔اپنے زخموں کو پانی سے صاف کر کے اس نے خود پر بھی پانی گرایا اور راکھی کے کپڑے پہن کر باہر نکل آئی۔جو کپڑے اس نے پہلے پہنے تھے ان کی حالت اب ایسی نہیں تھی کہ وہ انہیں دوبارہ پہننے کا سوچتی سو وہ کپڑے ہاتھوں میں ہی لئے وہ باہر آئی تھی۔راکھی جو اس کی منتظر کھڑی تھی۔کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے گھورا۔

"راکھی یہ کپڑے کدھر پھینکوں میں؟میرا مطلب یہ صحیح نہیں ہیں۔۔۔وہ آہستگی سے پوچھتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔لہجہ نم سا ہو گیا تھا۔

ہونہہ،،مہارانی کو شہزادیوں والی آن بان چاہیئے اب؟یہ مت بھول زوفا کہ تو دنی میں آئی ہوئی ہے۔تو شہزادی تو تھی لیکن پہلے، یہاں تو صرف غلام ہے لہذا صرف غلامی کر،اپنی اوقات مت بھول۔۔۔چھیتی آ۔۔۔اس کے ہاتھ سے کپڑے جھپٹ کر وہ تن فن کرتی باہر نکل گئی۔جبکہ راکھی کے اس انداز پر وہ کچھ ثانئے کے لئے ساکن رہ گئی۔یہ وہی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

راکھی تھی جواس کے بڑی حویلی آنے پر خوشی سے ناچتی پھرتی تھی۔اور آج اس کا یہ ہتک آمیز رویہ دیکھکر زوفا کا دل دکھ سے لبریز ہو گیا۔

واقعی وقت اور حالات انسان کو کہاں سے کہاں لا کھڑا کرتے ہیں۔ایک معمولی سی کم حیثیت ملازمہ بھی اب "زوفا شاہ؛ کو اس کی یہاں حیثیت کا اندازہ دلا رہی تھی۔

دکھوں میں ڈوبی نہ جانے کتنی دیر وہ یونہی کھڑی رہتی کہ راکھی پھر سے دندناتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے زخموں سے بھرے بازو کو اس بیدردی سے کھینچا کہ اس کی روح تک گویا تڑپ اٹھی۔

تجھے کہا تھا میں نے کہ چھپتی آ مگر تیرے تو نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔کیا چاہتی ہے کہ شاہ بی بی خود یہاں آ کے تجھے اپنے طریقے سے حویلی لے جائے؟ وہ غصّے سے ہاتھ نچا کر بولی تو بنا ایک لفظ بھی کہے زوفا اپنے بے تحاشہ درد کرتے بازو کو سہلاتے اس کے ساتھ حویلی کی جانب چل پڑی۔

خوابوں کی دیکھ بھال میں آنکھیں اجڑ گئیں

تنہائیوں کی دھوپ نے چہرہ جلا دیا

سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر میر سالار اسے لئے اندر داخل ہوا اور پٹکنے کے سے انداز میں بیڈ پر بٹھا دیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم جتنی احمق لڑکی میں نے اب تک کی زندگی میں کہیں نہیں دیکھی۔۔وہ کام کرتی ہی کیوں ہو جو نقصان پہنچانے کا سبب بنتے ہیں؟بیڈ کے دونوں اطراف میں ہتھیلیوں کو ٹکاتے ہوئے وہ اس کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑتا دہکتے لہجے میں بولا۔

"و،وہ سائیں س سچ میں چوٹ آئی ہے؛اس نے سر جھکا کر منمناتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ! وہ تیز لہجے میں بولا تو وہ حواس باختہ ہو گئی۔ایک تو اس شخص کا غصّہ بھی بن بلائے مہمان کی طرح حاضر ہو جاتا تھا۔

"کچھ دیر ریسٹ کرو رات کے بارہ بجے تک مجھے نکلنا ہے۔ٹائم پر تیار رہنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔تپتے ہوئے انداز میں کہتا وہ ہاتھ ہٹا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"بارہ بجے؟میرا مطلب سائیں ہم رات کے بارہ بجے کہاں جائیں گے؟وہ ہکلاتے ہوئے حیران پریشان سی بولی۔

ڈاکہ ڈالنے، چلیں گی میرے ساتھ؟ایک بار پھر وہ اس کی جانب اسی انداز میں جھکتا اس کی ہرنی کی طرح سہمی ہوئی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے طنزیہ لب و لہجے میں بولا تو مرحا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"ک،کیا ڈ،،ڈاکہ؟نہیں ہر گز نہیں سائیں، قسم سے اپنی پوری زندگی میں میں نے ایک روپیہ تک کسی کا نہیں چرایا اور آپ مجھے ڈاکہ ڈالنے کیلئے ساتھ لے کر جائیں گے؟ہائے میں یہ نہیں کروں گی میں مر جاؤں گی۔۔!!منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز رونے کے قریب آ گئی۔آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی تھیں۔میر سالار نے سرد مگر گہری نگاہوں سے اسے دیکھا اور زچ ہو کر سر کو ہلکے سے نفی میں ہلاتے ہوئے بنا کچھ بھی کہے شرٹ کے بٹن

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کھولتا ہوا وارڈروب سے کپڑے نکال کر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔وہ ابھی بھی صدمے کی سی کیفیت میں وہیں کی وہیں بیٹھی تھی۔

وہ چینج کر کے نکلا تو وہ اسی زاویئے پر بیٹھی تھی۔

"اگر تمہارا امراقبہ ختم ہو گیا ہو تو اب سو جاؤ۔۔۔مجھے وقت کی پابندی بہت عزیز ہے لہذا کوتاہی نہ ہو۔۔وہ لفظ بہ لفظ زور دیتے ہوئے بولا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی مگر پھر فوراً ہی نظریں جھکا لیں۔چہرے سے ناراضگی کا عنصر صاف طور پر نمایاں تھا۔

میر سالار لائٹ آف کرتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ کی طرف آ گیا۔وہ بھی ڈری سہمی سی ایک کونے پر کروٹ کے بل لیٹ گئی۔سائیڈ لیمپ آف کرتے ہوئے اس کا خوف سے سہما ہوا سراپا دیکھتے ہوئے وہ بمشکل ہونٹوں کے گوشوں سے امڈتی اپنی خوبصورت مسکراہٹ کا گلہ گھونٹتے ہوئے بیڈ پر سیدھا لیٹ گیا۔نائٹ بلب کی مدھم روشنی کمرے کی فضا کو خوابناک سا بنا رہی تھی۔

دوسری جانب مرحابی بی کے تو ہوش ہی اڑے ہوئے تھے۔

"سائیں آپ پولیس ہونے کے ساتھ ساتھ ڈاکو بھی نکلیں گے یہ میں نے سوچا بھی نہ تھا۔اور اب آپ چاہتے ہیں میں بھی ڈاکو نی بن جاؤں۔۔۔نہیں۔۔۔سوچتے ہوئے اس کے ہاتھ پیر مزید پھولنے لگے۔

"تمہارا آج سونے کا ارادہ ہے کہ نہیں؟کمرے کی خاموش فضا میں سالار کی سنجیدہ آواز گونجی تو وہ ہونق سی ہو گئی اور جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جادو گر بھی ہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا مجھے؛ کلستے ہوئے اس نے سوچا۔ نیند میں جانے سے پہلے یہ آخری سوچ تھی جو اس کے ذہن میں آئی تھی۔

😍😍😍😍😍

رات کے دس بجنے کو تھے جب وہ راکھی کے ہمراہ لرزیدہ قدموں سے حویلی آئی تو وہاں سب ڈائننگ روم میں رات کے کھانے پر موجود تھے۔ راکھی اسے ڈائننگ روم کے دروازے پر چھوڑ کر اسے اندر جانے کا اشارہ کرتی ہوئی خود کسی اور طرف نکل گئی۔

خوف سے دھڑکتے دل کیساتھ وہ اندر داخل ہوئی تو سب کی نظریں ایک لے سے اس پر اٹھیں۔ سلیقے سے دوپٹہ سر پر اوڑھے، نظریں جھکائے وہ مورے سے تھوڑا فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ وہاں سکندر شاہ بھی موجود تھا۔ ایک اچٹتی ہی سہی مگر زوفا کی نظر اس پر گئی تھی۔ اس شخص کو دیکھکر اسے اپنے تمام درد بین کرتے محسوس ہونے لگے۔

"اسے اس کی حقیقت سے روشناس کرایا یا نہیں؟ وہاج شاہ نے مورے کی سمت دیکھتے ہوئے زہر خند لہجے میں پوچھا کیوں نہیں، حفضہ نے اچھی طرح اوقات بتادی ہے اسے اسکی، مگر پھر بھی مہارانی کے ناز نخرے عروج پر ہیں۔ خود سے کیوں نہیں آئی کام کیلئے حویلی میں بول؟ شاہ بی بی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے بال جارحانہ انداز میں اپنی مٹھیوں میں جکڑ کر غرائیں تو بے اختیار زوفا کی سسکی نکل گئی۔

"مورے خدا کیلئے چھوڑ دیں بہت تکلیف ہو رہی ہے مجھے؛ وہ بھیگی آواز میں التجا کرتی ہوئی بولی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہونہہ،ہاہاہا۔۔۔یہ تکلیف اس تکلیف کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے جو تم لوگوں نے ہمیں پہنچائی ہے۔خبردار جو آگے سے میرے یا اس حویلی کے کسی فرد کے آگے رونا رویا تو،،،اور آئندہ سے مجھے مورے نہ کہنا۔تجھے کتنی بار بولوں ہاں؟؟؟ہذیانی انداز میں اس کے بال چھوڑتے ہوئے انہوں نے بیدردی سے اس کے کندھوں کو پکڑ کر کھسوٹتے ہوئے کہا تو وہ درد کی شدت سے بلبلا کر رہ گئی۔بے اختیار اس کی نظریں سکندر شاہ کی جانب اٹھیں مگر وہ یوں لاپرواہی سے کھانے کی جانب متوجہ تھا جیسے اس کے آس پاس اس وقت سب کچھ نارمل چل رہا ہو۔وہاں کچھ لوگ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے تو کچھ کھانے سے ہنوز انصاف کرنے میں مصروف تھے جس میں سرِفہرست سکندر شاہ بھی تھا۔

اس کی بے اعتنائی دیکھکر زوفا کا دل دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ساتھ ہی اس کی نظریں حرم کی جانب اٹھیں جو کھانے سے انصاف کرتے ہوئے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔اتنی دوری سے بھی اس کی نظروں سے چھلکتی حقارت کو زوفا صاف طور پر دیکھ سکتی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہے ہاں،آنکھیں نکال لوں گی تیری۔۔۔جا جا کر برتن دھو آج تجھے سونا نہیں ہے یہی تیری سزا ہے؛ مورے کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور پھر سے ایک اذیت بھری نظر سکندر شاہ پر ڈالتی ہوئی وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے وجود کیساتھ حویلی کے باورچی خانے کی اور بڑھ گئی۔

اس زمانے میں میرے یار کہاں ملتے ہیں
اپنے دامن میں محبت کو بسائے ہوئے لوگ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تجھ کو ائے شخص مگر زیست کی تنہائی میں

یاد آئیں گے ہم عُجلت میں گنوائے ہوئے لوگ

دو گھنٹے کی نیند لینے کے بعد میر سالار سمیت وہ بھی وہاں سے نکلتے ہوئے گاڑی میں آ بیٹھے۔اپنے بیگز وغیرہ اس نے اسی گھر میں چھوڑ دیئے تھے کیونکہ میر سالار کا واپسی کا ارادہ تھا۔کم از کم مرحا کو تو یہی لگا تاہم اس نے اس سے اس بابت کچھ نہیں پوچھا۔

سفر ہمیشہ کی طرح خاموشی سے گزر رہا تھا۔وہ کھڑکی سے ٹیک لگائے باہر دیکھنے میں مگن تھی مگر اس تاریکی میں ہر شئے دھندلی دکھائی دے رہی تھی۔

جبھی سالار کا موبائل بپ کرنے لگا۔اس نے کال ریسیو کرتے ہوئے اسپیکر آن کیا۔

"سر ایک اہم خبر ہے۔جو ہم نے سوچا تھا وہی ہوا راستے میں شہلا اپنے کچھ آدمیوں کیساتھ گھات لگائے ہوئے ہے سر۔محافظوں سے کہئے وہ الرٹ رہیں۔ہم بھی پہنچ رہے ہیں۔۔۔!!دوسری جانب سے آتی آواز پر مرحا خوف و ہراس سے گنگ رہ گئی اس کے برعکس میر سالار نارمل ہی تھا۔

"تم گھبراؤ نہیں،کچھ نہیں ہو گا۔اچھا ہے اسی بہانے اس کے بھی آدمی سامنے آئیں گے،اس کو تو میں دیکھ لوں گا۔دہکتی ہوئی آواز میں کہہ کر اس نے کال کٹ کر دی اور کار کی اسپیڈ مزید بڑھا دی۔مرحا کا دل خوف سے سکڑنے لگا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں سنیں، ہماری جان کو خطرہ ہے کیا؟اس بار آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ آئے تھے۔سالار نے ایک نظر اسے دیکھا پھر سامنے سڑک پر نظریں جمادیں۔گاڑی اب جنگل کے راستے سے گزر رہی تھی۔ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔مرحا کا خوف دوچند ہو گیا

"بے فکر رہو، مختصر کہتے ہوئے اس نے موڑ کاٹا جبھی گولیاں چلنے کی آواز پر وہ چیختی ہوئی میر سالار کے بازو سے لگ گئی۔میر سالار کو بھی فوری گاڑی روکنا پڑی تھی۔اس کے تمام محافظ بھی برق رفتاری سے گاڑی سے اتر جوابی کاروائی کرتے ہوئے جنگل کے اطراف میں بکھر گئے۔مرحا کے آنسو متواتر بہتے چلے گئے۔اس ساری صورتحال سے وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔

"مرحا بات سنو میری کیپ کوائٹ!میر سالار جب اس کے مسلسل رونے سے عاجز آ گیا تو اونچی آواز میں بولا۔مرحا کے آنسو وہیں جم گئے۔

"یہ رونا دھونا بند کرو اور میری بات غور سے سنو!تم یہیں گاڑی میں بیٹھی رہو بنا کوئی آواز کئے میں بس ابھی آیا۔۔۔وہ عجلت میں کہتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولنے کو ہی تھا کہ مرحا نے ملتجی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا بازو تھام لیا وہ پلٹ کر اسے تیز نظروں سے اسے گھورنے لگا۔

"سائیں پلیز مت جائیں وہ لوگ آپ کو مارنا چاہتے ہیں؛خدا کیلئے مت جائیں!!اس کی نظروں کی پرواہ کئے بنا ایک بار اس کے آنسو بہہ نکلے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"نہایت ہی کوئی احمق لڑکی ہو تم، میں بزدلوں کی طرح یہاں نہیں بیٹھ سکتا آئی سمجھ۔مجھے اپنا مشن کمپلیٹ کرنا ہے۔ تم چپ کر کے یہاں بیٹھو بس کچھ ہی وقت کی بات ہے! وہ چبا چبا کر کہتے ہوئے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑاتا باہر نکلا جبھی مرحا کی نظر تیزی سے گاڑی کی جانب بندوق کا نشانہ تانے آتے ایک شخص پر پڑی جو سیدھا میر سالار کی جانب ہی آرہا تھا۔اس سے پہلے کہ میر سالار خود کا بچاؤ کرتے ہوئے جوابی کارروائی کرتا، مرحا تڑپ کر تیر کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی اور بھاگتے ہوئے سالار کے سامنے آگئی اسی پل اس شخص کی بندوق سے نکلی گولی تیزی سے مرحا کے بازو و کندھے پر آ لگی۔اس کی دلدوز چیخ جنگل کی فضا میں پوری شدت سے گونج اٹھی تھی اور وہ وہیں لہرا کر اپنے لہولہان وجود کیساتھ میر سالار کے بازوؤں میں آ گری۔

"وہ ششدر سا اپنے بازوؤں میں خون میں رنگی بے سدھ پڑی مرحا کو دیکھ رہا تھا۔جس آدمی نے گولی چلائی تھی وہ اب تیزی سے واپسی کی سمت بھاگ رہا تھا۔میر سالار یکلخت ہوش میں آیا اور جیسے وحشت زدہ سا ہو گیا۔اس کے کچھ محافظ بھی اب منہ کھولے اس کے اطراف میں کھڑے مرحا کی ڈوبتی حالت کو دیکھ رہے تھے۔

مرحا!!!اس کی بے یقینی بھری گونج سے گویا جنگل تھرا اٹھا تھا۔اس نے اس کا دم بہ دم زرد پڑتا چہرہ دیکھا۔غم و غصّے سے بپھرتے ہوئے اس نے محافظوں پر نظریں دوڑائیں۔

پیچھا کرو ان کتوں کا فوراً سے پیشتر سمجھے، مجھے ہر حالت میں وہ لوگ چاہئیں۔کسی قیمت پر وہ یہاں سے نہ نکل سکیں اس بات کا خاص خیال رکھنا ورنہ تم سب کو موت کی نیند سلا دوں گا۔دہاڑتے ہوئے اس نے ان تمام کو حکم دیا تو وہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

جنگل کے بیرونی سمت کی طرف بھاگے۔کچھ محافظ پہلے ہی ان سب کا پیچھا کرنے کو دوڑے تھے۔تاہم اس کا ایک آدمی اس کے پاس کھڑا رہا تھا۔

مرحا آنکھیں کھولو! تمہیں کچھ نہیں ہو گا بس ایک بار آنکھیں کھولو!! ضبط سے بے تحاشہ سرخ پڑتے چہرے کیساتھ وہ بھینچی آواز میں اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔مگر وہ مکمل بیہوشی کے عالم میں تھی۔میر سالار پاگل ہو جانے کے درپے تھا۔اسے بچانے کے چکر میں اس نے خود کیلئے خطرہ مول لیا تھا۔بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"مرحا میں کہہ رہا ہوں اوپن یور آئیز یار؛اس بار وہ قدرے اونچی آواز میں بولا۔اسے اس وقت اپنی کیفیت خود سمجھ میں نہیں آرہی تھی دل کی حالت بہت عجیب سی ہو رہی تھی۔

صابر! تم ڈرائیو کرو جلدی! مرحا کا خون تیزی سے ضائع ہو رہا تھا وہ اب مزید دیر نہیں کر سکتا تھا۔عجلت میں اسے حکم دیتے ہوئے اس نے اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور خود گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔اس کا سر اپنے زانوں پہ رکھتے ہوئے وہ اس کے یخ پڑتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلانے لگا۔

فاسٹ ڈرائیونگ کرو! دس منٹس کے اندر وہاں پہنچنا ہو گا۔اس نے صابر سے کہا تو صابر نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا دی۔

READERS CHOICE

"مرحا یار اتنی بھی کیا بے خبری آنکھیں کھولو تو سہی یار! وہ ہنوز اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے سہلاتے ہوئے قدرے عاجزی سے بولا مگر بے سود! دوسری جانب اس پر تو میر سالار کی پکار بھی آج کوئی اثر نہیں دکھا رہی تھی۔دم بہ دم

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کی سانسیں ڈوبتی جارہی تھیں۔میر سالار کی آنکھیں اس کی حالت دیکھکر اس قدر سلگ رہی تھیں کہ ان کی سرخی دیکھکر خوف کا سا گمان ہوتا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد بالآخر ہاسپٹل آگیا تھا۔وہ برق رفتاری سے اسے لئے ہسپتال کے اندر داخل ہوا جہاں فوراً اسے ایمرجنسی میں آپریشن تھیٹر لے جایا گیا۔آپریشن تھیٹر کے باہر چکر کاٹتے ہوئے وہ اب سرفراز کو کال کرنے لگا تھا۔

دوسری جانب ایک ہی رنگ پر فون ریسیو کر لیا گیا

"یس سر! سرفراز الرٹ سا بولا

"کیا شہلا اور اس کے آدمی ان کی پکڑ میں آگئے یا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟ بھینچے ہوئے جبڑے کے ساتھ اس نے سلگتے لہجے میں پوچھا

"سر دراصل ہم بھی عین مؤمنٹ پر جنگل کی سمت جا پہنچے تھے چونکہ وہ لوگ بھاگتے ہوئے بیرونی سائیڈ کی اور ہی آ رہے تھے اور ہم اندرونی سمتوں کی طرف جارہے تھے تو ہماری نظر ان پر جا پڑی اور موقعے پر ہی انہیں گرفتار کر لیا گیا۔۔۔سرفراز نے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"ویل ڈن! اب ان کا علاج میں کروں گا۔فلحال اس وقت میں ہاسپٹل میں موجود ہوں۔باقی مجھ پر چھوڑ دو انہیں بعد میں میں دیکھ لوں گا۔آگ کی مانند دہکتی ہوئی آواز میں کہتے اس نے فون کٹ کر دیا اور خود ہاسپٹل کے کاریڈور میں دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے لیفٹ رائٹ کرنے لگا۔صابر ہاتھ باندھے اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یہ سب کیا تھا؟آخر کیوں؟اس لڑکی کی تکلیف سے اسے اتنی تکلیف کیوں پہنچی تھی آخر کہ دل کی دنیا ہی زیر وزبر ہو گئی تھی۔یہ احساس بالکل نیا تھا ایسے احساسات اس نے آج سے پہلے کبھی کسی لڑکی کے لئے خود میں نہیں دیکھے تھے تو پھر آج اس کی تکلیف نے اسے اتنی اذیت سے کیوں دوچار کیا تھا۔وہ دونوں ہاتھ بالوں میں چلاتے گہری سانسیں بھر گیا۔

"اس لڑکی نے اس کے لئے اتنی تکلیفیں اٹھائی تھیں کیا اس کے بعد بھی اس کی محبت پر کسی قسم کا شک جائز تھا؟نہیں ہر گز نہیں!!اسے آج ہی تو اس لڑکی کی خود سے بے پناہ محبت کا اندازہ ہوا تھا۔اور شاید اپنے دل میں پنپنے والے اس جذبے سے بھی آج ہی وہ آشنا ہوا تھا جبھی درد حد سے سوا تھا۔وہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھنسائے چیئر پر بیٹھ گیا۔آج اسے ادراک ہوا تھا کہ خود پر اس نے جو بے حسی کا کھول اس معصوم لڑکی کے لئے چڑھا رکھا تھا وہ دراصل کتنا کمزور تھا اتنا کمزور کہ آج اسے ٹوٹنے میں لمحہ بھی نہ لگا تھا۔

"مرحابس ایک دفعہ تم ٹھیک ہو جاؤ پھر تمہیں میں کبھی خود سے جدا نہیں کروں گا۔تم نے جو کچھ بھی کیا،ان سب باتوں کو میں مکمل طور پر بھلا دینا چاہتا ہوں!کیونکہ تمہارا یہ اقدام ان سب پر بھاری ہے۔تمہاری محبت کے آگے آج یہ میر سالار بھی اپنی بھرپور شکست کا اعتراف کرتا ہے؛یار تم تو یہی سننا چاہتی تھیں نا شاید تو پھر تم تک میری کوئی آواز کیوں نہیں پہنچ رہی؟دل ہی دل میں اسے مخاطب کرتے ہوئے اس کی بیقرار نگاہیں آپریشن تھیٹر کے دروازے کی جانب اٹھیں جو ہنوز بند تھا۔وہ دوبارہ سے اٹھ کر ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔اس کی بیقراری وو حشت کا کوئی انت نہ تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تم نہیں تو زندگی میں اور کیا رہ جائے گا

دور تک تنہائیوں کا سلسلہ رہ جائے گا

آنکھ تازہ منظروں کی آس میں کھو جائے گی

دل پرانے موسموں کو ڈھونڈتا رہ جائے گا

❤❤❤❤❤

ڈھیروں برتن دھونے کے بعد اسے دیگر مختلف کام دے دیئے گئے۔ تھکان اور جسمانی درد سے اس کا حال بیحال تھا۔ ذہنی اذیت الگ اپنے ہی لے پر تھی۔ وہ تو بے زبان جانوروں پر بھی ترس ورحم کی عادی لڑکی تھی ان پتھر دل لوگوں میں وہ کیسے اور کیونکر سلامت رہ سکتی تھی۔ یہ لوگ اس قدر ظالم تھے کہ انہیں خوفِ خدا تک نہ تھا۔ باقی کے ملازمین انیکسی میں چلے گئے تھے۔ مگر وہ نہیں جاسکتی تھی کیونکہ یہ مورے کی دی ہوئی سزا تھی۔ مختلف بڑے کام اس کے سپرد کرنے کے بعد وہ بھی سب کی طرح رات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔

وہ گُم صُم سی چاول کی تھال لئے بیٹھی تھی۔ چاول چنتے چنتے اس کی آنکھیں ایک بار پھر نیند کے احساس سے بند ہونے لگیں۔ جبھی قدموں کی آہٹ پر وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ دل لرزنے لگا مگر دوسرے ہی پل سکندر شاہ کو باورچی خانے میں داخل ہوتا دیکھکر وہ وہیں فریز ہو گئی۔ وہ شاید ڈیرے وغیرہ پر جارہا تھا کیونکہ بعض اوقات وہ فجر کے ٹائم سے زرا پہلے ہی ڈیرے کی چہل قدمی کو نکلتا تھا۔ اس پہر باورچی خانے میں کسی کی موجودگی کا احساس کرکے وہ وہاں چلا آیا مگر سامنے زوفا کو دیکھکر چہرے کا تاثر کڑواہٹ بھرا ہو گیا۔ وہ تھال لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور سکندر شاہ کے چہرے پر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنے لئے اتنے تلخ تاثرات دیکھ کر اس نے اپنی جلتی آنکھیں نیچے جھکا لیں۔اسے انہی نظروں سے دیکھتا وہ دو قدم آگے بڑھ آیا

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو ہاں؟ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے تم اس کی ہی مستحق ہو! اس نے جتاتے ہوئے کہا تو وفا کی حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔

"سکندر سائیں، جو جرم میں نے کیا ہی نہیں تو اس کی سزا کی مستحق میں کیسے ہو سکتی ہوں؟ اس نے بھیگی آواز میں سامنے کھڑے بے حس شخص سے سوال کیا

"میرے سامنے فلاسفی مت جھاڑو، جو سزا تمہیں دی گئی ہے بہتر ہے اس پر عمل درآمد کرو و گرنہ ہمارے پاس سزاؤں کی کمی نہیں ہے! مقابل کا لہجہ اتنا زہر آلود تھا کہ وہ اس کے اثر سے سرتاپا نیلی ہو رہی تھی۔

"میں آپ کو اتنا ظالم نہیں سمجھتی تھی! آپ ہر گز وہ نہیں ہیں جو میں آپ کے بارے میں سوچتی آئی تھی۔اپنی سسکیوں کا بمشکل گلہ گھونٹتے ہوئے اس نے اذیت سے چور لہجے میں کہا۔

"میں یہی ہوں جتنا جلدی ہو سکے اس حقیقت کو تسلیم کر لو! اور ہاں پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں مجھ سے کسی قسم کی امید رکھو گی تو خسارہ ہی ہو گا بہتر ہے اس قسم کی بیوقوفی سے پرہیز کرنا! میرے دل اور میری زندگی کی ملکہ صرف اور صرف حرم ہے۔تم اس کے برابر کبھی نہیں آسکتی لہذا کوشش بھی مت کرنا۔۔لفظوں پہ زور دیتا ہوا وہ اس کی شدتِ گریہ سے بھیگی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا انتہائی خشک لہجے میں بولا اور پلٹ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہاں سے نکل گیا۔وہ ہاتھ میں تھال تھامے وہیں کھڑی رہ گئی۔آنسو ایک تسلسل سے اس کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔دل پوری شدت سے کوئی مٹھیوں میں لے کر بھینچ رہا تھا۔درد ایسا تھا کہ جس کی کوئی سرحد ہی نہ تھی۔

کس قدر تکلیف دہ تھا آرزوؤں کا سفر

سلسلہ در سلسلہ، سانحہ در سانحہ

💛💛💛💛💛

دو سے تین گھنٹے گزر گئے تھے۔اس کے بقیہ محافظ بھی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔وہ ہاسپٹل کے قریب قیام پزیر مسجد سے بھی ہو آیا تھا جہاں مرحا کی سلامتی کی دعا اس ربِ کریم کے آگے کرتے ہوئے وہ کچھ حد تک خود کو ریلیکس فیل کر رہا تھا۔مگر اس کے لئے اب پریشان کن بات یہ تھی کہ اتنے ٹائم کے بعد بھی مرحا اب تک ہوش میں نہیں آسکی تھی۔

وہ ہاسپٹل کے کاریڈور میں بھوکے شیر کی مانند چکر کاٹ رہا تھا۔جبھی آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تو وہ ایک جست میں ڈاکٹرز تک جا پہنچا۔

کیسی کنڈیشنز ہیں اب اس کی؟اس نے بیقراری بھرے لہجے میں ایک ڈاکٹر سے استفسار کیا۔

سر؛ گولیاں تو تمام نکال دی گئی ہیں۔بلڈ کافی حد تک ضائع ہونے کی صورت میں بعض اوقات پیشنٹ کو ہوش آنے میں تھوڑا وقت درکار ہوتا ہے۔اس لئے زرا انتظار کرنا ہو گا یا پھر ہوش نہ آنے پر پیشنٹ کو ما۔۔۔۔ڈاکٹر کے بقیہ کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے ایک کے بعد پے در پے جھانپڑ اسے رسید کئے اور ڈاکٹر کا بازو کھینچتے ہوئے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسے کاریڈور کی دیوار سے لگا دیا۔اس اچانک افتاد پر ڈاکٹر کے چہرے کا رنگ اڑ سا گیا۔بقیہ سارے لوگ ہکا بکا رہ گئے۔ مگر اس کی جانب پیش قدمی کی کسی میں ہمت تک نہ ہوئی تھی۔اس کے حیثیت و مرتبے سے یہاں کا بچہ بچہ واقف تھا۔

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ، مجھے ہر حال میں وہ مکمل ہوش و حواس میں چاہیئے سمجھے ! تین گھنٹے تم سب نے جھک مارے ہیں جو ایک پیشنٹ کو ہوش تک میں نہ لا سکے ہاں ؟! اگر وہ مجھے ویسے نہ ملی جیسے میں چاہتا ہوں تو باخدا نہ تم لوگ بچو گے نہ ہی تمہارا یہ ہاسپٹل۔۔۔اس کے کالر کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑتے ہوئے وہ پھنکارتے ہوئے بولا۔پارہ بے انتہا ہائی ہو چکا تھا۔اس کے تیور دیکھکر ڈاکٹر کا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا۔آس پاس کچھ لوگ بھی جمع ہونے لگ گئے تھے۔اس نے زوردار انداز میں ڈاکٹر کو ایک طرف جھٹکا دیا تو وہ لڑکھڑا کر کالر صحیح کرتا اسے دیکھنے لگا۔میر سالار اسے شعلہ بار نظروں سے گھورنے لگا۔

"سر ہم نے اپنی پوری کوششیں کی ہیں۔انشاءاللہ انہیں ایک گھنٹے تک ہوش آ جائے گا، پھر ہم انہیں پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیں گے سر۔فلحال آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔۔وہ کانپتی ہوئی آواز میں کہتا فلحال کے لئے بقیہ ڈاکٹرز کے ساتھ خود بھی وہاں سے ہٹ گیا۔ویسے تو یہاں عام شخص کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ اپنے پیشنٹ کو آپریشن تھیٹر میں جا کر دیکھ سکے مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔اس شخص سے کچھ بعید نہ تھا کہ کیا کر بیٹھتا۔اپنے آدمیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتا وہ آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آہستگی سے دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔ نظر سامنے بیڈ پر لیٹی مرحا پر گئی۔ عجیب سی کیفیت کے زیرِ اثر وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں لئے بیڈ کے قریب آ کھڑا ہوا۔ لمبی پلکیں عارضوں پر سایہ فگن تھیں۔ چہرہ خون کی کمی کے باعث زرد پڑ گیا تھا۔ یاقوتی لب مکمل خاموشی اختیار کئے ہوئے تھے۔

بے خودی سے اسے دیکھتے ہوئے وہ دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھ کر اس پر جھکا۔

"پہلے کی بات کچھ اور تھی پر اب صورتِحال مختلف ہے۔ تمہیں ہوش میں آنا ہی ہو گا مسز سالار۔۔۔۔ سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اس کی نظریں مرحا کے چہرے کے ہر نقوش کو بڑے غور سے ازبر کر رہی تھیں۔ بے خود انداز میں وہ بیساختہ جھکا اور اسکی دمکتی پیشانی پر پوری شدت سے اپنے لب رکھ دیئے۔

مرحا کی ساکن پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی مگر وہ اس سے بے خبر تھا۔

کچھ ثانئے بعد وہ اس کی پیشانی سے لب ہٹاتے ہوئے سیدھا ہوا اور اس کے چہرے کو اسی بے خودی سے دیکھتے ہوئے جھک کر اس کے دونوں عارضوں کو باری باری چوم لیا۔ اس کے بعد وہ سیدھا ہوتے ہوئے لاچارگی سے اسے دیکھتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اور اسی وقت اسے اٹھا کر کھڑا کر دے۔ وہ واپس پلٹ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

سائیں۔۔۔۔۔۔؛؛؛ مرحا کے ساکت لب یکایک حرکت میں آئے آواز بہت تیز بھی نہ تھی مگر اس خاموش فضا میں اور چونکہ میر سالار کی ساری حسیات ہی اسی کی جانب لگی ہوئی تھیں وہ آواز اس تک نہ پہنچتی یہ بھلا ممکن تھا؟ وہ بے یقین سا پلٹا اور مرحا کو دیکھنے لگا جس کی آنکھیں بند تھیں مگر لب اب آہستگی سے جنبش کر رہے تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

خود کو یقین دلانے کی کوشش کرتا وہ تیر کی سی تیزی سے واپس بیڈ کے قریب آ کر اس پر جھک گیا۔

"مرحا میں یہاں ہوں آنکھیں کھولو دیکھو مجھے، تمہارے پاس ہی ہوں میں۔۔۔۔میر سالار نے اس کے گال سہلاتے ہوئے اسے پکارا تو اب کی بار اس کی آنکھیں نیم وا ہوئی تھیں۔خود پر جھکے میر سالار کو وہ نا سمجھی کی سی کیفیت میں دیکھ رہی تھی۔یکایک ذہن پر جھماکہ ہوا اور سب کچھ یاد آتا چلا گیا۔آنکھیں اب پوری طرح کھل گئی تھیں۔میر سالار طمانیت کا گہرا سانس بھرتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

سائیں آپ ٹھیک ہیں نا؟ وہ آہستہ لب و لہجے میں بولی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔بس تم ٹھیک ہو جاؤ جلد از جلد! وہ اس کے معصوم چہرے کو تکتے ہوئے بولا۔

'میں ڈاکٹر کو اس متعلق انفارم کرواتا ہوں؛ کہتے ہوئے وہ باہر نکل گیا جبکہ مرحا یک ٹک دروازے کی جانب دیکھے جا رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔اسے میر سالار کا لمس اپنی پیشانی و گالوں پر محسوس ہوا تھا۔اس وقت وہ نیم بیہوش تھی۔سوچتے ہوئے اس کا چہرہ پتہ نہیں کس احساس کے تحت سرخ ہونے لگا۔تو کیا وہ اس کے اس قدر قریب تھا؟ کیا اس شخص کا دل اس کیلئے پگھل چکا ہے؟ اس خیال کے آتے ہی وہ سر تا پا نئی امید اور خوشی سے سرشار ہونے لگی۔ جبھی ڈاکٹرز چلے آئے۔اس کا چیک اپ کر کے تسلی کرتے ہوئے انہوں نے اسے پرائیویٹ روم میں شفٹ کروا دیا۔میر سالار نے پیمنٹ کر کے ڈسچارج کا کہا تو انہوں نے صبح دس بجے تک اس کے ڈسچارج کی نوید سنا دی۔

وہ اب پرائیویٹ روم کے بیڈ پر آرام سے لیٹی ہوئی تھی۔ نظریں دروازے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔جبھی وہ دشمنِ جاں چلا آیا۔اسے دیکھتے ہوئے وہ شرم سے لرزتی پلکیں جھکا گئی۔میر سالار اسے گہری

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نگاہوں سے دیکھتا ہوا روم کا دروازہ بند کر کے اپنے بھرپور قد و قامت سراپے کیساتھ جیبوں میں ہاتھ ڈالے نپے تلے قدموں سے اس کی جانب بڑھا۔ مرحا کی ساری جان گویا ہتھیلی میں سمٹ آئی تھی۔اس شخص کی معنی خیز نظروں کا سامنا کرنا اسے انتہائی مشکل لگ رہا تھا مگر وہ اس پر یہ قطعی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اس کے شرم وحیا کی دراصل وجہ کیا ہے۔۔۔۔!

وہ بیڈ پر اس کے قریب آ بیٹھا تو اس نے بوجھل پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔اس کی ساری حسیات الرٹ سی ہو گئی تھیں۔

کام نپٹا کر وہ جب اٹھی تو بے حد تھک چکی تھی۔اس کا انگ انگ دہائی دے رہا تھا۔اس نے برائے نام کھانا بھی کھایا تھا اب اسے شدت سے بھوک کا بھی احساس ہو رہا تھا۔

فجر کے بعد ملازمین بھی اب حویلی کا رخ کر چکے تھے۔راکھی نے اسے واپس اسی زندان میں جانے کو کہا بقول اس کے کہ اب وہ بنا کسی کے کہے خود کام کیلئے حویلی آ جایا کرے۔ تھوڑی دیر آرام کی غرض سے اسے بھیجا گیا تو وہ زخمی زخمی دل و وجود کیساتھ وہ واپس اپنی اسی تاریکی بھری دنیا میں لوٹ آئی جو اب اس کا مقدر بن چکی تھی۔

بے حد یاسیت زدہ سی وہ اس ٹوٹے پھوٹے پلنگ پر آ بیٹھی۔ذہن بھٹک کر آسیہ بیگم وبی جان کی جانب چلا گیا پھر گویا یادوں کے دریچے کھلتے ہی چلے گئے۔زکا شاہ، سویرا، بی جان، آسیہ بیگم اور باقی سب اس کے بنا کیسے ہونگے ؟ کیا وہ بھی اسی کی طرح دن رات اذیت میں ہونگے یا پھر اسے گزرے ہوئے ماضی کی طرح بھول چکے ہونگے !اس کا دل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بے آواز رونے لگا۔ نیند اڑ چکی تھی ان آنکھوں میں اب سمندر ہی سمندر رتھے۔اس نے ذہن پر زور دیتے ہوئے ان کے چہروں کو یاد کرنے کی کوشش کی مگر ان کا دھندلا سا عکس جو اس کی آنکھوں میں ہی کہیں رہ گیا تھا بس وہی اسے دیکھائی دے رہا تھا۔اسے لگا وہ اگر مزید چند دن انہیں نہ دیکھ سکی تو ان کی تشبیہات وہ مکمل طور پر بھول بیٹھے گی۔ جس قدر ذہنی و جسمانی اذیتیں وہ سہہ رہی تھی اسے لگ رہا تھا وہ اگر اسی حال میں رہی تو بہت جلد ذہنی مریضہ بن جائے گی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔نہ کوئی آس،نہ دوا،نہ امید کا کوئی ستارہ،اور نہ ہی کوئی اپنا۔۔۔!!!

"میرا کیا قصور تھا اللہ! یہ کن گناہوں کی سزا ہے جو میں بُھگت رہی ہوں۔۔۔خدارا مجھے کوئی جواب دے۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا میری زندگی کا کیا مقصد ہے آخر؟ میں یہ کن سفاک ذہن لوگوں کے بیچ میں آ پھنسی ہوں جنہوں نے میرے وجود کو تار تار کر کے رکھ دیا ہے؛ جنہیں میں خلوصِ دل سے اپنا سمجھتی رہی انہوں نے ہی مجھ پر ناحق ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے،اور سکندر سائیں۔۔۔۔،،رنج و غم کی آخری انتہا پر پہنچ کر وہ سوچتے ہوئے اس ایک نقطے پر آ ٹھہری۔

"آپ نے میرے اندر کی اس نازک سی لڑکی کو جیتے جی مار ڈالا ہے سکندر سائیں جو آپ سے بہت محبت کرتی تھی۔ آپ مجھ سے بیشک محبت نہ کرتے مگر مجھے اس حال میں دیکھ کر کم از کم ہمدردی کے دو بول ہی بول دیتے مگر آپ کی خود غرضی و سفاکیت نے اُس زوفا کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا ہے جسے آپ سے محبّت نہیں عشق تھا۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں۔۔۔۔مرتے دم تک نہیں،،،،،!وہ دہاڑیں مار مار کر رونے لگی اس کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رونے کی آوازیں پورے زندان میں گونج رہی تھیں اور شاید گونج گونج کر اسی زندان کی زمینوں تلے دفن ہو جاتی تھیں۔

ایک "عین؛ تھا

ایک "ش؛ تھا

ایک "آگ؛ تھی

ایک "راکھ؛ تھی

ایک "دشت؛ تھا،،

ایک "ہجر؛ تھا

"صحرا؛ بھی تھا

اور "پیاس؛ تھی۔

پھر ایک خلا بے انت سا

ویرانیاں، تنہائیاں

پھر اس کے بعد ایک "ق؛ تھا

پھر سارا منظر "راکھ؛ تھا

سب "خاک؛ تھا!!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بہت شوق ہے نا تمہیں جھانسی کی رانی بننے کا؟ میں نے کہا تھا چپ کر کے گاڑی میں بیٹھنا اور تم پھر بھی باہر نکل آئیں بولو؟ یکایک وہ تیور بدل کر اسے گھورتے ہوئے استفسار کرنے لگا تو وہ جو شرمانے میں مصروف تھی بے ساختہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا میں!! اس کی حیرت پر وہ ابرو اچکاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا تو وہ گڑبڑا گئی مگر پھر فوراً ہی ہمت کر کے بول اٹھی۔

سائیں دیکھیں میں بیمار ہوں اس حالت میں آپ کو مجھے ڈانٹنا نہیں چاہیئے۔۔۔۔،، خفگی سے اپنی ننھی مُنّی سی ناک سکوڑ کر کہتے ہوئے وہ چہرے کا رخ موڑ کر دوسری جانب دیکھنے لگی۔

"اوہ رئیلی؟ یہ تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔ پھر مجھے آپ خود بتا دیں کہ اس حالت میں مجھے ڈانٹنے کے الاوہ وہ کون کون سے کام ہیں جو کرنے چاہئیں؟ مسکراتی آواز پر وہ بری طرح جھینپ گئی۔ تاہم چہرے کا رخ نہیں موڑا۔

ادھر دیکھو! وہ بارعب لہجے میں کہتا اسے دیکھنے لگا۔

"سائیں میں تب تک نہیں دیکھوں گی جب تک آپ مجھے یہ نہیں بتا دیتے کہ اس چڑیل کو آپ نے جیل میں بند کیا یا نہیں؟ اس نے ہنوز خفگی سے پوچھا تو میر سالار کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ آگئی

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کون سی چڑیل؛ایک تو میرے سامنے ہی لیٹی ہوئی ہے کیا کوئی اور بھی ہے جس کی تم بات کر رہی ہو؟ لہجے کو نہایت سنجیدہ بناتے ہوئے اس نے مرحا سے سوال کیا تو مرحا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا وہ بھرپور سنجیدہ تاثرات لئے ہوئے تھا مگر آنکھوں میں مسکراتا تاثر موجود تھا۔وہ جانے کیوں سٹپٹا سی گئی۔

تم ٹھیک ہو نا؟اس نے اس کے بازو کو دھیمے سے سہلاتے ہوئے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"بے فکر رہو،میرے خلاف چلنے والوں کی سانسیں میں انہی پر تنگ کر دیتا ہوں۔۔۔آئی وِش کہ تم جلدی سے کمپلیٹلی ٹھیک ہو جاؤ! وہ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

"ابھی عارف تمہارے لئے کچھ کھانے کو لے آتا ہے،میں یہیں ہوں تمہارے پاس!! وہ زرا سا اس کی جانب جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

سائیں آپ کو کیا ہو گیا ہے؟میرا مطلب آپ مجھ پر غصّہ کیوں نہیں ہو رہے؟! مرحا نے جھجھکتے ہوئے اپنے تئیں مطلب کی بات کرنی چاہی تو میر سالار ایک ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم میرے اُس روپ کی اس قدر بڑی مداح ہو چلو کوئی نہیں میں وہی انداز دوبارہ اپنا لوں گا؛اس نے بے نیازی سے کہا تو مرحا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ن نہیں سائیں،میرا مطلب وہ روپ تو مجھے زہر لگتا ہے آپ بس ایسے ہی رہیئے گا۔۔۔اس نے سہمے ہوئے لہجے میں دل کی بات کہی۔

واٹ؟اس نے حیرانگی کی ایکٹنگ کی تو مرحا مزید گڑبڑا گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مم میر امطلب وہ بھی اچھا لگتا ہے لیکن آپ ایسے زیادہ اچھے لگ رہے ہیں نا!!اس نے چالاکی سے بات بدلنے کی کوشش کی۔میر سالار بنا کچھ بھی کہے اس کے اور بھی نزدیک جھک آیا۔وہ بے طرح نروس ہو گئی۔

"سائیں ک کیا کر رہے ہیں؟وہ ہکلاتے ہوئے میر سالار کو دیکھتی خود میں سمٹ سی گئی۔

"میں صرف کھڑوس نہیں ہوں محترمہ،بلا کا رومینٹک بھی ہوں تمہیں بس اس کی ہلکی سی جھلک دکھانا چاہ رہا ہوں تا کہ تمہارے حافظے میں یہ چیز ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے!!اس نے ایک مہکتی ہوئی سرگوشی کی تو وہ وہیں جم سی گئی۔دھڑکنیں بے تحاشہ اتھل پتھل سی ہونے لگیں۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی وہ خمار آلود انداز میں اسے دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر جھک گیا۔

نہایت شدت سے اس کی شہِ رگ پر جھکتے ہوئے وہ گویا آج اس کی جان نکال لینے کے درپے تھا۔مرحا اس اقدام پر ساکت سی رہ گئی۔ویسے بھی اس کے ہلنے کی گنجائش ہی نہ تھی کیونکہ میر سالار اس پر جھکا ہوا تھا۔بے ہنگم طریقے سے دھڑکتے دل کے ساتھ وہ آنکھیں بند کئے اس شخص کا ہوشربا لمس محسوس کرنے لگی۔یہ سب اس کے لئے کسی خواب سے کم نہ تھا۔وہ شخص جو ہمیشہ اسے خود سے میلوں فاصلے پر کھڑا نظر آتا تھا آج اس کے اس قدر قریب تھا کہ وہ ہنوز ایک بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھی۔

" یقین کیسا؟

گمان کیسا؟

عروج کیسا؟

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زوال کیسا؟

" محبتیں تو محبتیں ہیں

محبتوں میں حساب کیسا؟

اس کی شہِ رگ سے لب ہٹاتے ہوئے میر سالار نے دلچسپی سے اس کی بند آنکھوں پر لرزتی پلکوں کو دیکھا۔

"میرے خیال میں آج کیلئے اتنا کافی ہو گا۔ تم پھر سے پہلے والی پوزیشن میں چلی گئی تو بڑا مسئلہ ہو جائے گا۔ ویسے بھی ابھی تمہارے اندر اتنا سٹیمنا نہیں کہ تم یہ سب کچھ سہہ سکو۔۔۔ کچھ دیر اسے مخمور نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد باری باری اس کی دونوں آنکھوں کو چومتا وہ قدرے شرارت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو مرحا نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی بولتی نظروں کی معنی خیزیوں سے وہ بے طرح جھینپ کر نظروں کا رخ پھیر گئی۔ دل کی دھڑکنیں عروج پر جا پہنچی تھیں۔ جبھی روم کا دروازہ ناک ہوا تھا۔

آجاؤ!! میر سالار نے سیدھا ہوتے ہوئے اجازت دی تو عارف کچھ کھانے پینے کے سامان کیساتھ روم میں داخل ہوا اس دوران مرحا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ عارف شاپر رکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ میر سالار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے سیدھا کر کے بٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے تکیہ لگا دیا۔

سائیں کسی نرس کو بلا لیں وہ مجھے کچھ کھلا دے گی۔۔۔ مرحا نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں کیوں میر سالار کی نظریں اسے کوئی اور ہی داستان کہتی محسوس ہو رہی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں اس نرس سے بھی بہتر خدمات سرانجام دے سکتا ہوں۔آزمائش شرط ہے!!!اس کی ہچکچاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے میر سالار کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آگئی۔مرحا سخت نروس سی ہو گئی۔

چونکہ عارف سب انتظام کر کے آیا تھا اس لئے کسی بھی چیز کی اب ضرورت نہ تھی۔

سالار نے باؤل میں سوپ نکالتے ہوئے پہلا چمچہ اس کی جانب بڑھایا تو اس نے سرخ پڑتے چہرے کیساتھ منہ کھول دیا۔پھر ایک کے بعد ایک چمچہ لیتے ہوئے اس نے فرمانبرداری سے سارا سوپ ختم کر لیا تھا۔میر سالار نے اسے پانی پلانے کے بعد تمام چیزیں سائیڈ ٹیبل پر رکھیں اور خود اس کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گیا اب نظروں کا مرکز سامنے بیٹھی مرحا تھی جو اب انگلیاں مروڑتی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

سائیں ہم گھر کب جائیں گے؟اس نے نظریں جھکائے جھکائے ہی سوال کیا۔ا

بس کچھ ہی ٹائم میں،ویسے یہ سوال تم میری طرف دیکھ کر بھی پوچھ سکتی ہو!ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے وہ مسکراتی آواز میں بولا تو مرحا نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

سائیں آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟میرا مطلب دیکھیں مجھے شرم سے کچھ ہو جائے گا۔اس نے لرزتی آواز میں کہا تو میر سالار کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔وہ مزید خفیف سی ہو گئی۔

"جو چیز میری ہے اسی کو دیکھ رہا ہوں مجھے کوئی روک سکتا ہے تو روک کر دکھائے:::اپنے بے حد قریب دھیمی مگر جذبات سے پُر سرگوشی پر مرحا نے چہرے سے دونوں ہاتھ ہٹاتے ہوئے میر سالار کو دیکھا جو کھڑے کھڑے ہی ایک ہاتھ سے دیوار کا سہارا لئے اس پر جھکا ہوا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں پلیز دیکھیں میرے گالوں سے دھواں نکل رہا ہے !اس نے اپنے تپتے ہوئے گالوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر روہانسے لہجے میں کہا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ میر سالار کی توجہ کسی اور جانب کیسے مبذول کرائے،شرم وحیا سے براحال تھا۔مگر وہ شخص اس کی سوچ سے بھی زیادہ زیرک نگاہ و تیز تر ذہن رکھتا تھا۔وہ اس کی اندرونی فیلنگس سے اس پل مکمل طور پر واقف تھا۔دوسری جانب سے کوئی رد عمل نہ پاکر مرحا نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو وارفتگی سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ہولے سے ہنس دیا۔

"سوچ رہا ہوں ابھی تو میں نے اپنی خواہشات کو عملی جامہ بھی نہیں پہنایا تو تمہارا یہ حال ہے،،بعد میں تو۔۔۔۔۔،،جملہ ادھورا چھوڑ کر اس نے جن نظروں سے اسے دیکھا وہ گویا شرم سے پگھل کر پانی پانی ہو گئی۔اسے لگا وہ یہیں بیہوش ہو کر گر پڑے گی۔اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے تھے۔دوسری جانب میر سالار اس کی حالت پر لب دانتوں میں دبا کر ہلکے سے سر خم کرتے ہوئے ہنسا تو مرحا دھک دھک کرتے دل کو بمشکل سنبھالتے ہوئے اسے خفگی سے دیکھ کر رہ گئی۔

" اینی ویز مسز سالار باقی باتیں بعد میں،فلحال تمہارے ڈسچارج کا ٹائم ہو گیا ہے۔تم ساتھ چلو میں عارف کو دوائیں وغیرہ لے کر آنے کو کہتا ہوں۔۔کلائی پر بندھی واچ پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس نے مرحا سے کہا۔کچھ ہی منٹوں بعد ڈاکٹر چلا آیا۔چیک کر کے تسلی کی تو اس نے آگے بڑھ کر نہایت احتیاط سے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھالیا۔مرحا نے سکون سے اس کے شانے پر سر ٹکاتے ہوئے بایاں بازو اس کی گردن میں حمائل کر دیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسے لئے وہ روم سے باہر نکل آیا ساتھ ہی عارف کو دواؤں وغیرہ کا کہتا وہ ہاسپٹل کی منزل سے باہر نکل آیا۔ کسی کانچ کی گڑیا کی طرح محتاط انداز میں اس نے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کچھ ہی سیکنڈ میں گاڑی فلیٹ کے راستے پر رواں دواں تھی۔

❤❤❤❤❤

چھوٹی حویلی میں اس وقت سارے پریشان حال سے بی جان کے کمرے میں ان کے اطراف جمع تھے۔ ان کی حالت بے حد تشویشناک تھی۔ زوفا کا صدمہ ان کو پہلے سے بھی زیادہ کمزور و لاغر کر گیا تھا۔

"سائیں، خدا کیلئے ایک بار شاہ سائیں سے بات تو کر کے دیکھیں، میری بچی نجانے کس حال میں ہو گی۔ ان سے کہیں کہ صرف ایک بار وہ اسے یہاں آنے دیں۔ بی جان اسے آخری وقتوں میں دیکھنا چاہتی ہیں۔۔۔ آسیہ بیگم بھرائی ہوئی آواز میں بولیں تو زکا شاہ کے چہرے پر بے بسی کے تمام رنگ سمٹ آئے۔

"آسیہ ان سے بات کرنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن تم یہ بات بخوبی جانتی ہو کہ شاہ سائیں کے فیصلے سے انحراف کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے وہ اس لئے نہیں ہے کیونکہ وہ اس گاؤں کے سرپنچ ہیں۔ جب فیصلہ ہی اسی شرط پر طے پایا تھا کہ زوفا یہاں زندگی بھر قدم نہیں رکھے گی اور اگر رکھے گی بھی تو اسی صورت میں جب تک صارم شاہ مل نہیں جاتا یا خود حاضری نہیں دے دیتا۔ ایسی صورتحال میں تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟ زکا شاہ نے پیشانی مسلتے ہوئے پریشان کن لہجے میں کہا تو آسیہ بیگم کے چہرے پر زہر خند ابھر آیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اپنے قاتل بیٹے پر میری پھول جیسی نازک بیٹی کو قربان کرتے ہوئے آپ سب نے ایک پل کو بھی نہیں سوچا کہ میری بیٹی کو آپ سب ایک برزخ کے حوالے کر رہے ہیں۔ میں نے کتنا منع کیا تھا آپ کو اس وقت کہ آپ شاہ سائیں کو انکار کر دیں مگر آپ نہ مانے۔۔۔ میری بچی کو ان ظالموں کے حوالے کرتے ہوئے دل نہیں کانپا آپ کا سائیں؟ وہ ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے آسیہ مجھے کوئی غم نہیں ہے؟ زوفا تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے میں خود کو کیسے سنبھالے ہوئے ہوں یہ صرف میں ہی جانتا ہوں! زکا شاہ نے آبدیدہ لہجے میں بیچارگی سے کہا مگر آسیہ بیگم کچھ بھی سننے و سمجھنے کی حالت میں نہ تھیں۔

"جھوٹ بالکل جھوٹ! آپ کو اگر اتنی ہی محبت تھی اس سے تو اسے قربانی کا بکرا بناتے وقت یہ نام نہاد محبت آپ کی کہاں جا سوئی تھی بتائیں؟ اس بار غم و غصّے سے ان کی آواز پھٹ سی گئی تھی۔

"دیکھو آسیہ، یہ وقت صبر و تحمل کا ہے۔ شور شرابے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ زکا جائے گا ان سے بات کرنے کیلئے۔ لیکن ہم تمہیں امید کا کوئی سرا بھی نہیں تھما سکتے کیونکہ ہمیں قطعی یقین نہیں ہے کہ وہ لوگ ہماری بات کو اہمیت دیں گے۔ فیاض شاہ نے آسیہ بیگم کو سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ مزید ہتھے سے اکھڑ گئیں۔

"گستاخی معاف بابا سائیں، مگر آپ سب پہلے کب میری امیدوں پر پورے اترے ہیں جو اب اتریں گے۔ میری بچی تو رل گئی نا۔۔۔ اب جشن منائیں آپ سب!!! کہتے کہتے وہ پھپھک کر رو پڑیں اور ساتھ ہی تیز قدموں سے وہاں سے باہر نکل گئیں۔ سویرا بھی خفگی بھری نظر زکا شاہ پر ڈالتی ماں کے پیچھے چلی گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آسیہ صحیح کہتی ہے سائیں، میری لاڈوں پلی بچی جسے میں نے زمانے کی سرد گرم ہواؤں سے ہمیشہ محفوظ رکھنے کی کوشش کی اپ سب نے لمحہ بھی نہ لگایا اسے جیتے جی دفن کرنے میں، پتہ نہیں میں اسے دیکھ بھی سکوں گی یا نہیں۔ سچ کہوں تو اب مجھے کوئی آس ہی نہیں رہی۔۔۔بی جان غنودگی بھری آواز میں تھکے تھکے انداز میں بولیں ساتھ ہی ان کا نہ ختم ہونے والا کھانسی کا دودہ شروع ہو گیا۔زکا شاہ نے جلدی سے اٹھ کر انہیں سہارہ دے کر بٹھایا اور پاس پڑے پانی کا گلاس ان کے لبوں سے لگا دیا۔دو گھونٹ پینے کے بعد انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تو انہوں نے واپس انہیں بستر پر لٹا دیا۔

"زوفا میری جند جان، یہ تو اپنی بی جان کو کیسا روگ دے گئی ہے؟لوٹ آ میری بچی تجھے دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں۔انہوں نے خود میں ہی بڑبڑاتی ہوئی آنکھیں بند کر لیں۔آنسو بند آنکھوں سے ایک تسلسل سے جاری ہو گئے تھے۔فیاض شاہ سمیت سب یاسیت زدہ سے اپنی اپنی جگہ بت بنے ہوئے تھے۔ماحول پر عجیب سی سوگواری طاری تھی۔

گاڑی فیلٹ کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اترا اور اس کی جانب کا دروازہ کھول کر اسے تھامنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو وہ جو پہلے ہی بیر بہوٹی بنی ہوئی تھی مزید خود میں سمٹ گئی۔

"سائیں میں چل لوں گی۔۔۔اس کی شرٹ کے کالر پر نظریں جمائے اس نے حیا آلود لہجے میں کہا تو میر سالار نے ایک ابرو اچکاتے ہوئے اس کا شرمایا گھبرایا ہوا روپ دیکھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اوکے آؤ! اسے سہارا دیتے ہوئے اس نے اسے گاڑی سے اتارا ساتھ ہی اسے بازوؤں کے حصار میں لئے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ سیڑھیوں پر اسے چڑھنے میں مدد دیتے ہوئے وہ اسے اسی کمرے میں لے آیا جہاں وہ پہلے ٹھہرے ہوئے تھے۔

"سائیں یہ فلیٹ کس کا ہے؟ مرحانے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔ میر سالار اب وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگا تھا۔

"یہ بھی اپنا ہی ہے۔ بعض اوقات کام کی وجہ سے میں یہاں بھی ٹھہر جاتا ہوں؛، اسے بتاتے ہوئے وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ وہ بھی اب ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے اپنے بیگ سے کپڑے نکالنے کے لئے اٹھ گئی۔ ہلکا پھلکا سا جوڑا نکال کر بیڈ پر رکھتے ہوئے وہ خود آہستگی سے چلتے ہوئے آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ ہاسپٹل کا منظر پوری آب وتاب سے آنکھوں کے سامنے روشن ہو گیا۔

آہستگی سے اپنی شہِ رگ کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے وہ سالار کے لمس کو آنکھیں بند کئے محسوس کرنے لگی۔ ساتھ ہی اس نے دھیرے سے اپنے دونوں گالوں پر انگلیاں پھیریں۔ دل میں عجیب سے احساسات جنم لے رہے تھے۔ صحیح معنوں میں اسے ابھی تک اپنی خوش قسمتی کا یقین نہیں آ رہا تھا۔

دھیرے سے اپنی پیشانی سہلاتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے عین پیچھے میر سالار کے آئینے میں نظر آتے عکس کو دیکھکر بیساختہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ چہرہ یکلخت بے تحاشہ سرخ پڑ گیا جبکہ وہ بظاہر سنجیدہ تاثرات لئے ہوئے تھا مگر آنکھوں میں بلا کی شوخی رقص کر رہی تھی۔ وہ سٹپٹا کر بے اختیار پلٹتے ہوئے اس کی سائیڈ سے نکل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

جانے کو تھی مگر سالار نے اس کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔اس کا بایاں بازو تھامتے ہوئے اس نے اس کا رخ واپس آئینے کی جانب موڑ دیا۔

"سائیں مم مجھے چینج کرنا ہے، پھر دوا بھی کھانی ہے؛وہ اس کے عکس کو ایک نظر دیکھ کر پلکیں جھپکاتے ہوئے منمنائی۔بنا کچھ بھی کہے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کی پشت احتیاط سے اپنے سینے سے لگا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو آپس میں باندھ کر ان پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی ساتھ ہی اس کے گرد اپنا نرم سا حصار قائم کر دیا۔

"کر لینا چینج بھی،ابھی مکمل طور پر نہ سہی مگر مجھے خود کو تھوڑا محسوس تو کرنے دو،بے فکر رہو تمہاری صحت مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔مگر فلحال مجھے ان لمحات کو محسوس کرنے دو۔۔۔مرحا کی سماعتوں تک اس کی جان لیوا سرگوشی پہنچی تو مارے حیا و گھبراہٹ کے اس کی دونوں ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔کچھ کہنے کی چاہت میں محض لب پھڑپھڑا کر ہی رہ گئے۔

بے خود انداز میں میر سالار نے اس کی سفید گردن پر اپنے ہونٹ رکھے تو مرحا کی پلکیں رخسار پر بے اختیار سایہ فگن ہو گئیں۔میر سالار کے ہاتھوں پر اس کے ہاتھوں کی گرفت زور پکڑتی جا رہی تھی۔

پھر اس کا دہکتا لمس گردن سے ہوتے کندھے تک جا پہنچا تھا۔مرحا کا سارا وجود بے جان سا ہونے لگا۔اس شخص کی قربت اس کے پورے وجود کو سر تا پا جلا رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر سالار نے حصار توڑتے ہوئے یکایک اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ مرحا کی پلکیں ہنوز رخساروں پر گری ہوئی تھیں۔اس نے دلچسپی سے اس کی اس ادا کو دیکھا۔

" اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو

میں جو صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے

اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو؛

اس کے چاند سے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے گمبھیر آواز میں اپنی آواز کا جادو بکھیرا تو مرحا نے حیا کی سرخی سے لبریز آنکھوں سے اس دشمنِ جاں کو دیکھا۔اس کی آنکھوں سے ہوتے ہوئے میر سالار کی نظریں اس کے لرزتے ہونٹوں پر آ ٹھہریں۔

"مرحا اس سے پہلے کہ میں کسی اور گستاخی کا مرتکب ہو جاؤں جاؤ چینج کر لو۔اس حالت میں یقیناً میرے ساتھ ساتھ تم بھی ایسا نہیں چاہتی ہو گی۔اس کی معصومیت بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے میر سالار نے جس لب و لہجے میں کہا وہ گڑبڑا کر پیچھے ہٹی اور بنا اس کی جانب دیکھے واشروم کی طرف بھاگی۔ پیچھے میر سالار کا جاندار قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حرم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں! حرم جو اپنے گرد کتابیں بکھرائے ان پر جھکی ہوئی تھی سر اٹھا کر دروازے پر استادہ سکندر شاہ کو دیکھا جو بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا۔ اس نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آج سنڈے تھا سو اس کی کالج سے چھٹی تھی۔

سکندر شاہ کمرے میں داخل ہوا اور بیڈ کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔ انداز بے حد نڈھال سا تھا۔ حرم اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"حرم، ہمارے بیچ اب اتنے فاصلے در آئے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتا میں اس ساری سچویشن کو ہینڈل کیسے کروں؟ تم اس بات سے پوری طرح واقف ہو کہ جو کچھ بھی ہوا اس میں میری زرہ برابر بھی غلطی نہیں ہے۔ پھر بھی تم مجھ سے اتنا بے رخی بھرا رویہ اختیار کئے بیٹھی ہو! ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ می یار! وہ عاجزی سے کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھ گیا۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں سکندر سائیں، کھل کر بات کریں۔ حرم کا لہجہ اب بھی سوالیہ ہی تھا۔

"یار تم ابھی بھی مجھ سے یہ پوچھ رہی ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟ لک حرم، صارم شاہ اب نہیں ملنے والا، وہ ملنا ہوتا تو اب تک ہاتھ لگ چکا ہوتا نہ جانے کہاں غرق ہو گیا ہے وہ۔۔۔ رہی اس کی بہن زوفا کی بات تو اس لڑکی کی اس حویلی میں جو حیثیت ہے اس سے اب تک تو تم واقف ہو ہی گئی ہو گی۔ میں بھی اسے اپنی بیوی کے روپ میں تسلیم نہیں کرتا نہ ہی آگے کروں گا۔ حرم میں صرف تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں! پلیز انکار مت کرنا اب، میں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا یار۔۔۔وہ ہارے ہوئے انداز میں کہہ کر حرم کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے بولا تو حرم کی سپاٹ آنکھوں میں طنز ابھر آیا۔

"مگر وہ لڑکی زوفا آپ کی بیوی کی حیثیت سے اس حویلی میں لائی گئی ہے۔یہ سچ عمر بھر میرے سر پر مسلط رہے گا تو میرا تو جینا حرام ہو جائے گا نا؟ وہ انگارے چباتے ہوئے بولی۔

"یہ جاننے کے باوجود بھی کہ میرے اس دل میں اور میری زندگی میں فقط تمہاری گنجائش ہے؟ سکندر شاہ کے لہجے میں حیرت رچی بسی تھی۔حرم نظریں چرا گئی۔

"میرا یقین رکھو حرم، تمہاری حیثیت و مرتبہ جو ہو گا میری زندگی میں اس تک زوفا کبھی نہیں پہنچ سکتی۔یہ میرا تم سے وعدہ ہے! سکندر شاہ نے محبت سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی تو وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"سکندر سائیں مجھے تھوڑا وقت دیں، میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گی۔حرم نے آنکھیں جھکاتے ہوئے کہا تو سکندر شاہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"میں انتظار کر سکتا ہوں حرم! مگر جواب مثبت ہونا چاہئے پلیز! کچھ نہ سہی تو میرا تو خیال کر لو! میں تمہارے جواب کا منتظر رہوں گا! وہ اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے پر امید لہجے میں بولا اور چیئر سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔حرم آنکھوں میں سوچ کی گہری پرچھائیاں لئے کھلے دروازے پر نگاہیں جمائے بیٹھی ہوئی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہاج شاہ کچھ آدمیوں کیساتھ ڈیرے پر موجود تھے جبھی وہاں سر جھکائے ہوئے فیاض شاہ کے ساتھ زکا شاہ کو آتے دیکھکر ان کے ماتھے پر ان گنت بل پڑ گئے۔

"فیاض شاہ! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ بیغیرتی کی بھی حد ہوتی ہے۔ کیا اپنی اور تذلیل کرانی ہے؟ انہوں نے چبھتے ہوئے لہجے میں وار کیا تو فیاض شاہ زکا شاہ کی سمت دیکھنے لگے۔

بڑے ابّا سائیں، بات بہت اہم ہے اس لئے ہمیں یہاں آنا پڑا۔ دراصل بی جان کی طبیعت بہت خراب ہے وہ آخری دفعہ زوفا کو۔۔۔۔ زکا شاہ نے ملتجی لہجے میں کہنا چاہا کہ وہاج شاہ کی جنگھاڑتی ہوئی آواز نے ان کی آواز کو وہیں دبا دیا۔

"خاموش ہو جاؤ زکا شاہ، میرا فیصلہ یہاں ہر کسی لئے اول و آخر ہونا چاہیئے۔ جب میں نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ وہ اس حویلی سے باہر تب تک قدم نہیں نکالے گی جب تک کہ اس کا بھائی بذاتِ خود چل کر یہاں نہیں آجاتا یا ہماری تلاش جب تک پوری نہیں ہو جاتی سمجھے تم! انہوں نے غراتے ہوئے کہا تو زکا شاہ کا چہرہ اندرونی خلفشار کے باعث سرخ سا ہو گیا۔

"اور اگر صارم نہ ملا تو؟؟ فیاض شاہ نے خدشات بھرے لہجے میں سوال کیا تو وہاج شاہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے سفاکی سے مسکرائے۔

"یہ سوال بہت اچھا کیا ہے تم نے فیاض، تو جواب بھی سنو، اگر تمہارا وہ بیغیرت پوتا نہ ملا تو اپنی لاڈلی پوتی کو اپنے تئیں مرا ہوا تصور کر لینا۔ یہی میرا فیصلہ ہے! انہوں نے دوٹک لہجے میں بولتے ہوئے ہاتھوں کے اشارے سے دونوں کو واپس جانے کا کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مگر بڑے ابا سائیں، یہ سراسر ظلم ہے؛ زکا شاہ نے آخری کوشش کرنی چاہی۔

"مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی زکا شاہ، اب تم دونوں جا سکتے ہو! وہاج شاہ اونچی آواز میں بولے تو وہ دونوں بنا کچھ بھی کہے ایک دوسرے کی جانب نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مردہ قدموں سے واپسی کیلئے مڑ گئے۔

چینج کر کے اس نے برائے نام ہی کچھ کھایا تھا۔ چونکہ ہاسپٹل میں اس نے سوپ پی لیا تھا سو فلحال اس کا دل بالکل بھی کچھ کھانے کا نہ تھا۔ اس کی دوائیں جو کہ میر سالار نے ترتیب دیکھتے ہوئے اسے نکال کر دیں وہ انہیں لے کر سونے کیلئے لیٹ گئی اور میر سالار ضروری فون کالز پر مصروف ہو گیا۔

اسے شام تک نہایت ہی اہم کام سے دو دنوں کیلئے کہیں جانا بھی تھا۔ دوسرا اہم کام شہلا اور اس کے آدمیوں سے نپٹنا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مرحا تھوڑا ریسٹ کر لے پھر وہ اسے شام تک فارم ہاؤس پر چھوڑ کر خود وہاں سے نکل جائے گا۔

فارم ہاؤس پر اس کے قابلِ بھروسہ ملازمین بھی تھے اور مرحا یہاں کے مقابلے میں وہاں زیادہ رہی بھی تھی۔ ادھر تو مشکل سے دو دن گزرے تھے۔ دو، تین ملازمین یہاں بھی تھے۔ لیکن وہ یہاں مرحا کو قطعی اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

اس نے امجد کو کال کر کے فوری طور پر کوئی خاتون ملازمہ ڈھونڈنے کا کہا۔ اس کے فارم ہاؤس پر کبھی کوئی لڑکی خواہ وہ ملازمہ کے ہی روپ میں کیوں نہ ہو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اب وہ چاہتا تھا کہ اس کے جانے کے بعد پیچھے کوئی ایسا ہو جو مرحا کا خیال رکھے۔ اس کے کھانے سے لے کر دواؤں تک کی ذمہ داری اٹھائے۔ فلحال جس حالت میں وہ تھی اسے کیئر کی سخت ضرورت تھی۔ اس کے لئے یہ اشد ضروری تھا۔ ویسے بھی وہ کام کے سلسلے میں بعض

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اوقات دو، تین روز کیلئے فارم ہاؤس سے دور رہتا تھا۔ایسے میں مرحا کو بھی اس خاتون کی کمپنی میں بوریت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

وہ ایس پی حسن جو کہ اس کا بہت اچھا دوست تھا اس سے باتیں کر کے جیسے ہی فارغ ہوا سائرہ بیگم کا نمبر موبائل کی سکرین پر جگمگاتا ہوا دیکھکر اس نے کال پک کی۔

"اسلام علیکم کیسی ہیں امی سائیں؟ لہجہ بلا کا سنجیدہ تھا۔

"بھلا کیسی ہو سکتی ہے تیری ماں؟ بہت بری ہے! ارے اتنی بری ہے کہ جوان اولاد اس کی طرف ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔۔۔دوسری جانب جلی کٹی آواز ابھری تو میر سالار گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں! میں آج رات بہت بزی ہوں گا کل انشاءاللہ چکر لگاتا ہوں میں حویلی کا۔۔۔وہ نپے تلے لہجے میں بولا۔

"ہونہہ، کہاں کی حویلی کہاں کے ماں باپ اور بھائی بہن، تجھے کچھ یاد ہے؟ پتہ نہیں اس منحوس ماری نے کیا جادو کر دیا ہے۔خود تو اپنی ضد پوری کر کے پورے خاندان میں ہماری ناک کٹوا دی اور تو اور جس سے تو نے نکاح کیا ہے نا وہ ہمارے سٹینڈرڈ کی ہوتی تو شاید صبر آ بھی جاتا مگر تھو ہے لعنت ہے اس لڑکی پر۔۔وہ سیخ پا ہوتے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف ہو گئیں۔

"بس امی سائیں، بہت ہو گیا۔وہ میری محبّت ہے لہذا اسے کچھ بھی کہنے سے پہلے اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس کے خلاف کوئی بھی بات میں برداشت نہیں کروں گا چاہے وہ میرے ماں باپ کے منہ سے ہی کیوں نہ نکلی ہو!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

غصّے کی سرخی چہرے پر لئے وہ بیڈ پر بے خبر سوئی ہوئی مرحا پر نظر کرتا لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا تو سائرہ بیگم کے تو گویا سر پر لگی اور تلوؤں پر جا کر بجھی۔

"ارے میں تو اس دو ٹکے کی نوکرانی کو منہ نہ لگاؤں کجا کہ اس کے بارے میں بات کرنا۔۔۔اللہ معاف کرے۔وہ تنک کر بولیں۔لہجہ ہتک امیز تھا۔میر سالار نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"حیرت کی بات ہے اس قدر نفرت کے باوجود بھی آپ کا موضوعِ گفتگو اب بھی وہی ہے۔سرد لہجے میں اس نے سائرہ بیگم کو جتایا تو وہ کچھ پل کے لئے چپ رہ گئیں۔

"بہر حال میں کل چکر لگانے کا سوچ رہا ہوں۔وقت رہا تو آؤں گا۔خدا حافظ۔بات ختم کر کے اس نے کال کٹ کر دی جبکہ دوسری جانب سائرہ بیگم دانت پیس کر رہ گئیں۔مرحا کے لئے دل میں موجود نفرت مزید گہری ہو گئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

آرزوئیں فضول ہوتی ہیں

گویا کاغذ کے پھول ہوتی ہیں!!

ہر کسی نام پر نہیں رکتیں

دھڑکنیں بااُصول ہوتی ہیں!!

پتھروں کے خداؤں کے آگے

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

التجائیں فضول ہوتی ہیں!!

خواب ٹوٹیں یا پھر بکھر جائیں

قیمتیں کب وصول ہوتی ہیں!!

کوئی میرے لبوں کو بھی لادے

جو دعائیں قبول ہوتی ہیں!!

زوفا حکم کے مطابق اب بنا کسی کے بلاوے پر ہی حویلی میں حاضر ہو گئی تھی۔اسے پتہ تھا اس کی معمولی سی جنبش پر بھی یہ لوگ اسے روئی کی طرح دھنک دیں گے۔منتہا آتے جاتے اسے خوں اندام نظروں سے گھورتی رہتی۔حفضہ بیگم اور مورے کا بس نہ چلتا تھا کہ اس کی رہی سہی سانسیں بھی اس کے جسم کے کھینچ لیں۔باقی سب کا رویہ بھی اس کے ساتھ خشک اور روکھا ہوتا تھا۔حرم تو ویسے بھی اس پر ہو رہے ظلم و ستم کے حق میں تھی اور سکندر شاہ بھی اس میں شامل تھا۔

وہ بھوکی پیاسی بے حِس بنی کام میں جتی رہی۔باغ کے پچھلے حصے میں سر سوں پیٹتے ہوئے اسے خود پر ٹھہری چلچلاتی دھوپ تک کا احساس نہ رہا تھا۔وہ ایسے ہی لگی رہی۔جبھی بِٹو(ملازمہ) اس کے لئے شاہ بی بی کا بلاوا لئے چلی آئی۔وہ کام روک کر بٹو کے ساتھ ہی وہاں سے اٹھ کر صحن کی طرف آ گئی۔جہاں مورے حسبِ معمول پاندان لئے بیٹھی ملازمہ کی خدمت سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔پاس ہی وہاج شاہ بھی موجود تھے۔وہ دل ہی دل میں خوف زدہ ہوتی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ان کے قریب چلی آئی۔ مورے نے پان چباتے ہوئے استہزائیہ مسکراہٹ سے وہاج شاہ کی سمت دیکھا تو وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے زوفا کو دیکھنے لگے۔

"لڑکی، آج تمہارا باپ اور دادا آئے تھے بھیک مانگنے۔ ان کے مطابق تیری بی جان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اور وہ آخری وقتوں میں تجھے دیکھنا چاہتی ہیں۔ یہاں آنے سے پہلے انہیں سمجھایا نہیں تھا تم نے کہ اس قسم کی بیوقوفی سے آگے پرہیز کریں؟ انہوں نے تیکھے لہجے میں پوچھا جبکہ دوسری جانب زوفا پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔ آنکھیں بے اختیار لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں۔ سسکیوں کا گلا گھونٹنے کو اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

کچھ پوچھ رہے ہیں شاہ سائیں تجھ سے ہوں؟ کیا بہری ہو گئی ہے؟ مورے کی ٹنا کے دار آواز پر وہ بے اختیار ضبط کا دامن چھوڑتی ہوئی بھاگتے ہوئے ان کے پیروں پر جا گری۔

"مورے خدا کیلئے مجھے ایک آخری دفعہ میری بی جان سے ملوادیں۔ پھر میں آپ سب سے کبھی کچھ نہیں مانگوں گی۔ خدا کیلئے میری بی جان کو مجھے دیکھنے دیں۔ وہ اونچی آواز میں روتے ہوئے التجا کرنے لگی۔ شاہ بی بی نے کینہ توز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے بالوں کو جھٹکے سے مٹھی میں دبوچ لیا

"خبردار جو اس منحوس حویلی میں دوبارہ جانے کی بات کی۔ کوئی بہت لاڈ پیار سے بیاہ کر نہیں لائی گئی ہے تو کہ جب تیرا دل چاہا یہاں سے وہاں اٹھکیلیاں کرتی پھرے سمجھی، تیری بی جان اگر زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی تب بھی تجھے نہیں جانا ہے۔ یہ بات دماغ میں بٹھالے اپنے۔۔۔ چیخ چیخ کر کہتے ہوئے انہوں نے اسے دور جھٹک دیا۔ وہاج شاہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ٹانگ پر ٹانگ رکھے مونچھوں کو ہنوز تاؤ دیتے اس منظر سے بھرپور لطف اٹھا رہے تھے۔آس پاس کام کر رہے ملازمین کا بھی یہی حال تھا۔سب مزے لے رہے تھے۔

زوفا کی درد سے بھری رونے کی آوازیں پورے صحن میں زور و شور سے گونج رہی تھیں۔اپنے شکستہ وجود کو بمشکل سنبھالتے ہوئے وہ وہاج شاہ کے پاس چلی آئی اور ان کے پیر پکڑ لئے۔

"شاہ سائیں، میری بی جان مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔خدارا میرے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔مجھے ان کا آخری دیدار کرنے دیں آپ کو خدا کا واسطہ ہے؛وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی مگر وہاں پتھر دل لوگ بستے تھے۔اس کے آنسو و خوشامد زایاں ہی ہو جاتی تھیں۔دھیرے دھیرے حرم سمیت دیگر لڑکیوں و خواتین کا تانتا وہاں لگنے لگا۔وہاج شاہ نے بیدردی سے اسے ٹھوکر ماری وہ بے دم وجود کے ساتھ جیسے وہیں ڈھے سی گئی۔جبھی وہاں راکھی کانوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی چلی آئی۔شاہ بی بی نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"تجھے کیا ہو گیا آج کلموہی؟انہوں نے پاٹ دار آواز میں پوچھا

"ہائے اللہ معاف کرے شاہ بی بی، خبر ہی ایسی ہے۔یہ زوفا ہے نا اس کی دادی سائیں کی روح پرواز کر گئی ہے۔بڑا رونا دھونا مچا رکھا ہے ان کی عورتوں نے؛؛اس نے ٹھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا تو زمین پر پڑی زوفا کو یوں محسوس ہوا گویا اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین و سر سے آسمان تک کھینچ لیا گیا ہو۔وہ بسمل کی مانند تڑپتی ہوئی بے ساختہ اٹھی اور گویا راکھی کو نوچنے کے درپے ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیا؟ کیا کہا تم نے؟ نہیں کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔۔میری بی جان ایسے کیسے جا سکتی ہیں مجھ سے بنا ملے ہی وہ چلی گئیں۔ وہ تو مجھ سے بہت پیار کرتی تھیں وہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر سکتی ہیں۔۔وہ راکھی کو زور زور سے جھنجھوڑتے ہوئے ہذیانی انداز میں چیخی۔اس کے آنسو تسلسل سے گر رہے تھے۔بال بکھرے ہوئے تھے۔وہ لٹی پٹی سی کہیں سے بھی وہ زوفاشاہ نہیں لگ رہی تھی جو آج سے چند روز پہلے تھی۔راکھی نے اپنا آپ چھڑا کر اسے پیچھے دھکیلا۔ حفضہ بیگم تن فن کرتی آگے بڑھیں اور اس کا بازو اپنی آہنی گرفت میں لے کر بری طرح سے دباڈالا۔وہ بے تحاشہ روتے روتے درد کی شدت سے بلبلا کر رہ گئی۔

"اب پتہ چلا تجھے جب کوئی اپنا جاتا ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔رو جتنا تیرا دل چاہے رو۔ایک یہی چیز ہے یہاں جس کی تجھے مکمل طور پر آزادی ہے! سفاک مسکراہٹ لبوں پر سجائے انہوں نے اس کے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ بس آنسو بہائے جا رہی تھی۔یکایک اس نے اپنا بازو ان کی گرفت سے آزاد کرایا اور صحن سے نکلتے ہوئے حویلی کے بیرونی حصے کی جانب بھاگی۔جبھی وہ اندر داخل ہوتے سکندر شاہ سے ٹکرا کر فرش پر ہی گر گئی۔سکندر شاہ کا غصّہ اسے دیکھکر آسمان کو چھونے لگا۔شنو(ملازمہ) صحن سے بھاگتی ہوئی اسی جانب آئی اور کھنچتے ہوئے اس کے ٹوٹے بکھرے وجود کو اٹھایا۔بقیہ خواتین اب وہیں چلی آئی تھیں۔

"سکندر سائیں،میری بی جان کو مجھے دیکھنے دیں۔میں آپ سے بھیک مانگتی ہوں۔میرے اوپر رحم کریں سکندر سائیں۔اتنے سنگدل نہ بنیں خدا کیلئے۔۔۔وہ ملازمہ کے سہارے کھنچتی چلی جا رہی تھی مگر ہاتھ جوڑے مسلسل سکندر شاہ سے التجا کئے جا رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"لے جاؤ اسے واپس زندان میں، فضول میں دماغ خراب کر رکھا ہے؛ وہ غصّے سے دہاڑا ساتھ ہی وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے حرم کی آنکھوں میں رج رج کے ٹھنڈک اتر آئی تھی۔اب اس کے دل میں سکندر شاہ کو لے کر کوئی شک باقی نہ رہا تھا۔وہ طمانیت سے مسکراتی صحن میں واپس چلی آئی جہاں شنوا سے کھینچتے ہوئے واپس مورے کی خدمت میں لے آئی تھی۔

"تیری اتنی ہمت کہ تو نے یہاں سے اپنے قدم باہر نکالنے کی کوشش کی،اس کے لئے کیا سزا ہونی چاہیئے شاہ سائیں؟ انہوں نے سلگتے ہوئے نخوت سے کہا ساتھ ہی وہاج شاہ کو دیکھا جن کا چہرہ غصّے کی شدت سے لال انگارہ ہو رہا تھا۔ زوفا کے اندر اب شاید رونے کی بھی ہمت ناپید ہو چکی تھی۔

"لے جاؤ اسے زندان میں حفضہ،اور جتنا ہو سکے آج شموئیل خان کی موت کا غم مناؤ۔۔۔جاؤ۔۔۔انہوں نے کٹھور لہجے میں حفضہ بیگم کو کہا تو وہ آگے بڑھ کر اس کے پھولوں سے بھی زیادہ نازک وجود کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گئیں۔بقیہ لوگ دھیرے دھیرے وہاں سے ہٹتے چلے گئے۔حرم بھی ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہاں سے نکل لی۔

حفضہ بیگم اسے کھینچتے ہوئے زندان کی جانب لئے چلی جا رہی تھیں مگر اس بار وہ خاموش تھی۔مکمل خاموش!اس کے چہرے پر ایسی ویرانی واندرا اتنی تاریکی وخاموشی تھی جو شہرِ خموشاں کو بھی مات دے دے۔

وہ منزلیں بھی کھو گئیں

وہ راستے بھی کھو گئے!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

جو آشنا سے لوگ تھے

وہ اجنبی سے ہو گئے!!

یہ پوچھتے ہیں راستے

رکے ہو کس کے واسطے!!

چلو تم بھی اب چلو

وہ مہرباں تو کھو گئے!!

💛💛💛💛💛

وہ سو کر اٹھی تو شام کی چائے پینے کے بعد وہ میر سالار کے ہمراہ فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئی۔ میر سالار نے اسے اپنے دو دنوں کے دورے سے آگاہ کر دیا تھا اور تب سے اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔ اس کی ناراضگی سے وہ واقف ہو چکا تھا حالانکہ اس نے کچھ کہا نہیں تھا۔ مگر اس کے انداز سب پتہ دے رہے تھے۔ میر سالار اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے رہ گیا۔

مرحانے تو اپنی نیند پوری کر لی تھی البتہ میر سالار ایک پل کو بھی نہ سو سکا تھا۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر وہ احتیاط سے لیٹ گئی۔ اس دوران وہ دوبارہ سو گئی تھی۔ جبکہ سالار کو فارم ہاؤس پانچ بجے تک پہنچ جانا تھا اس لئے وہ بس تیز رفتار سے گاڑی بھگانے میں مصروف تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

گاڑی جب فارم ہاؤس کے گیٹ پر پہنچی تو پانچ بج چکے تھے۔ مرحا کی بھی آنکھ کھل گئی۔ سالار تیزی سے فرنٹ ڈور کھول کر اترا اور ساتھ ہی پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے اسے سہارا دیتے ہوئے آہستگی سے باہر نکالا۔ اس کا بیگ دینو گاڑی سے اتار کر اندر لے گیا۔

وہ اسے بازوؤں کے حصار میں لئے اندر چلا آیا اور لاؤنج کے کاؤچ پر بٹھا دیا۔ مرحا کی ناراضگی جوں کی توں قائم تھی۔ جبھی وہاں ایک ادھیڑ عمر عورت چلی آئی۔

"اسلام علیکم سائیں، وہ جی میں دینو کے کہنے پر ادھر آئی ہوں۔ وہ عورت مؤدب انداز میں سر جھکائے بولی۔

'ہاں میں نے ہی اسے کہا تھا اور بات سنو، اب سے تمہیں ان کے آس پاس ہی موجود رہنا ہے۔ ان کی دواؤں سے لے کر کھانے پینے حتیٰ کہ ہر قسم کی ضروریات کا خیال تم رکھو گی۔ لاپرواہی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ وہ حکمیہ انداز میں بولا۔

"آپ بے فکر رہیں سائیں، میں شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گی جی، مجھے سب کچھ آتا ہے کھانا بنانے سے لے کر ہر کام کر لیتی ہوں؛ وہ سر جھکائے ہی بولی۔

"ہوں۔۔ فلحال تم جاؤ اور بی بی سائیں کیلئے کچھ اچھا سا بنا دو۔ لائٹ سوپ یا نوڈلز وغیرہ! میر سالار نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے عجلت میں اس سے کہا۔ ساتھ ہی مرحا کو دیکھا جو سر جھکائے اپنے ناخنوں کو دیکھ رہی تھی۔

کیا کھاؤ گی مرحا، جو بھی کھانا ہو بتا دو یہ بنا دے گی؛ میر سالار نے دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"زہر کھاؤں گی؛ وہ اسے دیکھ کر تلملاتے ہوئے بولی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اوہ گریٹ چوائس، تم ایسا کروان کیلئے ڈیلیسیس سا زہر تیار کرو فٹافٹ! وہ بھرپور سنجیدگی سے ملازمہ سے بولا تو مرحا کا منہ مزید پھول گیا۔

ملازمہ حیرت سے منہ کھولے کبھی میر سالار تو کبھی مرحا کو دیکھ رہی تھی۔

"فلحال تم جاؤ، کچھ ٹائم میں دوبارہ پوچھ کر کچھ بنا دینا۔۔۔وہ اسے جانے کا کہہ کر مرحا کی جانب متوجہ ہوا۔

"یار کام کے سلسلے میں مجھے جانا تو ہوگا نا؟ وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتا ہوا بولا۔

"سائیں اگر آپ حویلی جائیں گے تو میں نے بھی جانا ہے۔اماں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔وہ منت بھرے انداز میں بولی تو میر سالار اسے گھورنے لگا۔وہ خفیف سی ہو گئی۔منہ ایک بار پھر پھول کر کپا ہو گیا۔

"جب تک تم مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہو جاتی تمہیں کہیں نہیں لے جا سکتا میں۔۔ہو سکتا ہے میں کل شام تک حویلی کا بھی چکر لگاؤں مگر تنہا ہی جاؤں گا۔ تمہیں تمہارے ٹھیک ہو جانے کے بعد لے کر جاؤں گا اور ایک یا دو روز جتنا بھی میں رہوں گا تمہیں بھی اتنا ہی رہنا ہے پھر میرے ساتھ ہی واپسی ہو جائے گی تمہاری۔۔۔وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا تو وہ نروس سی اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔میر سالار کی بات ٹھیک بھی تھی۔

"مرحا میں لیٹ ہو رہا ہوں چلتا ہوں۔اپنا بہت خیال رکھنا۔انشاءاللہ میں دو روز میں تمہارے روبرو ہوں گا۔۔۔۔

اس نے عجلت میں ایک بار پھر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہی نہایت عقیدت سے اس کی پیشانی چوم لی۔

آپ جلد آجایئے گا پلیز؛ وہ منمناتے ہوئے بولی تو وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آجاؤں گا مجھے لوٹ کر تمہارے ہی پاس تو آنا ہے یارا۔وہ والہانہ انداز میں اس کا گال چومتے ہوئے بولا۔مرحا اس وارفتگی پر بلش کرنے لگی۔

"پھر ہم حویلی ساتھ چلیں گے نا؟مرحا نے ایک بار پھر یاد دہانی کرائی۔

"ضرور چلیں گے مگر بس بمشکل دو روز کیلئے،کیونکہ میرے پاس وقت نہیں ہوتا،اچھا سنو،میں لینڈ لائن نمبر پر کال کروں گا۔اور میرے آنے کے بعد تمہیں تمہارا فون مل جائے گا۔تاکہ جب بھی میں کہیں نکلوں تم سے باآسانی بات ہو سکے۔اس نے کہتے ہوئے اس کی پیشانی سے اپنی کشادہ پیشانی ٹکا دی۔چند لمحے اسی بے خودی میں گزر گئے۔

یکایک فون پر ہوتی رنگ پر میر سالار گہرا سانس بھرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلتا ہوں۔خدا حافظ!!زرا سا جھک کر اس کے سر کو چومتے ہوئے وہ عجلت میں اپنا کوٹ اور گاڑی کی کیز اٹھاتا وہاں سے نکل گیا۔پیچھے وہ اداس اداس سی وہیں کاؤچ پر دوبارہ لیٹ گئی۔

🥀🥀🥀🥀🥀

چھوٹی حویلی میں ایک محشر برپا تھا۔بی جان کا یوں چلے جانا ان سب پر غم کا پہاڑ توڑ گیا تھا۔اور اس غم میں سب سے بڑا غم یہ تھا کہ زوفا ان کے جنازے میں شامل نہیں تھی۔بڑی حویلی سے کوئی بھی فرد ان کی میت میں شامل نہ ہوا تھا۔یہاں تک کہ بی جان اپنے آخری سفر کے لئے بھی رخصت ہو لی تھیں۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لڑکی اپنی اوقات کیوں بھول بیٹھی ہے یہاں؟آج ہمارے فیصلے سے بغاوت کی کوشش کی ہے اس نے شاہ سائیں! مورے اپنے کمرے میں موجود پاس بیٹھے وہاج شاہ سے مخاطب تھیں جو سگار سلگائے اس سے دھوئیں کا ملغوبہ بنانے میں مصروف تھے۔

"جب جب وہ اپنی اوقات بھول بیٹھی گی تب تب اسے اسی طرح اس کی اوقات یاد دلائی جائے گی۔تم فکر کیوں کرتی ہو؟ایک خباثت بھری مسکراہٹ وہاج شاہ کے ہونٹوں پر رقص کر رہی تھی۔

"سائیں اصل فکر تو مجھے کمبخت صارم کی ہے۔منحوس مارا کہاں غرق ہو گیا ہے۔کہیں سے بھی سراغ نہیں مل رہا اس کا! مورے دانت کچکچاتے ہوئے بولیں۔

"اب جو انکشاف میں کرنے جا رہا ہوں خانم،اسے نہایت ہی غور سے سننا۔۔۔وہاج شاہ نے اسی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو شاہ بی بی ہمہ تن گوش ہوئیں۔

"جب صارم شاہ قتل کر کے فرار ہوا تھا تو پتہ چلتے ہی اسی وقت ہم نے اپنے کچھ آدمیوں کو اس کی تلاش میں روانہ کر دیا تھا،اور وہ دو دنوں کے اندر ہی مل گیا تھا گاؤں کی سرحد سے قدرے دور ایک چٹیل میدان کی چھوٹی سی غار میں بزدلوں کی طرح چھپا بیٹھا تھا۔لیکن وہ تنہا تھا اس کے ساتھ اس کا کوئی ساتھی نہ تھا۔۔۔وہاج شاہ نے جیسے جیسے بتانا شروع کیا مورے کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹتی چلی گئیں۔

"سائیں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟میں تو سخت حیرت میں مبتلا ہوں۔صارم شاہ اگر مل گیا تھا آپ کو تو پھر آزاد کیوں کیا اسے؟وہ حیرت زدہ سی بولیں۔وہاج شاہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم بھی ناخانم بلا کی بیوقوف ہو! کب کہا ہم نے کہ اسے آزاد کر دیا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے مار کر وہیں دفن کر دیا تھا اور اس بات کی خبر کسی کو کانوں کان نہ ہونے دی ہم نے، ایسا کرنے کا میرا ہی حکم تھا۔ پوچھو کیوں؟ انہوں نے شاطرانہ مسکراہٹ سمیت کہا۔

کیوں؟ مورے نے ہنوز اسی کیفیت میں پوچھا!

"کیونکہ یہ جو لڑکی زوفاونی کی صورت آئی ہے۔ میں چاہتا ہوں سکندر شاہ سے اس کی کوئی اولاد پیدا ہو۔ اس سے ہمارا ہی فاعدہ ہو گا۔ ہماری نسل اور مضبوط ہوتی جائے گی۔ بچہ ہونے کے بعد بچہ اس سے چھین لیں گے اور سکندر طلاق دے دے گا اسے۔۔۔ کیوں نہ اس ونی میں آئی لڑکی سے فاعدہ اٹھایا جائے۔ ساتھ ہی جب وہ اسے طلاق دے دے گا تو ہم اعلانِ عام کر دیں گے کہ صارم شاہ ہمیں ایک روز پہلے مل گیا تھا فلاں جگہ پر۔۔۔ ہمارے آدمیوں نے اس کو ٹھکانے لگا دیا سو وعدے کے مطابق اب سکندر نے اسے طلاق دے دی ہے۔ بس کسی طرح سکندر شاہ اس لڑکی کی جانب راغب ہو اب، اس کی شادی بھی حرم سے ہو جائے گی۔۔۔ بتاؤ خانم کیا کہتی ہو؟ وہ سفاک لہجے میں کہتے دھیرے دھیرے سب کچھ سمجھ کر اثبات میں سر ہلاتی خانم کو دیکھنے لگے۔

"واہ سائیں، کیا کہنے! کیا خوب سوچا ہے آپ نے! میں اس سے بالکل متفق ہوں! اور میں بہت خوش بھی ہوں کہ وہ بیغیرت موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے۔۔ وہ سلگتے ہوئے لب و لہجے میں بولیں تو وہاج شاہ نے سر ہلاتے ہوئے دھواں فضا میں اڑایا۔

"سائیں لیکن یہ ہمارے آدمی پھر کسے ڈھونڈ رہے ہیں آخر؟ کچھ ثانئے بعد وہ کچھ حیرت سے پوچھنے لگیں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"وہ محض دکھاوا کر رہے ہیں اسے ڈھونڈنے کا وگرنہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اسے موت کی نیند سلائی ہے۔یہ ڈارمہ تو ہمیں بھی بہر حال کچھ عرصے تک کرنا ہی پڑے گا۔۔۔وہاج شاہ نے کمینگی سے مسکراتے ہوئے کہا تو مورے کے لبوں پر بھی طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

حرم دل ہی دل میں مکمل طور پر رضامند ہو چکی تھی بس اب وہ اس بات سے سکندر شاہ کو بھی جلد از جلد باخبر کر دینا چاہتی تھی۔یہی سوچتے ہوئے اس نے سکندر شاہ کے کمرے کا رخ اختیار کیا۔

سکندر شاہ ڈریسنگ روم سے نکلا تو دروازے پر ہو رہی دستک پر آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے حرم کو کھڑا پایا۔وہ خوشگوار سی حیرت میں مبتلا ہو گیا۔

"حرم تم؟آج اس خاکسار کی یاد کیسے آگئی محترمہ؟وہ سب کچھ بھلا کر قدرے شرارتی لہجے میں بولا۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں سکندر سائیں؟حرم نے سنجیدگی سے پوچھا تو سکندر شاہ بھی اس کے انداز پر سنجیدگی اختیار کر گیا۔

"ہاں آؤنا!وہ دروازے سے ہٹتے ہوئے بولا تو حرم اندر چلی آئی۔اب سکندر شاہ اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"سکندر سائیں،بہت سوچ وچار کے بعد میں نے بالآخر فیصلہ کر لیا ہے!اسی متعلق میں یہاں بات کرنے آئی ہوں۔

حرم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"بولو حرم میں سن رہا ہوں!تمہارا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر،لیکن پلیز کوئی بھی غلط فیصلہ کرنے سے پہلے ہماری محبت کو ضرور مدِ نظر رکھنا۔سکندر شاہ بیقراری سے کہتے ہوئے صوفے کی دوسری سائیڈ پر بیٹھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ میں آپ سے شادی کروں گی۔رہ گئی زوفا تو ویسے تو مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کبھی اسے بیوی کا درجہ نہیں دیں گے مگر پھر بھی میں چاہتی ہوں آپ مجھ سے اس بات کا وعدہ کریں تاکہ یہ بات مزید پکی ہو جائے۔۔۔وہ سکندر شاہ کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے بولی جبکہ سکندر شاہ کے ہاتھوں جیسے ہفتِ اقلیم لگ گئی۔ خوشی سے سرشار ہوتے ہوئے اس نے حرم کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"حرم مجھے یقین نہیں آرہا۔کیا واقعی میں جو سن رہا ہوں وہ سچ ہے؟اس نے خوشی سے لبریز لہجے میں پوچھا تو حرم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں حرم کہ کبھی بھی زوفا کی جانب پیش ورفت نہیں کروں گا۔میں اب دادا سائیں سے اس متعلق بات کروں گا پھر انشاءاللہ ہم بہت جلد ایک خوبصورت بندھن میں بندھ جائیں گے۔۔وہ پر یقین سا بولا۔چہرہ خوشی کی شدت سے کھل اٹھا تھا۔

اور اگر اس کا بھائی مل گیا تو آپ اسے طلاق دے دیں گے نا؟حرم نے کھوجتے لہجے میں سوال کیا۔

"یار یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے بھلا؟میں بالکل اسے طلاق دے کر فارغ کر دوں گا۔۔۔ڈونٹ وری مائی لو۔۔۔ وہ پیار سے شہادت کی انگلی سے اس کی ناک چھوتے ہوئے بولا حرم بھی اندر تک مطمئن ہوتی طمانیت سے مسکرا دی لیکن دوسری جانب ایک اور بھی وجود تھا جو اپنی شناخت کھو بیٹھا تھا۔جس کی پوری ہستی آنسو ہی آنسو بن چکی تھی۔ جس کی زندگی پر خار راستوں سے بھر دی گئی تھی اور جس کی محبت اسی کے لئے ایک روگ بن گئی تھی۔نہ کوئی تحفہ، نہ کوئی اثاثہ، محض روگ اور مکمل روگ!!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کی ساری رات نہایت ہی مصروف ترین گزری تھی۔وہ دو دنوں سے ایک پل کی بھی نیند نہیں لے سکا تھا۔صبح کے کہیں سات بجنے کو تھے جب وہ فارغ ہوا۔فریش ہونے کے بعد وہ بستر پر آلیٹا۔کچھ دیر ریسٹ کر کے اسے بڑی حویلی کیلئے بھی نکلنا تھا۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھایا اور فارم ہاؤس کا نمبر ڈائل کیا دوسری جانب وہ گویا اسی کے فون کے انتظار میں فون سے چپکی بیٹھی تھی۔کال پہلی کے بعد دوسری ہی بیل پر ریسیو کر لی گئی تھی۔میر سالار نے ساختہ مسکرا دیا۔

"اسلام علیکم محترمہ،کیا حال ہے،طبیعت اب کیسی ہے،دوا لی تھی؟ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ عقیدت سے پوچھنے لگا۔۔

"ٹھیک ہوں سائیں،طبیعت ٹھیک ہے۔۔جی دوا تو لے رہی ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟ دوسری جانب وہ چہک کر بولی۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر لگتا ہے میری غیر موجودگی میں آپ ضرورت سے زیادہ ٹھیک ہیں محترمہ!!اس نے شرارتاً کہا تو مرحا جھینپ سی گئی۔

"ن نہیں سائیں،دراصل میں نے تو آپ کو بہت یاد کیا مگر آپ نے رات فون ہی نہیں کیا۔۔وہ سر جھکا کر یوں بلش کرتی بولی گویا میر سالار اس کے عین سامنے بیٹھا ہو۔تاہم لہجے میں تھوڑی خفگی بھی در آئی تھی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اگر آپ اتنا ہی مِس کر رہی تھیں تو کال کر لیتیں مجھے۔ وہاں کے ملازمین کے پاس میرا پرسنل نمبر موجود ہے۔ بائی داوے یہ میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا۔ ویسے مرحا ایک بات بتاؤ۔۔ تم ٹھیک کب ہو گی یار؟ بات کرتے کرتے وہ اچانک لب و لہجہ بدل کر گمبھیر آواز میں بولا۔

"ابھی تو نہیں، ابھی میں بہت بیمار ہوں!!! مرحا نے فوراً سے پیشتر جواب دیا۔

"کہیں یہ مجھ سے بچاؤ کی ادنیٰ سی کوشش تو نہیں مرحا؟ میر سالار نے مسکراہٹ ضبط کرتے پوچھا دوسری جانب وہ بہت کچھ سمجھتے ہوئے بھی انجان سی بن گئی۔

"کیوں؟ میں آپ سے کیوں بچوں گی؟ آپ کوئی آدم خور تو نہیں ہیں!! وہ اپنی ننھی سی ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔

"یس آدم خور تو نہیں ہوں مگر وہ شدت خود میں ضرور رکھتا ہوں جس سے تم،،،،،،۔۔۔۔۔۔!! اس نے جس معنی خیزی سے کہتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑا مرحا شرم و حیا سے وہیں سن ہو گئی۔

"ک کیا مطلب؟ اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب تمہیں وقت آنے پر سمجھاؤں گا۔ ویسے میرے سمجھانے کا انداز زرا مختلف ہو گا۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟ میر سالار نے پُر تپش لہجے میں پوچھا۔ مرحا بری طرح سٹپٹا گئی۔

"نہیں تو، میرا مطلب ہاں۔۔۔ سرخ پڑتے چہرے کیساتھ اس کے منہ سے بے ربط جملے نکلے۔ دوسری جانب میر سالار کا زندگی سے بھرپور قہقہہ سن کر وہ سخت نروس سی ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرے خیال میں آج کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔تم بیہوش ہو گئیں تو میرے لئے ہی مسئلہ ہو گا۔اپنا خیال رکھنا۔پھر بات ہو گی۔۔میر سالار نے شوخی سے کہتے ہوئے آخر میں الوداعیہ کلمات کے بعد فون رکھ دیا۔

دوسری جانب مرحا کے لبوں پر اپنی بے ہنگم دھڑکنوں کا شور سنتے ہوئے دھیمی سی شرمگیں مسکان پھیل گئی۔میر سالار اس کی قسمت کا وہ ستارا تھا جو اس محض اس کے لئے پوری آب وتاب سے چمکتا اس کے وجود کو سر سے پاؤں تک روشنی سے منور کر گیا تھا۔اس شخص سے محبت دن بہ دن مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔وہ شخص بیشک اس کے لئے رب کا عطا کردہ ایک نہایت ہی انمول تحفہ تھا اور اپنے نصیب سے ملی ہوئی انمول چیزوں کی قدر کرنا اس کا حق بھی تھا اور فرض بھی۔۔۔!!!

محبّت ہو بھی جائے تو

میرا یہ بخت ایسا ہے!!

جہاں پر ہاتھ رکھ دوں میں

وہاں پر درد بڑھ جائے

محبّت سر دپڑ جائے!!!

READERS CHOICE

وہ زخموں سے لبریز وجود،پھٹے ہوئے کپڑے،ونیلو نیل چہرے و جسم کے ساتھ زمین پر خستہ حال سی پڑی کراہ رہی تھی۔پہلے کے زخموں میں ابھی بہتری بھی نہ آئی تھی کہ پھر سے ایک نیا زخم اس کے وجود کا حصہ بن چکا تھا۔اس کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

منہ سے دردناک کراہیں نکل کر زندان کی دیواروں میں گویا سوراخ کر رہی تھیں۔حفضہ بیگم اپنے رعب و مرتبہ کا مظاہرہ کر کے جا چکی تھیں۔اب وہاں فقط وہ تھی اور اس کی تنہائی۔

"مجھے معاف کر دیجئے گا بی جان، آپ کی زوفا بہت بدنصیب ہے۔اتنی بدنصیب کہ اسے آپ کا آخری دیدار تک نہ نصیب ہو سکا۔میری زندگی میرے لئے ہی ناسور بن گئی ہے۔یا اللہ اس زندگی سے بہتر تو موت ہے۔مجھے موت دے دے اللہ۔۔۔اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں مگر وہ زیر لب بڑبڑا رہی تھی۔

جبھی زندان کا دروازہ کھلا اور ناہید (ملازمہ) کھانے کی ٹرے لئے اندر داخل ہوئی مگر آہٹ پر بھی اس کی آنکھ نہ کھلی۔رہی سہی طاقت بھی گویا نچڑ کر رہ گئی تھی۔

"یہ لے کھانا کھالے۔یہ ڈرامے بازیاں بند کر وڈی آئی۔۔۔ارے دو روٹی مفت میں کھانے کو مل جاتی ہے رہنے کو ایک پورا کمرہ لیا ہوا ہے۔پھر بھی ناشکری بن رہی ہے تو۔۔۔ناہید نے ہاتھ نچاتے ہوئے اینٹھ کر کہا اور ٹرے زمین میں پٹخ کر دندناتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔اس کے جانے کے بعد زوفا بمشکل زمین کا سہارا لیتے ہوئے اٹھی چونکہ ٹرے اس سے قدرے دور رکھی تھی تو خود کو گھٹنوں کے بل گھسیٹتے ہوئے وہ بمشکل ٹرے تک پہنچی اور کانپتے بے جان ہاتھوں سے پانی کا گلاس اٹھالیا۔پیاس کے مارے اس کی حلق تو کیا پورے وجود میں کانٹے پڑ گئے تھے۔بھوک کی بھی شدت عروج پر تھی لیکن پانی کی چاہت اس پر غالب آگئی تھی۔وہ ایک ہی سانس میں پانی کا گلاس ختم کر گئی تھی۔

گلاس رکھنے کے بعد اس کے کانوں میں ناہید کی آواز گونجی تو ایک زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آگئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم سہی کہتی ہو میں واقعی بہت خوش قسمت ہوں۔ایک مثالی مقدر ہے میرا جس کی مثال شاید ہی کہیں ملتی ہو۔۔۔

اس بار وہ خود سے بولتے ہوئے ہنس پڑی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی اس بار اس کی کراہوں کی طرح زندان میں اس کی ہنسی کی آواز گونج رہی تھی۔یکایک دماغ میں کلک ہوا وہ ہنستے ہنستے بالکل چپ ہو گئی۔

"کیا ملا تمہیں محبت کر کے زوفا؟ محرومی،انسو،آہیں،سسکیاں،درد،زلت،رسوائی،تشدد،وحشت،تنہائی،تاریکی، اذیت۔۔۔واقعی تمہارے پاس اتنا سب کچھ تو ہے پھر بھی تم ناشکری بن رہی ہو! وہ آنکھیں میچ کر خود سے باتیں کرتے ہوئے بے آواز گرتے اشکوں کی برسات میں بھیگنے لگی۔پھر اس کی سسکیاں تیز تر ہوتی چلی گئیں۔

"یا اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے۔مجھے پتہ ہے تو ہی صرف میرا ہے۔یہ دنیا بہت سنگدل ہے۔مجھے مزید اب یہاں نہیں رہنا۔مجھے اپنے پاس بلا لیں بی جان خدا کیلئے۔۔۔وہ اب دہاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی۔اس وقت وہ ہوش و خرد سے بیگانہ لگ رہی تھی۔

جو اذیت اس کا مقدر بن چکی تھی اس نے اس کی ہستی کو بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا۔وہ ایک نامعلوم بند گلی میں تن تنہا اس رہزن کی مانند کھڑی تھی جس کا سارا سامان از راہِ سفر لوٹ لیا گیا ہو اور وہ بالکل تہی داماں رہ گیا ہو۔

یہ ستارے یہ شبنمی آنسو
نہ بہاؤ یہ قیمتی آنسو!!
کل بھی آنسو تھے آج بھی آنسو
ہو گئی اپنی زندگی آنسو!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنے اہم کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جب وہ حویلی پہنچا تو شام کے چار بج چکے تھے۔

بڑی حویلی میں اس وقت سارے ہی صحن میں شام کی چائے پر اکھٹے بیٹھے اِدھر اُدھر کی گپ شپ میں مصروف تھے۔ وہ وہیں چلا آیا۔ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے سلام کیا تو سب چونک کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ سائرہ بیگم بھی وقتی طور پر ناراضگی چھوڑے بیٹے کو دیکھ کر بے طرح نہال ہو گئیں۔ البتہ مورے کا منہ بن گیا تھا۔

"ارے واہ، آج حویلی کی یاد کیسے آ گئی برخوردار؟ سب خیریت تو ہے نا؟ وہاج شاہ نے چائے کا سپ لیتے ہوئے پوچھا۔ لہجہ عجیب سا تھا۔ میر سالار گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"کیوں کیا میں کبھی بنا کسی خیریت کے یہاں حاضر نہیں ہوا ہوں کیا؟ اس نے اسی سنجیدگی سے پوچھا تو وہاج شاہ کے لبوں پر تمسخر در آیا

"ہماری عزت خاک میں ملا کر اگر تم اب بھی خیر و خیریت سے ہو تو لعنت ہے ایسی نافرمان اولاد پر۔۔۔ وہاج شاہ نے غراتے ہوئے کہا تو میر سالار چہرہ اوپر کر کے بے ساختہ ہنس دیا۔ زیشان شاہ سمیت ان کے بقیہ بھائی بھی میر سالار کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ سائرہ بیگم کو اب دوبارہ غصہ آنے لگ گیا تھا۔ وہ بھی کڑے تیوروں سے بیٹے کی جانب دیکھنے لگیں مگر وہ وہاں متوجہ نہ تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"خود تو آپ کی مثالی انصاف کرنے والی عادت نے آپ کی عزت میں چار چاند لگا دیا ہے۔ پھر بھی آپ کو شکوہ ہے تو ناحق ہے۔ وہ مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر جتانے والے لہجے میں بولا۔

"خاموش ہو جاؤ میر، تم میرے فیصلے پر انگلی اٹھانے والے کون ہوتے ہو؟ میرا جو دل چاہے گا میں کروں گا سمجھے!! وہاج شاہ غرا کر بولتے ہوئے غصّے سے پھٹ پڑے۔ سکندر شاہ سمیت سارے لڑکے بھی خاموشی سے اس تماشے کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

"تو پھر آپ مجھ سے اس بات کی امید کیوں رکھتے ہیں کہ میں ہر کام آپ سے پوچھ کر کرتا پھروں گا؟ جس طرح آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں ٹھیک اسی طرح میں بھی بااختیار ہوں۔ میں کسی کو اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میری زندگی میں دخل اندازی کرے،،، ورنہ۔۔۔۔۔،،، سرد لہجے میں کہتے ہوئے وہ سختی سے ہونٹ بھینچ گیا۔

"ورنہ؟ ورنہ کیا کرو گے تم ہاں؟ زیشان شاہ نے تیز لہجے میں پوچھا۔ غصّے سے وہاج شاہ سمیت مورے وان کے بیٹوں کا چہرہ سرخ انگارہ ہو رہا تھا۔ جبکہ باقی سب ساکت سے سانس روکے اپنی اپنی جگہ بیٹھے تھے۔

"ورنہ یہ کہ میں بھول جاؤں گا کہ یہاں کا کوئی فرد میرا بھی کچھ لگتا ہے۔ میں میر سالار ہوں سکندر شاہ نہیں، مجھے کٹھ پتلی سمجھنے کی غلطی بھی مت کیجئے گا۔ کروں گا میں وہی جو میرا دل کرے گا۔۔۔۔!! اس نے انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے کہا تو سکندر شاہ کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ حرم اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سالار خاموش ہو جاؤ، کچھ احساس ہے تمہیں کیا بول رہے ہو تم!! تمہارے دادا سائیں نے اگر کوئی فیصلہ کیا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا۔ ویسے بھی وہ جرگے کے سرپنچ ہیں۔ سائرہ بیگم اٹھ کر اونچی آواز میں بولیں تو میر سالار محظوظ ہوتا سر ہلانے لگا۔ مورے اسے خونخوار نگاہوں سے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے کچا چبا جائیں گی۔

"واقعی یہ تو سہی کہا آپ نے، یہ جرگے کے سرپنچ تو ہیں مگر میں سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ کیوں ہیں۔ جس قسم کا عدل ہے ان کا اس سے تو مجھے ہمارا روشن مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔۔اس نے تیکھا سا وار کیا۔ وہاج شاہ دانت کچکچاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"زیشان بہتر ہو گا تم اپنی اولاد کو سمجھا لو۔۔۔ مجھ سے آج تک کسی نے ایسی گستاخی نہیں کی۔ تمہارا بیٹا ہر حد سے تجاوز کر رہا ہے زیشان! وہ دانت پیستے ہوئے زیشان شاہ سے بولے تو وہ بھی میر سالار پر ایک دہکتی ہوئی نظر ڈال کر اثبات میں سر ہلا گئے۔ میر سالار کندھے اچکا کر رہ گیا۔ اس کے بعد وہاج شاہ بیٹوں سمیت تن فن کرتے مردان خانے میں چلے گئے۔

"میں پوچھتی ہوں کیا تم یہاں یہ کرنے آئے ہو لڑکے جواب دو؟ مورے نے تلملاتے ہوئے کہا۔

"درست فرمایا آپ نے!! اس نے ہلکے سے سر خم کرتے ہوئے جواب دیا تو مورے کو مزید آگ لگ گئی۔

"خیر فلحال کیلئے میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کل تک میری واپسی ممکن ہو۔۔۔اس نے سنجیدگی سے سائرہ بیگم پر نظریں جمائے ہوئے انہیں جیسے بہت کچھ جتایا۔ غصّہ اپنی جگہ مگر وہ تڑپ کر رہ گئیں۔۔۔ وہ اتنے دنوں بعد آیا بھی تھا تو یہ کیا تماشا برپا ہو گیا تھا۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ جبکہ میر سالار کو کہیں نہ کہیں اس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تماشے کی توقع تھی۔وہ سختی سے لب بھینچ کر سرد تاثرات سمیت نگاہیں پھیرتے ہوئے واپسی کے لئے پلٹا ہی تھا کہ مورے کی آواز پر اس کے قدم وہی رک گئے۔

کیا بات ہے تمہارے ساتھ تمہاری وہ نوکرانی نہیں آئی؟ہاں بھئی آتی بھی کیوں،منہ دکھانے کے قابل جو نہیں رہی!مورے نے تمسخر اڑایا۔ان کی بات پر میر سالار کے بھینچے تاثرات کچھ اور بھی بھینچ گئے۔وہ پلٹا اور مضبوط قدموں سے چلتا ہوا ان کے دیوان کے پاس آرکا۔

پہلی بات کہ وہ میری بیوی ہے لہٰذا اس کے بارے میں بات کرتے ہوئے ادب و تمیز کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ دوسری بات وہ آئے گی مگر محدود مدت کیلئے،دوسری صورت میں میں اسے اس جنگل میں جانوروں کے بیچ اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا نا!آئی ہوپ اب آپ سب کی ناقص عقل میں میری بات سمائی ہو گی!میر سالار نے بھرپور سنجیدگی سے دوبدو جواب دیا تو مورے تو گویا جلتے ہوئے توے پر جا بیٹھیں۔وہاں بیٹھے افراد منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اپنے کمرے میں جانے کیلئے راہداری سے مڑتے اس نے برآمدے کی پچھلی سیڑھیوں کی جانب رخ کیا جبھی سیڑھیوں کی نچلی سائیڈ میں بنے کمرے سے آہوں و کراہوں کی آواز پر اس کے قدم وہیں جم سے گئے۔اس نے چونک کر اس کمرے کی جانب دیکھا جس کا دروازہ ادھ کھلا ہوا تھا۔وہ نافہم تاثرات کیساتھ سیڑھیاں اترتا ہوا اس کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ جیسے جیسے قدم آگے بڑھاتا جارہا تھا سسکیوں کی آوازیں اس سے قریب تر ہوتی جارہی تھیں۔میر سالار نے دروازے کے قریب پہنچ کر ادھ کھلے دروازے کو پیچھے دھکیلا تو اندر کا منظر دیکھ کر وہ چند ثانئے کو اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا۔

کمرے کی واحد کھڑکی کا ایک پٹ جو کہ اوپر سے کھلا ہوا تھا اس کی وجہ سے باہری روشنی کا عکس کمرے میں بھی پڑ رہا تھا۔زوفا جو کہ اب پھر سے پہلے والی پوزیشن میں زمین پر پڑی ہوئی تھی،آہٹ پر لرز کر سیدھی ہوئی اور میر سالار پر نظر پڑتے ہی وہ بھی اپنی جگہ ساکن رہ گئی۔اس سارے عرصے میں وہ اسے پہلی دفعہ یہاں دیکھ رہی تھی۔اس کی حیرانگی واضح طور پر اس کے چہرے پر دکھائی دی رہی تھی۔

"سالار ادا۔۔۔۔،،وہ زیر لب بڑبڑائی تو یکایک میر سالار جیسے ہوش میں آیا اور بے یقینی سے اس تاریکی اور گھٹن زدہ کمرے میں نظریں دوڑاتا دوبارہ اسے دیکھنے لگا۔

آئی کانٹ بلیودِز!!وہ وحشت زدہ لہجے میں خود سے کہتا اندر چلا آیا۔لہجے میں بے یقینی کی گہری چھاپ تھی۔

زوفا تم یہاں اس حالت میں؟بتاؤ کس نے کیا ہے تم پر یہ ظلم؟وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس کے کمزور وجود کو کندھوں سے پکڑ بٹھاتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگا۔لہجہ بھینچا ہوا جبکہ آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔

زوفا جو کہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ بھی باقیوں کی طرح اسے اس کی حیثیت و مرتبے کی یاد دہانی کرانے آیا ہوگا اس سوال پر چونک کر اسے دیکھنے لگی۔تمام کے تمام زخم جیسے اس ایک سوال پر ہرے ہوگئے تھے۔میر سالار کی نظریں اس کے زخموں سے نیلے چہرے سے ہوتے ہوئے اس کے پھٹے کپڑوں پر گئیں جہاں سے اس کے اندرونی زخم بھی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

واضح ہو رہے تھے۔اس نے ضبط کی شدت سے آنکھیں میچ کر چہرے کا زاویہ دوسری جانب پھیر لیا۔زوفا نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کے اندر بولنے کی سکت ہی نہ تھی۔

"کیا سکندر کو تمہارا یہ حال معلوم ہے!خود پر بے تحاشہ ضبط کرتے ہوئے اس نے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے زوفا کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔میر سالار کو اپنا جواب مل چکا تھا۔وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے تاسف سے سر ہلانے لگا۔سکندر جیسے ویل ایجوکیٹڈ شخص سے اسے اس جاہلیت کی قطعی امید نہ تھی۔

"میری بات سنو زوفا،پلیز ڈونٹ کرائے،میں تمہیں یہاں سے آزادی دلاؤں گا۔کب کیسے اس بات کی فکر نہ کرو۔تمہیں تمہاری زندگی کی حقیقی خوشیوں سے روشناس نہ کرایا تو میرا نام بھی میر سالار نہیں۔۔!!یہ میرا وعدہ رہا تم سے۔۔۔!!!وہ مضبوط لہجے میں اس کی ہمت بندھاتے ہوئے بولا تو زوفا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔اس زندان سے ازادی؟؟مطلب اس کی یہاں سے آزادی ممکن تھی؟اسے لگا خوشی کے احساس سے اس کا نازک سا دل بند ہو جائے گا۔

آپ س سچ کہہ رہے ہیں؟اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔چہرہ جیسے کھل اٹھا تھا۔

"میں غلط بیانی سے کام نہیں لیتا،سچ کہہ رہا ہوں!میر سالار نے اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھتھپاتے ہوئے کہا تو بے اختیار زوفا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں۔

"آپ کا بہت شکریہ میر ادا،،خدا کیلئے مجھے اس عذاب سے نکال دیں۔میں مزید یہاں رہی تو مر جاؤں گی۔مجھے یہاں سے لے چلیں پلیز!!!وہ اذیت سے گھٹ گھٹ کر روتے ہوئے ہاتھ جوڑنے کو تھی کہ میر سالار نے اسے سر کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اشارے سے منع کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر علیحدہ کیا ساتھ ہی اس نے اس کے لاغر وجود کو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے سامنے پڑی بوسیدہ سی پلنگ پر لا بٹھایا۔اس کا زمین پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اس کے وجود کے گرد اچھی طرح لپیٹتے ہوئے اس نے کمرے میں آس پاس نظریں دوڑائیں تو ایک چھوٹی سی ٹرے زمین پر پڑی نظر آ گئی۔اس میں موجود کھانا دیکھکر میر سالار کا دل گویا آتشِ فشاں بن گیا۔حد تھی سفاکیت و بے رحمی کی!! وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

"کچھ کھایا ہے! میر سالار نے اس سے پوچھا تو اس نے سر جھکاتے ہوئے آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں ابھی آیا! وہ اس سے کہتا ہوا اس زندان سے باہر نکل آیا اور راکھی کو اونچی آواز میں پکارا وہ سیکنڈ میں اس کے سامنے حاضر تھی

"جاؤ زوفا کے لئے کھانا لاؤ،اور ہاں کھانا وہی لانا جسے واقعی میں کھانے کا نام دیا جا سکے۔فوراً جاؤ۔اگر لیٹ ہوا تو تمہارا بہت برا حشر کروں گا۔۔۔!! وہ تیز لہجے میں بولا تو راکھی خوف کے مارے کپکپاتی ہوئی اندر کی سمت بھاگی جبکہ وہ وہیں کھڑا رہا تھا۔بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ دکھ اور افسوس کی عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھا۔اسے وہاج شاہ سے بے تحاشہ نفرت محسوس ہوئی،ساتھ ہی سکندر شاہ کی میٹیلیٹی پر وہ جتنا افسوس کرتا کم ہی تھا!!!

کچھ ہی دیر میں راکھی کھانے کی دوسری ٹرے کیساتھ موجود تھی مگر اس بار پلیٹ میں پتلی دال و سوکھی روٹی کے بجائے بریانی موجود تھی۔ساتھ ہی پانی کا گلاس بھی رکھا ہوا تھا! وہ شاید کافی چپکے سے کھانا لائی تھی جبھی ابھی تک چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔میر سالار نے کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے اندر کی جانب اشارہ کیا تو وہ جلدی سے ٹرے لے کر اندر چلی گئی۔کھانے کی ٹرے پلنگ پر بیٹھی زوفا کے سامنے رکھتے ہوئے وہ زمین پر پڑی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ٹرے اٹھائے باہر نکل گئی۔اس کے جانے کے بعد میر سالار اندر داخل ہوا جبکہ زوفا ہاتھوں پر ہاتھ رکھے نہ جانے کس جہان میں گم تھی۔

"کھانا کھاؤ زوفا، پھر میرے ساتھ تم نے یہاں سے نکلنا بھی ہے؛ وہ اس کے کھوئے کھوئے انداز کو نوٹ کرتا کھانے کی جانب اس کی توجہ مرکوز کراتے ہوئے بولا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"میر ادا،، کیا آپ مجھے حویلی چھوڑیں گے ؟اس نے دل میں پنپنے سوال کو زبان دی۔

"نہیں!! تم کھانا کھاؤ آرام سے،،، میں آتا ہوں کچھ ٹائم میں!! وہ مختصراً کہتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کر کے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ زوفا کچھ حد تک پر سکون سی ہو گئی تھی۔ فلحال وہ دل ہی دل میں خود یہی چاہتی تھی کہ وہ ابھی حویلی نہ جائے و گرنہ وہاج شاہ سمیت بقیہ تمام بڑی حویلی والے چھوٹی حویلی کا جینا حرام کر دیتے۔ بے اختیار اوپر والے کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی آنکھیں بھیگ سی گئیں جس نے میر سالار کو اس کی مدد کا ذریعہ بنایا تھا۔ چھوٹے چھوٹے نوالے لیتے ہوئے وہ آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے لگی۔

میر سالار سیڑھیاں چڑھتے ہوئے یکایک کچھ سوچتے ہوئے وہیں سیڑھیوں پر رک گیا۔ جینس کی پاکٹ سے فون نکالتے ہوئے اس نے سکندر شاہ کا نمبر ملایا۔

دو تین رنگ کے بعد دوسری جانب سے سکندر شاہ کی آواز ابھری۔

"ہاں سالار بولو! سکندر شاہ نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں اپنے روم میں ہوں تم مجھے وہیں آکر ملو! تم سے اہم گفتگو کرنی ہے! وہ نپے تلے لہجے میں کہتے ہوئے بنا دوسری جانب کی سنے فون کٹ کر کے بقیہ ماندہ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

کیا بات ہے سائرہ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟ زیشان شاہ کمرے میں داخل ہوئے تو سائرہ بیگم سمیت عفاف کو غمگیں حالت میں بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر ان کے نزدیک آبیٹھے۔

"میر کی وجہ سے پریشان ہوں! انہوں نے افسردہ انداز میں کہا تو زیشان شاہ کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ آگئی۔

"ہونہہ اس نے جو ہمیں پریشان کر کے رکھا ہوا ہے اپنی حرکتوں سے اس کا کیا؟ کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے غم میں خود کو ہلکا کرنے کی۔۔!! خود تو ایک دو ٹکے کی چھوکری سے نکاح کر کے اس نے خاندان کی عزت ملیامیٹ کر دی۔اور اب بابا سائیں کا بھی دوبدو جواب دینے پر اتر آیا ہے وہ۔۔۔ خبردار جو آئندہ اس کے لئے آنسو بہائے کسی نے! انہوں نے بپھر کر کہا ساتھ ہی ہاتھ اٹھا کر دونوں کو وارن کیا تو وہ دونوں بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"لیکن بابا سائیں، ادا اتنے دنوں بعد آیا ہے ہو سکتا ہے وہ کل چلا بھی جائے۔ پچھلی بار بھی سب اس سے ناراض تھے اور اس بار بھی۔۔۔ ٹھیک ہے انہوں نے جو کیا وہ غلط تھا مگر ایسے؛؛ عفاف روہانسی ہو کر مزید کچھ بولنے کو تھی کہ زیشان شاہ کی کڑی نظروں پر بے ساختہ چپ کر گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں نے کہہ دیا نا کہ اس کے بارے میں مزید کوئی بات نہیں ہو گی۔ تم دونوں تو یوں اس کا دفاع کر رہی ہو جیسے بہت اچھے کارنامے کئے ہیں اس نے! انہوں نے طنز کے تیر چلائے۔

"ماں ہوں میں، اولاد کیلئے دل کا دکھنا فطری عمل ہے آپ سمجھتے کیوں نہیں؟ سائرہ بیگم نے احتجاجاً کہا۔

"کچھ سوچنا سمجھنا نہیں ہے مجھے، میں سونے جا رہا ہوں بہتر ہے تم دونوں بھی اب آرام کرو! وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر بیڈ سے اٹھتے ہوئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئے جبکہ عفاف گہرا سانس بھرتی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

سائرہ بیگم بھی پیشانی مسلتے ہوئے سونے کیلئے لیٹ گئیں !!!

❤❤❤❤❤

کیا میں اندر آ سکتا ہوں سالار؟ سکندر شاہ نے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے پوچھا تو اس نے ہنکارا بھرا۔ وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا میر سالار شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے کھڑکی میں کھڑا حویلی کے وسیع و عریض لان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"کیا بات ہے سالار سب خیریت تو ہے؟ سکندر نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو میر سالار نے اپنی سرخ جلتی ہوئی آنکھیں پھیر کر اسے دیکھا۔

"ایک بات بتاؤ سکندر! اگر شموئیل ادا نے صارم کا قتل کیا ہوتا اور بدلے میں زارا کو زوفا کا اگرچہ کوئی دوسرا بھائی ہوتا اور اس کے نکاح میں بطورِ ونی دے دیا جاتا۔ وہاں اس کے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو یہاں زوفا کے ساتھ ہو رہا ہے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تو تمہارا کیا ردِ عمل ہوتا؟ وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے جانتجتی آنکھوں سے سکندر شاہ کو دیکھتے ہوئے اس کے روبرو آ کھڑا ہوا۔ سکندر شاہ کا چہرہ نہ جانے کس احساس سے سرخ ہو گیا۔

"میرا بھائی ہر گز اتنا بیغیرت نہ تھا جو اس قسم کی کسی گستاخی کا مرتکب ہوتا۔ یہ کام صرف وہ مردود ہی کر سکتا ہے! وہ چبا چبا کر بولا۔

"تم نے جواب درست نہیں دیا پیارے! میں نے تم سے پوچھا ہے کہ تمہاری ایکشن تب کیا ہوتا جس طرح میں فرض کر رہا ہوں اسی طرح تم بھی فرض کرو تو شاید تمہارے لئے میرا جواب دینے میں کچھ آسانی پیدا ہو! میر سالار ابرو اچکا کر جتانے والے انداز میں کہا تو سکندر شاہ نہ جانے کیوں اس پل نظریں چرا گیا۔ میر سالار کی زیرک نگاہوں ابھی بھی اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا سکندر شاہ! اتنا مشکل سوال تو نہیں ہے میرا! سالار نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تو سکندر شاہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔

"تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے میر؟ اس نے بات بدلتے ہوئے پوچھا تو میر سالار پلٹ کر دوبارہ کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔

"تمہیں پتہ ہے آج میں نے زوفا کو دیکھا ہے اور جس حالت میں دیکھا ہے مجھے حقیقتاً دھچکا لگا ہے۔ میں نے سب کے ساتھ ساتھ تمہارے ضمیر پر بھی فاتحہ پڑھ لی ہے سکندر! میر سالار نے بھاری آواز میں کہتے ہوئے سرخ آنکھوں سے سکندر شاہ کو دیکھا۔ سکندر شاہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جو لڑکی تمہارے نام سے منسوب کرا کے اس حویلی میں لائی گئی ہے تم اس کے حالات سے واقف ہو کر بھی اس سے ایسا رویہ اپنائے ہوئے ہو تو میں تمہیں شاباشی تو نہیں دے سکتا جبکہ تم جانتے بھی ہو کہ وہ بے قصور ہے۔۔! میر نے دوسرا وار کیا۔

"دیکھو میر! اس کے بھائی نے میرے بھائی کا قتل کیا ہے۔ وہ لڑکی ونی ہو کر یہاں آئی ہے تو پھر ظاہر ہے حویلی کے روایات کے مطابق اس کے لئے یہی سزا بنتی ہے! سکندر شاہ نے بے حسی سے کہا تو میر سالار کی آنکھیں مزید خون چھلکانے لگیں۔

"تمہیں پتہ ہے وہاج شاہ کی جگہ میں اگر جرگے کا سرپنچ ہوتا تو یہ ایسا فیصلہ ہر گز نہ کرتا جو کسی مظلوم و معصوم کو جیتے جی مار دینے کا سبب بنے۔ یہ وہی زوفا ہے سکندر جس کا بچپن ہمارے ساتھ گزرا ہے۔ جس نے اس گھر کی فضاؤں میں سب کے ساتھ قہقہے بھی لگائے ہیں۔ جس کا ماضی سے لے کر مستقبل سب کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور آج اس کے ساتھ اس قدر انسانیت سے مبرّا سلوک؟؟ میں محض افسوس ہی کر سکتا ہوں! وہ نفی میں ہلکے سے سر ہلاتے ہوئے خطرناک حد تک سنجیدہ لگ رہا تھا۔ سکندر شاہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"تم جانتے ہو میں حرم سے محبّت کرتا ہوں میر! میں اس کی محبت میں بے بس ہوں! میں تو خود چاہتا ہوں کہ جلد از جلد وہ صارم شاہ ملے تاکہ میری اس بوجھ سے جان چھوٹے! سکندر شاہ نے جھلاتے ہوئے کہا لہجے میں بیزاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"محبّت کا دوسرا نام بے بسی ہے۔مانتا ہوں! مگر مردانگی کا دوسرا نام بزدلی ہر گز نہیں ہونا چاہئے سکندر شاہ! واٹ یو سے؟؟میر سالار نے اس بار کاری وار کیا تھا سکندر شاہ چپ کا چپ رہ گیا،البتہ چہرے کے تاثرات دیکھنے لائق تھے۔

"اب آتا ہوں اصل بات کی جانب، جس کے لئے تمہیں یہاں بلایا ہے۔نہایت سوچ سمجھ کر مجھے اپنے جواب سے آگاہ کرو فوری طور پر! تمہارے سامنے دو آپشنز رکھتا ہوں۔یا تو اسے حرم کے ساتھ ساتھ باعزت طور پر اپنالو یا پھر اسے طلاق دو! میر سالار نے دو ٹک بات کی

میں اسے اپنا نہیں سکتا یہ قطعی ناممکن ہے، لیکن میں اسے فلحال طلاق بھی نہیں دے سکتا کیونکہ میں جرگے میں ہوئے فیصلے کا پابند ہوں! سکندر شاہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

صارم شاہ کہاں ہے اس کا پتہ تو اب میں لگاؤں گا۔فلحال میں اسے لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔سب کچھ کلئیر ہونے کے بعد تم بآسانی طلاق کے پیپرز پر سائن کر دینا یہی اس کے حق میں بہتر ہو گا۔اب تم جا سکتے ہو!! میر سالار نے سلگتے ہوئے لہجے میں کہا تو سکندر شاہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلا کر واپسی کیلئے پلٹ گیا۔

"بات سنو سکندر، یہ بات محض تمہارے اور میرے مابین ہی رہنی چاہئے۔بعد میں سب کو پتہ چلے تو بیشک چلتی رہے۔مجھے ہر گز کسی کی پرواہ نہیں ہے۔فلحال اسے لے کر یہاں سے نکلنے تک امید ہے کوئی شور شرابہ نہیں ہو گا! میر سالار نے سنجیدگی سے کہا تو سکندر شاہ نے گردن موڑ کر ہامی بھرنے والے انداز میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔پیچھے میر سالار گہرا سانس بھرتے ہوئے بیڈ پر ڈھے سا گیا۔اس کی تھکان مزید کئی گناہ بڑھ چکی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات کے بارہ بجنے کو تھے۔پوری حویلی میں خاموشی کا راج تھا۔چند گھنٹوں کی نیند کے بعد اب وہ قدرے فریش ہو چکا تھا۔وہ سائرہ بیگم سے ملاقات کے ارادے کے کمرے سے نکلا۔یوں تو پہلے اس کا ارادہ یہاں سے ایک رات گزارنے کے بعد ہی جانے کا تھا مگر وہ اب مزید دیر نہیں کر سکتا تھا۔

سائرہ بیگم کے کمرے کا بند دروازہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ یقیناً سو چکی ہو نگی۔وہ مایوس ہوتے ہوئے واپس پلٹا اور عجلت میں حرم و عفاف کے مشترکہ کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ادھ کھلے دروازے سے بیڈ پر ان کے بے خبر سوئے ہوئے وجود کو دیکھتے ہوئے وہ کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے تیزی سے وارڈروب کی جانب بڑھا اور جو بھی سوٹ اس کے ہاتھ آیا اسے وہاں سے اٹھا کر وہ دروازہ بھیڑ کر باہر نکل گیا۔تاہم ان دونوں کی نیند میں زرا سا بھی خلل پیدا نہیں ہوا تھا۔

سیڑھیاں اتر کر اس نے زندان کا رخ کیا۔دروازہ کھلا ہوا تھا شاید زوفا اسی کے انتظار میں تھی۔اسے اندر داخل ہوتا دیکھکر وہ پلنگ سے بمشکل اٹھ بیٹھی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔اس کی آنکھوں سے خوف بھی چھلک رہا تھا۔شاید وہ آگے کی سچویشن کا سوچ کر خوف زدہ تھی۔کھانا بھی اس نے برائے نام ہی کھایا تھا۔

"اسے پکڑو زوفا اور فوری طور پر چینج کر کے باہر آؤ! وہ اسے سوٹ پکڑاتے ہوئے بولا تو وہ سوٹ لئے اپنے وجود کو گھسیٹتے ہوئے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

میر سالار نے فرسٹ ایڈ باکس سے پین کلرز بھی لے کر رکھ لی تھیں۔اس کا ارادہ وہاں پہنچ کر اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھانا تھا۔اس علاقے میں وہ اسے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جانا چاہتا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تھوڑی دیر میں وہ چینج کر کے نکلی تو وہ جو کمرے کے دروازے کے پاس منتظر کھڑا تھا اسے پین کلرز تھما دیں۔ زوفا نے گلاس میں رکھے پانی سے پین کلرز نگل لیں۔ اس دوران میر سالار فون پر مصروف رہا۔

دوپٹہ خود کے گرد اچھی طرح پھیلا کر زوفا نے میر سالار کو دیکھا تو اس نے موبائل پاکٹ میں رکھتے ہوئے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔

لرزتے قدموں سے وہ اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔۔ یہاں سے حویلی کے گیٹ تک اچھا خاصا وقفہ درکار تھا۔ وہ خود کو سنبھالنے بمشکل چلتے ہوئے گیٹ سے باہر نکل آئی۔ میر سالار گاڑی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ زوفا کیلئے پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا تاکہ وہ لیٹنا بھی چاہے تو لیٹ سکے۔ سفر چونکہ لمبا تھا اور اتنا لمبا سفر اس کے لئے بیٹھے بیٹھے ہی کاٹنا انتہائی مشکل تھا۔ اپنا چہرہ اس نے دوپٹے کی اوٹ میں قدرے چھپا رکھا تھا۔

میر سالار کے محافظین بھی اس کے لئے تیار کھڑے تھے۔ انہیں اشارہ کرتے ہوئے اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔ کچھ ہی دیر میں گاڑی گاؤں کے بیرونی راستے کی سمت رواں دواں تھی۔ زوفا باہر کے تاریکی بھرے نظارے میں گم ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ وہ وہاں سے نکل آئی تھی اسے اس بات پر یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ اس کے پیچھے نہ جانے کیا حشر برپا ہو گا۔ سوچتے ہوئے اس نے میر سالار کو دیکھا جو سنجیدگی سے ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

وہ جتنا سالار کا شکر ادا کرتی کم تھا۔ تشکر کے احساس سمیت اس کی آنکھیں بھیگ گئیں مگر دل انجانی خوشی و خوف دونوں کے احساس سے لرز رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات کے تقریباً سوا تین بجنے کو تھے جب وہ فارم ہاؤس پہنچا۔ زوفا جو کہ دورانِ سفر تھوڑا سو لی تھی مگر اب مکمل طور پر جگی ہوئی تھی۔

وہ گاڑی سے اترا تو وہ بھی دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل آئی اور اطراف میں سہمی سہمی نظروں سے دیکھتے ہوئے فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوئی۔

اسے لئے وہ لابی میں داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر میر سالار کی آنکھوں میں ٹھنڈک سی اتر آئی۔

وہ نئی نویلی ملازمہ کیساتھ نیم دراز پاپ کارن ٹھونستے ہوئے ٹی وی پر چلتی کسی ہارر موووی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے میں مصروف تھی۔ زوفا بھی حیرت سے مرحا کو دیکھ رہی تھی۔ میر سالار و مرحا کے نکاح کے فوراً بعد ہی تو شموئیل شاہ کے قتل کا واقعہ پیش آگیا تھا سو اس کے بعد جو آفت زوفا پر نازل ہوئی تھی اسے اپنی خبر نہ تھی کجا کہ وہ اس قسم کی باتوں پر دھیان دیتی۔ چھوٹی حویلی کی ایک ملازمہ کی باتیں اڑتے پڑتے اس کے کانوں تک بھی پہنچی تھیں مگر آج اس کی صداقت پر اسے یقین آگیا تھا۔ تو گویا سچ میں اب مرحا میر سالار کی بیوی تھی۔ زوفا نے خوشگوار حیرت مرحا کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

وہ دونوں اس قدر موووی میں گم تھیں کہ انہیں ان کی آمد کی خبر تک نہ ہو سکی۔ میر سالار نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے گلہ کھنکھارا تو وہ دونوں جو پہلے ہی ہراساں بیٹھی ہوئی تھیں۔ بیساختہ ان کی حلق سے زوردار چیخیں نمودار ہوئیں۔ مرحا کے ہاتھ سے ریموٹ اچھل کر دوسری جانب جا گرا جبکہ وہ خود اچھل کر کاؤچ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر سالار نے بے ساختہ زوردار قہقہہ لگایا جبکہ اب وہ آنکھیں پھاڑے میر سالار کو دیکھ رہی تھی۔تاہم اس کا دھیان پیچھے کھڑی زوفا پر ابھی نہیں گیا تھا۔

"سائیں آپ،اللہ یہ سچ ہے نا؟آپ تو کل آنے والے تھے نا؟وہ بائیں ہاتھ کی مٹھیوں سے آنکھیں مسلتی ہوئی بولی مبادا وہ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی۔مگر نہیں وہ تو مجسم اس کے روبرو کھڑا تھا۔

وہ بیقرار سی تیزی سے آگے بڑھی اور اس کے ساتھ آلگی۔ملازمہ یوں آنکھیں بند کئے کھڑی تھی جیسے اس پل اس کیلئے آنکھیں کھولنا گناہِ کبیرہ میں شامل ہوتا ہو!زوفا نے بھی نظریں جھکالیں۔جبکہ میر سالار نے اسے خود سے علیحدہ کرنا چاہا مگر اس نے بائیں ہاتھ سے مزید اس کے گرد حصار تنگ کرتے ہوئے اس کے سینے میں چھپالیا۔

"قسم سے سائیں،آپ کو بہت یاد کیا میں نے!شکر ہے آپ آگئے۔میں بہت خوش ہوں سچی!وہ خوشی سے لبریز آواز میں بولی تو میر سالار نے جذب سے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔اس پل وہ بھی جیسے سب کچھ بھولنے لگا تھا۔رگ وپے میں ایک عجیب سا سکون سرائیت کرنے لگا۔مرحا کا نرم وگداز سا سراپا الگ اس کے وجود میں ارتعاش پیدا کرنے لگا۔بے ساختہ اس نے اسے خود میں مزید بھینچ لیا ساتھ ہی اس کی پیشانی چومتے ہوئے اسے خود سے علیحدہ کیا جبھی مرحا کو اس کے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔اس کے لمبے قد کے باعث وہ اس ہستی کو نہ دیکھ سکی اس لئے دوسری جانب سے گھوم کر وہ جیسے ہی سامنے آئی اپنے مقابل کھڑی زوفا کو دیکھکر حیرت کی زیادتی سے اس کی چیخ نکل گئی۔منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بے یقینی سے زوفا اور اس کے حال کو دیکھ رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"زوفابی بی آپ یہاں؟اللہ خیر کرے، یہ آپ کو کیا ہوا ہے زوفابی بی؟منہ سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے وہ روہانسی ہو کر کہتی زوفا کی جانب لپکی اور اسے گلے سے لگالیا۔

وہ زوفا کے گلے سے لگی ہوئی تھی جبکہ میر سالار اب گہرا سانس بھرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ملازمہ بھی خاموش کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔دوسری جانب زوفا کی آنکھیں اس قدر اپنائیت پر نم سی ہونے لگیں۔مرحا کوئی جواب نہ پاکر اس سے علیحدہ ہوئی تو اس کی پر نم آنکھیں دیکھکر مزید الجھ سی گئی۔

"کیا بات ہے زوفابی بی؟آپ کو چوٹ آئی ہے یا کسی نے آپ پر تشدد کیا ہے۔خدا کیلئے کچھ تو بتائیں؟وہ حیران پریشان سی زوفا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتی بولی۔اس کی بے چینی عروج پر تھی۔زوفا کو اس حال میں دیکھکر اسے بہت دکھ پہنچا تھا۔آخر اتنی پیاری لڑکی کیساتھ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟یہ سوچ اس کے دکھ میں مزید اضافے کا سبب بن رہی تھی۔

"مرحا فلحال اسے آرام کرنے دو اور خود بھی کرو!رات بہت ہو گئی ہے۔صبح بات کر لینا ویسے بھی زوفا اب یہیں رہے گی ہمارے پاس!!!اس سے پہلے کہ زوفا کچھ بولتی،میر سالار نے سنجیدگی سے مرحا کو تنبیہہ کی۔جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سیکنڈ کے اندر زوفا سے سب کچھ اگلوالے۔وہ بے بسی سے میر سالار کو دیکھ کر رہ گئی۔

"زوفا تمہارا جو بھی کھانے کا دل ہو بلا جھجک اسے کہہ دو پھر یہ تمہیں تمہارا کمرہ دکھادے گی۔۔۔میر سالار نے بھرپور اپنائیت سے زوفا سے کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"نہیں میر ادامیں نے کھانا کھالیا تھا۔بس نیند آرہی ہے زرا۔۔۔مرحا تم سے انشاءاللہ کل بات کروں گی۔ابھی تم بھی جاؤ آرام کرو!زوفا نے میر سے کہتے ہوئے مرحا کا گال پیار سے سہلا کر اسے تسلی دی تو وہ بھی سمجھتے ہوئے آہستگی سے مسکرادی تاہم اس کی الجھن ابھی بھی اپنی جگہ ہی تھی۔پھر ملازمہ کے ہمراہ وہ بھی اسے اس کا کمرہ دکھانے چلی گئی جبکہ میر سالار بھی طمانیت کا سانس لیتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ دیر میں وہ قدرے پھولے ہوئے منہ کیساتھ واپس آئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔پچھلے دو روز سے یہ کمرہ اب اس کا اور میر سالار کا مشترکہ کمرہ بن چکا تھا۔تمام تر حق کیساتھ اپنی تمام چیزیں اب اس نے یہاں شفٹ کر لی تھیں۔

میر سالار شاید چینج کرنے کی غرض سے ڈریسنگ روم میں چلا گیا تھا۔وہ جان بوجھ کر آنکھیں بند کئے سونے کا دکھاوا کرتی کروٹ بدل گئی۔کچھ پل یونہی گزر گئے،پھر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر مرحا کی تمام سماعتیں اسی جانب لگ گئیں۔

وہ باہر نکلا تو سامنے اسے کروٹ کے بل لیٹا دیکھکر بے اختیار اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔وہ جانتا تھا وہ تجسّس کے مارے پاگل ہو رہی ہے۔مگر فلحال وہ نہیں چاہتا تھا کہ زوفا کے تمام زخم پھر سے ادھڑ جائیں دوسری بات رات بھی کافی ہو گئی تھی مگر ان محترمہ کے پلے کوئی بات پڑتی تو نہ انہیں سمجھ آتا۔۔!!!

مرحا!موبائل کو چارجنگ پر لگاتے ہوئے اس نے گمبھیر آواز میں اسے پکارا مگر جواب بے سود!

تم اتنی جلدی اتنی بے خبری بھری نیند تو نہیں سکتیں مسز!ناممکن!وہ مسکراہٹ دبا کر اس سے کہتا ہوا کمرے کی لائٹ آف کر کے بیڈ پر آلیٹا ساتھ ہی احتیاط سے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا تو کٹی ہوئی شاخ کی مانند اس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کی پشت میر سالار کے سینے سے آ لگی۔تاہم چہرے کا رخ ابھی بھی اس کی جانب نہیں کیا تھا اور نہ اپنی بند آنکھیں کھولیں تھیں۔کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کی روشنی میں وہ اس پر جھک کر نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب کر کے بغور اس کا چہرہ دیکھنے لگا جس کی لمبی پلکیں اب لرزنے لگی تھیں۔

"تم ہو تو بلا کی بیوقوف یہ تو مجھے پہلے سے ہی معلوم ہے، مگر ایکٹنگ میں بھی صفر ہو تمہاری اس خاصیت کا آج پتہ چلا ہے! وہ شرارت آمیز لہجے میں کہہ کر اس کی ننھی منّی سی ناک چومتے ہوئے بولا تو وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔منہ مزید پھول گیا۔

"جی نہیں میں بہت اچھی ایکٹنگ کر لیتی ہوں! غصّے سے لال ہوتے ہوئے کہا گیا تو میر سالار کا بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔

"یعنی مسز میں صحیح تھا۔تم واقعی نیند میں نہیں تھی! رائٹ؟ میر نے ابرو اچکا کر اس کی ہرنیوں جیسی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں سچ میں نیند میں ہوں، دیکھیں۔۔!! اس نے خفگی سے کہتے ہوئے اپنی آنکھوں کی جانب اشارہ کیا۔

"دیکھ ہی تو رہا ہوں! میر سالار نے معنی خیزی سے اس کے سراپے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بری طرح سے سٹپٹا سی گئی۔چہرہ شرم کے باعث سرخ سا ہونے لگا مگر اپنا بھرم رکھنے کیلئے کچھ نہ کچھ ٹرٹر کرنا بھی اس کے لئے ضروری تھا۔

"ایک تو میں جاننا چاہتی ہوں کہ زوفابی بی کی ایسی حالت کیوں ہے، اور اوپر سے آپ نے منع کر دیا۔میں ناراض ہوں! وہ اپنے شانے پر پھیلا اس کا بازو ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے منمنا کر بولی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"صبح تمہیں سب پتہ چل جانا ہے۔اب کوئی بحث نہیں !فلحال یہاں دیکھو! میر سالار نے اسی نرمی سے کہا ساتھ ہی اسے خود سے مزید قریب تر کر لیا۔شرم کے مارے مرحا کے ہاتھ پاؤں برف سے ہونے لگے۔وہ اس کے اس قدر قریب تھا کہ دھڑکنوں سے دھڑکنوں کی تال آپس میں ٹکرانے لگی تھیں۔مرحا کانوں کی لوؤں تک سرخ ہو گئی۔ اس کی جانب دیکھنا تو دور وہ نظر بھی نہ اٹھا سکی۔

"آپ ک کیا کر رہے ہیں سائیں ! وہ اس کے کشادہ سینے میں سر دیئے کانپتی آواز میں بولی۔اس شخص کی قربت میں اس کے ہوش و حواس مختل سے ہونے لگتے تھے۔اب بھی یہی حال ہو رہا تھا۔

"فلحال تو کچھ نہیں، تمہاری صحت میرے لئے دشمنِ جاں جو بنی ہوئی ہے۔بس تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم صرف میری ہو ! بوجھل سرگوشی اس کے کانوں میں کرتے ہوئے اس نے اس کا چہرہ سامنے کیا اور پوری شدت سے اس کے تپتے گالوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو اس کی سانسوں کی تپش سے مرحا کا پور پور سلگنے لگا۔آنکھوں میں حیا کی سرخی لئے وہ میر سالار کو دیکھنے لگی جو محبت پاش نظروں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس کی نگاہوں کے تقاضے ایسے تھے کہ وہ نظریں چراتے ہوئے جھینپ سی گئی۔

"اور آپ کس کے ہیں؟اس کے کالر پر نگاہیں ٹکائے اس نے آہستگی سے سوال کیا۔

"صرف تمہارا ! عقیدت سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے سالار جذبات سے چور لہجے میں بولا۔اس اقرار پر مرحا کے دل کی حالت عجیب سی ہو گئی۔پورے جسم میں سکون کی ایک لہر سرائیت کر گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم اگر میری طرف دیکھو گی تو ہر گز کوئی مضائقہ نہیں ہے اس میں؟ میر سالار نے اس کی شرم محسوس کر کے شرارت آمیز لہجے میں ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ زرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے کہا تو اس نے آنکھیں ہی بند کر لیں۔

"اگر تم نے آنکھیں نہیں کھولیں تو پھر بعد میں مجھ سے شکوہ مت کرنا! دیٹس اٹ!!! میر سالار کی دھمکی کام آگئی تھی اس نے آنکھیں کھول کر اس کی سمت دیکھا تو وہ دھیرے سے ہنس دیا۔ مرحا جز بز سی ہو گئی۔

"میر سائیں پلیز مجھے آپ سے بہت شرم آرہی ہے! وہ قدرے بے چارگی سے بولی تو سالار کندھے اچکا گیا۔

"تو؟ ویسے بھی یہ تمہارا ڈیپارٹمنٹ ہے میرا نہیں! بے نیازی سے کہہ کر وہ شہادت کی انگلی اس کی پیشانی سے کھینچتا ہوا گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند لرزتے ہونٹوں تک لے آیا۔ مرحا کی سانسوں کی رفتار تیز جبکہ دھڑکنیں بے قابو سی ہونے لگیں۔ اس نے احتجاجاً کانپتا ہوا ہاتھ اٹھا کر میر سالار کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انداز میں معصوم سی مزاحمت تھی۔ میر سالار اس کی مزاحمت کو یکسر نظر انداز کر کے اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں بھینچ کر بے خود انداز میں اس کے نازک ہونٹوں پر جھک گیا۔ اس قدر شدت سے کہ مرحا کے حواس جواب دینے لگے تھے۔ سانسیں الگ بے ترتیب! ایسا لگتا تھا جسم کے ہر مسام سے پسینہ بہہ نکلا ہو! جسم میں ہلنے کی سکت تک باقی نہ رہی تھی۔

وہ بے دم سی پلکیں موندے اس کی گستاخیوں کو محسوس کر رہی تھی۔ کچھ ثانئے بعد وہ زرا سا پیچھے ہٹا اور خمار آلود آنکھوں سے اسے دیکھا جو چھوئی موئی اور قدرے نڈھال سی تھی۔

"اب سو جائیں مسز! ورنہ میرا خود پر رہا سہا کنٹرول بھی ختم ہو جائے گا! سالار نے گہری نگاہوں سے اس کے حسین چہرے پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا تو مرحا یکلخت جیسے ہوش میں آئی۔ دوسرے ہی پل وہ اس کا بازو ہٹاتی اچھل کر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بیڈ کے کونے میں جا لیٹی! چہرے سے گویا بھاپ نکل رہی تھی! میر سالار کی والہانہ نگاہیں خود پر محسوس کر کے اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ سائیڈ لیمپ کی روشنی گل کر کے میر سالار سیدھا لیٹ گیا۔

"یہ تم کس خوشی میں اتنے کنارے پر جا لیٹی ہو؟ ادھر آؤ! کمرے کی خاموش فضا میں میر سالار کی آواز گونجی تو وہ جو ہاتھوں میں چہرہ چھپائے لیٹی ہوئی تھی۔ ہاتھ ہٹا کر کمرے میں پھیلی تاریکی کو دیکھا۔

"آ رہی ہوں سائیں پلیز، نیند آ رہی ہے! وہ شرم سے چور آواز میں کہتی زرا سا بیچ میں کھسک آئی۔ تاہم فاصلہ برقرار ہی رکھا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔ میر سالار بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کھل کر مسکرا دیا ساتھ ہی خود بھی آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گیا تھا۔

❤❤❤❤❤

صبح کے سات بجنے کو تھے۔ حسبِ معمول بڑی حویلی میں سب ناشتے کی میز پر اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے۔ مُنّی (ملازمہ) جو س کا جگ رکھنے کو آئی تو مورے نے اسے پکارا وہ ان کی کرسی کے نزدیک چلی آئی۔

"وہ مہارانی کدھر ہے ہوں؟ انہوں نے پاٹ دار لہجے میں استفسار کیا۔

"پتہ نہیں شاہ بی بی، وہ تو آج حویلی نہیں آئی جی؛ منّی نے ڈرتے ڈرتے بتایا تو مورے کے ماتھے پر ان گنت بل پڑ گئے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیوں نہیں آئی؟ کیا اسے خاص طور پر پیغام بھیجا جائے گا۔ جا بلا کر لا اسے فوراً سے پیشتر! تیز لہجے میں دنیا جہاں کا تکبر بھرا ہوا تھا۔ منّی سر ہلاتے ہوئے فوراً حکم کی تکمیل کو بھاگی۔ کچھ منٹ بعد وہ اکیلی ہی وہاں آئی تھی۔ مورے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"شاہ بی بی وہ زوفا تو اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے جی نہ ہی حویلی میں کہیں موجود ہے! میں نے باقیوں سے بھی پوچھا ہے! منّی نے باقی ملازمین کا حوالہ دیتے ہوئے مورے کو اطلاع دی۔

"کیا مطلب کہیں نہیں ہے۔ کیا بکواس کر رہی ہو ہاں؟ وہاج شاہ نے کھا جانے والے انداز میں پوچھا۔ منّی مزید ڈر گئی۔

"س سچ کہہ رہی ہوں شاہ سائیں، وہ نہیں موجود ہے کہیں بھی! اس نے کپکپاتی آواز میں دوبارہ اپنی بات دہرائی۔ باقی سب بھی اس خبر پر حیرانگی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ خبر ان سب کیلئے صبح کی تازہ ترین خبروں میں سے ایک تھی! البتہ سکندر شاہ خاموش ہی رہا تھا چونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ نہ بھی بتائے پھر بھی سچ سے پردہ اٹھ ہی جانا ہے۔ سو خاموشی ہی بہتر تھی۔ ویسے بھی وہ اپنا اس بابت کچھ بول کر اپنے لئے شامت کو آواز نہیں دینا چاہتا تھا۔

"جاؤ منتہا! تم چیک کر کے آؤ کدھر ہے وہ منحوس ماری! مل جائے تو اسے میری خدمت میں حاضر کرو! مورے نے منتہا سے کہا تو وہ میز سے اٹھ کر مُنّی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی خود ڈائننگ روم سے باہر نکل گئی۔

"ناشتہ ختم کرو سب، وہ آجاتی ہے ابھی! مورے ان سب سے کہتی خود ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

منتہا کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی تھی اس دوران ان سب نے ناشتہ بھی کر لیا تھا۔ وہ آئی تو چہرے پر از حد مایوسی چھائی ہوئی تھی!

"مُنّی ٹھیک کہتی ہے مورے، وہ کمبخت کہیں نہیں ملی! منتہا نے دانت پیستے ہوئے کہا تو مورے سمیت وہاج شاہ بھی جھٹکے سے اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کہاں جاسکتی ہے وہ آخر! حویلی میں اس کی غیر موجودگی اس بات کی گواہ ہے کہ وہ یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو چکی ہے! کس نے مدد کی اس کی، آخر کون ہے وہ! خود ہی سامنے آجائے ورنہ اس کا انجام موت سے بھی بدتر ہو گا۔ وہاج شاہ دہاڑتے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر نکلے۔ مورے بھی تن فن کرتی ان کے پیچھے نکلیں۔ حفضہ بیگم کا چہرہ غصے کی شدت سے لال ہوا جارہا تھا یہی حال ان کی اولادوں و منتہا کا بھی تھا۔ باقی سارے بھی اپنی اپنی جگہ حیران تھے۔ سکندر شاہ ناشتے کے بعد ڈیرے پر چلا گیا تھا۔

"برآمدے کے تخت پر بیٹھتے ہوئے وہاج شاہ نے تمام ملازمین کی فوج کو اپنے سامنے اکھٹا کیا۔ وہ سارے دو قطار بنائے کھڑے انتہائی سہمے ہوئے اور ہراساں لگ رہے تھے۔

"جیسا کہ تم سب کو پتہ ہے کہ وہ لڑکی زوفا حویلی سے غائب ہے۔ آخر یہاں سے نکلنے میں اس کی مدد کس نے کی؟ بہتر ہے خود ہی اقرارِ جرم کر لو ورنہ بے موت مارے جاؤ گے! سفاک لہجے میں کہہ کر انہوں نے ان تمام کو وارننگ دی تو وہ سب خوف کی شدت سے کانپنے لگے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں، قسم سے ہمیں نہیں پتہ جی، خدا کیلئے ہماری جان بخشی کر دیں! شبانہ بی گھگھیا کر بولیں۔ وہاج شاہ و مورے کی سفاکیت سے یہاں کا بچہ بچہ واقف تھا۔

"خاموش بدبخت عورت! ہمیں پورا یقین ہے کہ تم میں سے ہی کسی نے مدد کی ہے اس کی! بنا کسی مدد کے وہ یہاں سے نکل ہی نہیں سکتی! ایک منٹ کے اندر بتاؤ ورنہ تم سب کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔ وہ دہاڑتے ہوئے بولے تو مورے نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"اگر جان پیاری ہے تو منہ کھول دو۔ ورنہ ہماری دی گئی سزاؤں سے تم سب واقفیت رکھتے ہی ہو گے! مور نے نے سخت لہجے میں کہا تو وہ سب بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جبھی راکھی ہمت کر کے دو قدم آگے بڑھ آئی۔ سب کی سوالیہ نظریں اس پر ٹک گئیں۔

"شاہ بی بی میں نے رات میں آخری بار میر سائیں کو اس کمرے کے پاس کھڑا دیکھا تھا جی پھر میں کام ختم کر کے سونے چلی گئی۔ مجھے مزید کچھ نہیں پتہ جی! سہمی ہوئی راکھی نے ہاتھ جوڑ کر بتایا اور دانستہ اس نے کھانے والی بات نہیں بتائی کیونکہ اسے پتہ تھا اس کی بھی شامت آ جانی ہے! لیکن اپنی جان بچانے کیلئے اسے آدھا سچ بتانا ہی تھا۔ دوسری جانب اس انکشاف پر ان سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اوہ! یہ خیال مجھے پہلے کیوں نہیں آیا! یہ کام اس گستاخ کے علاوہ بھلا اور کون کر سکتا ہے! یقیناً اس نے ہی یہ کیا ہے۔ اس کی یہاں غیر موجودگی اس بات کی گواہ ہے کہ اس نے ہی اس لڑکی کی یہاں سے نکلنے میں مدد کی ہے! شک و شبہات کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اسے ساتھ وہی لے گیا ہے!!! وہاج شاہ چنگھاڑتی آواز میں بولے۔ غصّے کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

شدت سے ان کا چہرہ تھرا رہا تھا۔یہی حال مورے سمیت حفضہ بیگم ومنتہا وغیرہ کا تھا۔باقی سارے ابھی سچویشن کر سمجھنے کی کوشش میں تھے جس میں سرِفہرست حرم بھی تھی۔

"بالکل صحیح کہا آپ نے سائیں! سالار کے الاوہ یہاں کوئی اس حد تک گستاخ وبد تمیز نہیں ہے۔اس نے ہی یہ کیا ہے۔کیوں سائرہ صحیح کہہ رہی ہوں نا؟مورے نے سائرہ بیگم کو بری طرح گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ جو پہلے ہی حیران پریشان تھیں مزید خبط الحواس ہو گئیں۔

"مورے ہو سکتا ہے میر اپنے کمرے میں سو رہا ہو! اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے مورے! سائرہ بیگم نے دھیمے لہجے میں اپنی بات کہی۔

"ٹھیک ہے پھر اتنا ہی یقین ہے تو تمہاری بات بھی رکھ لیتے ہیں! جا شنّو جا دیکھ کے آ میر اپنے کمرے میں موجود ہے یا نہیں! انہوں نے ملازمہ کو حکم دیتے ہوئے کاٹ دار نظروں سے سائرہ بیگم کو دیکھا جن کے چہرے پر مزید ہوائیاں اڑنے لگیں تھیں۔زیشان شاہ بھی پیشانی مسلتے ہوئے ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگے جبکہ وہاج شاہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بگڑے تاثرات کیساتھ ملازمہ کا انتظار کرنے لگے۔کچھ دیر کے بعد شنّو واپس آئی اور میر سالار کی غیر موجودگی کی خبر دی تو مورے کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ وہاج شاہ غصّے سے بارود ہوتے اٹھ کھڑے ہوئے۔سائرہ بیگم روہانسی سی ہونے لگیں۔

"زیشان اس بار تمہارے بیٹے نے تو تمام تر حد ہی پار کر دی ہیں۔بہت ہمدردی کا بخار چڑھا ہوا ہے نا اسے،،،بہت برا ہو گا زیشان اسے باور کرا دینا۔ہمارے عتاب سے آج تک نہ کوئی بچا ہے نہ بچ سکے گا۔سمجھے تم! یہ حرکت کر کے اس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نے حویلی کی روایات پر تمانچہ مارا ہے۔اچھا نہیں کیا اس نے زیشان۔بہت برا کیا ہے اس نے!!!انہوں نے غرا کر کہتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھا کر زیشان شاہ کو باور کرایا تو ان کا چہرہ شدّتِ ضبط سے مزید سرخ ہو گیا۔

اس کے بعد وہاج شاہ دھم دھم کرتے وہاں سے نکل گئے۔مورے بھی تنتناتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب ہو لیں۔ باقی سارے بھی دھیرے دھیرے منظر سے ہٹنے لگے۔زیشان شاہ نے اپنے کمرے کا رخ کر لیا تھا۔میر سے ان کی ناراضگی میں آج مزید اضافہ ہو چکا تھا۔حفضہ بیگم طیش کے عالم میں بپھرتے ہوئے سائرہ بیگم کے نزدیک آئیں۔

"سائرہ تمہارے بیٹے سالار نے آج جو حرکت کی ہے وہ نا قابلِ معافی ہے۔ہم سب کو یقین ہے وہی لے گیا ہے اسے!میرے بیٹے کے قاتل کی بہن کو تمہارے بیٹے نے قید سے رہائی دلوا کر بہت غلط کیا ہے سائرہ۔اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہو گا۔۔۔!!حفضہ بیگم کی اونچی و سخت آواز آخر میں بھرا سی گئی۔ساتھ ہی وہ خود بھی وہاں سے نکل گئیں۔ سائرہ بیگم اپنے گھومتے سر کو ہاتھوں میں تھامے تخت پر ڈھے سی گئیں۔ان کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔

صبح تقریباً ساڑھے آٹھ کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے موندی موندی آنکھوں سے اپنے بازو میں دیکھا جہاں میر سالار بے خبری بھری نیند میں تھا۔اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے رات کے وہ لمحات یاد آتے ہی مرحا کے پورے وجود میں برقی رو سی دوڑ گئی۔یہ شخص ایک ساحر تھا جس نے اسے مکمل طور پر بے بس کر کے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔نہ جانے کتنے پل گزر گئے اسے احساس تک نہ ہوا۔وہ یونہی سالار کے چہرے کو یک ٹک دیکھتی رہی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کچھ دیر یونہی گزارنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔فریش ہو کر وہ کمرے سے نکلی اور لاؤنج میں چلی آئی جہاں زوفا خاموشی سے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ٹی وی آن تھا مگر وہ اپنے ہی خیالات میں گم بیٹھی ہوئی تھی۔مرحا بغور اس کا گم صُم انداز نوٹ کرتے ہوئے ہلکے سے کھنکھاری تو زوفا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"صبح بخیر زوفا بی بی،رات کیسی گزری آپ کی؟وہ پیار سے پوچھتی اس کے نزدیک آ بیٹھی۔

"بہت اچھی الحمدللہ،زوفا نے ہلکی مسکراہٹ کیساتھ جواب دیا۔

آپ نے ناشتہ کیا؟مرحا نے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔چونکہ وہ جلدی ہی اٹھ گئی تھی تو بانو(ملازمہ)نے اس کا ناشتہ اسے تیار کر کے دے دیا تھا۔

"زوفا بی بی،اب صبر نہیں ہو رہا۔مجھے بتائیں آخر کس ظالم نے آپ کا یہ حال کیا ہے؟وہ بیقرار سی زوفا کا ہاتھ تھامے اس کے چہرے پر بکھرے جابجا نیل کو دیکھتے ہوئے بولی۔اس کے علاوہ اس کی گردن اور ہاتھوں پر بھی زخم کے نشانات موجود تھے۔یہ تو صرف ظاہری زخم تھے جو مرحا کو دکھائی دے رہے تھے۔اندرونی حصوں کے زخم دیکھکر شاید مرحا اپنے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھتی۔

"بڑی حویلی والوں نے۔۔۔!!زوفا نے آہستگی سے جواب دیا۔لہجہ یاسیت زدہ سا ہو گیا تھا۔مرحا اس کے جواب پر ساکن رہ گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیا؟؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں زوفابی بی؟ بڑی حویلی والوں نے آپ کا یہ حال کیوں کیا ہے آخر؟ خدارا مجھے تفصیلات سے آگاہ کیجئے!!! کچھ پل بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تو اپنے آنسوؤں پر بمشکل ضبط کرتی زوفا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر پوچھا تو زوفا نے آہستہ آہستہ تمام روداد سنا ڈالی۔

مرحا حقیقت سے آگاہی کے بعد ساکت سی بیٹھی تھی۔ اس کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔

"بڑی حویلی والے اس قدر سفاک ذہن تھے کہ انہوں نے اپنوں کو بھی نا بخشا؛! سوچتے ہوئے اس نے دکھ سے زوفا کو دیکھا جو اپنے آنسو پیئے جا رہی تھی۔ مرحا نے بے اختیار اسے گلے لگا لیا۔ زوفا بے اختیار سسک اٹھی۔

"آپ فکر نہ کریں زوفابی بی، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سائیں ہیں نا وہ سب ٹھیک کر دیں گے۔ میں آپ کے لئے بہت دکھی ہوں۔ اللہ پاک آپ کی زندگی میں ڈھیروں خوشیاں لے آئے۔ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب ایک روز آپ کی زندگی سے بھی تمام غم رخصت ہو جائیں گے۔۔۔!!! وہ دھیرے دھیرے اس کی پشت سہلاتی نم آواز میں اسے تسلیاں دینے لگی۔ اس کی آواز میں اس قدر نرمی و محبت تھی کہ زوفا کے دل کو جیسے سکون سا ملنے لگا۔ وہ مرحا سے الگ ہوئی اور اس کی پیشانی چوم لی۔ ساتھ ہی اپنے گالوں پر ڈھلک آئے آنسوؤں کو انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا۔

"تم بہت معصوم ہو مرحا! وہ اس کے گالوں پر چٹکی بھرتے ہوئے پیار سے بولی تو مرحا جھینپ سی گئی۔

"اور آپ بھی!! وہ زوفا کا ہاتھ گرمجوشی سے اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے بولی۔

"ایک بات کہوں! زوفا نے اجازت چاہی

"ہاں بولیں نا زوفابی بی! مرحا نے فوراً کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم آج سے مجھے زوفا ہی کہا کرو گی اور آپ جناب سے کام نہیں چلے گا بلکہ تم مجھے "تم" ہی پکارا کرو گی! زوفا نے اپنائیت سے کہا تو مرحا حیران رہ گئی۔

'ال لیکن میں تو ہمیشہ، میرا مطلب؛ وہ جھجھکتے ہوئے بولی تو زوفا نے حوصلہ آمیز مسکراہٹ کیساتھ اسے دیکھا۔

'پہلے کی بات اور تھی۔اب سچویشن مختلف ہے۔ تم مجھے زوفا پکارو گی تو مجھے بہت خوشی ہو گی اور اچھا بھی لگے گا پلیز مرحا!! زوفا نے اصرار بھرے لہجے کہا۔

چلیں ٹھیک ہے اب سے میں آپ کو آپ کے نام سے ہی پکاروں گی! مرحا نے دوبارہ سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتاؤ! میرا دا کیساتھ خوش ہو نا؟ زوفا نے پشت پر اس کی لمبی چٹیوں کو جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔ لہجہ چھیڑتا ہوا تھا۔

"بہت خوش ہوں وہ بہت اچھے ہیں! مرحا نے کھلے ہوئے چہرے کیساتھ کہا۔

"اچھا جی، لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دو کہ کتنے اچھے ہیں!!! زوفا نے اسے گدگدی کرتے ہوئے پوچھا تو وہ کھلکھلا اٹھی۔ اس کے جگمگاتے چہرے کو دیکھکر زوفا نے بے اختیار اس کی نظر اتاری۔ جبھی بانو ناشتہ لے آئی تھی۔اس نے زوفا سے کہا مگر وہ انکار گئی۔وہ الریڈی ناشتہ کر کے فارغ ہو چکی تھی۔مرحا زوفا سے ادھر ادھر کی ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے خود بھی ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دن کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ایس پی حسن بے چینی سے ہاسپٹل کے کاریڈور میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔بی جان کی طبیعت آج پھر گڑبڑ ہو گئی تھی جس کے پیشِ نظر انہیں فوری طور پر ہاسپٹل داخل کرانا پڑا تھا۔ وہ سخت ٹینشن میں مبتلا تھا۔اس کے لئے دنیا میں ایک واحد رشتہ بی جان کا ہی تو بچا تھا۔ماں باپ کی وفات کے بعد بی جان و دادا جان نے اسے نہایت شفقت و محبت سے پالا تھا۔پھر دادا جان کی ابدی جدائی کے بعد اب اس کے پاس صرف بی جان ہی تھیں جو اس کی سب کچھ تھیں۔چونکہ اس کے والد صاحب اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے سو کسی اور رشتے کا آسرا بھی ساتھ نہ تھا۔رہ گئے ننھیال والے تو وہاں بھی قِصّہ تقریباً سیم ہی تھا۔اس کی ماں بھی اپنے والدین کی ایک ہی بیٹی تھی۔ایک بیٹا تھا جو والدین کی وفات کے بعد فیملی سمیت بیرون ملک شفٹ ہو گیا تھا۔اپنے اکلوتے ماموں سے بھی اس کا رابطہ نہ ہونے کے برابر تھا۔اس کی زندگی میں صرف ایک ہی مخلص دوست تھا"میر سالار؛اس کے علاوہ اس کا کوئی دوست نہ تھا۔لوگوں سے شناسائی ایک طرف مگر اس کا جگری دوست میر سالار ہی تھا۔

وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامتے ہوئے کاریڈور میں موجود چیئر پر آ بیٹھا۔اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔بی جان کو کوئی بڑی بیماری لاحق نہ تھی بس وہ تنہائی کے اس روگ سے اکتا سی گئی تھیں۔وہ بھی کام کے سلسلے میں دو،چار روز گھر سے دور رہتا تھا۔ایسے میں بی جان بہت زیادہ وحشت زدہ سی ہو جاتی تھیں۔کئی بار انہوں نے اس سے کہا کہ "حسن تم شادی کر لو،تاکہ میری تنہائی بھی کچھ دور ہو؛مگر وہ ہر بار ٹال جاتا تھا کیونکہ فلحال وہ ابھی شادی کے جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس وقت بی جان ائی۔سی۔یو میں موجود تھیں۔ڈاکٹر کے مطابق وہ کسی ٹینشن میں تھیں۔ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ "انہیں ہر قسم کی پریشانیوں سے دور رکھا جائے وگرنہ ان کو خدانخواستہ ہارٹ اٹیک یا برین ہیمرج کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے"۔یہ سننے کے بعد حسن کی فکر میں مزید اضافہ ہو گیا۔

نہ جانے کتنی دیر وہ اسی زاویئے پر بیٹھا رہا پھر چیئر سے اٹھ کر دوبارہ چکر کاٹنے لگا۔جبھی فون کی رنگ پر اس نے پاکٹ سے فون نکالا تو میر سالار کا نمبر سکرین پر دیکھ کر فون ریسیو کر کے کان سے لگایا۔

"یار حسن تو کدھر ہے؟میں واپس آگیا ہوں۔اور بتا سب خیریت ہے نا؟میر سالار نے فون ریسیو ہوتے ہی پوچھا! آواز سے ایسا لگتا تھا وہ ابھی ابھی سو کر اٹھا ہے۔

"سالار یار بی جان کی طبیعت دوبارہ خراب ہو گئی ہے میں انہیں ہاسپٹل لایا ہوں! حسن نے اداسی سے کہا۔

"واٹ؟اگین؟تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟کس ہاسپٹل میں ہو نام بتاؤ! میں ادھر ہی آرہا ہوں! میر سالار کو یہ خبر سن کر جھٹکا لگا تھا۔فوراً ہاسپٹل وغیرہ کا نام پوچھتے ہوئے اس نے فون کٹ کر دیا۔حسن دوبارہ چیئر پر بیٹھتے ہوئے سالار کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔

وہ کل آٹھ افراد سر جھکائے وہاج شاہ کے روبرو کھڑے تھے۔وہاج شاہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے خشمگیں نگاہوں سے انہیں گھور رہے تھے۔اس وقت ڈیرے پر سکندر شاہ بھی وہاج شاہ سمیت موجود تھا۔

وہ بھی چارپائی پر بیٹھا خاموشی سے وہاج شاہ کے کچھ بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

ہاں تو بتاؤ تم سب؛ کچھ پتہ چلا اس شیطان (صارم) کے بارے میں؟ کدھر ہے وہ؟ انہوں نے ایک نظر سکندر شاہ پر ڈالتے ہوئے ان سب کو تیز نظروں سے گھورا۔

"ن نہیں سائیں، ہماری تلاش جاری ہے۔ مگر ابھی اس کا کچھ پتہ نہیں لگ سکا!!! اس میں سے ایک آدمی نے انکساری سے کہا۔

"تم سب کے سب نامرد ہو! ایک کام دیا تم سب کو وہ بھی پورا نہیں کر سکے کمبختوں! رعونت سے ایک آدمی کے پاؤں پر زوردار ٹھوکر مارتے ہوئے وہ دہاڑے۔ وہ آدمی وہاج شاہ کے قدموں میں گر پڑا اور ہاتھ جوڑے رحم کی بھیک مانگنے لگا۔

"دادا سائیں درست فرما رہے ہیں آخر تم سب کر کیا رہے ہو؟ ایک آدمی کی تلاش میں آٹھ آدمی جھک مار رہے ہیں! یہ کسی مذاق سے کم نہیں لگتا! سکندر شاہ بھی طنز کرنے سے باز نہ آیا۔ جبکہ وہ سارے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"سائیں، ایک موقع اور دیں۔ وہ بہت جلد مل جائے گا۔ ہماری محنت ضائع نہیں ہو گی! ایک نے کپکپاتی آواز میں اپنی بات کہی تو وہاج شاہ کے تاثرات کچھ اور حقارت سے پُر ہو گئے۔

"تم سب بیکار و ناکارہ ہو! میں کہتا ہوں کہ صارم شاہ اگر پاتال میں بھی ہو تو مجھے وہ چاہیئے۔ یہ کام چاہے ایک موقع لے کر کرو یا ہزاروں مواقع،، مگر وہ مجھے زندہ چاہیئے سمجھے! وہ دہاڑتے ہوئے بولے تو سکندر شاہ بھی ان کی تائید کرتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"دادا سائیں، میں حویلی جارہا ہوں! امید ہے ان سب کا دماغ آپ بہت اچھے طریقے سے درست کریں گے! درشتگی سے کہتا ہوا وہ حویلی جانے کے لئے ڈیرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ وہاج شاہ نے محتاط نظروں سے دروازے کی سمت دیکھا اور پھر ان سب کو دیکھا جو آنکھوں میں سوال لئے کھڑے تھے۔ گویا پوچھ رہے ہوں اب ہمارے لئے کیا حکم ہے!

میری بات غور سے سنو تم سب! وہاج شاہ کا لہجہ پر اصرار قسم کا تھا۔ چونکہ سکندر کے سامنے صارم والا ڈرامہ تو ختم ہو چکا تھا سو اب وہ مدّے کی بات پر آئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سکندر شاہ زوفا میں دلچسپی نہیں رکھتا، اس لئے وہ زوفا کے متعلق کوئی بھی بات اس کے سامنے نہیں کرنا چاہتے تھے۔

سکندر ابھی دو قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اس کی سماعتوں تک وہاج شاہ کے یہ الفاظ پہنچے۔ نامحسوس طریقے سے وہ ایک بار پھر دروازے کے قریب آیا۔

"جی حکم سائیں! ایک آدمی کی گھگیائی ہوئی آواز نکلی۔

"تم سب ابھی اور اسی وقت شہر کے لئے روانہ ہو جاؤ، میر کے فارم ہاؤس سے مجھے وہ لڑکی زوفا ہر قیمت پر آج کے آج ہی چاہئے۔ میر تو ویسے بھی کام کے سلسلے میں فارم ہاؤس سے دور رہتا ہے۔ امید ہے تم سب یہ کام بخوبی کر لو گے، اور کان کھول کر سن لو اگر نہ کر سکے تو تم سب کے مقدر میں وہاج شاہ کے ہاتھوں ہی موت لکھی ہے۔ سمجھ گئے میری بات؟ کوئی بیوقوفی ہرگز مت کرنا پہلے پتہ کرنا آس پاس سے کہ وہ فارم ہاؤس پر موجود ہے یا نہیں،، اس کی غیر موجودگی میں جانا تاکہ لڑکی بآسانی ہاتھ آسکے۔ اور بات سنو اس کے محافظوں نے اگر حملہ کیا تو خود بھی شیروں کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

طرح جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہاں سے لڑکی کو لے کر فرار ہو جانا۔اگر ایسا نہ ہوا تو بہت برا ہو گا۔۔۔!!!وہ غرا کر بولے تو وہ ان سب نے بیک وقت اثبات میں سر ہلایا۔

دوسری جانب سکندر تک وہاج شاہ کا ایک ایک لفظ پہنچ چکا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ سب باہر نکلتے سکندر شاہ تیز قدموں سے خود ڈیرے سے باہر نکل آیا اور ڈیرے کے باہر موجود گاڑی میں آ بیٹھا۔اس کا ارادہ اب یہاں سے میل کی طرف جانے کا تھا۔گاڑی کو ڈیرے سے کچھ دور لے جا کر اس نے اپنی نظریں ڈیرے پر ہی جما دیں۔جبھی وہ سب بھی وہاں سے باہر نکلے۔سکندر شاہ بغور ان کو دیکھنے لگا۔

وہاج شاہ کے حکم کے مطابق وہ آٹھوں اسی وقت گاڑی میں سوار ہو کر شہر کی جانب روانہ ہو لئے تھے۔

"کیا مجھے یہ سب کچھ میر کو بتا دینا چاہئے؟یس!کیونکہ اس میں کہیں نہ کہیں میر ابھی فاعدہ ہے۔میں خود بھی نہیں چاہتا کہ زوفا اب یہاں آئے۔اسے لے کر میں اپنے اور حرم کے درمیان مزید ڈسٹربنس نہیں چاہتا!مجھے سالار کو آگاہ کرنا ہی ہو گا تاکہ وہ چوکنا رہے!سکندر شاہ نے سوچتے ہوئے ڈیش بورڈ سے فون اٹھایا ساتھ ہی میر سالار کا نمبر ڈائل کیا۔فون کی بجتی رنگ پر وہ دوسری جانب سے جواب کا انتظار کرنے لگا۔اسے پتہ تھا وہاج شاہ ابھی کچھ دیر ڈیرے پر ہی گزاریں گے اور وہ یہ کام یہیں نپٹا دینا چاہتا تھا۔اپنی خود غرضی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے یہ قدم اٹھایا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسا کر کے وہ زوفا کے لئے آسانیوں کی راہیں ہموار کر رہا ہے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر سالار بنا ناشتہ کئے ہی عجلت میں اب ہاسپٹل کیلئے نکلنے کو تیار تھا۔خود پر پرفیوم کا چھڑکاؤ کرنے کے بعد وہ آستینوں کے کف لگانے لگا جبھی مرحا چلی آئی۔

"سائیں آپ کدھر جا رہے ہیں؟ناشتہ نہیں کریں گے کیا؟مرحا اس سے پوچھتی ہوئی اس کے نزدیک آ کھڑی ہوئی۔

"نہیں! بہت لیٹ ہو جائے گا۔مجھے فوری نکلنا ہے۔میری دوست کی بی جان ہیں نا ان کی طبیعت ناساز ہے۔ان کی عیادت کو ہاسپٹل جا رہا ہوں! وہ اسے آگاہ کرتے ہوئے اپنا موبائل اٹھانے کو سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔

"میں بھی چلوں؟مرحا نے جلدی سے پوچھا مبادا وہ نکل نہ جائے۔اس سے پہلے کہ میر سالار کچھ جواب دیتا فون کی بپ پر اس کی جانب متوجہ ہوا تو سکرین پر سکندر شاہ کا نام دیکھ کر کچھ سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھا لیا۔

"ہاں بولو سکندر کیا بات ہے؟فون ریسیو کر کے وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔انداز عجلت بھرا تھا۔مرحا بھی اس کے پاس آ بیٹھی۔

"میر مجھے تم سے نہایت ہی ضروری بات کرنی ہے تم مصروف تو نہیں ہو؟دوسری جانب سکندر شاہ کی فکر مندانہ آواز پر وہ چونک سا گیا ساتھ ہی گھڑی کی سوئیوں کی جانب دیکھا جو اب پونے بارہ بجا رہی تھی۔

"ہاں دراصل مجھے فوری طور پر کہیں جانا ہے مگر تم اپنی بات کہو جتنی جلدی ہو سکے،میں سن رہا ہوں! میر سالار نے گہرا سانس بھر کر اسے اجازت دی۔دوسری جانب سکندر شاہ نے جو بات بتائی سن کر اس کے پیشانی شکن آلود ہو گئی ساتھ ہی چہرے کے اعصاب تن سے گئے۔مرحا ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہونہہ، یہ تو مجھے کہیں نہ کہیں پتہ تھا کہ وہاج شاہ صاحب اپنی اوقات دکھانے سے باز نہیں آئیں گے،، جیسے کہ پہلے بھی کئی مواقع پر وہ دکھا چکے ہیں! تم فکر نہ کرو اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مجھے ہرانا اتنا آسان نہیں ہے جتنا دادا سائیں نے سوچ کر رکھا ہے۔ آنے دو ان سب کو ان سے تو میں نمٹ لوں گا۔۔۔!! اس نے چبا چبا کر کہا

"تو تم نے کیا سوچا ہے سالار؟ سکندر شاہ نے جاننے کی کوشش کی

"جو سوچا ہے بہت جلد سب کو پتہ لگ جائے گا۔ فلحال میں کہیں جا رہا ہوں۔ خدا حافظ! دو ٹک انداز میں کہتے ہوئے اس نے فون کاٹ دیا۔ چہرے پر غصّے کی سرخی واضع تھی۔ بھینچے ہوئے تاثرات کے ساتھ اس نے نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر ٹکا دیں۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"سائیں سب خیریت تو ہے نا؟ مرحا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ اسے دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں سوچ کی گہری پرچھائیاں نظر آ رہی تھیں۔

"ہاں سب خیریت ہے! ایسا کرو تم اور زوفا میرے ساتھ ہاسپٹل چلو! آگے کیا کرنا ہے یہ وہیں طے پائے گا!!! اٹھو فوراً ورنہ اور بھی لیٹ ہو گا!! میں گاڑی میں تم سب کا انتظار کر رہا ہوں۔ وقت کا خیال رکھنا!! وہ جلد بازی میں حکم دیتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہیں؟؟ انہیں کیا ہو گیا!! مرحا اس کی بات پر حیران ہوتی زوفا کو اطلاع دینے چل دی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ملازم نے زوفا کی ضروریات کی تمام تر چیزیں لادی تھیں جسے وہ اب ملازمہ کے ہمراہ انہیں ان کی جگہوں پر سیٹ کرنے میں مصروف تھی کہ مرحا چلی آئی اور اسے سالار کا پیغام دیا تو وہ بقیہ کام ملازمہ کے سپرد کرتی شال لے کر مرحا کیساتھ باہر نکل آئی۔

میر سالار گاڑی میں بیٹھا فون پر مصروف تھا۔ان دونوں کے پچھلی سیٹ پر براجمان ہوتے ہی گاڑی فل اسپیڈ میں بھگاتے ہوئے وہاں سے نکلا۔اس کی اس طوفانی اسپیڈ پر وہ دونوں بے ساختہ مختلف دعاؤں کے ورد میں مصروف ہو گئیں۔ساتھ ہی ان کی نظریں باہری مناظر کو ملاحظہ کرنے میں مصروف تھیں۔

بی جان کے ہوش میں آنے کی اطلاع ملتے ہی گویا اس کے ہاتھوں ہفتِ اقلیم آ لگی۔انہیں اب آئی۔سی۔یو سے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا یعنی اب وہ ان سے مل سکتا تھا۔

اس کا دل بے ساختہ رب کے حضور سجدہ ریز ہو گیا جس نے اس کی بی جان کو نئی زندگی بخشی تھی۔وہ تیز قدموں سے روم میں داخل ہوا تو بی جان جو کہ اب مکمل ہوش میں آ چکی تھیں اسے دیکھکر خفگی سے منہ موڑ لیا۔وہ بیقرار سا ان کے قریب آ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"بی جان اب ایسا تو نہ کریں پلیز! آپ جانتی ہیں آپ میرے لئے سب کچھ ہیں۔اپنے لئے نہ سہی کم از کم میرے لئے تو اپنا خیال رکھیں؛! آپ کو پتہ ہے آپ ہارٹ اٹیک سے بچی ہیں اور یہ سن کر میں کس تکلیف سے گزرا ہوں اس کا اندازہ ہے آپ کو؟؟؟ وہ احترام بھرے انداز میں ان کے ہاتھ چومتا ہوا بے چارگی سے بولا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تو پھر کیوں نہیں مان لیتا میری بات بتا؟بی جان گردن موڑے موڑے ہی تنک کر کہا آواز آہستہ ہی تھی۔تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ کیا چاہتی ہیں بی جان ؟اس بار اس کا انداز شکستہ سا تھا۔وہ بی جان کو مزید اپنی وجہ سے کوئی صدمہ نہیں دینا چاہتا تھا۔

"تو تو ایسے پوچھ رہا ہے جیسے تجھے پتہ ہی نہ ہو کہ میں کیا چاہتی ہوں !بی جان نے اسے بری طرح گھورا تو وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

"اب آپ کا حکم سر آنکھوں پر ! حکم کریں !ایس پی حسن سر خم کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھ حسن، یہ تنہائی میری جان کا عذاب بن چکی ہے۔میں چاہتی ہوں تیرے نام سے جڑا جو وجود ہمارے گھر میں آئے اس کے دم سے وہاں رونقیں ہی رونقیں ہوں !میری یہ خواہش بے جا تو نہیں ہے۔تو آخر میری بات کیوں نہیں مان لیتا؟بی جان نے کمزور لہجے میں کہا۔آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔

"بی جان پلیز،اگر آپ کا ایک بھی آنسو گرا تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔۔!!وہ ان کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگاتا ہوا مصنوعی ناراضگی سے بولا تو بی جان نے جلدی سے آنکھیں صاف کر لیں۔

"تو اب بات بدل رہا ہے۔تو نے وعدہ تو کیا ہی نہیں !!بی جان نے اسے آنکھیں دکھائیں اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا اس کا فون بج اٹھا۔دوسری جانب میر سالار تھا۔اسے روم نمبر بتاتے ہوئے ایس پی حسن نے فون رکھ کر بی جان کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بی جان سالار آرہا ہے!!اس نے انہیں بتایا تو بی جان کا چہرہ کھل اٹھا۔انہیں حسن کا یہ دوست بہت پسند تھا۔وہ سر ہلاتے ہوئے دروازے کی سمت دیکھنے لگیں۔حسن نے ان کی پشت تکیئے کے سہارے لگا کر انہیں بٹھا دیا۔

میر سالار ان دونوں کیساتھ روم میں داخل ہوا تو حسن اٹھ کر گرمجوشی سے اس کے گلے جا ملا تاہم دھیان ابھی صرف میر سالار پر ہی تھا۔جبکہ زوفا اور مرحا بے اختیار اپنی شال کچھ اور درست کرتیں ان دو اجنبی چہروں کی جانب دیکھنے لگیں۔میر سالار بی جان کے پاس آیا اور جھک کر ان کا حال پوچھا تو وہ بے طرح نہال ہو گئیں۔اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے انہوں نے اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا!!ان کے انداز پر وہ مسکراتا ہوا سیدھا ہوا تو یکایک بی جان کی بھی نظر ان دونوں پر جا پڑی۔زوفا اور مرحا کے منہ سے بے اختیار سلام نکلا تو بی جان نے شفقت سے سلام کا جواب دیا۔

"یہ دونوں کون ہیں بیٹا؟بی جان نے پر شوق نظروں سے دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو مرحا نروس سی ہوتی میر کی اوٹ میں چھپ سی گئی۔زوفا بھی سٹپٹا کر ان کی جانب دیکھنے لگی۔ایس پی حسن بھی ان کی جانب متوجہ ہوا اور سامنے کھڑی لڑکی پر نظر پڑتے ہی چند لمحے کو وہ اپنی جگہ ساکن رہ گیا۔

اس قدر مکمل حسن،شال کے ہالے میں اس کا چاند کی مانند چمکتا چہرہ گویا آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔وہ جو کوئی بھی تھی بلاشبہہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی۔مگر اس کے چہرے پر یہ جا بجا زخم کیسے تھے؟؟حسن کی آنکھوں میں بیک وقت ستائش و الجھن اتر آئی تبھی زوفا نے نظروں کی تپش پر آنکھیں اٹھائیں تو اس نے لمحے کے ہزارویں حصّے میں نظروں کا زاویہ بدل لیا۔مگر گھائل وہ پہلے ہی وار میں ہو چکا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں اس سچ سے پردہ اٹھادوں، ویل، محترمہ مرحا سے ملئے بی جان، ایک مہینہ ہوا انہیں میری زوجہ آعالیہ کے عہدے پر فائز ہوئے! اور یہ میری کزن سسٹر زوفا ہے! وہ مسکراہٹ ضبط کرتا بیر بہوٹی بنی مرحا کا تعارف کرانے کے بعد زوفا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو حسن چونک کر میر سالار کو دیکھنے لگا۔ میر سالار نے تو گویا بنا کسی لحاظ کے اس کے اور بی جان کے سروں پر دھماکہ کر دیا تھا۔ بی جان بھی حیرت کی زیادتی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگیں۔

"واٹ؟ کیا مطلب ہے میر؟ تو نے شادی کر لی اور مجھے بتایا بھی نہیں؟ ایک مہینہ ہو گیا اور تو نے بھنک بھی نا پڑنے دی! وہ کڑے تیوروں سے چیخا تو میر سالار کا بے ساختہ قہقہہ نکلا۔ مرحا جھینپ سی گئی۔

"بس سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ مجھے بتانے کا موقع ہی نہ ملا! خیر اب بتا رہا ہوں نا! سالار اطمینان سے کہتا ہوا چیئر پر بیٹھ گیا ساتھ ہی وہ دونوں بھی چیئر پر بیٹھ گئیں۔

"یار یقین نہیں آتا مجھے؛ تجھے بتانے کے لئے کون سے پہاڑ توڑنے تھے جو اتنا وقت لگ گیا! وہ ناراضگی سے کہہ کر مرحا کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔ وہ مزید حواس باختہ سی ہو گئی۔

"کیسی ہیں بھابھی جان؟ حسن نے شرارت آمیز انداز میں اسے دیکھا تو وہ گڑبڑا سی گئی۔

"جی ٹھیک ہوں! مرحا سرخ چہرے کیساتھ بولی۔ میر سالار کی وارفتہ نگاہیں اس کے پزل ہوتے مکھڑے پر ٹک گئیں۔ حسن نے ستائشی نظروں سے میر سالار کو دیکھا گویا مرحا کی تعریف کی۔ میر سالار سر خم کرتے ہوئے کھل کر مسکرا دیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یار سالار ہماری بھابھی کو بھی گھر لاؤ ہمارے کبھی!! حسن نے گرمجوشی سے کہا۔

اوکے موقع ملا تو ضرور!! سالار نے ہامی بھر لی۔

حسن نے ایک نظر زوفا پر ڈالی جو اس سب کے دوران سر جھکائے اپنے ناخنوں سے کھیل رہی تھی۔

ادھر آؤ بچیوں! بی جان جوان دونوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں شفقت سے انہیں اپنے پاس بلایا۔ وہ دونوں اٹھ کر ان کے نزدیک چلی آئیں۔

"تم دونوں ماشاءاللہ بہت پیاری ہو! اللہ زندگی میں ڈھیروں خوشیاں عطا فرمائے۔ انہوں نے محبّت سے دعائیں دیتے ہوئے دونوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔

"اور آپ بھی جلد از جلد صحتیاب ہو جائیں بی جان!! مرحا نے اپنائیت سے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا زوفا نے بھی آہستگی سے ان کا ہاتھ سہلایا تو وہ بے طرح نہال ہو گئیں۔

"بیٹی یہ زخم کیسے ہیں؟ چوٹ آئی ہے کیا؟؟؟ بی جان نے زوفا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔ حسن بھی خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

اہمم!! ایکچولی بی جان مجھے اسی متعلق بات کرنی ہے۔ زوفا کو یہاں لانے کا مقصد کچھ اور ہے! امید ہے آپ میری بات سمجھیں گی۔۔!!! میر سالار کی بات پر سب چونک اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہوں پر آ بیٹھیں۔ زوفا اپنی جگہ حیران و پریشان تھی۔ آخر ایسی بھی کیا بات ہو سکتی تھی۔ سب کی سوالیہ نظریں میر سالار کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہسپتال کے کمرے میں مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ میر سالار اپنی بات ختم کر کے اب بی جان کو دیکھ رہا تھا جو یہ سب سننے کے بعد نہایت صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھی تھیں جبکہ ایس۔پی۔ حسن صحیح معنوں میں قوتِ گویائی کھو بیٹھا تھا۔ اس نے ظلم و ستم کی بہت سی داستانیں سن رکھی تھیں۔ مگر اپنوں پر ناحق ظلم کی اس داستان نے اسے حقیقتاً افسردہ کر دیا تھا۔ زوفا سر جھکائے اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی۔ (تو گویا بڑی حویلی والوں کا ابھی دل نہیں بھرا تھا جو اب وہاج شاہ نے اپنے آدمیوں کو بھیج دیا تھا) سوچتے ہوئے اس کا دل زور زور سے رونے لگا۔

اسے میر سالار کا فیصلہ بالکل درست لگا تھا۔ وہ دوبارہ سے اس عذاب کے عتاب میں نہیں آنا چاہتی تھی جس نے اس کے جسم سے اس کی روح تک کھینچ لی تھی۔ اس کا دل چاہا وہ دنیا کے کسی ایسے کونے میں جا چھپے جہاں انسان نما شیطانوں کا دور دور تک گزر بسر نہ ہو!

"تم فکر مت کرو سالار، اسے بالکل میں اپنی بچی کی طرح پالوں گی۔ سچ کہوں تو مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے بیٹا کہ تو نے ہمیں اس قابل سمجھا! تو بلا جھجک اسے ہمارے ساتھ روانہ کر دے! میری تنہائی بھی ختم ہو جائے گی اور بچی بھی وہاں محفوظ رہے گی!! کچھ دیر کے بعد بی جان نے خوشی سے لرزتی آواز میں کہا تو میر سالار کے چہرے پر دنیا جہاں کا سکون چھا گیا جبکہ مرحا بھی طمانیت سے مسکرا دی۔ اسے زوفا کی خوشی اور اس کا تحفظ ہر حال میں عزیز تھا ایسے میں وہ میر سالار سے کسی قسم کی کوئی ضد بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ایس۔پی۔ حسن نے افسردگی بھرا سانس لیتے ہوئے ایک

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

گہری نظر زوفا پر ڈالی جو سر جھکائے ہوئے تھی۔اس لڑکی پر جو گزری تھی اسے جان کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ دل سے اس کا درد محسوس کر رہا تھا۔

"سالار اب تم بے فکر ہو کر گھر جاؤ! بی جان کو ویسے بھی ہسپتال میں رکنا موت کے برابر لگتا ہے۔میں انہیں بس ڈسچارج کرانے لگا ہوں! فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حسن نے ماحول کی افسردگی دور کرنے کیلئے ہلکے پھلکے لہجے میں سالار کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تو وہ چیئر سے اٹھ کر اس کے گلے لگ گیا۔

"شکریہ میرے یار، تو نے واقعی آج ثابت کر دیا کہ تو میرا مخلص دوست ہے!! میر سالار نے اسے زوروں سے خود میں بھینچ کر تشکر سے کہا۔ حسن سے الگ ہو کر وہ سر جھکائے کھڑی زوفا کے پاس آیا تو وہ اس سے لگتی بے اختیار سسک اٹھی۔میر سالار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے خود پر ضبط باندھا اور تسلی آمیز انداز میں اس کا سر سہلایا

"زوفا مجھے پورا یقین ہے ایک روز سب ٹھیک ہو جائے گا۔یہ فیصلہ میں نے نہایت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔حالات بہتر ہونگے تو میں خود تمہیں فارم ہاؤس لے جاؤں گا۔ مگر فلحال وہ جگہ تمہارے لئے قطعی غیر محفوظ ہے۔کیونکہ دادا سائیں کو پورا یقین تھا کہ میں تمہیں وہیں لے جا سکتا ہوں جبھی انہوں نے ان سب کو وہاں بھیجا ہے! تم بالکل فکر مت کرو۔حالات ایک روز تمہارے حق میں بہتر ہونگے!!! وہ دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا۔وہ سر ہلاتی ہوئی اس سے علیحدہ ہوئی چہرہ رونے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔مرحا کی بھی آنکھیں بھر آئیں۔وہ بھی آگے بڑھکر بے ساختہ زوفا سے لگ گئی۔زوفا کی آنکھیں پھر سے برسنے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"رومت زوفا پلیز، میں آتی رہوں گی تمہارے پاس!! ابھی تو میں اسی میں خوش ہوں کہ تم ان ظالموں سے بچ جاؤ گی۔ سائیں کی موجودگی میں ایسا ممکن ہی نہیں، مگر ان کی غیر موجودگی میں تم ان سے محفوظ نہیں رہ سکتی تھیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے وصیلہ بنایا!! مرحا بھرائی آواز میں اسے تسلیاں دیتے ہوئے بولی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو مرحا! میں دوبارہ بڑی حویلی کسی قیمت پر جانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ مجھے اگر میری حفاظت کیلئے کوئی دوسری محفوظ جگہ مل گئی ہے تو میں اسے قطعی رد نہیں کر سکتی!! وہ آنسوؤں سے بھیگی آواز میں بولی۔ مرحا نے پیار سے اس کا گال چوم لیا۔ ساتھ ہی وہ اور میر سالار اجازت لینے کو بی جان کے آگے جھکے تو انہوں نے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے باری باری دونوں کی پیشانی پر بوسے دیئے۔

میر سالار حسن کو ان کے ڈھیروں خیال کی تمہید کی۔ ایک بار پھر زوفا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مرحا کے ہمراہ وہاں سے نکل گیا۔

ان کے جانے کے بعد ایس۔ پی۔ حسن نے اسے دیکھا جو سر جھکائے کشمکش کے عالم میں انگلیاں مروڑتی کھڑی تھی۔ چہرہ رونے کے باعث متورم جبکہ پلکیں ابھی بھی بھیگی ہوئی تھیں۔

"بی جان میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں!! وہ بی جان سے مخاطب تھا جبکہ نظریں زوفا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ ان سے کہتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ادھر آمیری بچی!اتنی دور کیوں کھڑی ہے؟بی جان نے اپنے کمزور بازو دھیرے سے وا کئے تو وہ بے اختیار آگے بڑھ کر ان کے نزدیک آ بیٹھی۔ساتھ ہی اپنا سر ان کے کندھے سے ٹکا لیا۔ایک بار پھر اس کی سسکیاں عروج پر تھیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بس زرا سا وقت درکار ہے۔ان ظالموں کی رسی اللہ نے دراز کی ہوئی ہے میری بیٹی،ان کا بھی برا وقت آئے گا تب انہیں احساس ہو گا کہ برائی کا انجام برائی ہی ہوتا ہے۔انشاءاللہ۔۔!!!وہ اس کے بالوں کو ہولے ہولے سہلاتے ہوئے بولیں تو زوفا کے سسکتے دل کو جیسے قرار آنے لگا۔اسے بے ساختہ اپنی بی جان یاد آ گئیں۔وہی شفقت بھرا لہجہ،وہی جاں نثار کرنے والا انداز،وہی نظروں سے ٹپکتی محبت۔۔۔!!!اس کے دل کو جیسے سکون سا آنے لگا۔

"آپ کو پتہ ہے بی جان انہوں نے میری بی جان کی موت پر ان کا آخری دیدار بھی مجھے نہیں کرنے دیا!!وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولی۔بی جان تڑپ سی گئیں۔

"ہائے ہائے حد ہے ظلم و ستم کی بھی،،اللہ ان سے اس ظلم کا حساب ضرور لے گا بیٹا!!آج سے میں تیری بی جان ہوں تو مجھے اپنی بی جان بنا لے۔یقین مان تجھے کبھی مایوس نہیں کروں گی!!وہ اس کا سر چومتی ہوئی شفقت سے چور لہجے میں بولیں تو زوفا بے اختیار آنکھیں موندے ان کے محبت بھرے لمس میں کھو سی گئی۔

ڈاکٹر کے ہمراہ اندر داخل ہوتے حسن نے یہ منظر بے حد گہری نگاہوں سے ملاحظہ کیا تھا۔

عشق واجب،وفا لازم،درد واجب،دوا لازم

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہجر واجب، سزا لازم، روگ واجب، دعا لازم

مرحا اداسی کی سی کیفیت میں گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ موسم بھی عین اس کے مزاج کی طرح اداس ہو چلا تھا۔ آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ شاید موسلا دھار بارش ہونے کو تھی۔ پرندوں کا شور فضا میں رچا بسا تھا۔ وہ خاموشی سے باہر دیکھتے ہوئے اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔ میر سالار بھی سنجیدگی سے ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔ جبھی فون بجنے پر اس نے کال پک کی اور اسپیکر آن کر کے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

"ہاں بولو ارشد؟ موڑ کاٹتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"سائیں اہم خبر ہے۔ بڑی حویلی سے کچھ لوگ آئے تھے جی، فارم ہاؤس کے اندر نہایت ہی بدتمیزی سے گھس آئے۔ بار بار بس ایک ہی بات کہے جا رہے تھے کہ لڑکی کدھر ہے جواب دو! یہ بھی بتایا کہ بڑی حویلی سے آئے ہیں۔ ہم نے ان پر فائرنگ کرنی ہی تھی کہ وہ یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ہم سب ان کے پیچھے آئے ہیں جی۔ زیادہ دور نہیں گئے ہونگے مل جائیں گے! ارشد نے ایک ہی سانس میں تفصیل بتائی۔ مرحا کا ہاتھ بے اختیار دل پر پڑا تھا۔ سخت ہراساں نظروں سے اس نے سالار کی جانب دیکھا جس کا تنفس غصے کی شدت سے تیز ہو گیا تھا۔

"وہ لوگ مجھے میرے سامنے چاہئیں ہر حال میں، وہ بچ کے نکلنے نہ پائیں۔ انہیں حراست میں لے کر میرے سامنے حاضر کرو میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں! اب ان کا دماغ میں ٹھکانے پر لگاؤں گا۔۔۔ بھینچے ہوئے جبڑے کیساتھ اس کا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

طیش عروج پر جا پہنچا تھا۔ گاڑی اب ہوا سے باتیں کرنے لگی تھی۔ اس کے غصے سے دہکتے چہرے کو دیکھ کر مرحا کی کچھ بولنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ وہ اسے محض دیکھ کر ہی رہ گئی۔

تقریباً بیس منٹ بعد جب وہ فارم ہاؤس پہنچے تو میر سالار تیزی سے گاڑی سے اترا۔ مرحا بھی جلدی سے اتر کر اس کی جانب بڑھی۔

"سائیں!!اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"مرحا فلحال اندر جاؤ۔ میں اب ان سے نمٹ کر ہی آؤں گا۔۔ تم جاؤ ریسٹ کرو میں بعد میں آتا ہوں! اس کا گال سہلا کر اس نے اسے اندر جانے کو کہا تو وہ ناچار سر ہلاتی اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئی۔

میر سالار وہیں چکر کاٹتے ہوئے ارشد وغیرہ کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر میں اس کے محافظوں کی گاڑیاں گیٹ کے اندر داخل ہوئیں۔ وہ سب ان تمام آدمیوں کو کھینچتے ہوئے گاڑی سے لے کر نیچے اترے جو وہاج شاہ کے بھیجے ہوئے تھے۔ ان سب کی درگت بنی ہوئی تھی۔ ان کے اصلحے بھی ان سے چھین لئے گئے تھے۔

میر سالار فاتحانہ مسکراہٹ کیساتھ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا آگے بڑھا۔

"تم سب کو دادا سائیں نے بھیجا ہے نا لیکن شاید وہ یہ بھول گئے کہ میر سالار اڑتی چڑیا کے پر بھی گننے کی مہارت رکھتا ہے۔ پھر تم سب میرے سامنے کس کھیت کی مولی ہو؛؛ لے جاؤ ان سب کو، ان سے نپٹنا میرے لئے بہت آسان ہے!!! سلگتے انداز میں اس نے اپنے محافظوں کو حکم دیا تو وہ سب انہیں کھینچتے ہوئے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

فارم ہاؤس کے ایک حصے کی جانب بڑھ گئے۔جو اصطبل کی شکل میں تھا۔وہاں میر سالار کا پسندیدہ گھوڑا بندھا ہوتا تھا۔اس کے ساتھ لگا ایک کمرہ جو کہ بالکل خالی ہوتا تھا۔وہ ان سب کو وہیں لے آئے۔وہاج شاہ کے آدمی اس وقت بھیگی بلی کی مانند لگ رہے تھے۔ان کا سارا پلان فیل ہو گیا تھا۔

ان سب کو اس کمرے میں بند کر کے میر سالار کے محافظین وہاں سے چلے گئے۔

'اب کیا کریں؟ ہماری تو درگت بن گئی ہے۔اور ابھی ہماری خلاصی ممکن نہیں کیونکہ میر سائیں کو لگتا ہے سب پتہ چل چکا ہے۔ان کے سوال کا جواب نہ دیا تو ہم بے موت مارے جائیں گے۔ان میں سے ایک آدمی کانپتے ہوئے بولا۔

"لیکن اگر جواب دیا تو شاہ سائیں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ایک اور خوف سے بھرپور آواز ابھری۔جبھی کمرے کا دروازہ کھول کر میر سالار اندر داخل ہوا۔اسے دیکھکر ان سب کی گھگھی بندھ گئی۔ہاتھوں میں پسٹل تھامے انہیں شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ سامنے پڑی چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔وہ سب ہاتھ جوڑے اس کے قدموں میں جا گرے۔اس کے محافظین کمرے کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔

"سائیں ہمیں چھوڑ دیں، ہم بس شاہ سائیں کے کہنے پر زوفابی بی کو لینے آئے تھے جی۔باقی ہمیں کچھ نہیں پتہ!!ان میں سے ایک آدمی باقاعدہ اونچی آواز میں روتے ہوئے بولا

"بکواس بند، بس جتنا پوچھوں اتنا ہی جواب ملنا چاہئے ورنہ تم سب کی گردنیں تن سے جدا کر دوں گا۔آئی سمجھ!!

اس کی آواز میں شیر کی سی دہاڑ تھی۔وہ سب تھر تھر کانپنے لگے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیا داداسائیں نے تم سب پر صارم شاہ کو تلاش کرنے کی زِمہ داری عائد کی ہے؟اس نے سخت لہجے میں سوال کیا وہ سب بوکھلا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔میر سالار ان کے چہروں کے تاثرات کو باریکی سے ملاحظہ کرنے لگا۔

"نہ نہیں سائیں، ہمیں ت تو نہیں دی ہے ج،جی،انہوں نے دوسرے آدمیوں کو دی ہے!ایک نے گڑبڑا کر جلدی سے کہا تو بقیہ سارے بھی تیزی سے سر ہلانے لگے۔

"لگتا ہے تم سب کو مرنے کا بہت شوق ہے۔کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا؟میر سالار نے ان سے نظریں ہٹا کر پسٹل کے منہ پر پھونک ماری تو ان سب کے ہوش اڑ گئے۔

"چلو کوئی بات نہیں،آسانی سے نہیں بتاؤ گے تو نہ سہی۔تم میں سے ایک دو جب تک اپنے انجام کو نہ پہنچ جائے تب تک میری بات تم سب کے پلے نہیں پڑے گی جانتا ہوں!!!اس نے پسٹل کا رخ ایک شخص کی جانب کیا تو مارے خوف کے ان سب کی چیخیں نمودار ہو گئیں۔

"سائیں رکیں بتاتا ہوں سائیں خدا کے لئے اسے نیچے کریں!اپنے اوپر تنی پسٹل کو دیکھ کر اس شخص کی آواز خوف سے پھٹ سی گئی۔میر سالار کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ در آئی۔

"جلدی بکو!میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے!!وہ ہنوز پسٹل اسی زاویئے پر رکھے ہوئے تھا۔

"سائیں جب صارم شاہ قتل کر کے فرار ہوا تھا تو ہم سب شاہ سائیں کے حکم پر اس کی تلاش میں نکلے تھے اور وہ ہمیں دو روز بعد ہی مل گیا تھا جی۔جب ہم نے اس کے ملنے کی خبر شاہ سائیں کو دی تو انہوں نے کہا کہ اسے مار کر وہیں کہیں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دفن کردو اور اس بات کی بھنک کسی کو مت پڑنے دینا۔اب انہوں نے ایسا کیوں کہا ہمیں نہیں پتہ جی!!!وہ آدمی ڈرتے کانپتے آخر اپنی زبان کھولنے پر مجبور ہو ہی گیا۔دوسری جانب میر سالار اس انکشاف پر اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔

کوئی رسوا تو کوئی معتبر ہوتا ہی رہتا ہے
یہاں یہ کھیل پیارے عمر بھر ہوتا ہی رہتا ہے
یہ دنیا ہے یہاں تم حادثوں سے دوستی کر لو
کہ ہر لمحہ یہاں زیر و زبر ہوتا ہی رہتا ہے

میر سالار کو اپنی سماعتوں پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا،وہاج شاہ اس قدر اپنے معیار سے گر سکتے تھے اس کے لئے اس بات کا یقین کرنا دوسرا مشکل ترین امر تھا۔طیش کے عالم میں وہ مٹھیاں بھینچے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ تمام ہاتھ جوڑے اشخاص اس کے غصّے کی شدت سے سرخ چہرے کو دیکھکر مزید خوف میں مبتلا ہو گئے۔

"سائیں اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں جی،ہم نے تو بس وہی کیا ہے جو شاہ سائیں کا حکم تھا۔ہماری جان بخش دیں سائیں۔۔۔!!!ایک آدمی نے گڑگڑا کر کہا تو باقی سب بھی التجا کرنے لگے۔سب کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بہتر، لیکن تم سب کسی بھول میں نہیں رہنا کہ ایسے ہی خلاصی ہو جائے گی، جو بیان تم لوگوں نے یہاں دیا ہے یہی بیان تم سب کو وہاج شاہ سمیت تمام حویلی والوں کے سامنے دینا ہو گا۔ دوسری صورت میں تم لوگ مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے!!! چبا چبا کر اس نے اپنی بات مکمل کی۔ اس کے حکم پر ان سب پر لرزہ طاری ہو گیا۔

"سائیں خدا کیلئے ایسا مت کریں، شاہ سائیں ہم لوگ کو اس کی بہت عبرتناک سزا دیں گے۔ خدا کیلئے رحم کریں۔۔۔ ایک خوف وہراس سے کپکپاتی آواز ابھری تو میر سالار کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"تم لوگ مرد ہو تو مرد بننا بھی سیکھو۔ بزدلی مردوں کی زندگی معتبر نہیں بلکہ مذاق بنا دیتی ہے۔ میرے حکم سے انکار کی گنجائش ہی نہیں بچنے دیتا میں، امید ہے اگلا جملہ بنا کہے ہی سمجھ جاؤ گے سب!! اس نے ابرو اُچکا کر وارننگ والے انداز میں کہا تو ان سب کے منہ پر گویا کفل لگ گیا جبکہ وہ اب وہیں کھڑے کھڑے ہی کسی کا نمبر ملانے لگا۔ کچھ توقف کے بعد کال ریسیو ہو گئی۔

"میر سالار بات کر رہا ہوں؛ وکیل صاحب آپ سے نہایت ہی ضروری کام ہے۔ مجھے دو، تین روز کے اندر ڈائیورس کے پیپرز تیار چاہئیں۔ ارجنٹ ہے، امید ہے کوتاہی نہیں ہو گی،، ایڈریس میں آپ کو بتا دوں گا آپ مطلوبہ ایڈریس پر وہ پیپرز پہنچا دیجئے گا۔۔۔!!! سلام دعا کے بعد اس نے سنجیدگی سے اپنی بات کہی۔

دوسری جانب وکیل کے تسلی امیز الفاظ پر اس نے مطمئن ہو کر فون کاٹ دیا پھر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا ساتھ ہی باہر کھڑے اپنے محافظوں کو دیکھا۔ وہ سب بھی اس کے حکم کے منتظر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ان سب کو حویلی لے چلو۔ میں بھی ابھی آتا ہوں۔ یاد رکھنا اگر ان سب نے بھاگنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہو گئے تو تم سب اپنے انجام کے لئے تیار ہو جانا!!! سخت لہجے میں باور کراتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

جب اس نے مرحا کو بڑی حویلی ساتھ چلنے کا کہا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔ "آخر میر سالار نے اتنی جلدی حویلی جانے کا پروگرام کیوں بنالیا تھا جبکہ اس کی ایک روز قبل ہی حویلی سے واپسی ہوئی تھی؛ اپنی خوشی کے دوران مرحا کو یہ خیال بھی کئی دفعہ چھو کر گزرا۔ میر سالار کے تاثرات واس کی بھرپور سنجیدگی کہیں نہ کہیں کسی گڑبڑ کا پتہ دے رہی تھی۔ وہ جب طیش میں ہوتا تھا تو مرحا کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس سے کوئی سوال کر سکے۔ ناچار وہ بِنا کچھ بھی جاننے کی کوشش کئے بڑی حویلی بقول میر سالار کے اپنے دو سے چار روز کے دورے کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔

سارے راستے وہ ایک عجیب سی کیفیت سی دوچار رہی۔ ٹھیک ایک مہینے کے بعد وہ حویلی جا رہی تھی۔ شبانہ بی اور صغریٰ (سہیلی) کا ری ایکشن اسے دیکھ کر کیا ہو گا؟ بقیہ حویلی والے اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں گے؟ اس پل یہ تمام سوچیں اس کے دماغ میں گھر کئے ہوئے تھیں۔ دل و دماغ پر گھبراہٹ الگ طاری تھی۔ اس دوران میر سالار خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس ادھیڑ بن میں کب سفر کا اختتام ہوا پتہ ہی نہ چلا۔ شام کے ساڑھے پانچ بجنے کو تھے جب وہ حویلی پہنچے۔ میر سالار کی گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو مرحا لرزتے قدموں و دھڑکتے دل کیساتھ گاڑی کا دروازہ کھولے باہر نکلی۔ بے اختیار اس کی نظریں انیکسی کی جانب اٹھیں مگر وہاں کسی کی بھی موجودگی کا گمان نہ ہوتا تھا شاید سارے ملازمین اس وقت حویلی میں ہی موجود تھے۔

حویلی کے روایتی لباس میں کندھے پر شال ڈالے وہ میر سالار کی نوعیت میں سر جھکائے آہستہ قدموں سے اندر کی جانب بڑھی۔ سالار کے اندازے کے مطابق بڑی حویلی میں اس وقت سارے اکھٹے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہ سب باتوں میں مصروف تھے سو کسی کا دھیان ان پر نہ گیا۔ مرحا اس کی اوٹ میں خود کو یکسر چھپانے کی کوشش میں مصروف تھی جبکہ نظریں شبانہ بی کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھٹک رہی تھیں۔ جبھی گرم گرم پکوڑے لاتی گلاٹی کی نظر اس پر پڑی اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پکوڑوں کی پلیٹ سب کے درمیان میں رکھ کر وہ برق رفتاری سے اندر کی جانب بھاگی۔ انداز ایسا تھا جیسے مخبری کرنے جا رہی ہو۔

"اسلام علیکم؛ میر سالار نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر چبھتی نظروں سے وہاج شاہ کو دیکھا جو مزے سے چائے کی چسکیاں بھر رہے تھے۔ اس کی آواز پر وہاج شاہ سمیت بقیہ سارے بھی چونک کر میر سالار کو دیکھنے لگے، ساتھ ہی اس کے ساتھ کھڑی مرحا کو دیکھ کر وہاج شاہ و مورے سمیت سائرہ بیگم کو آگ لگ گئی جبکہ کچھ نے یوں بنا لیا جیسے منہ میں کڑوے بادام کا ذائقہ گھل گیا ہو۔ روشانے اسے سامنے دیکھ کر پہلے تو حیرت میں مبتلا ہوئی پھر دانت کچکچا کر رہ گئی۔ زیشان شاہ کا بھی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"وعلیکم السلام برخوردار، ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔ تمہارے کارنامے ہی اتنے اعلیٰ ہیں کہ داد دیئے بنا ہم رہ نہیں سکتے تھے۔ اچھا کیا چلے آئے تم!!! وہاج شاہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کون سے کارنامے؟ وضاحت فرمائیں گے آپ؟ میر سالار نے ابرو اچکایا۔ وہ ان کی باتوں کی معنی خیزی سے بخوبی واقف تھا مگر وہ ان کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

"دیکھا زیشان، تمہارا بیٹا تو یوں انجان بن رہا ہے جیسے اس کو پتہ ہی نہ ہو کہ شاہ سائیں کس بابت بات کر رہے ہیں!!! مورے نے اسے بری طرح گھورتے ہوئے زیشان شاہ کو مخاطب کیا تو وہ گہرا سانس بھر کر میر سالار کو دیکھنے لگے۔ وہاج شاہ کا چہرہ ضبط کی شدت سے لال انگارہ ہو رہا تھا۔ سکندر شاہ خاموشی سے بیٹھا میر سالار کو دیکھ رہا تھا۔ حفضہ بیگم سمیت منتہا بھی میر سالار کو غصے بھری نظروں سے دیکھے جا رہی تھیں۔ مرحا سالار کے پیچھے چھپنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی کہ میر سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کرتے ہوئے اسے ایک بازو کے گھیرے میں لے لیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

مرحا سخت نروس سی انگلیاں مروڑتی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ اسی اثناء میں شبانہ بی بھی اس کی آمد کی اطلاع پا کر بھاگتی ہوئی برآمدے کی سمت آئیں۔ سامنے میر سالار کے بازو کے حصار میں کھڑی مرحا کو دیکھکر خوشی کے مارے ان کی آنکھیں نم ہو گئیں تاہم مرحا کی نظر ابھی ان پر نہیں گئی تھی۔

"تم اس نوکرانی کو یہاں پھر سے لے آئے میر؟ ہم نے تمہیں کہا تھا نا کہ اس کی اب اس حویلی میں کوئی جگہ نہیں ہے نہ ہی یہاں کا کوئی بھی فرد اسے کبھی اس حویلی کی بہو تسلیم کرے گا؛ وہاج شاہ کا غصہ اب مرحا پر نکلا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہونہہ سائیں، یہ بھی بلا کی بے شرم ہے۔ منہ اٹھائے چلی آئی۔ کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے، مگر شبانہ لگتا ہے تمہاری بیٹی ساری شرم وحیا گھول کر پی گئی ہے۔ بیغیرت!!! مورے نے تنک کر شبانہ سے کہا۔ انداز ولہجہ حقارت سے چور تھے۔ ان کی باتوں پر مرحانے تڑپ کر سر اٹھایا تو بیقرار سی آنسوؤں بھری آنکھوں سے کھڑی شبانہ بی پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں دھند اتر آئی۔ بمشکل اپنے آنسو پیتے ہوئے اس نے میر سالار کو دیکھا۔ میر سالار کا چہرہ بے تحاشہ سرخ وآنکھیں انگارے برسانے لگیں۔

"خاموش! بہت ہو گئی بکواس آپ سب کی، سب سے پہلی بات کہ یہ نوکرانی نہیں ہے۔ اسے میری محبّت ومیری بیوی ہونے کا درجہ حاصل ہے لہٰذا میری بیوی کے بارے میں بات کرتے ہوئے لہجے میں شامل حقارت، نفرت، و بدتہذیبی کا خاص خیال رکھا جائے۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ آپ لوگ اسے قبول نہیں کرتے تو بیشک نہ کریں۔ مجھے شوق بھی نہیں ہے ان سب چونچلوں کا۔ بس اپنا لہجہ میری بیوی کیلئے درست کر لیں ورنہ اپنے حشر کا سامان وہ خود کرے گا جو یہ جرت کرے گا۔۔۔!!! اس کی غراتی ہوئی آواز سن کر وہاں بیٹھے نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔

"مجھے چکمہ دینے کی کوشش مت کرو میر، مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ زندان سے اس ونی میں آئی دو ٹکے کی لڑکی کو تم ساتھ لے گئے ہو!! وہاج شاہ نے بات بدلتے ہوئے دہاڑتی آواز میں کہا

"کام ڈاؤن دادا سائیں، آپ کی زرا سی غلطی آپ کو عرشِ معلیٰ تک پہنچا سکتی ہے۔ رہی بات زوفا کی تو جی ہاں اسے میں لے کر گیا ہوں ساتھ۔ ایسا میں نے اس لئے کیا کہ مجھے لگتا ہے کسی اور کے جرم کی سزا کسی اور کو دینا انسانیت کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زمرے میں نہیں آتا۔ایسا کر کے آپ نے واقعی ثابت کر دیا کہ آپ بظاہر انسان تو دکھتے ہیں مگر ایک غلاظت سے بھرا ہوا شیطانی دماغ بھی رکھتے ہیں۔کیوں صحیح کہا نا میں نے ؟میر سالار نے جلانے والے انداز میں کہا تو وہاج شاہ کا تنفس غصے کی زیادتی سے تیز تر ہو گیا۔

'تم کسی بھول میں مت رہنا میر، میں نے اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے اس لڑکی کو وہاں سے اٹھانے کیلئے،،افسوس کہ تم اپنے ہی جال میں پھنس گئے۔تم تو یہاں چلے آئے اور اب میرے آدمی بھی اسے لے کر یہاں آتے ہی ہونگے۔۔۔!!!انہوں نے فاتحانہ انداز میں کہا تو میر سالار کا بیساختہ قہقہہ گونجا تھا۔مورے اب مرحا کو گھورنے لگی تھیں جس نے اپنی پلکیں دانستہ جھکائی ہوئی تھیں۔سائرہ بیگم سمیت ان کی بیٹیوں کا بی۔پی تو اسے میر کے پہلو میں کھڑا دیکھکر ہی لو ہوا جا رہا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے دادا سائیں کہ میں آپ کی کسی چال سے واقف نہیں ہوں۔ایکچولی مجھے حیرت تو آپ کے ان بنا سر پاؤں کے اندازوں پر ہو رہی ہے۔لیکن خیر دیر ابھی بھی نہیں ہوئی ہے۔میرے پاس آپ کیلئے ایک خوشخبری ہے۔ جن آدمیوں کو آپ نے زوفا کو لینے بھیجا تھا میں آپ کے انہی آدمیوں کیساتھ یہاں واپس لوٹا ہوں! وہ اب آپ سب کو ایک ایسی حقیقت سے روشناس کرائیں گے جس کا تصور بھی آپ سب نے نہیں کیا ہو گا۔۔۔!!!میر سالار نے پہلے مسکراتی آواز اور پھر بعد میں جتانے والے انداز میں سب سے کہا تو مورے سمیت وہاج شاہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔بقیہ تمام لوگوں کی آنکھوں میں سوال کے ساتھ ساتھ تجسّس بھی در آیا۔آخر ایسی بھی کیا بات تھی کہ میر سالار کو ایک ہی روز کے بعد واپس آنا پڑا۔سب کے ذہن میں یہ سوال پنپ رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میر سالار نے ملازمہ کو باہر بھیج کر اپنے محافظوں کو حاضر ہونے کو کہا۔ مرحا بھی اب خائف سی سالار کو دیکھ رہی تھی جس نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ کچھ ہی پل میں وہ سب میر کی خدمت میں حاضر تھے۔

"کدھر ہیں وہ سب ؟اس نے ان سب سے استفسار کیا۔

"سائیں وہ سارے گڈی میں ہی موجود ہیں۔ کوئی ایک بھی بھاگنے میں کامیاب نہیں ہوا جی، کیونکہ سب کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ پاؤں میں بھی بیڑیاں موجود ہیں!! ایک آدمی نے حفاظتی تفصیلات بتائی۔ اس آدمی کی بات پر وہاج شاہ کا چہرہ مزید فق ہو گیا۔ انہوں نے مورے کی جانب دیکھا تو وہ خوامخواہ نظریں چرانے لگیں۔

"ٹھیک ہے اب انہیں ہمارے پیارے دادا سائیں کی خدمت میں حاضری کا شرف بخشو؛ اس نے آرڈر دیا تو وہ سب الٹے قدموں باہر کی جانب بھاگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سارے بری طرح سے کراہتے ہوئے وہاں حاضر تھے البتہ ہاتھوں اور پاؤں سے بیڑیاں اب غائب تھیں۔ وہاج شاہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ وہ تمام کے تمام خاصی بری حالت میں ان کے سامنے موجود تھے۔

"شاہ سائیں ہمیں معاف کر دیں جی، مگر میر سائیں کے آدمیوں نے ہمیں موقعے پر ہی پکڑ لیا۔ ہمیں معافی دے دیں خدا کیلئے۔۔!! وہ سارے ہی فریادیں کرنے لگے۔ وہاج شاہ خوں انداز نظروں سے ان سب کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان تمام کو کچا ہی نگل جائیں۔ سب کی سوالیہ و حیرت بھری نظریں ان آدمیوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بہت ہو گئی معافی طلافی،اب وہ کہو جسے کہنے کے لئے تم سب کو یہاں حاضر کیا گیا ہے۔۔۔!!میر سالار نے اونچی آواز میں کہا تو وہ سب کانپتے ہوئے اسے دیکھنے لگے پھر ہمت کر کے ان میں سے ایک آدمی اٹھا اور آنکھیں خوف سے میچ کر اس سچ سے پردہ اٹھا ہی دیا جسے سن کر وہاں سب کے سروں پر دھماکہ ہو گیا تھا۔وہاج شاہ و مورے کے چہرے کی رنگ دیکھنے لائق تھی جبکہ بقیہ سارے اپنی اپنی جگہ گنگ ہو گئے تھے۔حرم کے دل میں یہ خبر سن کر تو گویا ابھی سے شادیانے بجنے لگے تھے کیونکہ اسے پتہ تھا اب سکندر شاہ یہ سچ جان کر زوفا کو قطعی اپنے نکاح میں مزید نہیں رکھے گا۔۔۔خوشی سے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم سب؟کیا یہ سچ ہے بابا سائیں؟لیکن ان سب کے پیچھے آپ کا مقصد کیا تھا؟کیوں کیا ایسا؟ میرے بیٹے کا قاتل مارا گیا وہ بھی اتنے چپکے سے کہ میں اس کا انجام تک اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکا۔آخر کیوں کیا ایسا جواب دیں؟سبحان شاہ نے غصے میں بپھرتے ہوئے سوال اٹھایا۔

"اس سوال کا جواب تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں بلکہ یہاں سب ہی جاننا چاہتے ہیں۔بتائیں دادا سائیں کیوں کیا ایسا آپ نے؟میر سالار نے بھی وہی سوال دہرایا۔وہاج شاہ فق چہرے کے ساتھ فلحال کچھ بولنے کے قابل نہ تھے۔تھوڑی ہمت کر کے واپس اپنے چہرے پر زبردستی کی ہٹ دھرمی سجائی اور وہاں بیٹھے افراد کو ایک نظر دیکھا۔

"میں نے سوچا اب یہ لڑکی ونی میں آ ہی گئی ہے تو اس کا فاعدہ اٹھایا جائے۔اس سے اولاد ہوتی تو ہماری نسل بڑھتی چاہے ایک اولاد کے بعد سکندر اسے طلاق ہی کیوں نہ دے دیتا۔اس سے اولاد کا اس لئے سوچا کیونکہ بھلے ہی دشمنی میں ہی سہی وہ تھی تو ہمارا ہی خون نا،اس کی چھٹی ایسے ہی تو نہیں کر سکتے تھے نا۔ہر چیز سے کچھ نہ کچھ فاعدہ حاصل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کرنا چاہیئے۔۔۔!!! لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتے ہوئے وہاج شاہ نے اپنے مکروہ ارادے سے سب کو آگاہ کیا۔میر سالار تاسف سے سر ہلانے لگا۔حد تھی حیوانیت کی بھی؛؛وہ جتنا افسوس کرتا کم ہی تھا۔بقیہ سارے بھی بت بنے یہ انکشاف سن رہے تھے۔مورے نظریں زمین پر گاڑے بیٹھی ہوئی تھیں۔اتنی جلدی حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا یہ تو ان کے اور وہاج شاہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"داداسائیں آپ نے یہ سوچا بھی کیسے ؟آپ کو بخوبی حرم سے میری محبت کا علم ہے۔اس طرح کے خیالات رکھتے ہوئے مجھ سے مشورہ بھی آپ نے ضروری نہیں سمجھا۔اس صارم کو ہم سے چھپا کر موت کی نیند بھی سلادی اور ہمیں خبر تک نہیں ہونے دی۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا داداسائیں۔۔۔!!! سکندر شاہ غصے سے بیحال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔حفضہ بیگم بھی سر تھامے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"دیکھو سکندر، تم جذباتی ہو رہے ہو! وہاج شاہ نے آخری کوشش کرنی چاہی

"میں جذباتی نہیں ہو رہا، میں جو کہہ رہا ہوں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔اور اب سب کان کھول کر سن لیں میری اور حرم کی شادی جلد ہی ہو گی۔جلد کا مطلب اسی ہفتے۔مجھے مزید کچھ نہیں سننا!! غصّے سے سیخ پا ہوتے وہ بات ختم کر کے پیر پٹختا وہاں سے نکل گیا۔وہاج شاہ کا چہرہ اہانت سے مزید لال ہو گیا۔

"چچ چچ افسوس صد افسوس آپ کا سارا پلان فیل ہو گیا۔آپ کو خون کا بدلہ لینے کے لئے ایک کمزور لڑکی کا سہارا لینا پڑا جس سے آپ کو بلا کی نفرت تھی۔مگر اسی لڑکی کے بطن سے اس حویلی کا وارث پیدا کروانے کا خیال آپ کو آیا تو ساتھ ہی یہ بھی یاد آگیا کہ اس کا آپ سے خون کا رشتہ ہے؛لعنت بھیجتا ہوں میں آپ سمیت آپ کی ان مکروہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

روایات وسوچ پر!! میں نے وکیل سے طلاق کے پیپرز تیار کرنے کو کہہ دیا ہے۔دو روز میں وہ پیپرز موصول ہو جائیں گے۔ سکندر بھی بنا کسی چوں چرا کے ان پیپرز پر دستخط کر دیگا۔اب تو خیر اس میں کوئی شک نہیں۔۔!! میر سالار نے اپنی سلگتی ہوئی نظریں وہاج شاہ پر جمائے ہوئے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو میر؟ تم اپنا قانون یہاں مت جھاڑو! مجھے جو صحیح لگا میں نے وہی کیا ہے!! وہاج شاہ نے اپنا بھرم قائم رکھنے کی کوشش میں کہا۔لہجہ اب کی سکشتہ ہی تھا۔مورے الگ چور بنی بیٹھی ہوئی تھیں۔

"اب مجھے بھی جو صحیح لگے گا وہ میں کروں گا۔رہی قانون کی بات تو میرا قانون سب پر لاگو ہوتا ہے چاہے وہ حویلی کا کوئی فرد ہی کیوں نہ ہو! میں خود ایک جرگہ بٹھانا چاہتا ہوں۔اس بار فیصلہ میرا ہو گا۔طلاق کے پیپرز پر سکندر کے سائن لینے کے بعد وہ جرگہ بیٹھے گا۔تب تک آپ اپنی خیر منائیں دادا سائیں۔۔!!! اس نے لفظ بہ لفظ چبا چبا کر کہا تو وہاج شاہ کے چہرے سے جیسے دھواں نکلنے لگا۔مورے کی آنکھیں پھٹ سی گئیں۔ کہیں سے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہیں آرہی تھی۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ یہاں تمہارے دادا سائیں کے ہی فیصلے کا سکہ چلتا ہے اور انہی کا جرگہ بیٹھتا ہے کیونکہ وہ سرپنچ ہیں اس گاؤں کے۔سب جانتے بوجھتے بھی تم یہ حماقت کر رہے ہو میر کیوں؟ مورے نے تپ کر کہا تو میر سالار کے چہرے پر تمسخر در آیا۔

"تاریخ اب دوبارہ رقم ہو گی۔فیصلہ اس بار میرا ہو گا اور جرگہ بھی۔مزید بحث کے موڈ میں نہیں ہوں میں!! اس نے کھولتے لہجے میں کہا ساتھ ہی مرحا کو دیکھا جو سہمی ہوئی ہرنی کی طرح اس کے بازو میں مقید کھڑی تھی۔وہ اسے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

لئے وہاں سے نکل آیا۔ پیچھے وہاج شاہ سمیت مورے کی بھی سانسیں رک سی گئی تھیں۔ وہاج شاہ کے بیٹے ناراضگی کے طور پر وہاں سے اٹھ گئے تھے بقول ان کے کہ ان کے ساتھ غلط بیانی و دھوکا دہی سے کام لیا گیا ہے۔ حفضہ بیگم و منتہا بھی تن فن کرتی وہاں سے نکل گئیں۔ باری باری وہاں سے سب ہٹ گئے۔

وہ میر سالار کے ہمراہ راہداری کی جانب ائی تو سالار نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا جو سر جھکائے اپنے ناخنوں سے کھیل رہی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ موجود ہوں اور تمہارا ذہن کہاں گردش کر رہا ہے؟ میر سالار نے شگفتگی سے اسے میں مزید بھینچ کر کہا تو وہ تھوڑا جھینپ گئی تاہم نظریں اس کی شرٹ کی بٹنوں پر جمائے رکھیں۔ میر سالار اس کے چہرے کی اداسی سے ہی اس کے دل کا حال معلوم کر سکتا تھا۔ اسے پتہ تھا سب کے ہتک آمیز رویے پر وہ دل برداشتہ ہے۔ گہرا سانس بھرتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لیا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"مرحا تم فکر نہ کرو، میں تمہارے ساتھ ہر پل ہر لمحہ ہوں۔ بس تم اپنا خیال رکھو اور تمام سوچوں کو ذہن سے محو کر کے پر سکون رہو! تم اپنی امی سے ملاقات کرنا چاہتی ہو تو جاؤ! میر سالار نے اس کا سر چوما تو وہ شبانہ بی کے ذکر پر بے طرح خوش ہو گئی۔

"شکریہ سائیں، مجھے پتہ ہے آپ میرا ہمیشہ ساتھ دیں گے۔ میں اماں سے مل کر آتی ہوں!!! وہ خوشی سے کانپتے لہجے میں بولی اور فوراً اس کے حصار سے نکل کر بھاگتی ہوئی انیکسی کی جانب چلی گئی۔ میر سالار دلکشی سے مسکراتا آگے بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ انیکسی کے کمرے میں داخل ہوئی تو خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ یہاں کے چپے چپے سے اس کی شناسائی تھی۔ ہر چیز نظروں کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھی۔ وہ چلتی ہوئی پلنگ پر آ بیٹھی۔ جبھی قدموں کی آہٹ پر دروازے کی سمت دیکھا تو وہاں شبانہ بی کو دیکھکر وہ خوشی سے بے قابو ہو گئی۔

"اماں؛ وہ بے اختیار پلنگ سے اٹھی اور بھاگتے ہوئے ان کے گلے جا لگی۔ شبانہ بی نے اسے خود میں سمو لیا۔ آنکھیں بھیگ چلی تھیں۔

"مرحا تجھے پتہ ہے میں نے تجھے کتنا یاد کیا ہے؟ پل پل تیری یاد میں تڑپی ہوں۔ راتوں کو مجھے نیند نہیں آتی تھی کیونکہ تیرے وجود کی عادت اس کمرے سمیت مجھے بھی ہے میری دھی۔۔ میر سائیں یہاں آئے مگر میری ہمت ہی نہ ہو سکی کہ ان سے تیری خیریت دریافت کر سکوں! تو بتا خوش تو ہے نا؟ انہوں نے آبدیدہ لہجے میں آپ بیتی بتاتے ہوئے سوال کیا۔ مرحا آنسو پونچھتے ہوئے ان سے الگ ہوئی اور چٹاچٹ ان کے گالوں پر بوسے دیئے۔

"خوش نہیں بہت خوش ہوں۔ میر سائیں بہت اچھے ہیں۔ وہ میرا ہر لحاظ سے بہت خیال رکھتے ہیں۔ میں سچ میں بہت خوش قسمت ہوں اماں جو اللہ نے میرے حصّے میں میر سائیں جیسا مرد لکھا۔ وہ شابہ بی کا ہاتھ تھامے پلنگ کی اور بڑھ گئی۔

"اللہ ہر بری نظر سے بچائے میری دھی، وگرنہ جن حالات میں یہ شادی ہوئی تھی میں تو بہت ڈری ہوئی تھی۔ یہاں بھی تجھے لے کر سب کا غصہ عروج پر ہے۔۔۔ شبانہ بی نے دلگیری سے کہا۔ مرحا کچھ پل کو خاموش رہ گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اماں اس وقت تو میرا بھروسہ آپ نے بھی نہیں کیا تھا۔ حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ میرا صفائی دینا قسمیں کھانا سب بے سود رہا!!! لیکن اب میں خود چاہتی ہوں کہ جلد از جلد روشی بی بی کا اصل چہرہ بھی سب کے سامنے آئے جیسے شاہ سائیں آج بے نقاب ہوئے ہیں نا ویسے ہی میں روشی بی بی کو کٹگھرے میں کھڑا کرنا چاہتی ہوں!!! کچھ توقف کے بعد اس نے شبانہ بی کی گود میں سر رکھتے ہوئے اپنی خواہش کا اعتراف کیا۔

"کیا وہ بات واقعی میں سچ ہے مرحا؟ اگر سچ ہے تو پھر میر سائیں کا رویہ تیرے ساتھ ٹھیک کیسے ہے؟ شبانہ بی نے حیرانگی سے پوچھا تو مرحا نے تمام کتھا انہیں سنا ڈالی۔ سب کچھ جاننے کے بعد شبانہ بی کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ وہ دونوں نہ جانے کب تک باتیں کرتی رہتیں کہ گلاٹی سمیت صغریٰ وغیرہ نے وہاں دھاوا بول دیا۔ اب ان سب کے ناختم ہونے والے سوالات شروع ہو چکے تھے۔ مرحا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کے سوالوں کے جوابات دے رہی تھی۔ شبانہ بی پاس بیٹھی محبت سے اسے تک رہی تھیں۔

"ہائے او مرحا، تیرے تو بھاگ کھل گئے۔ کیا قسمت لکھوا کر لائی ہے تو؛ آخر کس قلم سے لکھوا کر لائی ہے کہ سب کو پیچھے چھوڑ دیا! صغریٰ نے آہیں بھرتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑیں

"یہ بتا میرو، شہر کی آب وہوا میں گم ہو کر ہمیں اور اپنے اس پرانے مسکن کو بھول تو نہیں گئی نا؟ راکھی نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ارے نہیں کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ میں آپ سب کو بھلا بھول سکتی ہوں کیا؟ سچ کہوں تو آپ سب کو سامنے دیکھ کر اور اس کمرے میں وقت گزار کر دلی سکون مل رہا ہے مجھے! وہ طمانیت سے مسکرا کر بولی تو وہ سب خوشی سے پھول کر کپا ہو گئیں۔

بہت دیر تک ان کی یہ خوش گپیاں جاری رہیں۔ پھر یکایک شبانہ بی سمیت ان سب کو حویلی کے بقیہ شدہ کام یاد آ گئے۔ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ سب اسے بعد میں ملنے کا کہہ کر وہاں سے نکل گئیں۔ ان سب کے جانے کے بعد وہ بھی وہاں سے نکل کر حویلی کی جانب بڑھ گئی۔

آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔ نظر سامنے بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹے میر سالار پر پڑی۔ سائیڈ ٹیبل پر چائے کا کپ پڑا ہوا تھا۔ گویا ابھی بھی چائے سے لطف اندوز ہوا گیا تھا۔ وہ دھیمی مسکراہٹ کیساتھ بے آواز چلتی بیڈ کے دوسرے کونے پر آ لیٹی۔ اس کی نظریں میر سالار کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ لبوں پر معصوم سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ کچھ سوچ کر وہ دھیرے سے اپنی جگہ سے سرک کر اس کے ذرا اور نزدیک آ گئی۔ احتیاط سے اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھنا ہی چاہا کہ یکایک میر سالار نے بند آنکھیں کھول کر جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا۔ وہ حواس باختگی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ وہ دلچسپ نظروں سے اس کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔

"سائیں آپ جاگ رہے تھے؟ وہ ہونق سی پوچھ بیٹھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"نہیں بس تمہاری موجودگی کے احساس سے آنکھیں کھل گئیں۔ تم بتاؤ، ملاقات ہوئی؟ وہ اسے خود سے مزید قریب کرتے ہوئے بولا تو مرحا کی جان پر بن آئی۔

"سائیں، زرا دور ہوں ایسے تو میں نہیں بتا سکوں گی؛ وہ شرم سے لرزتے ہوئے اس کے اور اپنے مابین فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں بتانا ہو تو ایسے ہی بتاؤ۔ دوسری صورت میں بیشک مت بتاؤ!! وہ اسے محضوظ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ مرحا کا چہرہ شرمگیں تاثر دینے لگا۔

"آپ بہت خراب ہیں!! وہ قدرے خفگی سے بولی تو میر سالار کا قہقہہ گونج اُٹھا۔ وہ مزید بوکھلا گئی۔

"مسز ایک طرف تم کہتی ہو کہ میں بہت اچھا ہوں دوسری طرف میں خراب بھی ہوں، اب فیصلہ کرو جلدی کہ میں کیا ہوں و گرنہ میں تم سے ناراض بھی ہو سکتا ہوں! اس کی بات پر وہ مزید بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی۔

"ہاں تو ہو جائیں ناراض، میں بھی نہیں بولتی۔۔!! وہ شرارت سے بولی

"اوہ او کے مسز؛ تم رہ سکتی ہو بنا کچھ بھی بولے؟ چیلنج کر رہا ہوں تمہیں کہ تم رہ ہی نہیں سکتیں؛ اگلے دس منٹ کے اندر تم نہ بولیں تو میر انام بھی میر سالار نہیں!!! میر سالار ابرو اچکا کر بولا تو اس نے اس کی بانہوں کے حصار سے نکل کر اپنے تکئے پر سر رکھ لیا۔

"دیکھ لیجئے گا؛ پھولے ہوئے منہ کے ساتھ کہا گیا۔ میر سالار نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔ مگر مرحا بی کی بے چینی اب عروج پر جا پہنچی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بمشکل دو منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی اور سخت خفگی سے میر سالار کو دیکھا جو آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔

"نہیں بالکل نہیں، بھلا کیوں نہیں رہ سکتی میں ان سے ناراض، دس منٹ تو کیا میں آرام سے صبح تک اس ناراضگی میں رہ سکتی ہوں۔۔!! میر سالار پر نظریں جمائے وہ خود سے بھرپور عزم میں مصروف تھی۔ دو منٹ مزید گزر چکے تھے۔ وہ دوبارہ سے سونے کیلئے لیٹ گئی۔ مگر پاگل دل ہمک ہمک کر اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

"نہ میں ان کی طرف دیکھوں گی اور نہ ہی میر ابولنے کا دل کرے گا۔۔!! اس سوچ کے آتے ہی اس نے میر سالار کی جانب سے کروٹ بدل لی۔ مگر دل کی بے چینی حد سے سوا تھی۔

"زرا دیکھوں، کہیں سائیں سو تو نہیں گئے۔ ہائے اللہ۔۔!! یکایک اس کے ذہن میں یہ خیال کوندا تو اس نے اپنا رخ دوبارہ سالار کی جانب کر لیا اور نہایت غور سے اسے دیکھا، مگر اسے سمجھ نہیں آ سکی کہ وہ واقعی سو چکا ہے یا محض آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا ہے۔ وہ دوبارہ سے اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستگی سے میر سالار کے زرا نزدیک آتے ہوئے اس کے چہرے پر جھک کر بھرپور معائنے میں مصروف ہو گئی۔

"سائیں؛ اس نے دھیرے سے اسے آواز دی جبھی میر سالار نے اپنی مقناطیسی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو وہ بوکھلا سی گئی۔ ہڑبڑاہٹ میں اس نے فوراً اس سے دور ہونا چاہا مگر سالار نے اپنی امڈتی مسکراہٹ پر قابو پاتے ہوئے اسے واپس اپنی طرف کھینچا وہ بے اختیار اس سے آ لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جہاں تک مجھے یاد ہے محترمہ، آپ تو مجھ سے بات نہیں کرنے والی تھیں، تو پھر اب کیا ہوا؟ آنکھوں میں مسکراتا تاثر جبکہ لہجہ بلا کا سنجیدہ تھا۔ مرحا نے خفیف ہو کر خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"ہاں تو؟ میں اب بھی کہاں بات کرنے والی تھی۔ وہ تو میں بس چیک کر رہی تھی کہ آپ سو گئے ہیں یا جاگ رہے ہیں!! خود کا بھرم قائم رکھنے کی کوشش میں وہ چلبلا کر بولی۔ میر سالار محضوظ ہوتا دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی بولتی نگاہوں سے وہ مزید خائف ہوتی خود میں سمٹ گئی۔ ساتھ ہی بے ساختہ زرا سا فاصلہ قائم کرنا چاہا مگر اس کی یہ مزاحمت بیکار ہی گئی۔ میر سالار نے اسے مزید خود میں سمیٹ لیا۔ وہ سر تا پا رنگوں میں نہانے لگی۔

"تم مانو یا نہ مانو مرحا، مگر یہ کام تمہارے لئے از حد مشکل ہے، اور اس کا مجھے مکمل یقین ہے۔۔!! اس کی گمبھیر آواز سرگوشی سے کم نہ تھی۔ لہجہ باور کراتا ہوا تھا۔

"تو جب جانتے ہیں تو پھر مجھے تنگ کیوں کرتے ہیں؟ وہ خفگی سے اس کی شرٹ کے بٹنوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی بولی۔

"تمہیں تنگ کرنے کا پرمٹ جو حاصل کیا ہے۔ یہ الگ بات کہ ابھی میں نے اس کا بھرپور استعمال نہیں کیا۔ مجھے لگتا ہے اب تم ٹھیک ہو!! میر سالار نے شرارتاً اسے گہری نگاہوں کی زد پر رکھتے ہوئے کہا تو مرحا کے ہوش و حواس اس کا ساتھ چھوڑنے لگے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ن نہیں سائیں، میں سچ میں ٹھیک نہیں ہوں۔ یہ د، دیکھیں مم میرے ہاتھوں میں بہت درد ہے۔اس نے بے ربط ہوتے ہوئے کسی طرح بات مکمل کی۔ کمرے کی فضا میں بے اختیار میر سالار کا خوبصورت قہقہہ گونج اٹھا۔ مرحا کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔ وہ سخت نروس سی ہونٹوں کو کچلنے لگی۔

"لیکن مسز یہ درد تو ابھی کچھ لمحے پل تک نہیں تھا، پھر اب کیسے ؟اس پر روشنی ڈالیں گی آپ ؟اس نے جاندار مسکراہٹ کیساتھ پوچھا۔ مرحا لاجواب سی ہوتی نظریں چرا گئی۔

"مم مجھے پیاس لگی ہے چھوڑیں۔۔!!! وہ اس کا حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگی۔ پورا وجود شرم کی شدت سے لرز رہا تھا۔

"اور مجھے بھی، اسے خود سے قریب تر کرتے ہوئے میر سالار نے جس انداز میں کہا، مرحا کو یوں لگا اس کے جسم کے ہر مسام سے پسینہ بہہ نکلا ہو۔ کچھ کہنے کی شدت میں ہونٹ محض پھڑپھڑا کر رہ گئے۔

آپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں!! وہ روہانسی سی ہو کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی اور اپنا ننھا سا حصار اس کے گرد باندھ لیا۔

"جانتا ہوں! گمبھیر آواز میں عجب سا سحر تھا جس میں مرحا خود کو جکڑتا محسوس کر رہی تھی۔ میر سالار کا ہاتھ اس کے بازوؤں سے سرائیت کرتا ہوا کندھے پر آرکا۔ مرحا کے دل کی دھک دھک شدت پکڑتی جا رہی تھی۔ سانسیں الگ اتھل پتھل سی ہونے لگیں۔ اس نے مٹھیوں کی گرفت سالار کی شرٹ پر مضبوط کر لی۔ اس کا دوپٹہ اس کے گلے سے آزاد کر کے وہ اس کا سر تکیئے پر رکھتا اس پر جھک گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مرحا کی آنکھوں میں شرم کی لالی پھیلنے لگی۔اس شخص کی جانب دیکھنا ہی اس کے لئے محال ثابت ہو رہا تھا۔اس کی بوجھل پلکیں رخسار پر سایہ فگن ہو گئیں۔سالار کی گرم سانسوں کی تپش سے اس کو اپنا چہرہ بھاپ بن کر اڑتا محسوس ہو رہا تھا۔وہ خود میں مزید سمٹ سی گئی۔

اسے وارفتگی سے چور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ اس کی گردن پر جھک گیا۔اس کے لبوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کر کے مرحا کے رگ وپے میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔سانسیں گویا جسم کا ساتھ چھوڑنے لگیں۔چند لمحے اسی طرح گزر گئے۔وہ آنکھیں بند کئے ہر قسم کی مزاحمت سے مبرّا لیٹی ہوئی تھی۔پیشانی سے ہوتے ہوئے اسے اپنے رخساروں پر میر سالار کا دہکتا ہوا لمس محسوس ہوا تو اس کے بے جان ہوتے جسم میں زرا سی حرکت ہوئی۔اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اٹھا کر اس نے سالار کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر بچاؤ کی معصوم سی کوشش کی۔آنکھیں ہنوز بند اور پلکیں لرز رہی تھیں۔میر سالار نے خمار آلود نظروں سے اس کے چہرے پر بکھری قوسِ قزح کو دیکھا اور اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں بھینچ لیا۔

" تیرے چہرے کے نقوش ایسے ہیں

آنکھ اٹھاتا ہوں بھٹک جاتا ہوں

تیری آنکھوں سے تیرے ہونٹوں تک

سفر اتنا ہے کہ تھک جاتا ہوں؛

بوجھل سرگوشی مرحا کے کانوں میں اتری تو چہرے پر شرمگیں تاثر مزید اپنا رنگ جمانے کو بیتاب ہو گیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس سے پہلے کہ وہ آنکھیں کھولتی سالار مکمل اس پر حاوی ہوتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ مرحا اس کے شوریدہ جذبات کے آگے ہار مانتی گویا کسی تنکے کی مانند اس کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی۔

میرا سوچنا تیری ذات تک

میری گفتگو تیری بات تک!!

نہ تم ملو جو کبھی مجھے

میرا ڈھونڈنا تجھے پار تک!!

کبھی فرصتیں جو ملیں تو آ

میری زندگی کے حصار تک!!

میں نے جانا کہ میں تو کچھ بھی نہیں

تیرے پہلے سے تیرے بعد تک!!

❤❤❤❤❤

زندگی کی انجمن کا بس یہی دستور ہے

بڑھ کے ملئے اور مل کر دور جاتے جایئے!!

بن کے خوشبو کی اداسی رہیئے دل کے باغ میں

دور ہوتے جایئے نزدیک آتے جایئے!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کوچ ہے خوابوں سے تعبیروں کی سمتوں میں تو پھر

جایئے پر دم بہ دم برباد جاتے جایئے!!

ان دو افراد کے ہمراہ وہ تمام راستے عجیب و غریب سوچوں میں گھری بیٹھی ہوئی تھی۔"اس کی آگے کی زندگی اب نہ جانے کون سا رخ اختیار کرنے کو تھی؛ سوچتے ہوئے وہ تھکا ہارا سا سانس بھر کر رہ گئی۔

بی جان پورے سفر کے دوران اس کے کندھے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی رہیں اور زوفا نے انہیں اپنے حصار میں لئے رکھا مبادا وہ ایک طرف کو نہ گر جائیں۔ کھڑکی سے باہر بھاگتے ہوئے مناظر کو دیکھتے ہوئے وہ خود میں گم تھی۔

ایس۔پی حسن نے بیک مرر سے ایک نظر اس پر ڈالی اور اس کا کھویا کھویا انداز نوٹ کیا۔ وہ جانتا اور سمجھتا تھا جس طرح کی سچویشن سے وہ گزری تھی یہ غور و فکر اس لڑکی کے لئے فطری سی بات تھی۔ایک لمحے کو اس کا دل چاہا اس کے تمام غم سمیٹ کر اس کی زندگی بے پایاں خوشیوں سے بھر دے۔

آدھے گھنٹے کے اس سفر کا اختتام ہوا اور گاڑی ایک خوبصورت و پُرستائش گھر کے سامنے آ رکی۔ زوفا بھی چونک کر حال میں لوٹ آئی۔ نظر اٹھائی تو سامنے وسیع و عریض عمارت کو دیکھکر اس کی آنکھوں میں بھی تعریف کے رنگ اتر آئے۔ حسن گاڑی کا دروازہ کھول کر پیچھے کی جانب آیا ساتھ ہی پچھلی گاڑی کا دروازہ کھول کر زوفا بی جان کو سہارا دیتے ہوئے باہر نکلی تو حسن نے بی جان کا دوسرا بازو تھام لیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بی جان ان کے سہاروں پر آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ بڑے سے حال میں داخل ہو کر انہوں نے بی جان کو صوفے پر بٹھا دیا۔

"بی جان آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ زوفا نے بی جان کا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنائیت سے پوچھا۔

"ہاں میری بچی میں ٹھیک ہوں۔ بس زرا سا سانس پھول رہا ہے؛ انہوں نے گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا تو زوفا پانی لینے کی غرض سے صوفے سے اٹھی ہی تھی کہ حسن نے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا اور خود کسی خاتون کو آواز دی۔ کچھ ہی پل میں ایک ادھیڑ عمر خاتون وہاں حاضر تھی۔

"بی جان کے لئے کچھ کھانے کے کیلئے لاؤ ساتھ میں نیم گرم پانی لانا۔ اور یہ زوفا ہیں اب سے ہمارے ساتھ ہی رہیں گی ان کی خاطر مدارت میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہ ہو! جاؤ پہلے ان کے لئے بھی چائے وغیرہ بناؤ بعد میں ان کی پسند کا کھانا پوچھ کر بنا دینا!! ایس۔پی حسن نے سنجیدگی سے اس عورت کو حکم دیا تو زوفا بوکھلا سی گئی۔

"امم ام، اس کی کوئی ضرورت نہیں پلیز، وہ خوامخواہ پریشان ہو نگی؛ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ اس پورے وقت میں وہ پہلی دفعہ اس سے مخاطب ہوئی تھی۔ حسن نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ بی جان صوفے کی پشت سے سر ٹکائے ان دونوں کو بڑے وثوق سے دیکھ رہی تھیں۔

"اس میں پریشانی کی تو کوئی بات نہیں، آپ کی خاطر مدارت ہمارا فرض ہے۔ آپ اس طرح کی سوچوں سے خود کو پریشان نہ کریں پلیز۔ ریلیکس۔۔۔!! وہ ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ شائستہ انداز میں بولا۔ لہجہ تسلی آمیز تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"حسن بالکل صحیح کہہ رہا ہے بچی، تم اب سے یہاں کی ایک فرد ہو! بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تکلف ظاہر کرو گی تو میں یہ سمجھوں گی کہ تم نے ہمیں بالکل پرایا سمجھ رکھا ہے!!بی جان نے اس کا گال سہلا کر کہا تو اس قدر محبت واپنائیت پر زوفا کی آنکھیں نم سی ہونے لگیں۔اپنوں کا انسانیت سے مبرّا سلوک دیکھنے کے بعد غیروں سے ملی اس قدر عزت پر اسے ٹوٹ کر رونا آیا۔ بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے اس نے بی جان کا ہاتھ تھام لیا۔ایس۔پی حسن خاموشی سے نظریں اس پر جمائے کھڑا تھا۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔میں اوپر والی ذات کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے جس نے مجھے آپ جیسے بے غرض وشفاف دل لوگوں سے لا ملایا۔۔۔!!وہ بھیگی آواز میں بی جان کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا کر بولی تو اس کی اس حرکت پر بی جان تو گویا نہال ہی ہو گئیں۔

حسن کے ہونٹوں پر بھی ایک دلکش مسکراہٹ نے اپنی جھلک دکھائی۔

"بی جان آپ دونوں لاڈ پیار کریں۔میں فریش ہو کر کچھ دیر ریسٹ کروں گا پھر مجھے کہیں جانا بھی ہے؛کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر اس نے بی جان کو آگاہ کیا۔زوفا بھی قدرے خفت زدہ ہو گئی۔

"ایک تو تیرے اس آنے جانے سے میں سخت پریشان ہوں؛بی جان چڑ کر بولیں تو وہ قہقہہ لگا بیٹھا۔

"اٹس آمورل فیکٹ بی جان، جاؤں گا جبھی نا واپس آؤں گا؛وہ شرارتاً بولا تو بی جان مصنوعی خفگی سے اسے گھورنے لگیں۔وہ ہنستا ہوا تھوڑا سا جھکا اور ان کی پیشانی چوم کر وہاں سے نکل گیا۔بی جان مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگیں تو وہ بھی دھیمے سے مسکرا دی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تھوڑی دیر کے بعد ملازمہ تمام چیزوں کے ساتھ حاضر تھی۔بی جان سوپ وغیرہ پی چکیں تو زوفا نے ملازمہ سے ان کا کمرہ پوچھ کر انہیں ان کے کمرے میں پہنچا دیا۔آرام سے انہیں بستر پر لٹا کر وہ خود ان کے پاس بیٹھنے کو تھی کہ شاید انہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے مگر بی جان نے ملازمہ سے زوفا کو اس کا کمرہ دکھانے کا کہا ساتھ ہی تسلی دی کہ "بیٹا ابھی میں کچھ دیر سو رہوں گی تو بھی جا آرام کر۔کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو صبوحی (ملازمہ) ہے نا اسے کہہ دوں گی۔۔۔!!ان کے کہنے پر وہ سر ہلاتی ملازمہ کی نوعیت میں اس کمرے میں آگئی جواب اس کا تھا۔نفاست و سلیقے سے ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی۔بلاشبہہ یہ گھر قابل تعریف تھا۔وہ سوچتی ہوئی دروازہ بند کر کے بیڈ پر آلیٹی اور کچھ ہی پلوں میں وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔

بھلا بتاو سائرہ،اس قدر بڑا دھوکہ دیا ہے ہم سب کو شاہ سائیں نے،ارے کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی اور خود ہی سب کچھ نپٹا لیا۔اپنے مفاد کیلئے انہوں نے یہ تک نہ سوچا کہ یہ سارا ماجرا جاننے کے بعد ہم سب پر کیا گزرے گی۔ خاص طور پر میرے دل پر جو گزری ہے وہ بیان سے باہر ہے!!حفضہ بیگم چھکوں پھکوں روتے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف تھیں۔پاس ہی گھر کی بڑی (ماسوائے مورے کے) بقیہ خواتین بھی موجود تھیں۔

"میں بھی تو یہی کہتی ہوں بھابھی بیگم،اور جہاں تک مجھے لگتا ہے ان سب میں شاہ بی بی بھی شامل ہیں۔ان کا چہرہ دیکھا تھا آپ نے کیسے فق سا ہو گیا تھا سالار کے منہ سے حقیقت کو سن کر؟سائرہ بیگم نے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اپنے تئیں اندازہ لگایا تو وہ سب بھی تائیدی انداز میں سر ہلانے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"شک کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔اگر انہیں پہلے سے سب کچھ معلوم نہ ہوتا تو وہ یہ سوال ضرور شاہ سائیں سے کرتیں کہ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا؟ مگر انہوں نے تو ایک بار بھی سوال نہیں اٹھایا!! دونوں ہی اس کھیل میں برابر کے شریک رہے ہیں!!حفضہ بیگم دانت پیس کر کھا جانے والے لہجے میں بولیں۔

"میری بیٹی بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی۔اس کے سہاگ کو اجاڑنے والے کا انجام میں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکی۔یہ صدمہ تو میری جان لے لے گا۔۔۔ثریا بیگم (منتہا کی امی) کہتے کہتے آبدیدہ ہو گئیں ساتھ ہی دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں پونچھیں۔

"ان سب کے پیچھے جو گھناؤنی سازش انہوں نے رچائی ہے نا میں تو چاہتی ہوں کہ میرا انہیں سزا سنائے وہ بھی ایسی کہ سارا زمانہ یاد رکھے۔رہی بات سکندر کی تو اسی ہفتے اس کی شادی حرم سے ہو گی۔ہمیں شادی کی تیاریاں شروع کر دینی چاہیئے اب؛حفضہ بیگم ایک بار پھر وہاج شاہ پر غصہ نکالتے ہوئے سائرہ بیگم کی جانب متوجہ ہوئیں تو وہ بھی ان کے فیصلے پر مطمئن ہوتی طمانیت سے سر ہلانے لگیں۔

صحن کی جانب آتی حرم کے کانوں میں حفضہ بیگم کے یہ الفاظ شہد کی چاشنی کی مانند اترے تھے۔اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔اپنے خوشی سے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالنے کی ناکام کوشش میں ہلکان وہ جھومتی ہوئی یہ خبر بقیہ لڑکیوں تک پہنچانے کو حال کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ویسے تو سکندر شاہ کی زبانی سب نے اس کا فیصلہ سن ہی لیا تھا، مگر اب حفضہ بیگم کا فیصلہ اس بات کا ثبوت تھا کہ یہ بات انہوں نے سبحان شاہ سے مشورے کے بعد کی ہے۔اس بات پر مہر لگ چکی تھی سو حرم کا ہواؤں میں اڑنا تو ظاہری سی بات تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کی آنکھ کھلی تو رات کے تقریباً نو بجنے کو تھے۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ساتھ ہی کچھ یاد آنے پر بے تحاشہ سر خ پڑتے ہوئے اس نے چور نگاہوں سے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر دیکھا مگر وہاں میر سالار کو موجود نا پا کر اس کی جان میں جان آئی، وگرنہ اس کا سامنا کرنے کی ہمت فلحال اس میں سرے سے مفقود تھی۔

گزرے ہوئے خوبصورت پل کسی فلم کی مانند اس کے ذہن کی سکرین پر چلنے لگے۔ جن میں اس شخص کی بے پناہ محبتیں وجسارتیں ان لمحات کی خوبصورتی میں مزید اضافے کا سبب بن رہی تھیں۔ اس کی منمانیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس کے لبوں پر حیا آلود مسکان بکھر گئی۔

نا جانے کتنے ہی پل وہ ان سحر انگیز لمحات کی گرفت میں قید بیٹھی رہی پھر یکایک اس کے اندر بھوک کا شدّت سے احساس جاگا۔

میر سالار نے جس قدر جلد بازی مچائی تھی وہ عجلت میں بمشکل بیگ میں دو سے تین جوڑے ٹھونس کر وہاں سے نکلی تھی۔ وہ بیڈ سے اٹھی اور بیگ سے سوٹ نکال کر فریش ہونے کی غرض سے واشروم میں چلی گئی۔

جلدی جلدی ہاتھ لے کر وہ باہر نکلی، خود کو آئینے میں ایک نظر دیکھ کر وہ اپنے گرد شال لپیٹے کمرے سے باہر نکل آئی "شاید میر سائیں ڈنر کے بعد ڈیرے وغیرہ پر چلے گئے ہوں یا شاید مردان خانے میں موجود ہوں؛ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے وہ برآمدے سے ہوتے ہوئے جیسے ہی راہداری مڑی سامنے سے آتی روشانے کو دیکھکر پل بھر کو اس کے قدم رکے۔ وہ بھی اسے دیکھ چکی تھی۔ اس کے چہرے پر حقارت در آئی تھی جبکہ وہ نظریں پھیرتے ہوئے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سرعت سے اس کی سائیڈ سے گزر جانے کو تھی کہ روشانے نے دانت پیستے ہوئے اچانک اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے مقابل لا کھڑا کیا۔اس اچانک افتاد پر مرحا پل بھر کو ہکا بکا رہ گئی۔ پھر اس نے جلد ہی خود کو نارمل کر لیا۔اسے پتہ تھا وہ جتنا ڈرے گی روشی اسے اتنا ہی ڈرانے کی کوشش کرے گی۔

"لو جی، بڑے پر نکل آئے ہیں تمہارے تو، پہلے نوکرانی کی حیثیت سے تم یہاں جانی جاتی تھیں اور اب تو مہارانی بن کر تمہارے مزاج ہی نہیں مل رہے کسی سے ہونہہ؛وہ جارحیت سے بولی۔

"میرا بازو چھوڑیں روشی بی بی؛مرحا نے خود پر ضبط کرتے ہوئے تحمل سے کہا۔

"کیوں چھوڑوں ہاں؟پہلے میری بات کا جواب دو تم، مت بھولو کہ یہ میری ہی کرم نوازیاں ہیں جس کی بدولت آج تم عیش و عشرت کی زندگی گزار رہی ہو ورنہ تمہارے پاس تھا کیا سوائے خوبصورتی کے؛تمہاری یہ خوبصورتی بھی تمہارے لئے ناسور بن جاتی اگر میں بروقت مدد نہ کرتی تو؛روشانے کی تلملاہٹ عروج پر تھی۔مرحا کے لبوں پر دھیمی مگر طنزیہ مسکراہٹ اتر آئی۔

"میں ضرور آپ کی شکر گزار ہوتی اگر آپ کے ارادے نیک ہوتے تو،اس بات کا تو مجھے بخوبی علم ہے کہ آپ یہ نہیں چاہتی تھیں مگر یہ ہو گیا۔دیکھا جائے تو مجھے سب کچھ مل گیا ہے الحمدللہ، مگر لگتا ہے آپ سے میری خوشیاں ہضم نہیں ہو رہی ہیں روشی بی بی۔۔؛؛مرحا نے جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑایا جس پر وہ مزید سیخ پا ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"واہ بھئی اب تو چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں۔بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری تو،زیادہ مت اڑو ورنہ پچھتاؤ گی۔۔۔!!روشانے آگ بگولہ ہوتی اطراف میں ایک نظر ڈال کر دھیمے لہجے میں پھنکاری۔

"اور آپ کے لئے بہتر ہو گا کہ آپ کسی بھی قسم کے تماشے کو ہوا نہ دیں،ورنہ اگر سچ سب کے سامنے آگیا تو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ جائیں گی آپ!!وہ طمانیت بھرے انداز میں بولی تو روشانے کا چہرہ پہلے تو فق ہو گیا پھر وہاں غصّے کی سرخی نے اپنا رنگ جمالیا۔

"اوہ تو اب ایک معمولی و کم حیثیت ملازمہ مجھے دھمکی دے گی یعنی روشانے شاہ کو؟وہ کچکچا کر بولی تو مرحا کے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ آگئی۔

"یہ دھمکی نہیں ہے۔حقیقت بیان کر رہی ہوں۔خیر اب میں چلتی ہوں۔فضول کے بحث و مباحثے میں اپنے وقت کا مزید زیاں نہیں کر سکتی میں؛؛ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات ختم کر کے مرحا تیزی سے وہاں سے نکل گئی جبکہ پیچھے روشانے خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

وہ باورچی خانے میں آئی تو وہاں راکھی سمیت شبانہ بی کو مصروف پایا۔اس نے شبانہ بی سے اپنی بھوک کا اظہار کیا تو انہوں نے اسے انیکسی میں بھیجا۔اس کا کھانا ان کا وہیں لے جانے کا ارادہ تھا۔وہ تھوڑا وقت بھی اس کیساتھ گزارنا چاہتی تھیں۔

READERS CHOICE

مرحا انیکسی کے کمرے میں آکر پلنگ پر بیٹھ گئی۔اس کا ذہن زوفا کی طرف چلا گیا ساتھ ہی دل سے اس کے لئے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ تینوں اس قدر جلدی میں ہاسپٹل پہنچے تھے کہ زوفا کا کوئی بھی سامان اس کے ہمراہ نہیں جا سکا تھا اور جاتا بھی کیسے، میر سالار نے اپنے فیصلے کے متعلق پہلے آگاہ جو نہیں کیا تھا۔اب اس نے سوچا تھا فارم ہاؤس کال کر کے ملازمہ کو زوفا کا تمام سامان پیک کرنے کو کہے گی، میر سالار ڈرائیور کو ایڈریس بتا دے گا تا کہ سامان بآسانی زوفا تک پہنچ جائے۔۔۔!!! سوچتے ہوئے وہ قدموں کی آہٹ پر دروازے کی سمت دیکھنے لگی۔ مگر وہاں میر سالار کو آتا دیکھکر اس کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔وہ تو شبانہ بی کی امید کر رہی تھی۔وہ دروازے پر کھڑا دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے بھرپور دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔مرحا اسی لحاظ سے بوکھلا کر پلنگ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چلا تھا۔ٹانگیں الگ کانپنے لگیں۔

"سائیں وہ میں ابھی آتی ہوں کھانا کھا کر؛ بیساختہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہ آہستگی سے منمناتی آواز میں بولی تو میر سالار اپنی امڈتی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹتے ہوئے آگے بڑھا۔مرحا نے ہاتھوں کے جھروکے سے اسے اپنی سمت بڑھتے دیکھا تو لرز کر پلنگ پر بیٹھ گئی۔چہرہ ہنوز چھپا رکھا تھا۔

"کیا یار مسز، مجھے اپنا یہ والا روپ تو دکھا دو؛ مسکراتی آواز پر اس نے ہتھیلیوں کی گرفت چہرے پر مزید سختی سے جما دی۔

"ہر گز نہیں ابھی، کھانا کھا کر آؤں گی۔آپ سے شرم آ رہی ہے مجھے پلیز دیکھیں؛؛ وہ شرم سے جزبز ہوتی دھیمے سے چلا کر بولی تو میر سالار نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا، مرحا نے خوف کے مارے ہاتھ ہٹا کر دروازے کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سمت دیکھا پھر سالار کو دیکھا جو بے خودی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ایک تو شبانہ بی کے کسی بھی پل آجانے کا خوف،دوسرا اس شخص کی نظروں کا سامنا کرنا اس کیلئے بے حد مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"سائیں ابھی اماں آجائیں گی؛وہ خفیف سی بولی۔

"تو آجانے دو،اس کو تو جیسے پرواہ ہی نہ تھی۔مرحا سرخ چہرہ لئے ہونٹ کچلتی نظریں جھکا گئی۔

"تمہارا یہ روپ بہت پیارا ہے مرحا!!وہ اس کے چہرے پر اپنی والہانہ نظریں دوڑاتے ہوئے اسے خود سے قریب کر گیا۔لہجہ وارفتگی سے چور تھا۔مرحا ہولے سے مسکرادی اور بوجھل پلکیں اٹھا کر اپنے ہمسفر کو دیکھا جس کے چہرے پر اس کے لئے محبتوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود تھا۔

وفا کے قید خانے میں

سزائیں کب بدلتی ہیں!!

بدلتا دل کا موسم ہے

ہوائیں کب بدلتی ہیں!!

میری ساری دعائیں تم سے ہی

منسوب ہے ہم دم

محبّت ہو اگر سچّی

دعائیں کب بدلتی ہیں!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کوئی پا کر نبھاتا ہے

کوئی کھو کر نبھاتا ہے

نئے انداز ہوتے ہیں

وفائیں کب بدلتی ہیں!!

میر سالار کی نظروں کے تقاضوں پر وہ بری طرح سٹپٹا گئی پھر چور نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا۔شبانہ بی کا دور دور تک نام ونشان نہ تھا۔وہ دل ہی دل میں ان کے جلد آنے کی دعا مانگنے لگی سالار دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی کیفیت سے بھرپور لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"آپ ایسے ہی دیکھتے رہے تو میں کھانا کیسے کھاؤں گی؟اس کی معنی خیز نگاہوں پر وہ منہ پھلا کر بولی تو وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

"تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ اس قدر اچھی لگو؟اب ظاہر ہے مسز،جب ایسی دکھو گی تو کس کافر کو پاگل کتے نے کاٹا ہوا ہے!!وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مخمور لہجے میں بولا تو مرحا کا چہرہ مزید بلش کرنے لگا۔

"سائیں میں آج اماں کے ساتھ سو جاؤں؟پھر میں چلی جاؤں گی تو کہاں اتنی جلدی ان سے ملنا ہو گا۔۔۔؛وہ میر سالار کے قریب آکر اس کے کندھے پر پڑی شال سے کھیلنے لگی۔

"سو جاؤ،مگر یہ رعایت بس آج کیلئے ہی ہے،،میر سالار نے نرمی سے اس کی بے داغ پیشانی پر اپنا لمس چھوڑا تو وہ اس کے اجازت نامے پر بے طرح خوش ہو گئی،ساتھ ہی اس نے زوفا کے سر و سامان کے متعلق بات کی تو سالار نے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

فارم ہاؤس فون ملا کر موبائل اسے تھما دیا،اس نے ملازمہ کو اچھی طرح سے سمجھا دیا۔ساتھ ہی میر سالار نے ڈرائیور کے یہاں کال ملا کر اسے ایس۔پی حسن کے گھر کا ایڈریس بتا دیا۔مرحا نے اب جا کر گویا اطمینان کا سانس لیا۔

اسی اثناء میں شبانہ بی کھانے کی ٹرے لئے اندر داخل ہوئیں،مرحا اچھل کر اس سے قدرے فاصلے پر ہوئی۔شبانہ بی سامنے میر سالار کو کھڑا دیکھکر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئیں۔

"میر سائیں،بیٹھیں نا کھڑے کیوں ہیں؟وہ کھانے کی ٹرے چھوٹی سی اسٹول پر رکھتی ہوئی عاجزی سے بولیں۔

"نہیں اب میں چلتا ہوں،دراصل میں مرحا کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔آپ بتائیں کیا حال ہے؟میر سالار نے سہولت سے انکار کرتے ہوئے ان کی خیریت پوچھی

"رب سوہنے کا شکر ہے سائیں؛شبانہ بی انکساری سے بولیں۔

"اچھی بات ہے،اوکے میں چلتا ہوں آپ دونوں خواتین باتیں کریں۔وہ ایک نظر گھڑی پر جبکہ دوسری گہری نظر خود کی جانب دیکھتی مرحا پر ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔اس کے انداز پر مرحا ہولے سے مسکرا دی ساتھ ہی کھانے سے بھرپور تناول فرماتے ہوئے شبانہ بی سے دنیا جہاں کی باتوں میں مصروف ہو گئی۔

❤❤❤❤❤

ایک مکمل اور بھرپور نیند لے کر جب وہ اٹھی تو سر سے لے کر پاؤں تک خود کو فریش فریش سا محسوس کر رہی تھی۔وہ بی جان کے کمرے میں آئی تو وہ بھی جاگ چکی تھیں۔آنکھیں بند کئے تسبیح کے دانے گراتے ہوئے وہ پوری طرح

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سے خود میں محو تھیں۔زوفا نے احترام سے سلام کیا تو اس کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور شفقت سے مسکرائیں۔وہ بھی دھیمی سی مسکراہٹ کیساتھ ان کے قریب ہی ٹک گئی۔

"بیٹا تمہاری نیند میں کوئی خلل تو نہیں پڑا نا؟ٹھیک طرح سے نیند تو آئی تمہیں نا؟انہوں نے محبّت سے سوال کیا۔

"بالکل بی جان،سچ کہوں تو بہت سکون بھری نیند آئی مجھے،فریش سا فیل کر رہی ہوں خود کو!!وہ آسودگی سے بولی تو بی جان دل سے مطمئن ہوئیں۔

جبھی ملازمہ چائے اور گرم پکوڑوں کے ساتھ حاضر ہو گئی۔وہ بی جان کے ساتھ نرم گرم سے پکوڑوں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے چائے پینے لگی۔

"بی جان ایک بات بتائیں،آپ اس گھر میں تنہا کیوں ہیں؟میرا مطلب ایسا کون سا حادثہ پیش آیا تھا کہ جس نے آپ کے اپنوں سے آپ کو جدا کر دیا؟زوفا نے کمرے میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہاں کے گوشے گوشے میں بسی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا بتاؤں بیٹا،قدرت کے فیصلے کے آگے انسان مکمل بے بس ہوتا ہے۔میرا اکلوتا بیٹا مراد آج سے دس سال قبل اپنی بیوی کے ہمراہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہو گیا۔اس صدمے نے میری کمر توڑ ڈالی۔مگر میں نے ہمت کی کیونکہ اگر میں خود کو نہ سنبھالتی تو حسن کا خیال اور اس کی دیکھ بھال کون کرتا۔حسن کے دادا تو مراد کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔میں نے سوچ لیا تھا کہ چاہے ہزار مشکلیں درپیش ہوں مگر میں حسن کو کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دوں گی۔اللہ کا کرم کہ اس نے اتنا نوازا تھا کہ مجھے اپنے پوتے کی پرورش میں کبھی کوئی دقت پیش نہ آئی،ہاں بس

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ایک بے سکونی کا سبب بس میری تنہائی ہی تھی۔ پھر حسن جب ایس۔پی کے عہدے پر فائز ہوا تو اس دن میری خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ میں تو یہ چاہتی تھی کہ وہ جلد از جلد شادی کر کے اپنا گھر بسا لے تاکہ میری بھی تنہائی دور ہو مگر وہ ہر بار ٹال جاتا تھا، خیر اب بھی اس کا یہی حال ہے۔ اور آج اللہ کے کرم سے میری تنہائی تمہارے توست سے دور ہو گئی بیٹا!! بی جان بتاتے بتاتے آبدیدہ ہو گئیں۔ زوفا کو بھی حقیقتاً یہ سب کچھ سن کر دکھ پہنچا تھا۔ واقعی انسان کتنا بے بس ہے اس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے، جان سے پیارے لوگوں کا بچھڑنا بھی رو دھو کر قدرت کے فیصلے کے آگے قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔!!! اس تکلیف سے تو وہ بھی گزری تھی بھلا وہ کیسے بھول سکتی تھی!! سوچتے ہوئے وہ یاسیت زدہ سی ہو گئی۔

"بیٹا تو جا زرا باہر لان میں چہل قدمی کر آ، شام کے وقت بہت اچھا لگتا ہے وہاں۔۔!! بی جان کی آواز پر وہ چونک سی گئی۔

"آپ بھی چلیں بی جان!! اس نے چائے کا کپ ٹرے میں رکھ کر انہیں سہارا دے کر اٹھانا چاہا۔

"ارے نہیں بیٹا! میں ٹھیک ہوں، بس ایک اور تسبیح پڑھنی ہے تم چلی جاؤ کوئی بات نہیں! انہوں نے اس کا گال نرمی سے سہلایا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل آئی۔

لان کا منظر واقعی میں دل کو موہ لینے والا تھا۔ آسمان پر نارنجی رنگ اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں چہرے کو چھو کر دل و دماغ کو ایک عجیب سا سرور بخش رہی تھیں۔ وہ ننگے پاؤں گھاس پر چہل قدمی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کرنے لگی۔نرم نرم گھاس پیروں کو چھو کر دماغ کو عجب تازگی بخشنے لگی۔وہ خود میں کھوئی ادھر سے ادھر چکر کاٹنے میں مصروف تھی۔

"اسلام وعلیکم،گھمبیر آواز پر وہ جو خود میں ہی گم تھی اچھل پڑی۔نظر اٹھائی تو سامنے حسن کو کھڑا پایا۔

"وعلیکم السلام، مختصر جواب دیتے ہوئے وہ خفیف سی نظر جھکا گئی۔

"کیا ہو رہا ہے؟آپ یہاں پر سکون تو ہیں نا؟وہ شگفتگی سے پوچھنے لگا۔

"جی الحمدللہ،زوفا نے آہستگی سے جواب دیا۔

بیٹھیں!وہ لان میں موجود چیئر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے خود بھی ایک چیئر پر بیٹھ گیا۔زوفا بھی خاموشی سے کرسی پر ٹک گئی۔

"موسم اچھا ہے نا؟اس نے آس پاس کے مناظر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمم؛زوفا نے ہاتھوں کی انگلیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے محض "ہمم؛ سے کام چلایا۔

"ایک بات بتائیں زوفا!حسن کے کہنے پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ شروع سے ہی کم بولتی ہیں یا اب کم کر دیا ہے؟ایس۔پی حسن نے اس کے مختصر جوابات پر چوٹ مارتے ہوئے کہا۔

READERS CHOICE

"نہیں تو،ایسی تو کوئی بات نہیں؛اس بار خیال آنے پر وہ قدرے خفت سے بولی۔

"تو پھر ایسی نہیں تو کسی بات ہے؟حسن نے شوخی سے پوچھا تو وہ کچھ جھینپ سی گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں تو اسی بات سے مطمئن ہوں کہ آپ کے یہاں آنے سے بی جان کی تنہائی میں کمی آگئی ہے۔ یہ یقیناً خوش آئیند بات ہے۔ آپ فکر نہ کریں وہ وقت بھی آئے گا جب آپ کی اپنے گھر والوں سے ملاقات ہو گی۔ میں جانتا ہوں آپ اس جانب سے بھی فکر مند ہیں! ایس۔ پی حسن نے اس کا حسین چہرہ نگاہوں کی گرفت پر رکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔

"مگر میں جب تک سکندر سائیں کے نکاح میں ہوں یہ ناممکن ہے۔ جو بھی ہے مگر میں ہمیشہ تو یہاں نہیں رہ سکتی نا! آج یا پھر کل مجھے چھوٹی حویلی تو جانا ہی ہے نا! وہ اپنی نم آواز پر بمشکل قابو پاتے ہوئے بولی تو ایس۔ پی حسن گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ فکر کیوں کرتی ہیں؟ سالار جو کرے گا آپ کے حق میں بہتر ہی ہو گا، دوسری بات آپ بالکل یہاں رہ سکتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے چھوٹی حویلی جانا ہی نہیں ہے بیشک جائیں مگر آپ یہاں "بھی؛ رہ سکتی ہیں! اگر آپ چاہیں تو!! وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ لہجہ زو معنی تھا۔

زوفا الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کے پلے کچھ بھی نہیں پڑا تھا۔

"مطلب؟ سوری میں کچھ سمجھی نہیں! اس نے نا سمجھی کے تاثرات سمیت کہا تو ایس۔ پی حسن کے ہونٹوں پر ایک محضوظ سی مسکراہٹ آگئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ان دی فیوچر آپ اس کا مطلب بھی سمجھ جائیں گی؛ ابھی تو آپ اس خوبصورت موسم کو انجوائے کریں۔ پھر ملاقات ہو گی۔۔۔،، وہ اس کی توجہ دوسری جانب مرکوز کراتا اٹھ کھڑا ہوا اور ہنوز اس کے الجھے تاثرات سے لطف اندوز ہوتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے زوفا بھی سر جھٹک کر دوبارہ سے موسم کی رعنائیوں میں کھو گئی۔

وہ نصفِ شب تک شبانہ بی کے ساتھ باتوں میں مصروف رہی پھر ہی کہیں جا کر سوئی۔ صبح شبانہ بی نے اسے فجر کی نماز کیلئے جگایا تو وہ اٹھی نماز ادا کرنے کے بعد حویلی آگئی جہاں حسبِ معمول آہستہ آہستہ ملازمین کی آمد شروع ہو چکی تھی۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگئی۔ کمرے کا دروازہ اندر سے لاک نہیں تھا سو وہ باآسانی اندر داخل ہو گئی۔ ایک محتاط سی نظر اس نے بے خبر سوئے میر سالار پر ڈالی اور فریش ہونے کی غرض سے کپڑے لئے واشروم میں گھس گئی۔

تقریباً دس سے پندرہ منٹ کے بعد وہ اپنے ہی دھیان میں تولئے سے لمبے بالوں کو رگڑتی گنگناتی ہوئی باہر نکلی اور ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اس پل وہ کمرے میں میر سالار کی موجودگی مکمل فراموش کر چکی تھی۔

خود میں مگن وہ گیلے بالوں میں کنگھی کرنے کو ہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے اسے اپنے مضبوط حصار میں جکڑ لیا۔ وہ بوکھلا کر ہوش میں آئی تو ساتھ ہی سب کچھ یاد آگیا۔ اس نے آئینے میں دراز قامت کھڑے اس شخص کو دیکھا۔ میر سالار نے بے خودی سے اس کے گال سے اپنا گال رگڑا تو وہ چھوئی موئی سی ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیا بات ہے مسز؟ صبح صبح ہی میرے ہوش اڑانے کا سامان کئے بیٹھی ہیں آپ۔اٹس ناٹ فئیر یار! وہ شرارتاً بولا تو وہ اسے آنکھیں پھیلا کر دیکھنے لگی۔

"سائیں صبح ہو گئی ہے! وہ اس کا حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگی مگر سالار نے مزید اسے خود میں بھینچ لیا۔

"ظاہر ہے ہر رات کے بعد صبح ہی ہوتی ہے۔اس میں کیا نیا ہے؟ وہ اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے بولا۔

"میرا مطلب، صبح ہو گئی ہے نیچے چلیں! وہ منمنا کر بولی۔ صبح صبح ہی اس کی وارفتگی کے اس مظاہرے پر اس کے ہوش اڑے جا رہے تھے۔

"نہیں تم نیچے سب کے ساتھ ناشتہ نہیں کرو گی۔فلحال میں نہیں چاہتا کہ صبح صبح پھر سب کی عزت افزائی میرے ہاتھوں ہو۔سو تمہارا ناشتہ میں کمرے میں ہی ملازمہ کے ہاتھوں بھیج رہا ہوں۔باقی میں وہیں سے اس کام سے نمٹ کر ڈیرے پر جا رہا ہوں! آئی ہوپ آج شام تک ڈرائیورس پیپرز مجھے دستیاب ہو جائیں! وہ اس کا سر ہولے سے چوم کر اب کی بار سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"لیکن میں ایک دفعہ بات کرنا چاہتی ہوں، میرا مطلب حرم بی بی وغیرہ سے، ہو سکتا ہے ان کے دل میں میرے لئے کچھ گنجائش پیدا ہو جائے پلیز!! مرحا نے اپنا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے اس کے سینے سے سر ٹکا لیا۔

"ہرگز نہیں مرحا، یہ میرا حکم ہے۔تم ان سب کے آگے نہیں جھکو گی۔میں بخوبی ان کا مقصد سمجھتا ہوں۔ان کا مقصد محض تمہیں جھکانا و خود سے کمتر دکھانا ہے اور یہ مجھے قطعی منظور نہیں ہے۔انہیں تمہیں قبول کرنا ہے تو خوشی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

خوشی اور اپنی رضامندی سے کریں وگرنہ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی؛میر سالار نے دوٹک لہجے میں کہا تو ناچار اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا اب تم ریلیکس کرو، میں نیچے جاتا ہوں تو ملازمہ سے تمہارا بریک فاسٹ یہی لانے کو کہتا ہوں! اس کے گال پر اپنا بھرپور لمس چھوڑتے ہوئے وہ وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔ مرحا دھیمے سروں میں گنگناتی ہوئی واپس آئینے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

❤❤❤❤❤

بڑی حویلی میں سکندر و حرم کی شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ حرم سمیت سائرہ بیگم حفضہ بیگم کے ہمراہ بازار گئی ہوئی تھیں۔ مورے بھی زور و شور سے فل فارم میں آ چکی تھیں، البتہ بہوئیں خاص طور پر حفضہ بیگم کا رویہ مورے کے ساتھ سرد سا تھا۔ جبکہ وہاج شاہ کا موڈ کچھ اکھڑا اکھڑا سا تھا وجہ ان کے بیٹوں کا سرد رویہ تھا جو حقیقت کے آشکار ہونے کے بعد انہوں نے وہاج شاہ سے رکھا ہوا تھا۔ وہاج شاہ کا بس نہیں چلتا تھا کہ میر سالار کو کچا ہی نگل جائیں۔ آخر ان کے تمام کھیل کو ملیامیٹ کرنے والا میر سالار ہی تو تھا۔ وہ اندر ہی اندر کڑھ رہے تھے۔

دوسری جانب سکندر اور حرم کی خوشی کا کوئی سرا ہی نہ تھا۔ سکندر شاہ کو ایک بھی دفعہ بھولے سے بھی زوفا کے ساتھ ہوئی ناانصافی کا خیال نہیں آیا تھا۔ اس کی خود غرضی اسے کچھ اور سوچنے ہی نہیں دے رہی تھی۔ دوسری جانب حرم کے قدم تو پہلے زوفا سے جان چھوٹ جانے پر زمین پر ہی نہ پڑ رہے تھے اب تو خیر بات ہی الگ تھی۔ وہ ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

شام کا وقت ہو چکا تھا۔پرندے اپنے اپنے نشیمنوں کی جانب لوٹنے کو تھے۔سکندر شاہ ڈیرے پر بیٹھا وہاں موجود آدمیوں کو کل کیلئے کچھ ہدایات دے رہا تھا کہ وہاں میر سالار چلا آیا۔

"ارے سالار آؤ بیٹھو! سکندر نے گرمجوشی سے کہا تو میر سالار سنجیدگی سے اسے دیکھتا وہیں چارپائی پر بیٹھ گیا۔اس کے ہاتھ میں موجود پیپرز کو سکندر نے ایک نظر دیکھا پھر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں یہاں جس مقصد کیلئے حاضر ہوا ہوں امید ہے وہ پورا ہو گا۔سو بنا کسی تمہید کے مطلب کی بات پر آتا ہوں۔مجھے آج ڈائیورس پیپرز موصول ہو گئے ہیں۔بلکہ کچھ دیر پہلے۔یہ ایک تسلی بخش بات ہے۔اب تم خاموشی سے اس پر سائن کر دو سکندر! اس نے پیپرز سکندر کی جانب بڑھاتے ہوئے دوٹک انداز بات کی۔

"سالار میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں! سکندر نے پیپرز تھامتے ہوئے ان پر نظریں دوڑائیں۔

"جلدی پوچھو،وقت نہیں ہے میرے پاس؛میر سالار نے سرد مہری سے کہا۔ویسے بھی اسے سکندر شاہ کی بزدلی سے چڑ ہوتی تھی۔

"جب دادا سائیں نے ان آدمیوں کو بھیجا تو وہ ناکام لوٹ آئے خیر تمہیں اس بابت پتہ چل گیا تو ہو سکتا ہے اس وجہ سے ان کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا۔مگر تم یہ بتاؤ کیا واقعی زوفا فارم ہاؤس پر ہی موجود ہے یا کہیں اور؟ سکندر شاہ نے کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا تو میر سالار کے چہرے پر طنزیہ تاثر ابھر آیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مسٹر سکندر شاہ، میرے خیال میں آپ کا اس سارے معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ بہتر ہو گا اپنے کام سے کام رکھتے ہوئے نہایت خاموشی سے آپ ابھی یہ کام انجام دیں جو کہ نہایت اہم ہے۔ میر سالار نے پیپرز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے استہزائیہ لب و لہجے میں کہا تو سکندر شاہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"یہ مت بھولو سالار کہ وہ ابھی بھی میرے نکاح میں ہے۔ وہ کہاں ہے یہ جاننے کا حق ابھی بھی رکھتا ہوں میں! سکندر شاہ نے اپنا غصہ بمشکل دبا کر دبی دبی آواز میں کہا۔

"اور تم یہ بھولے سے بھی مت بھولو کہ اسے اپنے نکاح میں رکھتے ہوئے بھی تم نے کبھی اسے بیوی کا درجہ نہیں دیا تو اب یہ غور و فکر فضول و بے معنی ہے۔ تم خاموشی سے سائن کرو! میر سالار نے سلگ کر کہتے ہوئے پین اس کے ہاتھ میں پکڑایا تو سکندر شاہ چپ کا چپ رہ گیا۔

سوچ کیا رہے ہو سکندر؟ مزید تاخیر مت کرو اور جلد از جلد اس رشتے کو اس کے انجام تک پہنچاؤ!! میر سالار نے ہاتھ میں پیپرز اور پین تھامے چپ چاپ بیٹھے سکندر کو مخاطب کیا تو وہ جیسے کسی خیال سے چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے میں سائن کر دیتا ہوں! سکندر شاہ نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے میر سالار کے بتانے پر جس جس پوائنٹ پر اس کے دستخط دستیاب تھے وہاں دستخط کر دیئے۔ میر سالار نے بیساختہ سکون کا گہرا سانس لیا اور پیپرز اس کے ہاتھ سے لے کر واپس اسے لفافے میں ڈال دیا، ساتھ ہی اسے دیکھا جو جوتے کی نوک سے زمین خرچ رہا تھا۔

"کن خیالات میں گم ہو سکندر شاہ؟ سالار نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کچھ نہیں، میں سوچ رہا تھا کہ طلاق نامے پر دستخط کرنے سے پہلے ایک بار زوفا سے ملاقات ہو جائے، مقصد میرا اسے منا کر واپس اپنی زندگی میں شامل کرنا نہیں ہے کیونکہ یہ تو مجھے بخوبی معلوم ہے کہ حرم کے الاوہ میرے دل اور میری زندگی میں کسی کی گنجائش نہیں ہے، مگر میں اس کے ساتھ ہوئی زیادتی کے لئے اس سے معافی کا خواہاں ہوں۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہوا دیکھا جائے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس صورت میں تو بالکل نہیں جب اصل مجرم پہلے ہی اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔اب جب مجھے بھی اس حقیقت کا علم ہوا ہے تو ظاہر سی بات ہے میں بھی اس کے ساتھ کئے گئے اپنے فعل پر شرمندہ ہوں! مگر سچ کہوں تو مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے اسی لئے میں نے دستخط کر دیئے۔اچھا ہوتا کہ اس سے ملاقات کر کے ضمیر کا بوجھ ہلکا کر لیتا۔۔۔!! سکندر شاہ نے ندامت سے چور لہجے میں آہستگی سے کہا۔

"بہت خوب، کافی جذباتی تقاریر کی ہے آپ نے، یقین مانیں میں اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ میر سالار نے طنز کے تیر چلائے۔

"کیا مطلب ہے سالار؟ تمہیں لگتا ہے میں ڈرامہ کر رہا ہوں؟ سکندر شاہ نے شہادت کی انگلی سے اپنے سینے کی جانب اشارہ کیا۔انداز استفہامیہ تھا۔

"میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو اسے یہی محسوس ہوتا سکندر شاہ، تم کوئی دودھ پیتے بچے نہیں ہو جسے ہر چیز سمجھانے کی ضرورت ہے۔جب تمہیں حقیقت کا علم نہیں تھا تب تو بنا کسی شرمندگی کے تم سب کے ساتھ اس گناہ میں شامل تھے۔اس پر تشدد ہوتے ہوئے دیکھنا، اسے حقیر سمجھنا وغیرہ۔تب تو تمہارے دل میں یہ خیال ایک بھی دفعہ نہیں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آیا کہ یہ لڑکی بے قصور ہے۔اس عقلمندی کا مظاہرہ تم نے پہلے کیوں نہیں کیا؟اب تمہیں یہ جو بے جا ہمدردی کا بخار چڑھ رہا ہے، تو بہتر ہو گا اسے اتار پھینکو، کیونکہ اب تمہاری معافی طلافی سے اس کو کوئی غرض نہیں ہے۔ تم بہت خود غرض انسان ہو۔اب بھی صرف اپنے سکون کی خاطر اس سے معافی کے خواہاں ہو۔میں اب بھی کہوں گا کہ وہ تم سے بہتر انسان ڈیزرو کرتی ہے اور مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی آر نہیں کہ تم اس کے قابل نہیں ہو! میر سالار نے ٹھہر ٹھہر کر چبھتی آواز میں کہا اور جھٹکے سے چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سکندر شاہ زمین پر نظریں گاڑے اپنی جگہ خاموش بیٹھا تھا۔

"شہر جا کر میں ان کاغذات پر زوفا کے سائن بھی لے لوں گا۔ جتنی جلدی یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے بہتر ہے۔۔۔!!! سالار سنجیدگی سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے سکندر شاہ اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤

شام کے پانچ بجنے کو تھے جب وہ حویلی میں داخل ہوا۔اس نے سیدھا مردان خانے کی جانب رخ اختیار کیا کیونکہ اسے معلوم تھا اس وقت وہاج شاہ اسے وہیں ملیں گے۔اس کا اندازہ درست نکلا، وہ مردان خانے میں بیٹھے سگار سلگائے گاؤں کے کچھ لوگوں کو اپنے قدموں میں بٹھائے ہوئے ان کی خدمت سے فیضیاب ہو رہے تھے۔

"اسلام علیکم، میر سالار لب بھینچے ان سے کچھ فاصلے پر آ کھڑا ہوا۔وہاج شاہ اس کی آواز پر چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"کہو میر کیسے آنا ہوا؟ وہاج شاہ نے سلام کا جواب دینے کی زحمت کئے بغیر تلخی سے پوچھا ساتھ ہی ان سب کو جانے کا اشارہ کیا۔اب وہاں صرف میر سالار و وہاج شاہ موجود تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ میرے آنے کا مقصد تو بخوبی جانتے ہیں یہ الگ بات کہ آپ سب کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہوتے، خیر میں یہاں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ سکندر نے خلع کے کاغذات پر دستخط کر دیئے ہیں سو آج رات میرا جرگہ بیٹھے گا جس میں میں اپنے فیصلے کے متعلق سب کو آگاہ کروں گا۔۔!!اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دوٹک لہجے میں کہا تو وہاج شاہ کا رنگ فق سا ہو گیا۔

"میں ایک بار پھر تم سے کہتا ہوں میر، سنبھل جاؤ۔تم یہ اچھا نہیں کر رہے۔بغاوت کر رہے ہو تم ہماری روایات سے۔اور تمہیں اس کا احساس تک نہیں ہے۔۔!!وہاج شاہ نے خود پر قابو پا کر دانت کچکچا کر کہا۔

"دادا سائیں،اس بغاوت پر مجھے اکسانے والے بھی آپ ہی ہیں۔آپ کو وہ سب کرنے سے پہلے اس کے انجام کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے تھا۔جرگہ تو بیٹھے گا اور میں فیصلہ بھی سناؤں گا۔جو لوگ آپ کو بہت نیک پرور سمجھتے ہیں مجھے ایسا لگتا ہے اب ان کی آنکھوں سے بھی پردہ ہٹ جانا چاہئے۔یہاں ہر کسی کو اس سچائی کا علم ہونا چاہئے۔۔۔!!وہ طمانیت سے بولا۔وہاج شاہ کے تو گویا سر پر لگی اور تلوؤں پر جا کر بجھی۔

"یہاں کا بچہ بچہ میرے حکم کا محتاج ہے۔یہاں سب میرے ٹکڑوں پر پلتے ہیں۔تم ان سب کو میرے خلاف بھڑکاؤ گے تو کیا وہ مان جائیں گے سب کچھ؟غلط بالکل غلط اندازہ ہے تمہارا سالار۔۔۔!!!وہاج شاہ کے لہجے میں غرور رچا بسا تھا۔

READERS CHOICE

"سب سے پہلی بات کہ ہم سب صرف اس پاک ذات کے حکم کے محتاج ہیں۔اس کے سامنے ہم انسانوں کی کوئی وقعت نہیں۔دوسری بات ہر انسان کو اس کے حصّے کا رزق خدا تعالیٰ فراہم کرتا ہے پھر چاہے زریعہ جو بھی بنا ہو۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

آخری بات، میں یہ بھڑکانے والی مہیم سے قدرے دور ہوں۔ میں صرف حقائق کو بیان کرتا ہوں اور وہی کروں گا باقی لوگ خود سمجھدار ہیں۔ لوگوں میں اتنی سینس تو ہے کہ وہ غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہیں گے۔۔۔اب میں چلتا ہوں۔ جرگے میں ملاقات ہو گی۔۔اس نے سنجیدگی سے نظریں ان کے سرخ چہرے پر جمائے ہوئے کہا ساتھ ہی وہاں سے نکل گیا۔ وہاج شاہ غصے کی شدت سے بیحال اٹھ کھڑے ہوئے اور اضطراری کیفیت میں اِدھر سے اُدھر چکّر کاٹنے لگے۔

❤❤❤❤❤

میر سالار کا ڈرائیور اس کا سامان یہاں پہنچا گیا تھا اور اب وہ انہیں اپنے نئے کمرے کی خالی وارڈروب میں ترتیب دینے میں مصروف تھی۔ اس کے بعد اس کا ارادہ بی جان کے پاس جانے کا تھا۔ وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے میں مصروف تھی کہ دروازے پر دی گئی دستک پر وہ چونک اٹھی۔

"آجائیں، اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں مِس زوفا؟ ایس۔پی حسن کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تو اسے دروازے میں استادہ پایا۔ وہ سنجیدہ تاثرات لئے کھڑا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں بیٹھیں، زوفا نے صوفے کی جانب اشارہ کیا اور وارڈروب بند کرتے ہوئے خود صوفے پر آبیٹھی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے حسن کو دیکھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ سے اہم بات کرنی ہے زوفا،ایکچولی سالار کی کال آئی تھی کچھ ٹائم پہلے،،اس نے وکیل سے خلع کے کاغذات تیار کرنے کو کہے تھے جو کہ آج شام سالار تک پہنچ بھی گئے۔ سمجھ نہیں آرہی میں آپ کو کیسے بتاؤں۔یہ خبر شاید بیک وقت آپ کی خوشی اور آپ کے غم دونوں کا سامان بنے۔مگر آپ کو اطلاع دینی بھی ضروری ہے۔۔!!

ایس۔پی حسن کا انداز کشمکش سے بھرپور تھا۔

"آپ بتائیں،میں خود کو سنبھال لوں گی۔۔!!زوفا نے بے حِس لہجے میں کہا۔اس کی نظریں اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں الجھنے لگیں۔

"سالار نے ان کاغذات پر سکندر شاہ کے دستخط لے لئے ہیں۔اب سالار جب شہر آئے گا تو آپ کے دستخط بھی مطلوب ہوں گے۔یوں یہ کاروائی پوری ہو جائے گی۔۔!!ایس۔پی حسن نے اس کے چہرے پر جیسے کچھ کھوجتے ہوئے پوچھا،جبکہ دوسری جانب زوفا کا چہرہ پل بھر کے لئے متغیر ہو کر رہ گیا۔اس کے دل میں کہیں نہ کہیں یہ آس اب بھی بچی تھی کہ شاید سکندر شاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گا۔اسے بھلے ہی اپنی زندگی میں نہ رکھتا مگر اس کے ساتھ ہوئی زیادتی پر کم از کم اسے ندامت تو ہوتی،،،کیا اتنی بے وقعت تھی وہ اس شخص کیلئے،اس قدر حقیر کہ اس کے ساتھ اس بے جا ظلم پر وہ شخص انسانیت کے واسطے بھی آواز نہیں اٹھا سکا؟سوچتے ہوئے اس کا دل خون خون ہو گیا اور چہرہ شدّتِ ضبط سے بے تحاشہ سرخ پڑ گیا۔آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں سمجھ سکتا ہوں کہ یہ ناقابلِ فراموش ہے مگر ایسے شخص کی سنگت کا کیا فائدہ جس کو آپ کے مرنے یا جینے سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو! تھنک اباؤٹ اِٹ!! حسن تسلّی آمیز انداز میں بولا مگر وہ بُت کی طرح اپنی جگہ پر ساکت و جامد بیٹھی تھی۔

"زوفا میں آپ سے مخاطب ہوں! حسن نے اس کا ساکن انداز نوٹ کرتے ہوئے دوبارہ اسے مخاطب کیا تو وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟ ایسا کیا گناہ مجھ سے ہو گیا آخر جس کی بھرپائی مجھے اس طرح کرنی پڑی ہے!! وہ کھوئی کھوئی سی ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولی تو ایس۔پی حسن کے دل کو جیسے کچھ ہوا تھا۔اس کا ٹوٹا پھوٹا انداز اس کے اندر کی داستان بیان کر رہا تھا۔

"دیکھیں زوفا، اسی کا نام "زندگی؛ ہے۔آزمائش اللہ کی طرف سے اپنے بندے کیلئے ایک امتحان کا نام ہے۔مجھے پتہ ہے جس پر گزرتی ہے وہ بہتر سمجھتا ہے لوگ تو بس تسلیاں ہی دے سکتے ہیں، مگر آپ اس کہانی کا مثبت پہلو بھی تو دیکھیں۔جو چیز آپ کے قابل نہیں تھی وہ آپ سے دور کر دی گئی۔اسے آپ چاہیں تو اپنی "خوش قسمتی؛ کا نام بھی دے سکتی ہیں!! ایس۔پی حسن نے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کہی۔زوفا پلکیں جھپک جھپک کر بمشکل اپنے آنسو اندر اتارنے لگی۔درد حد سے سوا تھا اور اسے وہ ہی سمجھ سکتی تھی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جس شخص سے میں نے اس قدر محبّت کی وہی میری محبّت میری خوشیوں کا قاتل نکلا۔میری زندگی کے باب میں سب سے بے رحم وسفاک باب بڑی حویلی میں گزرا ہوا وہ وقت ہے جسے میں زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔۔!!وہ آنسوؤں سے بھیگی آواز میں بولی۔

"گزرا ہوئے وقت کو بھول جائیں زوفا۔یہ آپ کو محض اذیت کے سوا کچھ نہیں دیں گے!حسن نے اس کے چہرے پر اپنی بیقرار نظریں دوڑائیں۔

"یہی تو فیکٹ ہے کہ انسان سب کچھ بھول سکتا ہے مگر اپنا ماضی نہیں بھول سکتا۔ہمارے 100 فیصد دکھوں میں ہم 95 فیصد دکھ اپنے ماضی کا لے کر چلتے ہیں۔کہنا بہت آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا انتہائی مشکل۔ماضی تو گزر جاتا ہے مگر ہم وہیں ٹھہر جاتے ہیں۔یہی زندگی کی حقیقت ہے حسن صاحب!!وہ یاسیت زدہ سی بولی۔چہرہ اندرونی خلفشار کے باعث سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"میں آپ کی بات سے بالکل متفق ہوں۔مگر مجھے امید ہے وقت کیساتھ ساتھ آپ سنبھل جائیں گی۔میں چلتا ہوں آپ بھی آجائیں۔بی جان کے ساتھ آپ کا وقت اچھا گزرے گا۔دل بھی بہل جائے گا۔وہ کہتے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اسے باہر آنے کا کہہ کر خود باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی زوفا کا خود پر بندھا ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بری طرح سے سِسک اٹھی۔اس کی سسکیوں کی آواز سے پورا کمرہ گونج رہا تھا۔

دل پہ ہم ایک چوٹ کھا کر رو پڑے

بیوفا سے دل لگا کر رو پڑے!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

لکھ کے اس کا نام دل کے ورق پر

اپنی ہستی کو مٹا کر رو پڑے!!

جس نے پوچھا ہم سے بچھڑے یار کا

اس کو سینے سے لگا کر رو پڑے!!

اس کے حکم کے مطابق گاؤں میں یہ اعلانِ عام کر دیا گیا تھا کہ وہاج شاہ کے پوتے میر سالار نے آج جرگے میں ایک اہم سماعت کرنی ہے لہٰذا وقتِ مغرب سب حاضر ہو جائیں۔ وہاج شاہ کے بجائے میر سالار کا نام سن کر لوگ چونک سے گئے اور تجسّس کے مارے عین جرگے کے وقت لوگوں کی ایک بھیڑ سی اُمڈنے لگی۔ یہ سماعت تمام گاؤں والوں کے سامنے ہونے تھی۔ لوگ یہ جاننے کے لئے بیتاب تھے کہ "آخر وہاج شاہ کے بجائے ان کے پوتے نے کیوں جرگہ بٹھایا ہوا ہے جبکہ وہ تو سرپنچ بھی نہیں ہے؛ بڑی حویلی سے بھی تمام مرد حضرات وہاں موجود تھے۔ وہاج شاہ بھینچے ہوئے جبڑے کیساتھ وہاں بیٹھے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرنے میں مصروف تھے۔ چھوٹی حویلی کے مرد حضرات نے بھی اس جرگے میں اپنی شمولیت کی تھی۔

میر سالار سرپنچ کا شملہ ہاتھ میں لئے اپنے لمبے قد و قامت کیساتھ خود تخت نشین ہو گیا۔ وائٹ کرتا پاجامہ ساتھ ہی کندھے پر شال ڈالے، نفاست سے سنوارے بالوں میں وہ بلا کا جاذب نظر لگ رہا تھا۔ وہاج شاہ اس کی عین سائیڈ پر ہی بیٹھے اسے کینہ توز گھور رہے تھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرے گاؤں کے معزز لوگوں، جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ میرا شمار وہاج شاہ کے پوتے وزیشان شاہ کے چھوٹے فرزند کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ آج کی یہ سماعت دادا سائیں کے بجائے میری طرف سے کیوں رکھی گئی ہے اس کی وجہ بھی آپ سب کو جلد ہی پتہ چل جانی ہے۔ مجھے امید ہے کہ بنا کسی جھجھک وڈر کے آپ میری بات پر غور فرمائیں گے اور میرے فیصلے کو ترجیح دیں گے۔ وہ اپنی مخصوص گھمبیر آواز میں بولا تو وہاں موجود لوگوں کے چہرے پر تجسّس کا رنگ مزید گہرا ہو گیا۔ وہاج شاہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔

"آپ سب سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ سبحان شاہ کے بڑے بیٹے شموئیل شاہ کا قاتل زکا شاہ کا بیٹا صارم شاہ ہے۔ لیکن ایک نہایت ہی اہم بات یہاں ہر کسی سے چھپائی گئی یہاں تک کہ حویلی والے بھی اس سے کافی دنوں تک ناواقف رہے!! اس نے وہاج شاہ پر تیکھی نظر ڈال کر اپنی بات جاری رکھی۔ وہاج شاہ کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔ وہاں ہر کوئی سوالیہ تاثر لئے کھڑا اور بیٹھا تھا۔

"وہ اہم خبر میں آپ سب تک پہنچاتا ہوں۔ شموئیل شاہ کے قتل کے دو روز بعد صارم شاہ ہمارے آدمیوں کو مل گیا تھا گاؤں سے کچھ دوری پر۔ جب انہوں نے اس بابت دادا سائیں کو خبر کی تو ان کا یہ حکم تھا کہ صارم کو مار کر وہیں کہیں اس کی تدفین کر دو اور اس بات کی بھنک کسی کو نہ پہنچے۔ قاتل کو مارنے کے باوجود انہوں نے صارم کی بہن جس کا اس کا اس سارے معاملات سے کوئی لینا دینا ہی نہ تھا، نہایت ہوشیاری سے اسے ونی میں مانگ لیا۔ اس پر تشدد کیا گیا اسے غیر انسانی حالت میں رکھا گیا، یہاں تک کہ اس سے اس کی نازک حالت میں حویلی کے کام بھی کرائے گئے۔۔۔ ایسا کرنے کے پیچھے ان کا واحد مقصد اپنی نسل پرستی کا تھا!! اب بتائیں کیا وہاج شاہ اپنی جگہ درست ہیں؟

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس نے تفصیلات سے آگاہ کیا تو گاؤں والوں کے آنکھیں اس انکشاف پر پھٹ سی گئیں۔ وہ تو اب تک اصل بات سے ناواقف تھے بلکہ وہ سب تو شدت سے صارم شاہ کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے مگر، یہاں تو معاملہ ہی الٹ نکلا تھا۔ یہ خبر واقعی میں ان سب کو شاکڈ کر دینے والی تھی۔ وہاج شاہ زمین پر نظریں گاڑے سرخ چہرہ لئے بیٹھے تھے۔ ان کے بیٹے بھی سرد تاثرات کیساتھ خاموش بیٹھے تھے۔ سکندر شاہ کا جھکا سر مزید جھک گیا تھا۔ باقی لڑکے بھی اپنی اپنی جگہ چپ سادھے ہوئے تھے۔

"میری نظر میں اس شملے کی بہت عزّت ہے۔ اسے کسی کم ظرف کے سر پر نہیں، بلکہ کسی عدل پسند انسان کے سر پر ہونا چاہیئے۔ تو بتائیں سب، کیا وہاج شاہ کی جانب سے اس غیر انسانی سلوک پر اب بھی آپ سوچتے ہیں کہ وہاج شاہ کو جرگے کا سربراہ ہنوز رہنا چاہیئے؟ میر سالار نے ہاتھ میں پکڑے شملے کو عقیدت سے آنکھوں سے لگا کر سوال اٹھایا۔ گاؤں والے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگے۔ جبکہ چھوٹی حویلی کے مردوں پر تو گویا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ زکا شاہ صدمے سے اپنی جگہ سے لڑکھڑا سے گئے مگر بیک وقت انہیں فیاض شاہ نے سہارا دیا جن کو خود ابھی تک اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ گاؤں والے سخت کبیدہ خاطر نظر آرہے تھے البتہ ان کی زبان ان کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ وجہ وہ خوف تھا جو وہاج شاہ نے لوگوں کے دلوں میں اپنے متعلق بٹھایا ہوا تھا۔

"دیکھا جائے تو اس حویلی کے سبھی لوگ اس گناہِ عظیم میں شامل ہیں۔ مگر وہاج شاہ کا نام سرِ فہرست اس لئے ہے کیونکہ جو کچھ ہوا انہیں کے حکم پر ہوا تھا۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہتا ہوں فیصلہ آپ سب کا ہے۔ کھل کر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنی اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ کیا وہاج شاہ کو جرگے کا سرپنچ رہنا چاہیئے ؟میر سالار نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں رہنا چاہیئے۔ ہم اس کے سخت خلاف ہیں۔ پہلے بھی انہوں نے بہت سے دل دکھانے والے فیصلے کئے ہیں اب تو حد ہی ہو گئی۔ ہم انہیں اب مزید بطورِ سرپنچ قبول نہیں کر سکتے !!ایک آدمی نے نڈر انداز میں آگے بڑھ کر کہا تو اس کی آواز کیساتھ ساتھ وہاں سبھی گاؤں والوں کی آوازیں بلند تر ہوتی چلی گئیں۔ ہر کوئی وہاج شاہ کے خلاف بول رہا تھا۔ وہاج شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنا ابتدائی زوال دیکھ رہے تھے۔ بقیہ حویلی والے بھی حیرت زدہ سے بیٹھے تھے۔ زکا شاہ سمیت فیاض شاہ نے سکھ کا گہرا سانس بھرا جبکہ میر سالار کے چہرے پر محضوظ مسکراہٹ آگئی۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو آہستہ آہستہ آواز دبنے لگی۔

"جو آپ سب چاہتے ہیں وہی ہو گا۔ یہ تو ہو گیا آپ سب کا فیصلہ، اب میں اپنے فیصلے کے متعلق سب کو آگاہ کرنے جا رہا ہوں !اس نے ایک جتاتی نظر بد حواس بیٹھے وہاج شاہ پر ڈالی ساتھ ہی ان سب سے مخاطب ہوا۔ وہاں موجود ہر شخص اس وقت ہمہ تن گوش تھا۔

"سب سے پہلے میں آپ سب کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ سکندر نے خلع کے وہ کاغذات جنہیں آج میرا وکیل دے گیا ہے ان پر اپنے دستخط کر دیئے ہیں۔ اب اس پر زوفا کے دستخط ہو جانے کے بعد وہ مکمل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

طور پر اس گھٹن زدہ رشتے سے آزاد ہو گی!!!اس نے اطمینان سے بم پھوڑا۔وہاج شاہ حیرت کی زیادتی سے ساکت رہ گئے۔باقی سب اپنی اپنی جگہ حیران و پریشان بیٹھے تھے۔

" میرے پیشے سے یہاں سبھی واقفیت رکھتے ہیں میں یہ جانتا ہوں،سوایک بے قصور و معصوم لڑکی کو اتنے عرصے غیر انسانی حالت میں رکھنے کے جرم میں،میں وہاج شاہ کو قانون کے مطابق گرفتار کر کے پولیس کسٹڈی میں رکھنا چاہوں گا،ساتھ ہی آپ سب کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سرپنچ کا یہ شملہ زکا شاہ کے حوالے کرتا ہوں۔۔!!اس نے تو جیسے دھماکہ کرنے کا زِمہ اپنے سر لیا ہوا تھا۔زکا شاہ تو ابھی پہلے ہی جھٹکے سے نہ سنبھلے تھے کہ اِس دوسرے جھٹکے نے انہیں وہیں دم بخود کر دیا۔جبکہ وہاج شاہ بے یقینی سے آنکھیں نکالے اسے دیکھنے لگے اور پھر ایک نظر وہاں موجود مجمع پر ڈالی،تو سبھی لوگ میر سالار سے متفق نظر آئے۔وہاج شاہ غم و غصّے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔بڑی حویلی کے بقیہ مرد حضرات بھی دم سادھے بیٹھے تھے۔

"سالار،تمہاری یہ جُرّت؟تم ہوتے کون ہو مجھے گرفتار کرنے والے اور مجھ سے سرپنچ کا عہدہ چھیننے والے؟میں نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہتا ہوں اپنے پیشے کا رعب یہاں مت جھاڑو سالار،ورنہ نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔۔!!وہاج شاہ غرا کر بولے۔غصّے کی زیادتی سے ان کا تنفس تیز تر ہو رہا تھا۔میر سالار کے ہونٹوں پر ایک دھیمی مگر محضوظ کن مسکراہٹ آ گئی۔

"میرے پیارے دادا سائیں،آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ میں اپنے کام میں کوتاہی برداشت نہیں کرتا پھر چاہے وہ مجھ سے ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔ہمارے طے کردہ قوانین ہر کسی پر لاگو ہوتے ہیں۔آپ خود کو اس قدر اہمیت نہ

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دیں۔ جیسے جرم کرنے پر ہر شخص یہاں سزا کا حقدار ہے ویسے ہی آپ بھی ہیں۔آپ کو یہ سب اپنی اس گھناؤنی سازش سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔۔۔ سکندر شاہ کے نکاح کے بعد شہر جاتے ہوئے آپ بھی میرے ساتھ جائیں گے دادا سائیں!!میر سالار نے دو ٹک انداز میں کہا تو وہاج شاہ غصّے سے بپھرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں تمہارے حکم کا غلام نہیں ہوں میر۔مجھے جو صحیح لگا میں نے وہی کیا ہے۔اپنے کسی بھی فعل کیلئے میں تمہارے آگے جوابدہ نہیں ہوں۔اور میری بات غور سے سنو، سرپنچ کا شملہ قطعی زکا شاہ کے سر نہیں جائے گا سالار۔یہ شملہ میرا ہے اس پر صرف اور صرف میرا ہی حق ہے۔سنا تم نے؟انہوں نے انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے لہجے میں کہا تو میر سالار بھی اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کام ڈاؤن دادا سائیں،اب چاہے جو بھی ہو جائے فیصلہ تو ہو چکا ہے۔آپ یہ مت بھولیں کہ اس گاؤں کا کوئی بھی شخص آپ کو پسند نہیں کرتا۔میں نے جو بھی فیصلہ کیا ہے نہایت سوچ سمجھ کر اور گاؤں والوں کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ زکا شاہ اپنی انصاف پسند طبیعت کی وجہ سے مستقبل میں اس گاؤں کے ہر شخص کے دل میں اپنا ایک الگ مقام قائم کریں گے۔۔!!اس نے طمانیت سے زکا شاہ کو دیکھا جو ہنوز بے یقینی کی کیفیت سے دوچار تھے۔وہاج شاہ نے زکا شاہ کو یوں گھورا گویا نظروں سے ہی سالم نگل جائیں گے۔

میر سالار شملہ ہاتھوں میں تھامے زکا شاہ کی جانب بڑھا تو وہ بمشکل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔فیاض شاہ کی حالت بھی زکا شاہ سے کچھ مختلف نہ تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"چچا سائیں، آج سے یہ شملہ آپ سے سپرد ہوا۔ امید ہے آپ اپنی زِمہ داریوں کو بخوبی نبھائیں گے اور اپنے حُسنِ سلوک سے گاؤں والوں کے زخموں پر مرہم کا سبب بنیں گے۔۔!! میر سالار نے شملہ ان کے ہاتھوں میں تھمایا تو انہوں نے لرزتے ہاتھوں سے شملہ تھام لیا۔ اسے عقیدت سے آنکھوں سے لگا کر انہوں نے میر سالار کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں اس پل نم سی ہو گئی تھیں۔

"زکا شاہ زندہ باد، "زکا شاہ زندہ باد، کے نعرے سے وہاں کی فضا گونج اٹھی۔ اسی مجمع سے چند افراد آگے بڑھے اور زکا شاہ کو تقریباً گود میں اٹھائے سرپنچ کی نشست پر بٹھا دیا ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں موجود شملا ان کے سر پر سجا دیا۔ ایک بار پھر زکا شاہ کے نام کے نعرے وہاں بلند ہونے لگے۔ وہاج شاہ طیش کے عالم میں پیر پٹختے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔

سبحان شاہ بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے پر شرمندہ کے آثار صاف طور پر نمایاں تھے۔ وہ ندامت کے احساس سمیت زکا شاہ کی طرف بڑھے تو زکا شاہ انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"ہو سکے تو ہم سب کو معاف کر دو زکا، غلطی تو ہم سب سے ہوئی ہے یہ الگ بات کہ ہمیں اصل معاملے سے بے خبر رکھا گیا۔ زوفا کے ساتھ بڑی حویلی میں جو بھی زیادتیاں ہوئی ہیں اس کے لئے ہم تم سے معافی کے طلبگار ہیں!! سبحان شاہ نے شرمندگی سے چور انداز میں کہا تو زکا شاہ نے نشست سے کھڑے ہو کر تسلی آمیز انداز میں ان کا کندھا تھتھپایا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے یہی میرے لئے بہت ہے سبحان، جس روز میری بیٹی میرے روبرو ہو گی میں اس روز اس کی مکمل معافی دے دوں گا، لیکن میں وہاج شاہ کو چاہ کر بھی معاف نہیں کر سکوں گا۔انہوں نے ناقابل معافی جرم کیا ہے۔زکا شاہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو سبحان شاہ کا سر ندامت کے احساس سے مزید جھک گیا۔دھیرے دھیرے وہاں سے سبھی ہٹ گئے۔اس جگہ اب فیاض شاہ، زکا شاہ و میر سالار کے الاوہ کوئی نہیں تھا۔

"میر، میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں ہیں جو میں تمہاری تعریف و تمہارے شکریئے کے لئے ادا کر سکوں! آج جو کچھ تم نے کیا ہے میں تو تمہارا مقروض ہو گیا ہوں بیٹا! زکا شاہ نے انکساری سے کہا۔ایک بار پھر تشکر سے ان کی آنکھیں بھیگ چلی تھیں۔

"زکا صحیح کہہ رہا ہے۔تم نے جو کچھ کیا ہے وہ شاید کوئی نہ کر پاتا، تم نے اس گاؤں کے لئے ایک تاریخ رقم کر دی ہے سالار۔۔۔!! فیاض شاہ نے گرمجوشی سے کہا ساتھ ہی شاباشی دینے والے انداز میں اس کا کندھا تھتھپایا۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔میر سالار نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گہرا سانس بھرا۔

"میر، زوفا ٹھیک اور محفوظ تو ہے نا؟ کیا ہم اس سے مل سکتے ہیں؟ زکا شاہ نے بیقراری سے پوچھا۔

"آپ بالکل فکر نہ کریں۔وہ ٹھیک بھی ہے اور محفوظ بھی، رہا ملنے کا سوال تو میں ابھی اس کے حق میں نہیں ہوں۔ انشاءاللہ وقت آنے پر وہ آپ سب کے درمیان موجود ہو گی۔اب میں چلتا ہوں۔پھر ملاقات ہو گی۔۔۔خدا حافظ!! وہ ان سے مصافحہ کرتا وہاں سے نکل گیا۔پیچھے فیاض شاہ و زکا شاہ تشکر کے احساس سمیت ایک دوسرے کو دیکھکر مسکرا دیئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہمارے قافلے کا ہر گھڑی منظر بدلتا ہے
کبھی رہزن بدلتا ہے کبھی رہبر بدلتا ہے

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے گاؤں سمیت بڑی حویلی کی خواتین تک بھی جا پہنچی تھی۔ مورے تو اس بابت سنتے ہی ہتھّے سے اکھڑ گئیں۔ وہاج شاہ اِدھر سے اُدھر چکر کاٹتے ہوئے اپنا بے تحاشہ طیش ضبط کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے۔ آج جس قسم کی ان کی عزّت افزائی ہوئی تھی، اس کے بعد ان کا ایسا ردِ عمل تو ہونا ہی تھا۔

"شاہ سائیں، وہ کل کا لڑکا تمام فیصلے خود ہی کرتا گیا اور آپ چپ بیٹھے اس کی مانتے رہے!! مورے کلس کر پوچھنے لگیں۔ اس وقت وہ دونوں افراد اپنے کمرے میں موجود تھے۔

"دماغ خراب ہے تمہارا نیک بخت؟ اور مجھے کیا تم پاگل سمجھتی ہو جو میں اپنی دفاع میں کچھ نہ بولنے کے بجائے خاموشی کو ترجیح دوں گا۔ میری ہار کی اصل وجہ تو یہ گاؤں والے سارے بیغیرت لوگ ہیں۔ میرا ٹکڑا کھا کر میرے ہی خلاف آواز اٹھائی انہوں نے۔ اور سالار نے اچھا نہیں کیا۔ مجھ سے سرپنچ کا عہدہ چھین کر میری جگہ جرگے کا مالک زکا شاہ کو بنا دیا۔ یہ تم نے ہر گز اچھا نہیں کیا سالار!! وہ ایک بار پھر اپنی بے عزّتی کو یاد کرتے ہوئے مٹھیاں بھینچ کر چیخے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"گاؤں والے بھی اسی سالار کی وجہ سے ہی تو خلاف ہوئے ہیں ورنہ یہاں کسی کی کیا مجال تھی کہ ہمارے لئے اپنے منہ سے کچھ اول فول نکالنے کی کوشش کرے۔ زیشان کا بیٹا تو ضرورت سے زیادہ ہی ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اور اب تو اس نے حد ہی کر دی ہے۔ آپ کی گرفتاری کے متعلق بات کر رہا ہے۔۔!! مورے پان منہ میں ڈال کر ہاتھ نچاتے ہوئے بولیں تو وہاج شاہ کے چہرے پر جاہ و جلال کا رنگ مزید گہرا ہو گیا۔

"ہوں تم صحیح کہتی ہو! سارا کیا دھرا اسی کا ہے۔ لعنت ہو ایسی اولاد پر، دیکھتا ہوں میں بھی کہ کیسے وہ مجھے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ میں بھی وہاج شاہ ہوں۔ مجھے ہرانا اتنا آسان نہیں ہے!! انہوں نے تمسخر سے کہا تو مورے کے ہونٹوں پر بھی طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"مجھے حیرانی تو ان کمبختوں پر ہو رہی ہے جنہوں نے میری دفاع میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔۔!! یکایک اپنے بیٹوں کا متفق انداز سوچ کر ان کے اندر نئے سرے سے بھانبھڑ جلنے لگے۔

"کہہ تو رہی ہوں کہ ان سب کا ذمہ دار صرف اور صرف زیشان کا بیٹا سالار ہے۔ ارے ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اس نے۔ میں کہتی ہوں سائیں کہ کچھ کریں ورنہ پانی سر کے اوپر سے گزر جائے گا۔۔!! مورے نے مزید جلتی پہ تیل چھڑکا۔

"سرپنچ کا عہدہ واپس لینا اب انتہائی مشکل ہے۔ مگر سالار سے اپنا بدلہ میں جب تک نہ لے لوں مجھے سکون نہیں ملنے والا۔۔!! وہ دونوں ہاتھوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے خطرناک تیوروں کیساتھ بولے تو مورے مطمئن ہو کر سر ہلا گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ڈنر سے فارغ ہو کر وہ ملازمہ کو چائے کا کہہ کر سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اپنے کمرے میں آیا تو وہاں مرحا کو نہ پا کر کمرے سے باہر نکل آیا اور متلاشی نظریں برآمدے میں دوڑائیں مگر وہ وہاں موجود نہ تھی۔

"کسے ڈھونڈ رہے ہو میر؟ جبھی سائرہ بیگم کی آواز اپنی پشت پر سن کر وہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"مرحا کو! خیر کیسی ہیں آپ امی سائیں؟ وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں اس دو ٹکے کی لڑکی میں ایسا کیا دِکھ گیا میر کہ تم اس کی دیوانگی میں اس حد تک گزر گئے۔۔!! وہ جیسے افسوس کرتی ہوئی بولیں۔

"وہ دو ٹکے کی نہیں ہے، میرے نزدیک اس کی بہت اہمیت ہے، اور اس کی خاصیت کو دیکھنے کیلئے خاص نظروں کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔ معذرت کیساتھ یہ صلاحیت آپ میں موجود ہی نہیں!! اس نے ابرو اچکا کر ایک لطیف سی چوٹ کی جس پر سائرہ بیگم بلبلا کر رہ گئیں۔

"تم نے تو اپنی مرضی کر لی۔ دعا ہے کہ تمہاری طرح شاہ زر بھی ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے!! وہ کلستے ہوئے بولیں

"میں نے وہی کیا جو مجھے صحیح لگا۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس بات پر اتنا بڑا ایشو کریٹ کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ لیکن اگر آپ یہی چاہتی ہیں تو یہی صحیح!! اس نے کندھے اچکا کر بے نیازی سے کہا تو سائرہ بیگم کے ماتھے پر ان گنت بل پڑ گئے۔ جبھی وہاں مرحا چائے لئے چلی آئی، اس نے چائے لاتی ملازمہ کے ہاتھوں سے خود وہ کپ تھام لیا تھا۔ اس نے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ایک نظر سالار پر ڈالی جو بلا کا سنجیدہ نظر آرہا تھا۔دوسری نظر اس نے ڈرتے ڈرتے سائرہ بیگم پر ڈالی جو غصّے سے ناک بھوں چڑھائے کھڑی تھیں۔

"اسلام علیکم!! مرحا نے جھجھک کر سلام کیا تو سائرہ بیگم نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا، ساتھ ہی اس پر نظر پڑتے ہی چہرے کے تاثرات مزید پتھریلے ہو گئے۔میر سالار ان پر نظریں جمائے کھڑا ان کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔

"ہونہہ، یہ اچھا بننے کا ناٹک نابی بی کسی اور کے ساتھ کرنا۔تم جیسیوں سے تو میں سلامی بھی نہ لوں۔ہٹو راستے سے! وہ حقارت سے کہہ کر تنتناتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔مرحا اس قدر اہانت پر اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔

"فار گیٹ اٹ، ان فضولیات کے الاوہ اور بھی چیزیں ہیں جنہیں تم زہن میں رکھ سکتی ہو! میر سالار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تو وہ بیچارگی سے اسے دیکھنے لگی۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے روم میں چلا آیا۔مرحا یاسیت زدہ سی صوفے پر بیٹھ گئی۔دروازہ بند کرنے کے بعد میر سالار نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے چائے کا کپ لیا اور وہیں بیٹھ کر پہلے چائے ختم کی۔اس دوران مرحا چپ بیٹھی رہی۔جبکہ وہ چائے پی کر ڈریسنگ روم میں چینج کرنے کی غرض سے چلا گیا۔کچھ دیر کے بعد جب وہ باہر نکلا تو دیکھا وہ اسی زاویئے پر بیٹھی نہ جانے کن خیالات میں گُم تھی۔

"تمہیں کچھ کہا ہے میں نے مسز؟ میر سالار نے موبائل چارجنگ پر لگاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"ایسا کب تک چلے گا سائیں؟ وہ حال میں لوٹتی اداسی سی بولی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جب تک وہ سب اپنا ظرف بڑا نہیں کرتے تب تک تو ایسا ہی چلے گا۔ مگر تم کس خاتے میں اتنی پریشان ہو رہی ہو یار؟ وہ کمرے کی لائٹ آف کر کے صوفے پر اس کے برابر بیٹھ گیا ساتھ ہی اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔ سائیڈ لیمپ کی روشنی میں اس نے مرحا کا بجھا بجھا چہرہ دیکھا تو گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"تم صرف مجھ پر دھیان دو۔ باقی دنیا کی فکر مت کرو! وہ رومانوی لہجے میں بولا تو مرحا لمحوں میں سرخ ہوتی جزبز سی اس کا حصار ہٹانے کی کوشش کرنے لگی نتیجتاً اس نے مزید اسے اپنے قریب کر لیا اور دلچسپی سے اس کے حیا سے دہکتے چہرے پر نظر ڈالی۔

"چھوڑیں نا؟ وہ حیا آمیز تاثر چھپانے کی ناکام کوشش میں ہلکان سی بولی۔

"میں تو نہیں چھوڑ رہا! وہ اس کی ننھی سی ناک لبوں سے چھوتے ہوئے بولا تو وہ مزید بلش کرنے لگی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے! اس کی زو معنی نگاہوں سے بچنے کی خاطر وہ اس کے شانے میں منہ دے کر بولی۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے مسز کہ ہم آپ کو سونے دیں گے؟ میر سالار نے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کر دیا۔ لہجہ بلا کا خمار آلود تھا۔ مرحا کی دھڑکنوں کی دھک دھک بڑھنے لگی۔ ہونٹوں پر شرمگیں سی مسکان آ گئی۔

"آپ کو نیند کیوں نہیں آ رہی؟ آپ بھی تو تھک گئے ہیں نا؟ اب وہ اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنی شہِ رگ پر محسوس کر کے گھبراہٹ زدہ سی آواز میں بولی۔ میر سالار کی قربت اس کی جان نکال لینے کے درپے ہو جاتی تھی۔ دل کی دھک دھک اس کے وجود میں الگ سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میری تھکن اتارنے کیلئے تم موجود ہونا!! وہ اس کی لمبی چوٹیوں کے بل کھولنے لگا۔ مرحا کا دل گویا سینے کی سرحدیں پھلانگ کر باہر نکلنے کو بیتاب تھا۔ اس نے میر سالار کے کندھے پر گرفت مضبوط کر لی البتہ چہرہ ابھی بھی اس کے شانے میں ہی چھپایا ہوا تھا۔ میر سالار نے اس کے کھلے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا ساتھ ہی اس کا نرم گداز سا سراپا خود میں مزید بھینچ لیا۔

"سائیں ہم شہر کب جائیں گے؟ وہ اس کا دھیان دوسری جانب بٹانے کی معصوم سی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

دوسری جانب میر سالار بنا کوئی جواب دیئے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی پورے استحقاق کیساتھ اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا۔

"بتائیں نا؟ وہ مچل کر بولی۔ آواز شرم کی شدّت سے لرز رہی تھی۔ چہرہ خون چھلکانے کی حد تک سرخ ہو رہا تھا۔ میر سالار اسے لئے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ کسی کانچ کی گڑیا کی طرح اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹا کر وہ سائیڈ لیمپ آف کر کے اس پر جھک گیا۔ مرحا کی پلکیں بوجھل ہو کر عارضوں پر بچھ گئیں۔

"میری جان، فلحال تم صرف مجھے سنو اور مجھے محسوس کرو!! اپنی گمبھیر آواز کے جادو بکھیرتا وہ اس کے چہرے پر جھک کر اس کی بولتی بند کر گیا۔ مرحا نے اس کی بے پایاں محبتوں و شدتوں کے آگے بے بس خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

READERS CHOICE

جو تجھے دیکھنے سے ملتا ہے

سارا مسئلہ اسی سکون میں ہے!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

غیروں کی نفرتوں کا گلہ ہم نے کب کیا؟

اپنوں کی شفقتوں کے ستائے ہوئے ہیں ہم!!

وہ بے دم سی بی جان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی۔رو رو کر اب تو آنسو بھی خشک ہو چلے تھے۔سائیڈ صوفے پر ایس۔پی حسن لب بھینچے خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے ہوا تھا۔اس لڑکی کے آنسو اسے ایک انجانی سی اذیت سے دوچار کرتے تھے۔بی جان بھی صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھی تھیں۔ماحول پر عجیب سی اداسی نے دھاوا بول رکھا تھا۔

"زوفا میری بیٹی،میری بات غور سے سنو شاید تمہارے دل کو کچھ سکون آجائے اس سے۔میں یہ نہیں کہتی کہ جو ہوا اچھا ہوا لیکن یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ شاید اوپر والے نے اس میں ہی تمہارے لئے کچھ بہتری لکھی ہو!انہوں نے ایک نظر خاموش بیٹھے حسن کو دیکھ کر کہا۔

"لوگ اس قدر ظالم اور سفاک دل کیسے ہو سکتے ہیں بی جان؟وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"بیٹا اس دنیا میں بہت طرح کے لوگ ہیں۔انہیں میں ان کا شمار بھی ہوتا ہے۔دیکھنا ایک روز وہ تم جیسے نایاب ہیرے کو کھو کر پچھتائے گا۔تب اس کے پاس سوائے ملال کے کچھ نہیں رہ جائے گا۔بی جان اس کا سر سہلاتے ہوئے آزردہ سی بولیں۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ایسے لوگ کسی کے غم میں خود کو ہلکان نہیں کرتے بی جان۔یہ بے حس لوگ ہر قسم کی سچویشن میں اپنی لائف انجوائے کرنا بخوبی جانتے ہیں!اس نے ان کی گود سے سر اٹھا کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"میں کہتا ہوں آپ یہ سب آخر بھول کیوں نہیں جاتیں زوفا؟ایس۔پی حسن نے نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جمائے بھینچے لہجے میں کہا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔بی جان بھی پوتے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

"کیا بھولنا اتنا آسان ہے ایس۔پی صاحب بتائیں؟زوفا نے پھر سے امڈتے آنسوؤں کا گلہ گھونٹتے ہوئے کہا۔

"آسان ہر گز نہیں ہے مگر کوشش تو کی جاسکتی ہے نا؟ہو سکتا ہے کامیابی آپ کا مقدر ٹھہرے!!ایس۔پی حسن نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکائیں۔

"میں کوشش ہی تو کر رہی ہوں!زوفا نے بے بسی سے کہا۔

"کون سی کوششوں میں مصروف ہیں آپ؟اس شخص کے ذکر پر آپ کے آنسو فوراً نکل آتے ہیں تو خاک کوشش کر رہی ہیں آپ!!اس بار وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔بی جان بغور اس کو دیکھا۔

"یہ آنسو میرے بس میں تو نہیں ہیں!زوفا نے نظریں جھکاتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا۔

"اپنے آنسوؤں کو اتنا بے مول ہر گز نہ کریں کہ وہ جب چاہیں بنا کسی اجازت کے بہہ نکلیں۔زوفا آپ کے ساتھ بہت ناانصافی ہوئی ہے جس کے میں خود سخت خلاف ہوں مگر میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتا یار!اس بار وہ قدرے بے بسی سے بولا۔اسے خود بھی احساس نہیں ہوا کہ وہ جذبات میں آکر کیا بول گیا ہے۔بی جان حیرانگی سے اسے دیکھنے لگیں۔جبکہ زوفا بھی نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرا مطلب، یہاں کوئی بھی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھنا چاہے گا۔آفٹر آل میر نے آپ کی زِمہ داری ہمیں سونپی ہے۔سو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔بی جان بھی کتنا پریشان ہیں کچھ اندازہ ہے آپ کو؟وہ دونوں خواتین کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات دیکھ کر احساس ہونے پر بات کو نئے سرے پر لے جاتے ہوئے بولا۔زوفا بھی اس کی بات کو سمجھتی بی جان کو شرمندگی سے دیکھنے لگی جبکہ بی جان کی گہری نظروں کا مرکز ابھی بھی حسن ہی تھا۔

"سوری بی جان، میں نے آپ سب کو پریشان کر دیا ہے۔۔۔زوفا نے بی جان کا ہاتھ تھام کر بیچارگی سے کہا تو بی جان اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ارے میری بچّی، بھلا کیسی باتیں کر رہی ہو؟ایسی تکلف والی باتیں نہ کرو!ہم بھی تمہارے اپنے ہیں اس لئے تمہاری فکر کرتے ہیں!بس آج کے بعد تمہاری آنکھوں سے آنسو نہیں نکلیں گے۔۔!!بی جان نے پیار سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما تو زوفا کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ آگئی۔

"بی جان اب میں چلتا ہوں۔کل صبح تک واپسی ہو گی۔۔؛ایس۔پی حسن اس دھوپ چھاؤں کے منظر کو اپنی نگاہوں میں قید کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔ساتھ ہی بی جان کو آگاہ کر کے لاؤنج سے باہر نکل گیا۔بی جان نے محبت سے زوفا کو اپنے گلے سے لگا لیا تو اس نے اس پل سب کچھ بھلا کر آسودگی سے آنکھیں بند کر لیں۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نئی صبح کے آغاز کے ساتھ ہی حویلی میں معمول کے مطابق گہما گہمی شروع ہو چکی تھی۔مرحافریش ہو کر انیکسی چلی گئی تھی۔یہاں آنے کے بعد اس کے دن کا زیادہ تر حِصّہ یا تو انیکسی میں گزر رہا تھا یا پھر اپنے کمرے میں۔بعض اوقات وہ باغ وغیرہ کی جانب بھی چکّر لگا لیتی تھی۔اسے پتہ تھا وہ اگر حویلی کی خواتین سے بات کرنے یا ان سے گھلنے ملنے کی کوشش کرے گی تو بدلے میں ناکامی ولاتعداد زِلّت ہی اس کا مقدر بنے گی،سو اس کے لئے ان سب سے الگ تھلگ ہی رہنا بہتر تھا۔

میر سالار ناشتے سے فارغ ہو کر نیچے حال کمرے میں ہی لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔اسے نہایت ضروری کام نپٹانے تھے۔ویسے بھی اب وہ واپسی کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ اب مزید لیٹ نہیں کر سکتا تھا۔اسے یہاں آئے ہوئے بھی چار روز گزر چکے تھے۔لیکن مسئلہ سکندر و حرم کی شادی تھا۔جو بھی تھا اس کی شرکت تو لازمی تھی۔شادی چونکہ اب نزدیک ہی تھی اس لئے وہ چاہتے ہوئے بھی فلحال نہیں جا سکتا تھا۔

وہ تیزی سے کی۔بورڈ پر انگلیاں چلانے میں مصروف تھا کہ سائرہ بیگم و عفاف چلی آئیں۔

"میر مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے!سائرہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"بولیں میں سن رہا ہوں!وہ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے مصروف سا بولا تو سائرہ بیگم اسے گھورنے لگیں۔

"ادا،امی سائیں حرم ادی کی شادی کے متعلق بات کرنے آئی ہیں!عفاف نے کچھ خفگی سے اس کا مصروف انداز دیکھا۔

"کیا بات ہے؟اس نے لیپ ٹاپ ایک سائیڈ پر رکھ کر دونوں خواتین کے پھولے ہوئے چہروں پر نظر دوڑائی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں یہ پوچھنے آئی تھی کہ تم شادی میں شرکت کر کے جاؤ گے یا نہیں؟ارے جس طرح تم نے سکندر سے بیر پال رکھا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ اس شادی میں بھی تمہاری دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے!!سائرہ بیگم کلس کر بولیں۔

"ظاہر سی بات ہے شرکت کر کے ہی جاؤں گا۔اگر وہاں ہوتا تو بھی لازمی شرکت کرنے آتا،آفٹر آل حرم میری بہن ہے کوئی غیر تو نہیں ہے۔رہی بات سکندر کی تو درست فرمایا آپ نے،اس کی بزدلی کی وجہ سے میں اسے سخت ناپسند کرتا ہوں۔دوسری بات مجھے دلچسپی صرف اپنی شادی سے تھی،دوسروں کی شادیوں میں دلچسپیاں دکھا کر کیا میں نے آسکر اپنے نام کرنا ہے؟آخر میں اس کا لہجہ کچھ شوخ سا ہو گیا تھا مگر چہرے کے زاویئے ہنوز سنجیدگی سے بھرپور تھے۔عفاف اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ سائرہ بیگم مزید جل کر راکھ ہو گئیں۔

"مجھے اس لڑکی کے متعلق بات کرنی ہے میر!"اس لڑکی؛سے مراد یقیناً مرحا تھی سو نام لینے سے گریز برتا گیا تھا۔یہ بات میر سالار بخوبی جانتا تھا۔

"کیوں؟اب اس نے کیا کر دیا؟میر سالار نے ابرو اُچکا کر پوچھا۔لہجہ قدرے سرد سا ہو گیا۔

"میں چاہتی ہوں تم حرم کی شادی سے پہلے اسے شہر روانہ کر دو۔تم شادی انجوائے کر کے بھلے ہی فوراً چلے جانا مگر اسے یہاں سے بھیج دو۔سائرہ بیگم نے درشتگی سے کہا۔میر سالار کے ماتھے پر ان گنت بل پڑ گئے۔

"وجہ؟آخر آپ کی اس بات کا مقصد کیا ہے؟مجھ سے کلئیر کٹ بات کیا کریں۔وہ اپنا اُمڈتا غصہ بمشکل ضبط کرتا بولا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ارے بھانت بھانت کے لوگ آئیں گے۔اسے دیکھکر طرح طرح کے سوالات کریں گے۔یوں تواب یہ خبر ہر کسی کے کانوں تک پہنچ چکی ہے مگر جب لوگ اسے روبرو دیکھیں گے تو ظاہر ہے پوچھیں گے تو سہی نا کہ ایسی بھی کیا مجبوری تھی جو ہمیں ایک دو ٹکے کی ملازمہ کو اپنی بہو بنانا پڑا۔۔میں کیا انہیں بس اسی کا جواب دینے کے لئے وہاں معمور رہوں گی۔منہ دکھانے کے قابل تو پہلے ہی نہیں رہی میں،اب میں مزید مصیبتیں اپنے سر مول نہیں لے سکتی!!سائرہ بیگم نے ناک سکوڑ کر حقارت سے کہا۔عفاف بھی ان کی تائید میں سر ہلانے لگی۔میر سالار کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخی مائل ہونے لگا۔

"مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ کیا سوچیں گے مزید یہ کہ وہ کیا کہیں گے۔میں بس اتنا جانتا ہوں کہ جہاں میں رہوں گا وہاں وہ بھی رہے گی۔وہ اس شادی میں شرکت بھی کرے گی۔میرے ساتھ ہی اس کی شہر واپسی ہو گی۔کوئی میرے سامنے کچھ بولنے کی جرت کرے گا تو اپنے انجام کا ذمہ دار وہ خود ہو گا۔بہتر ہو گا اس طرح کی یہ نٹیلیٹی رکھنے والے اپنے مہمانوں تک میرا یہ پیغام لازمی پہنچا دیں۔۔!!اس نے چبا چبا کر بے تحاشہ طیش کے عالم میں کہا تو ان دونوں خواتین کا منہ کھل گیا جبکہ وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر ان دونوں کے تاثرات کو یکسر نظر انداز کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

READERS CHOICE

میں بھول جاؤں تمہیں اب یہی مناسب ہے

مگر بھلانا بھی چاہوں تو کس طرح بھولوں؟

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کہ تم تو پھر بھی حقیقت ہو کوئی خواب نہیں!!

یہاں تو دل کا یہ عالم ہے کیا کہوں کمبخت

بھلا نہ پایا کہ وہ سلسلہ جو تھا ہی نہیں،

وہ ایک خیال جو آواز تک گیا ہی نہیں!!

وہ ایک بات جو میں کہہ نہیں سکی تم سے

وہ ایک ربط جو ہم میں کبھی رہا ہی نہیں،

مجھے یاد ہے وہ سب جو کبھی ہوا ہی نہیں!!

اس شخص کی بے حسی پر ڈھیروں آنسو بہانے کے بعد اب اس نے خود سے سختی سے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ چاہے اس کا دل لاکھ بین کرے، روئے چلائے مگر وہ اب مزید اس ظالم و جابر شخص کیلئے خود کو ہلکان نہیں کرے گی۔اس نے زندگی کے اس بدترین دور کو قدرت کا فیصلہ سمجھ کر بالآخر اسے قبول کر لیا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد بی جان کچھ دیر کے لئے دوبارہ سو گئی تھیں، کیونکہ وہ تہجّد گزار تھیں، سو اس لئے جلدی اٹھ جایا کرتی تھیں، پھر ناشتہ کرنے کے بعد ہی اپنی بقایا نیندیں پوری کرتی تھیں۔

زوفا ان پر لحاف ڈال کر خود لان میں چلی آئی۔اسے یہاں ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوتا تھا۔وہ چپل پیروں سے نکال کر ننگے پاؤں گھاس پر چہل قدمی کرنے لگی کہ یکایک گاڑی کے ہارن پر چونک سی باہری گیٹ کی جانب دیکھنے لگی۔چوکیدار کے گیٹ کھولنے پر گاڑی اندر داخل ہوئی۔اتنی صبح صبح حاضری دینے والا کوئی اور شخص نہیں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ایس۔پی حسن تھا۔رات بھر کی تھکان کے بعد اب صبح صبح زوفا کو اپنے روبرو پا کر وہ خوشگوار سی کیفیت میں مبتلا ہو گیا۔زوفا اس سے قدرے فاصلے پر تھی۔وہ گاڑی سے اترا اور اس کی جانب بڑھ گیا۔

"اسلام علیکم؛زوفا نے رسمی سی مسکراہٹ کیساتھ سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، کیسی ہیں آپ؟ایس۔پی حسن وہی چیئر پر بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہوں،،،وہ لئے دئے سے انداز میں بولی۔

"بی جان یقیناً سو رہی ہو نگی! حسن نے اس کے معصوم چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔

"جی؛اس بار جواب پہلے سے بھی زیادہ مختصر تھا۔جبکہ نظریں زمین پر ٹکی ہوئی تھیں۔لائٹ پرپل کلر کے لان کے سوٹ میں وہ بالوں کی سادہ سی چوٹی بنائے بیحد معصوم و بے ریا لگ رہی تھی۔حسن کا دل اسے دیکھکر قابو سے باہر ہونے لگا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب مزید اپنی محبت کو خود تک محدود نہیں رکھے گا۔وہ اب زوفا سے اس متعلق روبرو بات کرنا چاہتا تھا۔

"زوفا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے؛آئی ہوپ آپ مجھے غلط نہیں سمجھیں گی!!ٹرانس کی سی کیفیت میں حسن کے منہ سے وہ الفاظ نکلے تو زوفا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں شروعات کہاں سے کروں! زوفا یہ کہنا قطعی غلط نہیں ہو گا کہ میں آپ سے پہلی ہی نظر میں شدید ترین محبت کا شکار ہو گیا ہوں۔میں نے آپ کے لئے جو محسوس کیا وہ کبھی کسی اور لڑکی کیلئے محسوس نہیں کیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کے دل میں سکندر کے الاوہ کسی کیلئے جگہ نہیں ہے بلکہ میں اس بات پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ انسان اپنے اخلاق اور اپنی محبت سے ہی دوسرے انسان کے دل میں جگہ بناتا ہے۔

وہ گمبھیر آواز میں کہتا جارہا تھا دوسری جانب زوفا کے سر پر تو گویا آسمان ٹوٹ پڑا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایس۔پی حسن کے منہ سے اپنے لئے اظہارِ محبت سن رہی تھی۔ اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ یکایک غم وغصّے کی ایک شدید لہر اس کے اندر اٹھی اور وہ جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ حسن چونک کر اس کو دیکھنے لگا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی ایس۔پی صاحب کہ آپ میرے بارے میں اس طرح کے خیالات رکھیں؟ وہ سرخ چہرے کیساتھ بھینچی آواز میں ہلکے سے چلائی۔

"محبّت کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے۔ مجھے اگر آپ سے محبّت ہو گئی ہے تو اس میں میرا قصور کہاں ہے زوفا؟ ایس۔پی حسن نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ انداز اضطراب بھرا تھا۔

"نفرت ہے مجھے اس لفظ "محبّت؛ سے۔ آپ اپنی محبت اپنے پاس محفوظ رکھیں مجھے اب کسی محبت والفت کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ کے گھر میں پناہ لینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مجھ سے کچھ بھی منوالیں گے۔۔!! وہ پلکیں جھپک جھپک کر آنسو اندر اتارتی زہر خند لہجے میں بولی تو ایس۔پی حسن کے چہرے پر ایک شکستہ سی مسکراہٹ آ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"زوفا، آپ کو بھلے ہی یہاں آئے بہت کم دن گزرے ہیں مگر پھر بھی میں کہوں گا کہ آپ مجھے سمجھ نہیں سکیں۔ میں ان مردوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو ایک کمزور عورت کا فاعدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ کو میری محبّت نہیں قبول تو نہ سہی مگر آپ میرے بارے میں ایسے مت سوچیں پلیز!!! حسن نے سرخ ہوتی آنکھوں کو مسلتے ہوئے کہا۔

"جلد از جلد یہ طلاق والا معاملہ نپٹ جائے اس کے بعد میں اب چھوٹی حویلی جانا چاہوں گی۔ اس انکشاف کے بعد میرا اب یہاں رہنا بہت مشکل ہے!! زوفا نے سپاٹ انداز میں کہہ کر اندر کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ حسن تڑپ کر اس کے سامنے آگیا۔

"خدا کیلئے زوفا آپ اتنی بے اعتباری تو نہ دکھائیں۔ آپ کو میرا ساتھ نہیں منظور یہ بھی مجھے قبول ہے لیکن آپ کی آنکھوں میں میرے لئے یہ خوف اور بے اعتباری میرے لئے سوہانِ روح ہے۔۔!! وہ خود پر ہزار ضبط کر کے بھاری آواز میں بولا تو زوفا نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"جو کچھ میں نے سہا ہے اس کے بعد میرا اب کسی پر اعتبار کرنا محض بیوقوفی کے سوا کچھ نہیں کہلائے گا۔۔!! اس نے شہادت کی انگلی سے بے دردی سے آنکھوں کو رگڑا تو ایس۔پی حسن کی آنکھیں مزید سرخی سمیٹ لائیں۔

"میں آپ کو تحفظ اور محبت دینا چاہتا تھا زوفا، میں تو صرف آپ کے غم سمیٹنا چاہتا تھا، لیکن میری محبّت ہر گز اتنی خود غرض نہیں ہے کہ میں آپ کی خواہش کی پرواہ نہ کر کے خود کو آپ پر مسلط کرنے کا سوچوں! مجھے نہیں پتہ کہ میں نے یہ کر کے صحیح کیا ہے یا غلط مگر مجھے کہیں پڑھے ہوئے الفاظ آج شدت سے یاد آرہے ہیں کہ "عورت ہمیشہ غلط

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مرد سے دھوکہ کھانے کے بعد اس کا بدلہ صحیح مرد سے لیتی ہے؛ خیر، یہ آپ کی زندگی ہے سو مرضی بھی آپ کی ہی ہونی چاہیئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں! رہا سوال آپ کے یہاں رہنے کا تو بے فکر رہیں آج کے بعد اس ٹاپک کا گلہ میں یہیں گھونٹ دیتا ہوں۔ آپ کو آئندہ اس بابت کچھ بھی سننے کو نہیں ملے گا۔ بس یہ سمجھ لیں میں نے کچھ کہا ہی نہیں اور نہ ہی آپ نے کچھ سنا!! وہ سنجیدگی سے اپنی بات ختم کر کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ انداز تھکا تھکا و شکستہ پا سا تھا۔ زوفا وہی کرسی پر ڈھے سی گئی۔ اس کا ذہن بری طرح ماؤف ہوا جا رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کسی ایسی جگہ بھاگ جائے جہاں انسانی روح کا نام و نشان تک نہ ہو! وہ وحشت سے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ ڈیرے پر چلا گیا تھا۔ وہاں سے لوٹا تو سیدھا اپنے کمرے میں جانے کیلئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری سے گزرتے ہوئے نظر سامنے سے آتی مرجا پر پڑی تو سالار نے شوخ انداز میں اسے آنکھ ماری تو وہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"کدھر غائب ہیں محترمہ؟ وہ اس کے نزدیک آئی تو میر سالار نے جھٹکے سے اسے خود سے قریب کیا۔ وہ بوکھلا کر اطراف میں دیکھنے لگی۔ یہاں کوئی بھی کسی بھی پل آ سکتا تھا۔

"سائیں یہ فارم ہاؤس نہیں ہے بلکہ حویلی ہے؛ وہ خفگی سے اپنی کمر سے اس کا ہاتھ ہٹانے لگی۔

"تو یہ تو مجھے بھی پتہ ہے جانِ من، کوئی نئی بات کریں؟ سالار نے مسکراہٹ ضبط کر کے اسے مزید تپایا۔

"آپ نہیں سدھریں گے؛ وہ آنکھیں گول گول گھما کر بولی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سدھرنے کا کوئی ایک فاعدہ بتادو! سالار نے اس کی ننھی سے ناک سے اپنی ناک ملائی تو وہ خفگی کے باوجود بلش کرنے لگی۔ میر سالار نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر کے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھاما اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"سنیں تو میری بات، مجھے ابھی اماں کے پاس جانا ہے؛ مرحا نے گھبراہٹ پر قابو پا کر جلدی سے کہا۔ اس کی شدتوں و وارفتگیوں پر تو وہ پہلے ہی بوکھلاہٹ کا شکار تھی کجا کہ پھر سے وہ سب کچھ۔۔۔!! سوچ کر ہی اس کا دل سینے کی دیواریں توڑنے کے درپے ہونے لگا۔ میر سالار ان سنی کرتے ہوئے اسے لئے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے اس کا مرمریں وجود دروازے سے لگا دیا اور خود اس کے اطراف میں دروازے پر دائیں بائیں اپنے ہاتھ ٹکا دیئے۔ مرحا نے شرمگیں تاثر پر بمشکل قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے اس کی شرٹ کے کالر پر نگاہیں ٹکا دیں۔ میر کی خمار آلود نظریں بیقراری سے اس کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

وہ سی۔ گرین کلر کے سمپل سے شرارے میں ملبوس تھی۔ دونوں ہاتھوں میں کانچ کی نازک سی چوڑیاں موجود تھیں۔ بالوں کی لمبی چوٹی بے ترتیبی سے آگے پڑی تھی۔ بنا کسی میک اپ کے اس سادگی میں بھی وہ سیدھی دل کے نہاں خانوں میں اتر گئی۔ اسے تکتی سالار کی آنکھیں لو دینے لگیں۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ مرحا نے نچلے دانتوں سے لب کچلتے ہوئے اسے دیکھا۔

"دیکھ رہا ہوں تم کس قدر ظلم کر رہی ہو ان نازک لبوں پر، کچھ مجھ سے ہی سیکھ لو یار، میں کتنے پیار سے انہیں،، اس سے پہلے کہ مزید کچھ بولتا مرحا نے بے اختیار اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ چہرہ گویا بھاپ بن کر اڑنے لگا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

شرم کی شدت سے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔میر سالار کی آنکھوں میں بلا کی شرارت بھری ہوئی تھی جبکہ وہ اس کی جانب دیکھنے سے مکمل گریز برت رہی تھی۔

کچھ پل ادھر سے ادھر دیکھنے کے باوجود اسے اپنے چہرے پر اس کی دلچسپی سے بھرپور گہری نگاہوں کا احساس ہو رہا تھا۔اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا کر اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

"انتہا سے زیادہ خراب ہیں آپ؟ وہ چلبلا کر چلائی تو میر سالار کا خوبصورت قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجا۔وہ ایک ہاتھ سے اس کے چہرے پر رکھے اس کے ہاتھوں کو ہٹانے لگا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ ہنوز دروازے پر ٹکا ہوا تھا۔

چہرے سے ہاتھ ہٹتے ہی مرحا اس کے شانے سے آ لگی۔کمرے میں چوڑیوں کا شور اس دلکش ماحول کو مزید خوبصورتی بخش رہا تھا۔

"تمہاری یہ شرم و حیا بہت انمول ہے مرحا۔ہمیشہ ایسے ہی رہنا!!! وہ اسے خود میں بھینچ کر مدھم سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔مرحا مزید اس میں چھپ گئی۔میر سالار نے جھک کر اسے دیکھا اور پوری شدت سے اس کا گال پر اپنا لمس چھوڑا اور اس کے نازک وجود کو اپنے روبرو کیا۔مرحا نے پلکوں کی باڑ جھکا لی۔

" جو اس کے چہرے پہ رنگ حیا ٹھہر جائے
تو سانس، وقت، سمندر، ہوا ٹھہر جائے
وہ گنگنائے تو ہنس ہنس پڑیں کئی موسم
وہ مسکرائے تو بادِ صبا ٹھہر جائے؛

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنی سحر پھونکنے والی آواز میں اس نے یہ الفاظ بولے تو مرحانے بے اختیار اسے دیکھا مگر اس کی نگاہوں سے چھلکتے تقاضوں پر وہ سر بے اختیار نفی میں ہلاتی اس کا حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگی۔میر سالار نے اپنی امڈتی مسکراہٹ دبا کر اس کی پیشانی چومی تو وہ جھینپ سی گئی۔

"چلو تیار ہو جاؤ، شاپنگ پر چلتے ہیں! میر سالار نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا تو وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"شاپنگ پر مگر کس لئے سائیں؟ میرے پاس تو وہاں بہت سے کپڑے موجود ہیں! اس نے نا سمجھی سے سوال کیا۔

"تو یہ کہاں لکھا ہے محترمہ کہ اب آپ مزید شاپنگ نہیں کر سکتی ہیں؟ وہ اس کے گال پر چٹکیاں بھر کر بولا تو وہ سی کی آواز نکال کر اسے گھورنے لگی۔

"تم چلو ساتھ میرے تمہیں حرم کی شادی کیلئے شاپنگ کرواتا ہوں اس کے الاوہ جو پسند آئے لے لیں گے۔۔! میں اپنی شاپنگ کل کر لوں گا۔۔ہری اپ! وہ گھڑی دیکھتا عجلت میں والٹ جیب میں رکھنے لگا اور ساتھ ہی گاڑی کی کیز اٹھائی۔

مرحا نے لپک کر اپنی شال اٹھائی، اور خود پر اچھی طرح پھیلا کر میر سالار کی نوعیت میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

چھوٹی حویلی میں اتنے عرصے کے بعد پھر سے خوشیوں نے اپنی دستک دی تھی۔زکا شاہ کے سرپنچ بننے کی خبر سن کر ساتھ ہی زوفا کی سلامتی کی خبر پا کر آسیہ بیگم وسویرا وغیرہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ایسے میں وہ یہ سوچ کر کچھ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پُر ملال سی ہو گئیں کہ اگر بی جان آج موجود ہوتیں تو شاید وہ سب سے زیادہ خوش ہوتیں کیونکہ زوفا میں ان کی جان بستی تھی۔

"افففف اب صبر نہیں ہوتا، دل چاہ رہا ہے میں اڑ کر زوفا تک پہنچ جاؤں! سویرا بیقراری سے بولی تو آسیہ بیگم بھی آبدیدہ سی ہو گئیں۔

"ہاں تو صحیح کہہ رہی ہے۔ میری بچّی نے پہلے ہی بہت کچھ جھیلا ہے، ناحق ظلم سہے ہیں۔ وہ تو بھلا ہو میر کا جسے اس رب سوہنے نے فرشتے کے روپ میں میری زوفا کی مدد کیلئے بھیج دیا ورنہ شاید آج ہم اسے کھو چکے ہوتے! آسیہ بیگم کہتے کہتے بے آواز رونے لگیں تو سویرا اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی۔

"جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہی ہوتا ہے امیّ سائیں، اب زوفا ہمارے پاس آئے گی تو میں تو کہتی ہوں اس کا نکاح چچا سائیں کے بیٹے سعد سے کروا دیں۔ سعد بھی اب اپنی پڑھائی کمپلیٹ کر کے یہاں آنے کو ہے۔ چچا سائیں کی فیملی بھی یہاں آ جانے کو ہے۔ گھر کی رونق بھی بڑھ جائے گی اور ہماری زوفا ہمیشہ ہمارے ساتھ اور ہمارے پاس رہے گی مجھے خوشی ہو گی کہ وہ میری دیورانی بنے گی۔۔!! سویرا نے ارقم (چچا) کے چھوٹے بیٹے سعد کا حوالہ دیا جس کی فیملی حویلی سے دور شہر میں مقیم تھی۔ سویرا ارقم شاہ کے بڑے بیٹے کے نکاح میں تھی جو کہ بچپن میں ہی طے پا گیا تھا۔ وہ لوگ بہت پہلے سے وہاں مقیم نہ تھے بلکہ انہیں وہاں شفٹ ہوئے کچھ ہی سال گزرے تھے مگر اب وہ پھر سے حویلی آنے کو تھے کیونکہ ارقم شاہ کا کہنا تھا کہ اپنی مٹی سے دور وہاں انہوں نے اپنا من تو بہت لگانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے سو اب وہ یہاں واپس آنا چاہتے تھے۔ زکا شاہ و فیاض شاہ تو یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے ساتھ ہی گھر کی خواتین بھی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہال سی ہو گئیں۔ ویسے بھی بی جان کے گزر جانے کے بعد حویلی میں سناٹوں کا راج چل رہا تھا۔ دوسرا بڑا صدمہ زوفا کا تھا جس نے اس حویلی کو مزید خاموشی بخش دی تھی۔ مگر اب پہلے جیسی رونقیں دوبارہ اجاگر ہونے کو تھیں۔

"تم صحیح کہتی ہوں میری بچی، بہت اچھا فیصلہ ہو گا یہ، بھابھی بیگم آجائیں تو میں ان سے اس بارے میں بات کروں گی۔ مجھے یقین ہے وہ بہت خوش ہو نگی!! آسیہ بیگم کا انداز پُر امید تھا۔ سویرا نے مطمئن ہو کر ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

آج سکندر اور حرم کی ڈھولکی کا دن تھا۔ حویلی کی گہما گہمی عروج پر تھی۔ خواتین اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ مرحا کی بھی تمام شاپنگ پوری ہو چکی تھی۔ میر سالار نے ہر ایک چیز میں سب سے پہلے اس کی پسند کو مدِ نظر رکھا تھا۔ سائرہ بیگم وان کی بیٹیوں کی نظریں آتے جاتے اسے کاٹ کھانے کو دوڑتی تھیں۔ مرحا کو معلوم تھا کہ یہاں کا ہر فرد اس کی اس شادی میں شرکت کے خلاف تھا مگر وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ دوپہر سے خاندان والوں کی آمد شروع ہو چکی تھی جس سے حویلی کی ہنگامہ آرائی مزید زور پکڑ چکی تھی۔ ڈھولکی کا پروگرام شام سے شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہنے والا تھا۔

وہ خریداری کی ہوئی تمام چیزیں بیڈ پر پھیلائے ان کا دوبارہ سے معائنہ کرنے میں مصروف تھی۔ میر سالار باہر مردان خانے میں بقیہ لڑکوں کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ڈھولکی کے دن کے لئے جو سوٹ لیا تھا اس کی میچنگ جیولری کیساتھ وہ سوٹ الگ رکھ دیا اور باقی کی چیزیں دیکھنے لگی کہ یکایک کمرے کا دروازہ زوردار آواز کیساتھ کھلا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مرحا چونک کر آنے والی ہستی کو دیکھنے لگی۔ دروازے پر روشانے اپنے مغرور و مخصوص انداز میں کھڑی تھی۔ مرحا ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ وہ بیڈ پر پھیلی چیزوں کو ابرو اچکا کر دیکھتی کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔

"اوہو! بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ تمہارا وجود اس حویلی میں کسی کو گوارا نہیں ہے۔ مگر ماننا پڑے گا بھئی تم تو ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتی ہو! روشانے دونوں کمر پر ہاتھ ٹکائے لڑاکا عورتوں کی طرح سر کر متواتر ہلاتے ہوئے بولی تو مرحا بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"روشی بی بی! آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اوہیلو! یہ میری حویلی ہے۔ میں جب چاہے جہاں چاہے آ جا سکتی ہوں سمجھی! مجھ سے یہ سوال کرنے سے پہلے آئندہ ہزار مرتبہ سوچنا! سنا ہے تمہیں میر سائیں شاپنگ پر لے کر گئے تھے! روشی خونخوار لہجے میں بولی تو مرحا گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"جی ہاں روشی بی بی! ہم گئے تھے شاپنگ پر، مگر یہ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ مرحا نے ہنوز سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"جس طرح کی حرکتیں تم کرتی پھر رہی ہو اس کے بعد تو کوئی بھی سنے گا تم پر ہنسے گا۔ تمہیں پتہ ہے نا کہ حرم اور عفاف مرتے دم تک تمہیں اپنی بھرجائی کے روپ میں قبول نہیں کریں گی۔ شاہ زر اداسے بھی کوئی امید مت رکھنا سمجھی۔ رہی حویلی والوں کی بات تو یہاں پہلے ہی تم پر تمہاری حقیقت واضح کر دی گئی تھی مگر تم تو بلا کی بے شرم ہو۔ تم کس خاتے میں اس قدر تیاری میں مصروف ہو ہاں! روشانے کا انداز نفرت و حقارت سے چور تھا۔ مرحا کے دل پر جیسے چوٹ سی لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"روشی بی بی! میں تمام تیاریاں صرف اپنے شوہر کیلئے کر رہی ہوں۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے وہی صرف میرے اپنے ہیں۔ مجھے انہوں نے اپنی مرضی سے شاپنگ کرائی ہے اور ان کے ہر فیصلے میں میری بھی مرضی شامل ہے۔ رہی حویلی والوں کی بات تو ایک دن یہ سب بھی مجھے قبول کر ہی لیں گے۔۔۔! مرحا نے بھیگتی آواز پر بمشکل قابو پانے کی کوشش کی۔ دوسری جانب میر سالار مردان خانے سے اٹھ کر سیدھا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدہ عبور کرتے ہوئے وہ جیسے ہی کمرے کے دروازے پر پہنچا اندر سے آتی آواز پر وہ دانستہ دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

"بہت یقین ہے تمہیں کہ سب تمہیں قبول کر لیں گے۔ یہ مت بھولو کہ یہ بڑی حویلی ہے۔ یہاں ہر چیز کا قاعدہ و قانون ہے، لہٰذا کسی بھول میں مت رہنا! روشانے اب اس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئی بولی تو مرحا سی کر کے رہ گئی۔ باہر کھڑے میر سالار کی پیشانی دم بہ دم شکن آلود ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"روشی بی بی، آپ پلیز یہاں سے چلی جائیں! اگر آپ کی یہاں موجودگی کا مقصد مجھے زک پہنچانا ہے تو خدارا آپ یہاں سے چلی جائیں! مرحا اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے ہانپ سی گئی۔ مگر روشانے کی فولادی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے میں ناکام رہی۔

"نہیں جاؤں گی بتاؤ کیا کر لو گی! تم پہلے یہ بتاؤ تم اتنی خوش کیسی رہ سکتی ہو ہاں؟ جب تمہیں میر سائیں کیساتھ خوش دیکھتی ہوں نا تو دل چاہتا ہے تمہیں جان سے مار ڈالوں۔۔۔! روشانے ہسٹریک ہو رہی تھی۔ مرحا کو اس سے خوف سا محسوس ہوا۔ میر سالار نے بے تحاشہ امڈتے طیش کو بمشکل ضبط کرتے اپنی دونوں مٹھیاں بھینچ لیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرا بازو چھوڑیں روشی بی بی، ورنہ میں بذاتِ خود آپ کی سچائی میر سائیں کو بتادوں گی کہ کیسے آپ نے وہ کھیل رچا کرانہیں اور مجھے زلیل کیا تھا۔ مرحا کی آواز اس بار بلند تھی۔

"احسان فراموش لڑکی! ایک تو میری ہی وجہ سے تم آج عیاشی کر رہی ہو اور اب مجھے ہی دھمکیاں دے رہی ہو۔ تمہیں تو میں! روشانے تلملا اٹھی۔ اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ مرحا پر اٹھ جاتا، میر سالار پاؤں کی ٹھوکر سے کمرے کے دروازے پر زوردار کِک مارتا اندر داخل ہوا۔ وہ دونوں ہی حواس باختگی سے اس جانب دیکھنے لگیں۔ غصے سے خون چھلکاتی آنکھوں و چہرے کیساتھ مٹھیاں بھینچے کھڑے میر سالار پر نظر پڑتے ہی روشانے ہکا بکا اپنی جگہ بت بنی کھڑی رہ گئی، جبکہ مرحا اپنا شل بازو سہلاتے ہوئے خوف زدہ سی بیڈ پر ٹک گئی۔

"میر سائیں، مم میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس مرحا کو دیکھیں مجھے پھنسانے کی کوشش کر رہی ہے۔ روشانے ہکلا کر بے جا وضاحت دینے لگی۔

"خاموش، بالکل خاموش! ایک لفظ مزید کہا تو تمہارا وجود صفحہِ ہستی سے مٹا ڈالوں گا۔۔ میر سالار کی دہاڑتی آواز پر روشانے کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ سانسیں تو جیسے سینے میں ہی اٹک گئیں۔ مرحا نے خوف کی شدت سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"بس میں جو پوچھوں مجھے اس کا جواب فوری طور پر چاہیئے۔ اگر تم نے زرہ برابر بھی غلط بیانی سے کام لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔!! وہ پھنکارتے ہوئے بولا تو روشانے کی گھگھی بندھ گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ خوف کے مارے پیلا پڑ گیا تھا۔ اوپری منزلہ پر موجود فریدہ و سائرہ بیگم سمیت کچھ لڑکیوں تک بھی میر سالار کی غصے سے بھری

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بلند آواز جا پہنچی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب ہی وہاں موجود تھیں۔ فریدہ بیگم نے حیرت سے بیٹی کا فق چہرہ اور پھر میر کا طیش سے بھرا انداز دیکھا۔ باقی سب بھی حیرانگی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ مرحا بے قصور ہوتے ہوئے بھی جیسے اپنی جگہ چور سی بن گئی۔

"کی ہو یار وشی، تو ایسے کیوں کھڑی ہے؟ فریدہ بیگم تڑپ کر بیٹی کی طرف بڑھیں۔

"کیا اس روز جو بھی کچھ ہوا اس سب کی زِمہ دار تم ہو؟ میر سالار نے دانت پر دانت جمائے۔

"مم میر سائیں مم م، میری بات س سنیں! روشانے بوکھلا کر بے ربط سی بولی۔

"مجھے تمہارا جواب چاہیئے۔ ڈیم اٹ! ابھی اور اسی وقت جواب دو مجھے! وہ بھوکے شیر کی مانند غرایا۔

"ہوا کیا ہے میر؟ تم روشانے سے ایسے کیوں بات کر رہے ہو؟ سائرہ بیگم بھی بنا کچھ سوچے سمجھے میدان میں کود پڑیں۔

"مجھے کسی کی مداخلت نہیں چاہیئے۔ میں خود ہی اس سے نپٹ لوں گا۔ اپنی بات بار بار دہرانے کا عادی نہیں ہوں میں، بہتر ہو گا خود ہی بک دو سب کچھ۔۔!! اس کی سرد اور اونچی آواز گویا کمرے کی دیواروں میں سوراخ کر رہی تھی۔

"ہاں وہ سب میں نے ہی کیا تھا۔ کیونکہ آپ نے مجھ سے شادی سے انکار کر دیا تھا تو بدلہ لینے کیلئے میں نے وہ سب کیا تھا! روشانے نے کانپتے ہوئے بالآخر اعترافِ جرم کر ہی لیا۔ سب اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔ میر سالار غصے سے بپھرتے ہوئے جارحانہ تیوروں سمیت آگے بڑھا اور ایک زناٹے دار تھپڑ روشانے کے منہ پر دے مارا وہ بل کھا کر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

پیچھے موجود بیڈ پر لڑھک سی گئی۔ مرحا ڈر کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ روشانے اب چھکوں پھکوں آنسو بہانے لگ گئی تھی۔

"ہاؤ ڈئیر یو؟ تم اس حد تک گر جاؤ گی یہ میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ تمہاری وجہ سے میری اور مرحا کی ذات پورے خاندان کے سامنے سوالیہ نشان بن کر رہ گئی۔ اب مجھ سے کسی قسم کی کوئی امید مت رکھنا۔ تمہیں پورے خاندان کے سامنے ابھی اور اسی وقت اعترافِ جرم کرنا ہوگا۔ اور ہر کسی کے سامنے تمہیں مرحا سے معافی مانگنی ہوگی۔ بہت استعمال کر لیا تم نے اس کا! انف اِز انف!! اس نے جھٹکے سے روشانے کا بازو پکڑ کر اسے بیڈ سے اٹھایا۔ اس وقت وہ اس قدر طیش میں تھا کہ وہاں موجود افراد کا دل خوف کی زیادتی سے لرز رہا تھا۔

میر، میری بات سنو، باہر پورا خاندان موجود ہے۔ میری بچی ان سب کے بیچ ذلیل ہو جائے گی۔۔!! فریدہ بیگم گھگھیائیں۔

"مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب میری ذات کو پراگندہ کیا جا رہا تھا تب بھی حویلی کا ہر فرد موقعے پر موجود تھا۔ لوگ میرے بارے میں کیا بات کرتے ہیں مجھے اس کی ہر گز پرواہ نہیں۔ مگر آپ کی دُخترِ نیک اختر کا پارسا چہرہ سب کے سامنے آنا ہی چاہیے۔۔!! کیا خیال ہے؟ سالار نے گویا انگارے چباتے ہوئے دھواں دھار روتی ہوئی روشانے کی جانب اشارہ کیا۔

"سائیں میری بات سنیں، مرحا نے ہمت کر کے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر میر سالار کی تنبیہی نظروں پر وہ بھی چپ کی چپ رہ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہائے روشی، مینو نہیں پتہ تھا کہ تو ہے ان سب کارناموں کے پیچھے، بھلا بتا اچھا ہی ہوا پتہ لگ گیا۔ فریدہ، روشی نے میرے بیٹے کیساتھ ٹھیک نہیں کیا۔۔ اللہ ایسی اولاد کسی کو نہ دے۔ توبہ توبہ۔۔!! سائرہ بیگم نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ باقی لڑکیاں بھی تائیدی انداز میں سر ہلانے لگیں

"امی سائیں، آپ مرحا کی بات کیوں نہیں کر رہی ہیں ہاں؟ برا تو اس کے ساتھ بھی ہوا ہے بلکہ مجھ سے کہیں زیادہ برا تو مرحا کیساتھ ہوا ہے مگر آپ کو اس چیز کا احساس ہو تب نا!! کیا آپ کو سچ اور حق کی بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے؟ میر سالار سلگ کر بولا تو سائرہ بیگم چند ثانئے کو اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ حرم اور عفاف بھی ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئیں۔

"تم چلو میرے ساتھ، ابھی اور اسی وقت تم پورے خاندان کے سامنے اقبالِ جرم کرو گی۔ انہیں لفظ بہ لفظ بتاؤ گی کہ اس سارے کھیل میں کس طرح تم ملوث رہی ہو! میر سالار درشتگی سے روشانے کا بازو پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر لے آیا۔ روشانے اب باآوازِ بلند رونے لگی تھی۔ پیچھے وہ سب بھی کلیجہ تھامے ان کے پیچھے ہو لیں۔ مرحا دھک دھک کرتے دل کیساتھ لرزیدہ قدموں سے نیچے کی طرف بڑھی !

❤❤❤❤❤

سفر میں دھوپ تو ہو گی جو چل سکو تو چلو
سبھی ہیں بھیڑ میں تم بھی نکل سکو تو چلو!!
اِدھر اُدھر کئی منزل ہیں چل سکو تو چلو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بنے بنائے ہیں سانچے جو ڈھل سکو تو چلو!!

کسی کے واسطے راہیں کہاں بدلتی ہیں

تم اپنے آپ کو خود ہی بدل سکو تو چلو!!

یہاں کسی کو کوئی راستہ نہیں دیتا

مجھے گرا کے اگر تم سنبھل سکو تو چلو!!

یہی ہے زندگی کچھ خواب چند امیدیں

انہی کھلونوں سے تم بھی بہل سکو تو چلو!!

ہر ایک سفر کو ہے محفوظ راستوں کی تلاش

حفاظتوں کی روایت بدل سکو تو چلو!!

وہ دانستہ اس جگہ سے بچ نکلنے کی کوشش کرتی تھی جہاں ایس۔پی حسن کی موجود ہوتا تھا۔وہ کل صبح سے زوفا کا یہ کترایا ہوا رویہ نوٹ کر رہا تھا۔ویسے تو وہ بی جان کیساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہوتی لیکن اگر وہ وہاں آجاتا تو زوفا کسی نہ کسی بہانے وہاں سے نکل جاتی۔یہاں تک کہ آج وہ شام کی چائے پر بھی موجود نہ تھی۔جو وہ نہیں چاہتا تھا بد قسمتی سے وہی سب کچھ ہو رہا تھا۔اسے معلوم تھا وہ لاکھ کوشش بھی کر لے مگر زوفا کے ذہن و دل سے اس گفتگو کے اثرات نہیں مٹا سکتا تھا۔شام میں وہ کسی کام سے کچھ دیر کیلئے چلا گیا۔

زوفا اور بی جان ڈنر سے فارغ ہو چکی تھیں۔زوفا ان کے ساتھ وہیں لاؤنج میں بیٹھ گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"زوفا میری بچی، تیرے آنے سے میری تنہائی تو یکسر دور ہو گئی ہے۔اب تو میں تیرے واپس جانے کا کبھی سوچ بھی لوں تو سانس رک جاتی ہے میری! بی جان شفقت سے بولیں ساتھ ہی اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔

"مگر بی جان، مجھے واپس آج نہیں تو کل جانا تو ہے نا! ! زوفا نے ان کا ہاتھ تھام کر گویا انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"ارے بچی، تو ابھی نام نالے جانے کا،، میرا تو دم گھٹتا ہے اس تنہائی سے۔میں نے تو مرتے مرتے زندگی پائی ہے۔ تجھے یہاں آئے وقت ہی کتنا ہوا ہے جو تو واپس جانے کی بات کر رہی ہے؟ بی جان روہانسی ہو چلی تھیں۔زوفا بے بسی سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"کون واپس جانے کی بات کر رہا ہے بی جان؟ اسی اثناء میں لاؤنج میں داخل ہوتے حسن نے ان کی بات اچک لی۔وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئیں جو اب سامنے رکھے صوفے پر آ بیٹھا تھا۔اس کی نگاہوں کا مرکز لاشعوری طور پر زوفا ہی تھی۔زوفا جز بز سی ہونے لگی۔

"ارے بیٹا، زوفا کی واپسی کا سوچ کر ہی مجھے کچھ ہونے لگتا ہے۔میں تو قطعی ابھی اسے نہیں جانے دوں گی! بی جان نے بیچارگی سے کہا۔

"یہ تو میر صاحب طے کریں گے کہ انہیں کب جانا ہے اور کب نہیں، لیکن بی جان کو خوش دیکھکر میری بھی یہی خواہش ہے کہ ابھی آپ نہ جائیں زوفا! ایس۔پی حسن نے اس بار ڈائرکٹ اسے ہی مخاطب کیا۔وہ جو سر جھکائے دوپٹے کا بارڈر موڑنے میں مصروف تھی خاموش نظریں اٹھا کر حسن کو دیکھا تو نجانے کیوں وہ نظریں چرا گیا۔

"بی جان آپ تھک گئی ہونگی اب ریسٹ کریں! ایس۔پی حسن نے اٹھ کر بی جان کو سہارا دے کر کھڑا کیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہاں بیٹا، تھک تو گئی ہوں۔ نماز تو ادا کر لی ہے۔ تو مجھے لٹا دے میں سو جاؤں گی!! بی جان نے زوفا کا گال سہلا کر حسن سے کہا۔ زوفا بھی ان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ حسن نے انہیں کمرے میں لا کر بستر پر لٹا دیا ساتھ ہی لحاف ان پر ڈال کر لائٹ آف کر دی اور پھر دروازے میں خاموش کھڑی زوفا کو دیکھا اور خود باہر نکل آیا۔ زوفا بھی بی جان کے کمرے کا دروازہ بھیڑ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ پیچھے سے اپنے نام کی پکار پر وہی ٹھہر گئی۔

"فرمایئے؛ اس نے بنا پلٹے ہی کہا۔

"میں لاؤنج میں موجود ہوں۔ آپ وہیں آ جائیں آپ سے بات کرنی ہے مجھے! ایس۔ پی حسن کہہ کر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ ناچار وہ بھی مرے مرے قدموں سے آگے بڑھی۔ سرد تاثرات کیساتھ وہ لاؤنج کے صوفے پر ٹک گئی۔ سامنے بیٹھا حسن اس کے چہرے کے تاثرات کو گہری نظروں سے ملاحظہ کر رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے زوفا؟ وہ ہاری ہوئی آواز میں بولا۔

"میں کچھ سمجھی نہیں؛ زوفا نے کندھے اچکائے

"سمجھ تو آپ گئی ہیں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں آپ کے اس رویے کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ اب تو حقیقتاً مجھے پچھتاوا ہو رہا ہے کہ میں نے اپنا آپ، آپ پر ظاہر ہی کیوں کیا! خواہ مخواہ آپ کی تکالیف میں مزید اضافے کا سبب بنا!! اس کی آواز میں گہرا افسوس بسا ہوا تھا۔

"دیکھئے ایس پی صاحب، میرا ردعمل بالکل ٹھیک ہے۔ میری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ بھی یہی کرتی۔ میں جانتی ہوں میرے یہاں آنے سے بی جان کی تنہائی قدرے دور ہو گئی ہے، مگر اب سچویشن الگ ہے۔ میں جلد از جلد یہاں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سے جانا چاہتی ہوں۔پہلے تو میں نے یہی سوچ رکھا تھا کہ میں جب تک حالات مکمل طور پر بہتر نہیں ہو جاتے یہاں سے نہیں جاؤں گی۔پر نا چاہتے ہوئے بھی میرا اب یہاں رہنا میرے لئے مشکل ثابت ہو رہا ہے!!زوفا نے سپاٹ لہجے میں کہا تو حسن کے ہونٹوں پر مضمحل سی مسکراہٹ آگئی۔

"آپ کی بے اعتباری آپ کے ہر انداز سے بیان ہو رہی ہے زوفا،آپ کے لئے تو اپنا ہی کافی ہونا چاہئے تھا کہ میں نے آپ کو یقین دلا دیا تھا کہ آئندہ اس موضوع پر گفتگو نہیں ہو گی۔مگر کوئی بات نہیں،اگر آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے تو میں خود آپ کی واپسی کی خواہش کے بارے میں سالار سے بات کروں گا۔۔!!وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔انداز میں تھکن در آئی تھی۔

"بات وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔آئی مین،بات اعتبار کی نہیں ہے؛زوفا بھی بے بسی سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ساری بات اعتبار کی ہی ہے زوفا،آپ نہ بھی کہنا چاہیں پھر بھی آپ کی بے اعتباری صاف طور پر آپ کی آنکھوں و چہرے سے ظاہر ہو رہی ہے۔مت بھولیں میں جس پیشے سے تعلق رکھتا ہوں اس میں چہرے پڑھ کر اندر کا حال پتہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے!!ایس۔پی حسن نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

"میرے خیال میں اب مجھے سو جانا چاہئے؛زوفا نے نظریں چراتے ہوئے دانستہ بات بدلی

"بالکل،چلتا ہوں۔شب بخیر!!حسن اسے گہری نظروں سے دیکھتا پلٹ گیا۔اس کے بعد وہ بھی وہاں ایک پل کو نہیں رکی تھی۔زندگی نہ جانے اب اپنے کون سے رنگ دکھانے کو تھی۔وہ زندگی کے اس دوراہے پر آ کھڑی ہوئی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تھی کہ نہ ذہن کام کر رہا تھا اور نہ دل ہی کسی چیز کے لئے آمادہ تھا۔ ہر شئے سے بیزاری ہو چکی تھی۔ ایسے میں اب یہ جو نیا باب کھلا تھا اس نے اس کا ذہن مکمل طور پر ماؤف کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے پاس ان سب سے بھاگنے کے سوا کوئی راستہ ہی نہ بچا تھا۔

زندگی تجھ پہ بہت غور کیا ہے میں نے

تو فقط رنگ ہے رنگوں کے سوا کچھ بھی نہیں!!

❤❤❤❤❤

حویلی کے وسیع و عریض لان میں ڈھولکی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس وقت سب برآمدے میں ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف کافی خوشگوار ماحول میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میر سالار روشانے کو کھینچتے ہوئے وہیں لے آیا اور ساتھ ہی اسے زوردار جھٹکا دیا وہ اچھل کر مورے کے تخت کے پاس جا پہنچی، اس نے موقعے پر ہی تخت تھام لیا ورنہ شاید اس کی ہڈی پسلی اب تک ایک ہو چکی ہوتی! وہاں موجود تمام افراد اس اچانک افتاد پر ہق دق سے رہ گئے۔ میر سالار کا تنفس غصے کی شدت سے بے ترتیب سا تھا۔ فریدہ بیگم دل پر ہاتھ رکھے روشانے کو دیکھ رہی تھیں جو زور و شور سے رو رہی تھی۔

"اللہ خیر کرے۔ اب کیا ہو گیا میر؟ مورے نے وہاں موجود لوگوں کے حیران و پریشان چہرے پر نظریں دوڑا کر دبی دبی آواز میں پوچھا۔ انداز تیکھا سا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"یہ تو آپ کو آپ کی پوتی ہی بتائے گی۔ آفٹر آل آپ کو بھی حقیقت کا علم ہونا چاہئے۔ آپ نے بھی تو کم کیچڑ نہیں اچھالے ہیں مرحا کی ذات پر! وہ دہکتی آواز میں بولا۔ روشانے کا رونا مزید بڑھ گیا۔

"کیا مطلب ہے ہوں؟ کیا کیا ہے روشی نے؟ مورے نے روشانے کو دیکھا جو آج سیلاب لے آنے کے درپے تھی۔

"سب سے پہلے تو میں یہاں موجود تمام افراد کو اس بات کی یاددہانی کراتا چلوں کہ آج سے ایک مہینہ پہلے کی بات ہے جب تمام خاندان والوں کے سامنے میری عزت کا تماشہ بنایا گیا، نہ صرف تماشہ بنایا گیا بلکہ اس بات کو اشتہار کے طور پر یہاں سے وہاں ٹرانسفر بھی کیا گیا۔ اس سارے معاملے میں مرحا کی جو تذلیل ہوئی اسے بھی قطعاً فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تو اب آپ سب کو محترمہ روشانے صاحبہ اصل حقیقت سے روشناس کرائیں گی۔ یہ آنسو بہانے کا ناٹک بند کرو اور شرافت سے سب کو سچ بتاؤ!! وہ سخت لہجے میں روشی سے مخاطب ہوا تو وہ یونہی روتے روتے مردہ قدموں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور آنکھیں سختی سے میچ کر سچ سے پردہ اٹھاتی چلی گئی۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ حیرت میں مبتلا تھا۔

مورے کے منہ پر کفل لگ گیا تھا۔ میر سالار استہزائیہ مسکراہٹ کیساتھ آگے بڑھا اور دو سے تین بار تالیاں بجائیں۔ اس خاموشی بھرے ماحول میں اس کی تالیوں کی آواز گویا فضا میں گونج رہی تھی۔

"واہ بہت خوب، اب آپ خاموش کیوں ہیں مورے؟ کیا ہوا؟ اتنا تو میں بہتر جانتا ہوں کہ آپ مرحا کے حق میں ایک لفظ نہیں کہیں گی کیونکہ وہی آپ کی سوکالڈ روایت اڑے آجاتی ہے۔ مگر ایک بات میری بھی سن لے یہاں پر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

موجود ہر شخص، مرحانہ صرف میری بیوی ہے بلکہ میری پہلی اور آخری محبت بھی ہے۔ کسی کو اعتراض ہے تو بیشک رہے میرے جوتوں کو بھی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے پرواہ تو اس بات کی بھی نہیں تھی کہ لوگ میرے بارے میں بات کیا کرتے ہیں مگر اب چونکہ سچ سب کے سامنے آگیا ہے تو روشانے جب تک مرحا سے پورے خاندان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی نہ مانگ لے اس کو نہیں چھوڑنے والا میں،!! میر سالار نے طمانیت سے کہا تو سب آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مرحا کی آنکھیں اس قدر محبّت و عقیدت پر بھیگ سی گئیں۔ یہ شخص بیشک اس ربِّ کریم کی طرف سے اس کے لئے بیش قیمت تحفہ تھا جسے وہ کبھی نہیں کھونا چاہتی تھی۔

"لیکن یہ آپ سے محبت کرتی تھی اس بات کا اعتراف اس نے خود مجھ سے کیا تھا؛ روشانے آنکھیں رگڑ کر چٹکتے ہوئے بولی۔ اپنی اس قدر بے عزتی کا تو اس نے تصور بھی نہ کیا تھا۔

"اس محبت کا اظہار تو اس نے مجھ سے بھی کیا تھا اس میں کیا بڑی بات ہے۔ تمہیں میں نے جتنا کہا ہے تم بس وہ کرو یعنی معافی مانگو مرحا سے ابھی اور اسی وقت؛ میر سالار نے طنزیہ لب و لہجے میں کہا تو روشانے کی آنکھیں ایک بار پھر برسنے لگیں۔ وہ مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق مرحا کی جانب بڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ مرحا نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور اس کے ہاتھ فوراً تھامنے چاہے مگر نظریں سیدھی میر سالار سے جا ٹکرائیں جس نے اشارے سے اسے منع کیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مجھے معاف کر دو مرحا، سارا قصور میرا تھا۔ تم وہ سب نہیں کرنا چاہتی تھی تو میں نے خود وہ سب کچھ کیا اور نام تمہارا لگا دیا۔۔!! روشانے ہنوز ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔ لہجے میں اس بار شرمندگی کے رنگ بھی نمایاں تھے۔ ہر کسی کی نظریں ان دونوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔ مرحا نے اس بار اس کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو تھام کر الگ کیا۔

"میں نے معاف کیا، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو روشی بی بی؛ اس نے نرم لہجے میں کہا۔ میر سالار جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا لب بھینچے ہوا تھا آگے بڑھ کر مرحا کا ہاتھ تھام لیا۔

"اب چلو، آئی ہوپ یہاں سب کا دماغ ٹھکانے پر آ چکا ہو گا۔ ایک اور بات، میری بیوی سے حتی الامکان وہ لوگ دور رہنے کی کوشش کریں جنہیں اس سے کسی بھی قسم کی کوئی پرابلم ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کی بھی چیپ یہ نٹیلٹی اس کی اذیت کا سامان بنے! سو بی کیئر فُل! سر تاثرات کیسا تھ اس نے مضبوط لہجے میں اپنی بات کہی اور مرحا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے باہر نکل گیا۔ پیچھے سب اپنی اپنی جگہ بت بنے اسے دیکھتے رہ گئے۔

جیسے دھاگہ ہو کوئی تسبیح میں،

ایسے سانسوں کے درمیاں ہو تم!!

شبانہ بی اس کی بے گناہی سب کے سامنے ثابت ہو جانے پر بہت خوش تھیں۔ انہوں نے اس سے اپنے بھی ہتک آمیز رویئے کی معافی مانگنی چاہی مگر مرحا کو یوں اپنے سامنے ماں کا ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنا قطعی گوارا نہ تھا۔ اس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ ان سے اس بات کیلئے ہر گز ناراض نہیں ہے۔ چونکہ شبانہ بی کو کام تھے، ایک دو بار اس نے بھی ان کا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہاتھ بٹانے کی خاطر اصرار کیا مگر شبانہ بی نہ مانیں۔ سو وہ کچھ دیر ان کیساتھ وقت بتانے کے بعد اپنے کمرے میں چلی آئی۔

میر سالار نے اسپیشلی اس کے لئے بیوٹیشن ہائر کی تھی جو کہ آج اسے مہندی لگانے آچکی تھی، جبکہ شادی اور ولیمہ کے روز اسے ریڈی بھی کرنے وہی آرہی تھی۔ باقی حویلی کی لڑکیوں کیلئے دو بیوٹیشن آنے کو تھی، لیکن میر سالار کسی قسم کی کوئی کشیدگی نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے پہلے ہی اس کا انتظام کر رکھا تھا۔

شنّو (ملازمہ) اس کے کمرے تک بیوٹیشن کو چھوڑ گئی تھی۔ وہ جو نہا کر فارغ ہو چکی تھی۔ نم بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی خود دونوں آستینوں و شلوار کو زرا اوپر سرکا کر مہندی لگوانے کو بیٹھ گئی۔ بیوٹیشن نے بہت مہارت سے نہایت ہی خوبصورت و عمدہ ڈیزائن سے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کو آراستہ کیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے ایک نظر دیوار گیر گھڑی کی جانب دیکھا جو اب شام کے ساڑھے چار بجا رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔ مہندی سوکھنے کے بعد اس نے اپنی تیاری بھی کرنی تھی۔ آج اس کا ارادہ سمپل سی ہی تیاری کا تھا اس لئے وہ خود سے ہی تیار ہونا چاہتی تھی۔

دس سے پندرہ منٹ مزید گزر گئے۔ وہ آنکھیں موندے انہی سوچوں میں گُم تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز پر سیدھی ہو بیٹھی۔ میر سالار کو اندر داخل ہوتا دیکھکر یکایک اسے ہوش آیا کہ اس کا دوپٹہ تو صوفے پر پڑا ہوا ہے، جبکہ وہ دروازہ بند کرتا اسے گہری نظروں کے حصار میں لئے بیڈ کی جانب بڑھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"واؤبیوٹیفل، کیا بات ہے مسز!! بیڈ پر بیٹھ کر اس کی مہندی کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے سراہا تو مرحا کے چہرہ کھل اٹھا۔

"بس مہندی سوکھنے کا انتظار کر رہی ہوں سائیں، اس کے بعد نماز ادا کر کے مجھے تیار بھی تو ہونا ہے نا!! مرحا نے پرجوش لہجے میں کہا۔ میر سالار دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔ یکایک مرحا کو اس کی گہری نگاہوں کا احساس ہوا تو وہ پزل سی ہو گئی ساتھ ہی چور نگاہوں سے صوفے کی دیکھا۔

"سائیں، پلیز میرا دوپٹہ تھما دیں مجھے، وہ سرخ پڑتے چہرے کیساتھ خود میں سمٹنے لگی، گویا اس کی نگاہوں سے بچنے کی تدبیر کی۔

"تم مجھے ایسے بھی اچھی لگ رہی ہو بیوی، کوئی مسئلہ نہیں!! میر سالار مسکراہٹ دبا کر بولا۔ لہجہ شرارت آمیز تھا۔ مرحا بلش کرنے لگی۔ سالار نے مخمور نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے جوڑے کو کھول دیا۔ لمبے ورشمی بال خوبصورتی سے پشت و کچھ بیڈ پر پھیل گئے۔ مرحا بے طرح بوکھلا گئی اور کچھ خفگی سے اسے دیکھا۔

"سائیں، میری مہندی ابھی پوری طرح سوکھی نہیں ہے؛؛؛ اس نے منہ پھلا کر اپنی مہندی کی جانب اشارہ کیا۔

"مرحا تمہاری مہندی کی خوشبو مجھے اپنے حواسوں پر طاری ہوتی محسوس ہو رہی ہے!! اس کی بات نظرانداز کر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اس کی مہندی کی خوشبو کو محسوس کرتا مخمور کن لہجے میں بولا۔

"سائیں، نہ کریں ورنہ رنگ نہیں آئے گا؛؛ مرحا کا منہ ہنوز پھولا ہوا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بالکل آئے گا۔یوڈونٹ وری،بس کچھ دیر مجھے خود کو محسوس کرنے دو؛اس نے سرگوشی نما آواز میں کہہ کر بیڈ پر لیٹ کر تکیئے پر سر رکھ لیا ساتھ ہی مرحا کو ہولے سے اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کے پہلو میں آ گری۔ایک تو وہ بنا دوپٹے کی،اور پھر اس کے اس قدر قریب،سوچتے ہوئے وہ شرم سے چور چور ہو گئی۔میر سالار سے نظریں ملانا اس کے لئے اس پل سب سے مشکل ترین امر تھا۔اس نے اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔تاہم اس دوران وہ اپنی مہندی کو بچانے کی بھی بھرپور کوشش میں تھی۔

اپنی پشت پر اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے اس کے دل کی دھک دھک بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

"سائیں،آپ نے بھی تو ریڈی ہونا ہو گا،،مرحا نے ہمیشہ کی طرح اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کی۔رگ وپے میں اس کے ہوشربا لمس سے عجیب سی سنسناہٹ سرائیت کرنے لگی۔

"ڈونٹ ڈسٹرب می وائفی،،میر سالار اسے کمر سے جکڑ کر مزید خود سے قریب کر کے خمار آلود آواز میں بولا۔مرحا لا محالہ چپ کر گئی۔اپنی گردن پر اس کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر کے اس کی سانسیں بے ترتیب سی ہونے لگیں۔دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی آواز اس خاموشی میں صاف طور پر سنی جا سکتی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے مرحا، کبھی کبھی میں سوچتا ہوں تم میرے لئے رب کی جانب سے کتنا عمدہ و نایاب تحفہ ہو!میر سالار کی محبت پاش آواز پر اس نے حیا کی سرخی لئے اپنی آنکھوں کو کھولا۔وہ اس پر جھکا اسے والہانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اور میں بھی آپ کے بارے میں یہی سوچتی ہوں؛؛اس نے دھیمی مسکان کے ساتھ اس کے خوبرو چہرے کو دیکھا تو میر سالار نے جھک کر عقیدت سے اس کی پیشانی پر لب رکھ دیئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں،اب مجھے جانے دیں؛، مرحا نے جھجھک کر اٹھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔وہ اس پل مکمل اس پر چھایا ہوا تھا۔وہ اپنے شرمیلے تاثرات پر قابو پانے کی ناکام کوشش میں ہلکان سی ہو گئی۔میر سالار نے جھک کر ہولے سے اس کے گال کو چھوا اور پھر اسے اپنی گرفت سے آزاد کر کے سیدھا لیٹ گیا۔مرحا اس کی ناراضگی کے خیال سے بے اختیار اسے دیکھنے لگی۔مگر وہ مسکراتی نظروں سے اس کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔

"جاؤ ریڈی ہو جاؤ،تم بھی کیا یاد کرو گی مسز کہ کس سخی سے پالہ پڑا ہے؛ وہ دھیمے مگر آنچ دیتے لہجے میں بولا۔انداز کچھ باور کراتا و شرارت آمیز تھا۔وہ جھینپ کر خود کو سمیٹتی بیڈ سے اتری اور سیدھے واشروم میں گھس کر خود کو اندر بند کر لیا۔میر سالار بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بے اختیار ہنس دیا۔

❤❤❤❤❤

آگ ہو تو جلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
برف کو پگھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!
چاہے کوئی تھک جائے چاہے کوئی رہ جائے
قافلوں کو چلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!
چاہے کوئی جیسا بھی ہمسفر ہو صدیوں سے
راستہ بدلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!
یہ تو وقت کے بس میں ہے کہ کتنی مہلت دے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ورنہ بخت ڈھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!

موم کے بدن لے کر دھوپ میں نکل آنا

اور پھر پگھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!

سوچ کی زمینوں پر راستے جدا ہوں تو

دور جا نکلنے میں دیر کتنی لگتی ہے!!

سکندر شاہ کی کج ادائی و بے حسی نے اس کے دل میں محبّت کے خلاف جو زہر بھر دیا تھا اسے وہ چاہ کر بھی اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال سکتی تھی۔

اب اس کیلئے دوسرا بڑا مسئلہ "ایس۔پی۔ حسن؛ تھا، جس نے اس کے سامنے برملا اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ وہ اب پلٹ کر پھر سے انہیں راستوں پر نہیں چلنا چاہتی تھی جنہوں نے اس کی زندگی کو پر خار بنا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اب یہاں سے نکلنے میں مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتی تھی مگر ابھی حالات اس کے حق میں اتنے سازگار نہ تھے کہ وہ واپسی کا سوچتی۔ اس کی واپسی کا دارومدار میر سالار کے فیصلے پر معمور تھا۔ بی جان اس کے واپس جانے کا سن کر ہی بے چین ہو جاتی تھیں اور اسے بھی بی جان سے ایک عجیب سی انسیت ہو گئی تھی مگر، بات پھر وہی آ جاتی تھی کہ حسن کے سامنے اب ایک ہی گھر میں رہنا اس کیلئے مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

وہ کمرے میں اندھیرا کئے قالین پر بیٹھی بیڈ سے پشت ٹکائے ہوئی تھی۔ ذہن اس لمحے خالی اوراق کی مانند تھا۔ نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مجھے نہیں پتہ کہ میں نے یہ کر کے صحیح کیا ہے یا غلط مگر مجھے کہیں پڑھے ہوئے الفاظ آج شدت سے یاد آرہے ہیں کہ "عورت ہمیشہ غلط مرد سے دھوکہ کھانے کے بعد اس کا بدلہ صحیح مرد سے لیتی ہے؛؛؛ یکایک اس کے کانوں میں کوئی زور سے چیخا تھا۔اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

"سکندر شاہ تمہاری نفرت نے میری محبّت کو صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ ہر کسی کیلئے ناسور بنا دیا ہے۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی مر کے بھی نہیں!!اس نے بے دردی سے اپنے گالوں کو رگڑا۔

"یا اللہ مجھے کوئی راستہ دکھا۔مجھے کوئی ایسا ٹھکانہ دکھا دے میرے مالک، جہاں انسانوں کا گزر بسر نہ ہوتا ہو!!زوفانے اذیت سے سوچتے ہوئے بیڈ سے سر ٹکا لیا۔پتہ نہیں کیوں دل کو کسی پل قرار نہیں تھا۔زندگی اسے اب نجانے اپنا کون سا روپ دکھانے کو بیتاب تھی۔

دل کے ٹوٹ جانے کا اب ملال کیا کرنا
پتھروں کی بستی میں آئینے تو ٹوٹیں گے
آندھیوں کے موسم میں اس طرح تو ہوتا ہے
خوشبوؤں کے پھولوں سے رابطے تو ٹوٹیں گے

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بہت سوچنے کے بعد وہ بالآخر اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ میر سالار سے اس متعلق بات کرے گا۔ وہ جانتا تھا میر شادی اٹینڈ کر کے ہی واپس آئے گا۔ چونکہ اس نے حسن کو بھی انوائٹ کیا تھا مگر مصروفیات کی وجہ سے وہ نہیں جا سکتا تھا۔ میر سالار خود بھی مصروفیات کے پیشِ نظر وہاں سے فوری طور پر نکلنا چاہتا تھا مگر حرم کی شادی بنا اٹینڈ کئے وہ واپس بھی نہیں آ سکتا تھا۔ حسن سے اب مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا سو اس نے کال پر ہی سالار سے بات کرنے کی سوچی۔ اس وقت وہ سٹڈی روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سالار کے نمبر پر کال ملائی۔ کچھ توقف کے بعد دوسری جانب سے اس کی آواز ابھری۔

"یار سالار تجھ سے نہایت ہی ضروری بات کرنی ہے۔ جانتا ہوں تو مصروف ہے مگر میری بات بھی اہم ہے۔ انتظار نہیں کر سکتا تھا!! حسن نے پیشانی مسلتے ہوئے اضطراری انداز میں کہا۔ دل میں کہیں نہ کہیں یہ خدشہ بھی لاحق تھا کہ مبادا سالار اس سے زوفا کیلئے ایسے خیالات رکھنے پر ناراض نہ ہو جائے۔

"ہاں بولو نا، مجھے بھی تو معلوم ہو کہ ایسی کیا بات ہے جو حسن صاحب سے انتظار نہیں ہو رہا!! میر شرارت سے بولا۔

"میں بول تو دوں، پر میں کشمکش میں مبتلا ہوں پتہ نہیں مجھے یہ بات تم سے کرنی بھی چاہیئے یا نہیں!! حسن کے لہجے میں لاشعوری طور پر ایک جھجھک در آئی تھی۔ میر سالار بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"یار ایسی بھی کیا بات ہے جس کیلئے تمہیں اتنی تمہید باندھنے کی ضرورت ہے؟ بتاؤ تو صحیح، ہو سکتا ہے میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں خدانخواستہ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہے تو!! میر سالار نے اسے تسلی دی تو حسن نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اسے تمام روداد سنا ڈالی۔ دوسری جانب میر سالار حیرت کی زیادتی سے چند ثانیئے ساکت رہ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"واٹ؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ یہ ہوا کب؟ میر سالار کے لہجے میں حیرت رچی بسی تھی۔

"مجھے خود نہیں پتہ سالار کہ یہ کب ہوا۔ لیکن یقین مانو میرے جذبات ہر قسم کی بناوٹ سے پاک ہیں، یہ الگ بات کہ زوفا کی اب یقین کے راستے کے شناسائی نہیں رہی لیکن کھوٹ میری محبّت میں بھی نہیں ہے!! وہ ہارے ہوئے انداز میں بولا۔

"میں تو ابھی بھی حیرت میں مبتلا ہوں۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم فکر نہ کرو میں چھوٹی حویلی والوں سمیت زوفا کو بھی اس بات پر راضی کر لوں گا۔ بس زرا وقت درکار ہے۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر تسلی آمیز بات ہو ہی نہیں سکتی یار۔ میں اس بات کی بھرپور گارنٹی دے سکتا ہوں کہ زوفا تمہارے ساتھ بیشک بہت خوش رہے گی۔۔!! سالار نے طمانیت سے کہا۔ لہجہ پر سکون تھا۔ حسن کو اپنے دل پر ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار پڑتی محسوس ہوئی۔

"لیکن تم نے جلد بازی سے کام لیا ہے؛ تمہیں یہ بات سب سے پہلے مجھ سے شئیر کرنی چاہئے تھی تو زوفا شاید تمہاری جانب سے متنفر نہ ہوتی!! سالار کی بات پر وہ خجل سا ہو گیا۔

" صحیح کہا تم نے، میں نے واقعی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ لیکن کیا کرتا یار ایسا لگتا تھا اگر دل کا حال بیان نہ کیا تو سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ کوتاہی تو یہاں ہوئی ہے مجھ سے، خیر تم مجھے یہ بتاؤ کہ زوفا کو کیسے ہینڈل کیا جائے کیونکہ وہ تو یہاں سے جانے پر بضد ہیں!! حسن نے بے چارگی سے پوچھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں شادی اٹینڈ کر کے فوری پہنچ رہا ہوں۔ خلع کے پیپر زپر اس کے سائن لے کر میں اسے چھوٹی حویلی پہنچا دوں گا۔ انشاءاللہ وہ رخصت ہو کر تمہارے ہی گھر واپس آئے گی۔ فکر نہ کرو!! آخر میں میر کچھ شرارت سے بولا تو حسن دھیرے سے ہنس دیا۔

"میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں میرے یار، تو واقعی میرا مخلص ترین دوست ہے جسے میں زندگی میں کبھی نہیں کھونا چاہوں گا۔۔!! حسن نے محبت پاش لہجے میں کہا۔

"بس بس بھائی صاحب، تعریف کچھ زیادہ ہی ہو رہی ہے، یونو اپنی اتنی تعریفیں مجھ سے زرا کم ہی ہضم ہوتی ہیں!! میر سالار کا بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔

"نہیں سدھر سکتے تم، یہ بتاؤ ہماری پیاری بھابھی کیسی ہیں؟ امید ہے اچھی ہی ہونگی۔۔!! حسن نے معنی خیز بھری شوخی سے پوچھا۔

"تو جب جانتے ہو تو پوچھ کیوں رہے ہو؟ آف کورس وہ بہت اچھی ہے!! میر نے برجستگی سے کہا۔ آواز میں مسکراتا تاثر موجود تھا۔

"اوئے ہوئے کہا کہنے، چل تو انجوائے کر بعد میں بات ہو گی!! حسن نے کہا تو دوسری جانب اس نے بھی الوداعی کلمات کے بعد فون رکھ دیا۔ ایس۔پی حسن نے سرشاری سے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر نظریں چھت پر جما دیں۔ ہونٹوں پر مدھم مگر خوشی سے لبریز مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ دل قدرے پرسکون ہو چکا تھا۔ اب بس اسے زندگی کے اس فیصلے پر قسمت کی مثبت مہر درکار تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

محبّت مانگتی ہے یوں،

گواہی اپنے ہونے کی،

کہ جیسے طِفلِ سادہ شام کو

ایک بیج بوئے،

اور شب کو بارہا اٹھے،

زمیں کو کھود کر دیکھے،

کہ پودا اب کہاں تک ہے!!

کتنی حسرت تھی کہ انجام بدل جائے گا

آخری ورق کئی بار پلٹ کر دیکھا!!!

وہ سی گرین کلر کے غرارے ولائٹ میک اپ میں، سوٹ کی ہم رنگ جیولری وچوڑیاں پہنے، ہاتھوں میں مہندی کا بھرپور رنگ لئے اس سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔ ہر کسی کی نظریں اس پر ٹھہر کر رہ گئی تھیں۔ میر سالار کے خوف کے باعث پھر کسی کی جرت نہ ہوئی کہ اسے کم حیثیت کا طعنہ دے، یہی وجہ تھی کہ وہ قدرے بے خوف سی حویلی میں اِدھر سے اُدھر کا چکر کاٹ رہی تھی۔ پہلے تو اس کے زِمہ ہزاروں کام ہوتے تھے مگر اب فراغت ہی فراغت تھی۔ وہ شبانہ بی کی مدد کرنا چاہتی تھی مگر وہ ہر بار انکار کر جاتی تھیں وجہ مرحا بخوبی جانتی تھی۔ ایک تو شبانہ بی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

کو مورے کا خوف لاحق ہوتا تھا کہ مبادا وہ انہیں طعنہ نہ دے کہ "اپنے حصے کا کام بیٹی سے کروا رہی ہو؛ اوپر سے وہ تو بنا کسی لحاظ کے ہی ہر کسی کی تذلیل کر جاتی تھیں۔ شبانہ بی سے تو وہ مرحا کے واقعے کے بعد مزید ویسے ہی جلی بھنی بیٹھی تھیں۔

وائٹ کرتا پاجامہ میں، روایتی خسّہ پہنے، کندھے پر نفاست سے شال رکھے، لائٹ براؤن بالوں کو سلیقے سے سنوارے میر سالار اپنے لمبی جسامت سمیت ہر سو چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ چہرے پر ہمیشہ کی طرح مخصوص سنجیدگی نے پہرا ڈال رکھا تھا۔ بلاشبہہ وہ مردانہ وجاہت کا مکمل شاہکار تھا۔

دوسری جانب حرم تھی جو کسی پتنگ کی طرح ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھی۔ اس کا رنگ روپ بھی دیکھنے سے مشابہت رکھتا تھا۔ وہ خوبصورت سے زرتار دوپٹے والے پیلے سوٹ میں ملبوس تھی۔ چہرہ اندرونی خوشی سے لشکارے مار رہا تھا۔ ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی رچی ہوئی تھی۔ ہونٹوں پر مسلسل ایک دھیمی سی مسکراہٹ چسپاں تھی۔ سائرہ بیگم نے بیساختہ بیٹی کی نظر اتاری۔

آج تو سکندر شاہ کی بھی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، مگر دل ہی دل میں کہیں ایک پھانس چبھی ہوئی تھی۔ کچھ بھی تھا وہ طلاق سے پہلے ایک بار زوفا سے روبرو ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ اسے اندر ہی اندر اس کے ساتھ ہوئی زیادتی کا احساس کچوکے مارے جا رہا تھا مگر وہ اس احساس کا گلہ زبردستی گھونٹنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ اسے معلوم تھا جو وہ چاہتا ہے وہ اب قطعی ناممکنات میں سے ہے کیونکہ بات یہاں صرف میر کے فیصلے کی نہیں تھی، بلکہ اسے معلوم تھا کہ زوفا بذاتِ خود اس سے ملنے سے کھرا انکار کر دے گی۔ اس لئے اب کسی بھی قسم کی کوشش بھی فضول تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات گئے تک ڈھولکی کا شور گاؤں کی فضا میں گونجتا رہا۔ عورتیں الگ گیت گانے میں مصروف تھیں۔ ماحول میں ہر سو رونق چھائی ہوئی تھی۔ ہر کوئی اپنی ہی دھن میں مگن تھا۔ عورتوں نے الگ محفل سجا رکھی تھی جبکہ ینگ پارٹی نے الگ دھاوا بول رکھا تھا۔ یہ رونقیں وقت کیساتھ کیساتھ مزید بڑھتی جا رہی تھیں۔

بالآخر شادی کا دن بھی آ پہنچا تھا۔ میر سالار نے کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کر کے چھوٹی حویلی کے تمام افراد کو مدعو کیا تھا۔ چونکہ عورتیں تو نہ آئی تھیں مگر مرد حضرات نے کچھ دیر کیلئے ہی سہی مگر اپنی شمولیت ظاہر کی تھی۔ وہاج شاہ میر کے اس اقدام پر خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے۔ مورے کو بھی اس بات کا علم ہوا تو وہ اندر ہی اندر بل کھا کر رہ گئیں۔

تمام تر دعاؤں کے سنگ حرم کو ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی جانب رخصت کر دیا گیا۔ سائرہ بیگم رسمِ دنیا کا خیال کرتے ہوئے تھوڑا آبدیدہ ضرور ہوئیں مگر حرم کی آنکھیں تک نم نہ ہوئی تھیں۔ اس کی خوشی عروج پر تھی۔

میر سالار کا یہاں سے کل ہی ولیمہ کی تقریب کے فوراً بعد ہی نکلنے کا ارادہ تھا۔ اس نے حسن کو بھی اپنے کل نکلنے کی اطلاع دے دی تھی ساتھ ہی وہاج شاہ کی گرفتاری کے متعلق بھی اسے بتا دیا تھا، ساتھ ہی اس نے جرگے سے جڑے مزید انکشافات کئے تو حسن کچھ دیر کیلئے حیرت زدہ رہ گیا۔ میر سالار کی جرت پر وہ اسے جتنا داد سے نوازتا کم ہی تھا۔

اسے میر سالار کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ اسے معلوم تھا، زوفا جب تک خلع کے کاغذات پر دستخط نہیں کر دیتی اس کے لئے سب کچھ مشکل ہی ثابت ہو گا۔ وہ چاہتا تھا زوفا کے والدین تک جلد از جلد یہ بات میر سالار کے ذریعے پہنچے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تاکہ وہ لوگ اس پر اپنی نظر کر سکیں۔ دنیا امید پر ہی قائم ہوتی ہے سو وہ بھی اسی پر قائم تھا۔ باقی سب کچھ اس نے اوپر والے پر چھوڑ دیا تھا۔

❤❤❤❤❤

آج سکندر شاہ و حرم کا ولیمہ تھا۔ دونوں کے چہرے اندرونی خوشی کے باعث چمک رہے تھے۔ باقی سب بھی انہیں خوش دیکھکر مطمئن تھے۔ ایک وہاج شاہ ہی تھے جنہیں پورا یقین تھا کہ میر جو کہتا ہے وہ ضرور کرتا ہے پھر چاہے دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ اپنی کہی بات کو نہیں بھولے گا۔ ان کا شاطر ذہن برق رفتاری سے اپنی منصوبہ بندی میں مصروف تھا۔ یکایک ان کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔ انہیں اپنے وہ محافظ یاد آ گئے جنہوں نے میر سالار کے ہاتھوں اپنی درگت بنوائی تھی۔ وہ سارے بہت شرمندہ تھے اور وہاج شاہ سے معافی کے بھی طلبگار تھے، چونکہ وہاج شاہ نے انہیں ایک موقع اور دیا تھا جس کی وجہ سے ان سب کی جان بخشی ہو گئی تھی۔ ان محافظوں کی بابت سوچتے ہوئے وہاج شاہ کے ہونٹوں پر کمینگی سے بھرپور مسکراہٹ آ ٹھہری۔ کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے ملازم کے ہاتھوں ان تمام کو بلاوے کا پیغام بھیجا۔

چونکہ ولیمہ کی تقریب اب ختم ہو چکی تھی۔ سو وہ ڈیرے پر بیٹھے اپنے بچاؤ کی تدابیر کر رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ سب وہاج شاہ کے روبرو تھے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کہاں مر گئے تھے تم سب ہاں؟ جانتے ہو نا کہ میرے پاس وقت نہ ہونے کے برابر ہے؛وہ ان تمام کو طیش کے عالم میں گھورتے ہوئے کھا جانے والے انداز میں بولے۔وہ سارے مؤدب سے انداز میں خاموشی اختیار کئے سر جھکائے ہوئے تھے۔

"کیا حکم ہے شاہ سائیں؛ان میں سے ایک بندے نے ہمت کر کے پوچھا۔

"میری بات غور سے سنو کمبختوں،پہلے ہی تم سب کی وجہ سے میں اس بھاری مصیبت سے دوچار ہوا بیٹھا ہوں۔اب جو میں کہوں اگر اس کام میں زرہ برابر بھی غلطی ہوئی تو باخدا بنا تم سب کی کوئی وضاحت سنے سیدھا تم سب کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا، سمجھے!!!وہ کچکچا کر بولے۔اس پل وہ یہ مکمل بھول بیٹھے تھے کہ سرپنچ کے جس شملے پر ان کا غرور آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرتا تھا،اس شملے پر اب وہ مکمل طور پر اپنا حق واختیار کھو بیٹھے ہیں۔

"سائیں،آپ حکم کریں جی؛؛وہ سب ایک لے میں بولے۔

"یہ آخری موقع دے رہا ہوں تم سب کو،،،یاد رکھو"آخری موقع؛یہی وقت ہے اپنی وفاداری ثابت کرنے کا۔اگر بھولے سے بھی کوتاہی ہوئی تو وہاج شاہ کے عتاب سے تم سب کو کوئی نہیں بچا سکے گا؛انہوں نے سختی سے وارننگ دی تو وہ سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"اب میری بات نہایت غور سے سنو،؛؛ان کی اواز پر وہ سب ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"تم سب میر کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہمیں شاہ سائیں سے خطرہ ہے کیونکہ ہم نے ان کا کام صحیح طریقے سے نہیں کیا۔ہم سب کو ڈر ہے کہ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے،وہ اپنا بدلہ ضرور پورا کریں گے،اس لئے ہم سب نے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

یہ طے کیا ہے کہ ہمیں شاہ سائیں کا محافظ بن کر نہیں رہنا بلکہ آپ ہم سب کو اپنی محافظوں کی قطار میں شامل کر لیجئے۔۔۔!!!بس تم سب نے سالار سے اتنا ہی کہنا ہے،،اور جب وہ اس بات کیلئے راضی ہو جائے تو اس کے بعد جو کرنا ہے اب وہ سنو؛؛!!مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے مکروہ مسکراہٹ سمیت وہ اپنے اگلے پلان کے متعلق ان سب کو بتانے لگے جسے سن کر ان تمام افراد کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جن میں خوف واضح طور پر ہلکورے لے رہا تھا۔ مگر وہاج شاہ کا ڈر اس اس خوف پر اس قدر غالب تھا کہ ان سب کی زبانوں پر گویا کفل لگ گیا تھا۔

میر سالار اب ولیمے کی تقریب کے بعد شہر جانے کو تیار تھا۔مرحا نے فٹافٹ بیگ ملازم کے ہاتھوں گاڑی میں رکھوایا اور شال لئے خود بھی کمرے سے باہر نکل آئی۔اس کا رخ انیکسی کی جانب تھا۔واپسی کے خیال سے وہ قدرے افسردہ سی تھی وجہ شبانہ بی سے جدائی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ اس کے حق میں یہی بہتر تھا۔

"اماں؛وہ انیکسی میں آئی تو دیکھا شبانہ بی کپڑے تہہ کر کے انہیں ترتیب دینے میں مصروف تھیں۔آواز پر اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔وہ اداس سی کیفیت میں چلتی ہوئی پلنگ پر آ بیٹھی۔

"کیا بات ہے میرو؟کوئی بات ہوئی ہے کیا؟شبانہ بی فکر مندی سے اس کا انداز نوٹ کرتی اس کے قریب آ بیٹھیں۔

"میں آج جا رہی ہوں اماں؛میر سائیں کو بہت سے اہم کام نپٹانے ہیں۔ہمیں آدھے گھنٹے کے اندر نکلنا ہے۔سوچا آپ سے ملاقات کر لوں۔پھر پتہ نہیں کب ملنا ہو گا۔۔!!وہ نم ہوتی آنکھوں کو جھپک کر بولی تو شبانہ بی بھی آبدیدہ ہو گئیں اور اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"دیکھ میرو، جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہی ہوتا ہے۔ میر سائیں بہت اچھے انسان ہیں ان کی ہمیشہ قدر کرنا۔ رہ گئی ادھر آنے کی بات تو، توانشاءاللہ آتی جاتی رہے گی اور اس طرح سب سے ملاقات بھی ہوتی رہے گی۔ اچھا ہے ناوہاں تو مستقل میر سائیں کے ساتھ اور پاس رہے گی۔ جب تجھے گھمانا ہو گا وہ ادھر لے آئیں گے۔۔۔ میں تیرے لئے سچ میں بہت خوش ہوں۔ پہلے دل میں ہزاروں خدشات تھے مگر اب یہ دل ہر قسم کے شک و شبہات سے پاک ہے الحمدللہ،،!! انہوں نے محبّت سے چور انداز میں اس کی پیشانی چوم لی۔

"میرے لئے دعا کرنا اماں، اللہ پاک ان سب کے دلوں میں میرے لئے کچھ گنجائش پیدا کر دے، مزید یہ کہ میر سائیں کے ساتھ میں ہمیشہ اسی طرح خوش و خرم رہوں!! وہ انگلیوں کی پوروں سے آنکھیں رگڑتی ہوئی سیدھی ہو بیٹھی۔

"میری تمام دعائیں تیرے ساتھ ہیں میری دھی، چل اب تجھے رخصت کر دوں۔ آ؛ انہوں نے پیار سے کہا ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئیں تو وہ بھی ان کی تقلید میں انیکسی سے باہر نکل آئی۔ شبانہ بی کے ہمراہ وہ لان میں ہی چلی آئی جہاں میر سالار اپنے محافظوں کے ہمراہ اس وقت وہیں موجود تھا جہاں باقی سب شام کی چائے انجوائے کرنے کو بیٹھے تھے۔

"میں ابھی شہر کیلئے نکل رہا ہوں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جو میں نے کہا تھا وہ یہاں پر کسی کو یاد ہے یا نہیں؛ میر سالار نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے سب کے بے نیاز چہروں پر نظر دوڑائیں۔ وہاج شاہ و مورے کے ماتھے پر ان گنت بل پڑ گئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کی ہو گیا ہے میر، چھڈ دے جان شاہ سائیں کی، حد ہوتی ہے۔ تو اتنا وڈا ہو گیا ہے اب کہ انہیں اپنے عہدے کا رعب دکھاتا پھرے گا؛ مورے تنک کر ہاتھ نچاتے ہوئے بولیں تو میر سالار کے ہونٹوں پر محضوظ سی مسکراہٹ آ گئی۔

"میرا قانون ہر کسی پر لاگو ہوتا ہے چاہے پھر سامنے وہاج شاہ ہی کیوں نہ ہوں، یہ بات آپ سب جتنی جلدی ہو سکے سمجھ جائیں۔ کیوں دادا سائیں ٹھیک فرما رہا ہوں نا؟ سالار کے ہونٹوں پر اس وقت دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی۔

وہاج شاہ کا چہرہ غصے و اہانت کے احساس سے سرخ ہونے لگا۔

"بہت غلط کر رہے ہو میر، پچھتاؤ گے تم اپنے اس اقدام پر، دیکھ لینا۔۔!! وہ چبا چبا کر بولے۔

"پچھتاوا تو آپ کو ہونا چاہئے کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے آپ کے اپنے ہی گناہوں کی یہ سزا ہے۔ مگر افسوس، پچھتاوا تو دور کی بات ہے آپ کے چہرے پر میں نے ایک دفعہ بھی ندامت کے آثار نہیں دیکھے؛؛ اس نے طمانیت سے انہیں آئینہ دکھایا جس پر وہ مزید کھول کر رہ گئے۔ باقی سب منہ کھولے میر سالار کی جرت و بہادری دیکھ رہے تھے۔

"تم سب بھی تو کچھ بولو بد بختوں، کیا گونگے کا گڑ کھا لیا ہے؟ وہاج شاہ نے چاروں بیٹوں کی جانب دیکھ کر دہاڑتے ہوئے کہا۔

"گستاخی معاف بابا سائیں؛ جرگے کے فیصلے کے مطابق میر جو کر رہا ہے وہ صحیح ہے۔ ویسے بھی پورا گاؤں اب آپ کا مخالف ہے سو آپ سزا سے نہیں بچ سکتے؛ سبحان شاہ نے سپاٹ لب و لہجے میں کہا تو وہاج شاہ کا تنفس غصے کی زیادتی سے تیز تر ہو گیا۔

"خدا غارت کرے تم سب کو، سارے کے سارے نالائق و نکمّے ہو!! وہ چنگھاڑتی آواز میں بولے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"جلدی کرو، میرے پاس فضول وقت نہیں ہے؛ میر سالار نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر عجلت بھرے انداز میں اپنے محافظوں کو اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ سب کمالِ جرت سے آگے بڑھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک نے وہاج شاہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی۔ وہاج شاہ زخمی شیر کی مانند اپنا ہاتھ آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگے۔

"میر، کیا ساری شرم وحیا کا سودا کر دیا ہے تم نے؟ ارے میں کہتی ہوں اللہ ایسی فتنہ پرور اولاد کسی کو نہ دے؛ مورے سینہ پیٹتے ہوئے واویلا کرنے لگیں۔

"اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری اگلی نسلوں کو آپ جیسے بزرگوں سے بچائے۔ آمین!! میر سالار ٹھہر ٹھہر کر بولا۔ اس پل اس کی آنکھیں ضبط کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں۔ مورے کلس کر رہ گئیں۔

"چلتا ہوں امی سائیں؛ اس نے سائرہ بیگم کے سامنے سر خم کیا۔

"جاؤ اللہ کی امان میں؛ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دی ساتھ ہی سر جھکائے کھڑی مرحا کو دیکھا تو آگے بڑھکر بنا کچھ بھی کہے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی، میر سالار کی آنکھوں میں بھی اس پل حیرت کے رنگ واضح تھے۔ سائرہ بیگم جانے کیوں نظریں چرا کر رہ گئیں۔ سالار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے مرحا کو چلنے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی ہوئی اس کے ساتھ چل پڑی۔

وہاج شاہ کا حال اس پل دیکھنے سے مماثلت رکھتا تھا۔ گالیاں بکتے ہوئے وہ اپنے آپے میں نہ تھے۔ ساتھ ہی میر سالار کو دھمکیاں بھی دئے جا رہے تھے جس کی اسے قطعاً پرواہ نہ تھی۔ اس کے محافظین جب وہاج شاہ کو باہر لے کر نکلے تو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہاں گاؤں کے لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا۔ پتہ نہیں وہ مخبری کرنے والا کون تھا جس نے یہ خبر اس قدر تیزی سے پھیلائی تھی کہ اب لوگ تماشہ دیکھنے کیلئے حویلی کے اطراف میں جمع کھڑے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کے خوشی سے چمکتے چہروں کو دیکھکر وہاج شاہ کا جسم گویا بھسم ہو کر رہ گیا۔

"بہت پچھتاؤ گے تم سب، وہاج شاہ کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے تم سب کو ابھی، ایک ایک فرد سے گن گن کر بدلے لوں گا میں؛؛ وہ خونخوار لہجے میں بولے۔ ان کی اس حالت سے وہاں کھڑا ہر شخص لطف اندوز ہو رہا تھا۔ جبھی وہاج شاہ کی نظر اپنے "سابق؛ محافظوں پر جا پڑی۔ سب کی نظر بچا کر انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں گویا سوال کیا کہ "کیا کام ہو گیا؛ تو ان سب نے سر اثبات میں ہلا کر انہیں ہری جھنڈی دکھائی جس سے ان کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ اپنی جھلک دکھا کر گم ہو گئی۔

"اب دیکھنا میر میری طاقت، تم مجھ پر کبھی فوقیت نہیں پا سکتے۔ تمہارے ساتھ وہ ہو گا جس کا تم نے سوچا بھی نہ ہو گا۔ میں وہاج شاہ ہوں میں نے بھی ہار ماننا نہیں سیکھی ہے میرے پیارے پوتے؛؛؛ بگڑے ہوئے تاثرات کیساتھ انہوں نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے میر کو دیکھ کر سوچا۔ آنکھوں سے گویا نفرت کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

میر سالار مرحا کے ہمراہ اپنی گاڑی میں تھا جسے وہ خود ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ دوسری گاڑی میں اس کے اپنے محافظوں کے ہمراہ وہاج شاہ موجود تھے۔ ایک گاڑی میں وہاج شاہ کے سابق محافظین موجود تھے جو کہ اب میر سالار کے محافظین میں سے تھے۔ یہ الگ بات کہ میر ابھی ان کی اصلیت سے قطعاً واقف نہ تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

چونکہ ان کی روانگی ہی شام کے وقت گاؤں سے ہوئی تھی سو جب وہ شہر پہنچے تو گھڑی کی سوئیاں رات کے آٹھ بجا رہی تھیں۔ میر سالار نے فارم ہاؤس پہنچتے ہی سب سے پہلے محافظین کو حکم دیا کہ "وہ وہاج شاہ کو اصطبل کی سائیڈ والے روم میں لے جائیں اور وہیں پہرے داری کریں؛ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔

"میر، بہت پچھتاؤ گے تم یاد رکھنا میری یہ بات! تم نہیں جانتے کہ کس قسم کی سنگین غلطی کر رہے ہو تم!! وہاج شاہ کی دھمکیاں مسلسل جاری و ساری تھیں مگر وہ ان کی بات کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا مرحا کے ہمراہ اندر بڑھ گیا جو اس صورتحال سے کافی سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔

کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے ایس۔ پی۔ حسن کو کال کی اور پھر فریش ہونے چلا گیا جبکہ مرحا بھی اپنے ملبوسات وغیرہ کو ان کے ٹھکانے پر رکھ کر خود بھی فریش ہونے چلی گئی۔ اسی اثناء میں ملازم نے حسن کے آنے کی اطلاع دی، میر سالار جو کہ فریش ہونے کے بعد اسی کے انتظار میں تھا فوراً لاؤنج میں چلا آیا۔ حسن نہایت خوشگوار موڈ کے ساتھ اس کے گلے آ لگا۔

"یار سالار، تجھے نہیں لگتا کہ تو نے اس بار زیادہ ہی لمبا ٹور کر لیا گاؤں کا؟ حسن نے شرارت سے کہا۔

"تمہاری بات بجا ہے اور مجھے اس کا اندازہ بھی ہے، مگر وہاں معاملات کچھ اس نہج پر جا پہنچے تھے کہ اسے نپٹانے میں خاصا وقت لگ گیا، خیر الحمدللہ کام ہو گیا۔ ابھی تمہیں یہاں نہایت ہی اہم کام سے طلب کیا ہے؛ میر سالار نے سنجیدگی سے کہا تو اس بار حسن بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا ہوا میر؟ سب خیریت؟ حسن نے اس کے چہرے کو جانچا جہاں گہری سنجیدگی کے سوا کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سوچ رہا ہوں انسان بعض اوقات کس قدر بے بس ہوتا ہے، اسے وہ سب بھی کرنا پڑتا ہے جسے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کرنے پر مجبور ہوتا ہے، وجہ وہ بربریت وہ بے رحمی ہوتی ہے جسے وہ مزید بڑھاوا نہیں دینا چاہتا۔ خون کے رشتے ہی اگر سفاکیت کی انتہا کو پہنچ جائیں تو میرے نزدیک جیسے باقی مجرم ہیں ویسے ہی یہ بھی ہیں!! وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کچھ افسردگی سے بولا تو حسن ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں دادا سائیں کی بات کر رہا ہوں جنہیں میں اسی بربریت کے کیس میں گرفتار کر کے اپنے ساتھ شہر لے آیا ہوں!! حسن کی سوالیہ نظروں کے جواب میں میر نے اسے یاد دلایا تو وہ جیسے کچھ سمجھتے ہوئے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں میر، تم صحیح ہو! اب بتاؤ کرنا کیا ہے؟ حسن نے آگے کا پلان پوچھا

"میں چاہتا ہوں انہیں تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے لے جاؤ۔ باقی مجرموں کی طرح انہیں بھی لاک اپ میں رکھنا ہوگا۔ باقی کا کام تم دیکھ لو۔ صبح تو ویسے بھی میں اُدھر ہی آ رہا ہوں! فلحال میں زوفا سے ملاقات کا سوچ رہا ہوں۔ سوچ رہا ہوں یہ خلع والا معاملہ بھی جلد از جلد نپٹ جائے تاکہ تمہیں بھی سکون ہو اور باقی سب کو بھی!! آخر میں اس کا لہجہ قدرے شوخ سا ہو گیا، حسن اپنی بے پایاں خوشی چھپانے کے چکر میں چہرے پر ہاتھ پھیرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکریہ میرے دوست! چلو پھر صبح ملاقات ہو گی، کیونکہ مجھے تو وقت لگ جائے گا۔۔!! حسن ایک بار پھر اس سے گلے ملتے ہوئے بولا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آئی نو، تم اس کی فکر مت کرو! صبح ملیں گے! میر سالار نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو وہ سر ہلا کر باہر نکل گیا۔ اسی اثناء میں مرحا چلی آئی مگر تب تک حسن جا چکا تھا۔ آہٹ پر میر سالار نے پلٹ کر اسے دیکھا جو نکھری نکھری سی اس کے روبرو کھڑی تھی۔

"کیا بات ہے بیگم بہت لائٹ مار رہی ہیں آپ! وہ شرارتاً کہتا ہوا اس کے نزدیک آ کھڑا ہوا۔ وہ کچھ جھینپ سی گئی۔

"آپ بھی اچھے لگ رہے ہیں سائیں؛ مرحا نے اس کے خوبرو چہرے پر نظریں دوڑائیں تو بیساختہ میر سالار کا قہقہہ گونجا۔

"یار میں نے تم سے تعریف کے بدلے میں تعریف کرنے کو تو نہیں کہا تھا؛ وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا تو وہ خود بھی ہنس دی۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں کیا؟ اس کے ہاتھ میں گاڑی کی کیز اور ایک لفافہ دیکھ کر مرحا نے پوچھا۔

"ہاں، میں زوفا کے یہاں جا رہا ہوں۔ خلع کے کاغذات پر اس کے سائن مطلوب ہیں سو اسی سلسلے میں جا رہا ہوں؛ تم ریسٹ کرو، ویسے بھی زوفا چھوٹی حویلی جانے سے قبل تم سے ملاقات کر کے جائے گی! میر سالار نے اسے تفصیل سے آگاہ کر کے محبت سے اس کی پیشانی کو چھوا۔

"بیچاری زوفا بی بی، مجھے تو ان پر بہت رحم آتا ہے۔ اللہ نے یقیناً ان کے لئے کوئی بہتری لکھی ہو گی۔۔!! مرحا پُرامید سی بولی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بیشک،اوکے مسز سی یوسون۔جب تک ڈنر کر کے تھوڑا ریسٹ کر لو۔میری فکر مت کرو میں واپس آنے کے بعد ڈنر کر لوں گا۔۔!!اس کا گال سہلا کر وہ عجلت بھرے انداز میں ٹیبل سے اپنا فون اٹھا کر باہر نکل گیا۔مرحا بھی ملازمہ کو آواز دیتے ہوئے خود کچن کی جانب بڑھ گئی۔

❤❤❤❤❤

میر سالار اپنے محافظین کے ساتھ ایس۔پی۔حسن کے گھر کو روانہ ہوا تھا جبکہ اس نے گاؤں سے ساتھ آئے ان محافظوں کو وہیں رکنے کو کہا ساتھ ہی انہیں ہر قسم کے خطرے سے محتاط رہنے کی تاکید کی تھی۔اس کے جانے کے بعد وہ سب چوکیدار کو گیٹ سے ہٹانے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے۔

"فکر نہ کرو میرے پاس یہ رومال ہے۔چوکیدار کو بیہوش کر کے یہ کام باآسانی ہو سکتا ہے؛ایک نے دھیمے لب و لہجے میں تدبیر بتائی تو وہ سب خوشی سے کھل اٹھے۔

"یار مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے۔مجھے پتہ ہے میر سائیں ہمیں شروع شروع میں آزمائیں گے کہ ہم ان کے وفادار ہیں یا نہیں،اگر بھولے سے بھی انہیں بھنک پڑ گئی کہ ہم نے یہ کیا ہے تو وہ ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے؛ایک نے کپکپاتی آواز میں اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"لیکن اگر ایسا نہ کیا تو شاہ سائیں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔آخر کریں تو کریں کیا؟ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ شاہ سائیں کا ان سب کے پیچھے مقصد اپنی آزادی ہے دوسری صورت میں انہوں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر میر اکام نہیں ہوتا تو لڑکی کا کام وہیں تمام کر دینا!!ایک آدمی نے جھنجھلا کر کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"لیکن اس کو اندر سے باہر لائیں گے کیسے ؟ جگہ تو ویسے بھی شاہ سائیں نے بتادی ہے ! اس کا مسئلہ نہیں ہے۔ لڑکی کو اندر سے باہر لانے کا مسئلہ ہے۔ گیٹ سے چوکیدار تو ہٹ جائے گا، باقی ملازمین کا کیا کریں ! ان میں سے ایک آدمی کا دھیان اب اس جانب گیا تھا۔

"ملازمین کون سا اس لڑکی کے پاس موجود ہوں گے۔ وہ سب اپنی اپنی ڈیوٹی پر ہیں۔ یہ رومال والا کام اس کے ساتھ بھی کریں گے جس سے اس کی بولتی وہیں بند ہو جائے گی اور پھر اسے وہیں سے غائب کر دیں گے ! ایک نے خود کو تیس مار خاں سمجھتے ہوئے چٹکیاں بجائیں۔

"اور پھر بعد میں میر سائیں کو جواب کیا دیں گے بتاؤ ! یہ بہت رسک والا کام ہے ! ہمارے پاس کرنے کو کوئی تو ٹھوس بہانہ ہونا چاہئے ورنہ ان کا سارا شک ہم پر ہی جائے گا؛ ایک آدمی نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر زوردار مکا مارا۔

"یار ہم میں سے صرف دو آدمی اس لڑکی کو لے کر جائے گا، اسے وہیں قید کر کے واپس آجانا ہے فوری طور پر، پھر بعد میں خود میر سائیں کے یہاں کال کر کے انہیں اس بارے میں بتادیں گے کہ گیٹ پر چوکیدار موجود تھا اس لئے ہم سب اصطبل کی سائیڈ پر تھے۔ جب ہم شور سن کر اس جانب آئے تو دیکھا کہ چوکیدار بیہوش ہے اور ایک گاڑی پر کچھ لوگ سوار ہو کر تیزی سے بھاگے ہیں۔۔ ! ! بس اب بہت ہو گیا، چلو یہ کرتے ہیں ورنہ وہ آجائیں گے ! وہ سب کہتے ہوئے برق رفتاری سے اپنے انجام سے بے پرواہ اس گھناؤنے عمل کو اٹھ کھڑے ہوئے۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ جب حسن کے گھر پہنچا تو زوفا اور بی جان ڈنر سے فارغ ہو کر حال روم میں ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔ وہ دونوں ہی میر سالار کو دیکھکر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئیں۔ زوفا خوش ہونے کے ساتھ ساتھ آبدیدہ بھی ہو گئی تھی۔ میر سالار احترام سے بی جان کے سامنے جھکا تو انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

"میرا دا آپ کو بہت یاد کیا۔ کیسے ہیں آپ اور مرحا ٹھیک ہے؟ وہ سیدھا ہوا تو زوفا اس سے لگتی ہوئی بھیگے لہجے میں بولی۔

"الحمدللہ، ہم دونوں ہی ٹھیک ہیں۔ میں سمجھ سکتا ہوں مگر گاؤں میں بھی کچھ ضروری کام نپٹانے تھے خیر تم بتاؤ، یہاں تمہارا دل لگا یا نہیں؟ میر نے اپنائیت سے پوچھا ساتھ ہی اس کے ہمراہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں بی جان بہت اچھی ہیں۔ میرا بہت خیال رکھتی ہیں! زوفا نے ہلکے سے مسکرا کر بی جان کو دیکھا تو وہ نہال ہی ہو گئیں ساتھ ہی ملازمہ کو آواز دے کر چائے بنانے کو کہا۔

"اور آپ بتائیں بی جان، زوفا آپ کو تنگ تو نہیں کرتی؟ میر نے قدرے شرارت سے پوچھا تو زوفا کا منہ کھل گیا۔

"تنگ تو کرتی ہے۔ بار بار میرے نہ چاہنے کے باوجود واپسی کی بات کرتی ہے۔ ارے بیٹا میں تو اب ہر گز نہیں چاہتی کہ یہ یہاں سے جائے۔ سمجھ نہیں آتی کیا کروں؟ بی جان افسردہ سی بولیں تو زوفا گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ خیر زوفا میرے یہاں آنے کا مقصد ایک اور اہم کام بھی ہے جو کہ میرے خیال میں آج ہی مکمل ہو جانا چاہئے۔ یہ خلع کے کاغذات ہیں جن پر سکندر کے دستخط موجود ہیں اب تم ان پر اپنے سائن کر کے اس رشتے سے مکمل طور پر آزادی حاصل کر سکتی ہو! میر سالار نے لفافے سے وہ پیپرز نکالے تو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زوفا کا چہرہ فق سا ہو گیا۔ قسمت نے اس سے جو بھیانک مذاق کیا تھا اس کا مقصد و مطلب وہ آج تک نہ سمجھ سکی تھی۔ لب دانتوں تلے دبا کر اس نے بمشکل اپنی امڈتی سسکیوں کا گلہ گھونٹنے کی کوشش کی۔ بی جان بھی پُر ملال سی ہو گئیں۔

"کر دو بیٹا دستخط اور خود کو اس گھٹن زدہ رشتے کے بوجھ سے آزاد کر لو۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اس سے بہتر چن رکھا ہو گا، انشاءاللہ۔ افسردہ نہ ہو۔ جانتی ہوں تمہارا غم بہت بڑا ہے لیکن یہ یاد رکھو بیٹا کہ اوپر والا سب سے بڑا ہے۔۔!! بی جان نے اس کے ضبط کی شدت سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر سمجھایا تو وہ سر ہلا کر میر سالار کے ہاتھوں سے پین لئے کاغذات پر اس کے بتانے پر مطلوبہ جگہ پر اپنے دستخط کرنے لگی۔ درد حد سے سوا تھا۔ اس شخص کی زندگی میں داخل ہونے سے اس کی زندگی سے بے دخل ہونے تک کا سفر ایسے ہی تھا جیسے کسی جلتے صحرا میں کوئی میلوں کا سفر ننگے پاؤں طے کرے۔ اس رشتے نے اسے فقط آنسوؤں کے سوا دیا ہی کیا تھا۔ آخری سائن کرتے ہوئے اس کے ذہن میں یہ سوچ آئی جس میں واقعی صداقت تھی۔

"ڈونٹ وری، جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہی ہوتا ہے۔ میں چلتا ہوں اب، انشاءاللہ جلد ہی آؤں گا پھر تم چھوٹی حویلی باآسانی جا سکو گی۔ بی جان مجھے اجازت دیں۔۔!! وہ زوفا کا سر تھپتھپاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی بی جان سے اجازت لی۔

"بیٹھیں تو سہی پہلے ڈنر کریں۔ چائے بھی بس تیار ہے۔ زوفا نے اسے روکنا چاہا مگر وہ کافی عجلت میں تھا۔ پھر کبھی کا وعدہ کر کے وہ باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے متورم آنکھوں سے بی جان کو دیکھا تو وہ بھی افسردگی سے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سر ہلا کر رہ گئیں، گویا کہہ رہی ہوں "قسمت بھی اپنے کون کون سے روپ دکھاتی ہے؛اس وقت وہ دونوں ہی خاموش تھیں۔زوفا نے اپنے ہنوز بین کرتے دل کو سختی سے ڈپٹا اور اٹھ کھڑی ہوئی ساتھ ہی بی جان کو احتیاط سے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور ان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

دل کے ٹوٹ جانے کا اب ملال کیا کرنا

پتھروں کی بستی میں آئینے تو ٹوٹیں گے!!

آندھیوں کے موسم میں اس طرح تو ہوتا ہے

خوشبوؤں کے پھولوں سے رابطے تو ٹوٹیں گے!!

✨✨✨✨✨

وہ جیسے ہی گاڑی میں آکر بیٹھا اس کا فون بج اٹھا۔اس نے فون ریسیو کر کے کان سے لگایا مگر دوسری جانب سے ملنے والی اطلاع پر گویا میر سالار کے سر پر آسمان اپنی پوری قوت سے آ گرا۔

"واٹ؟ کیا بک رہے ہو؟ ہوش و حواس میں ہو؟ وہ انتہائی زوردار آواز میں دہاڑا۔اس کے محافظین ایک دوسرے کی جانب ناسمجھی سے دیکھنے لگے۔

"کیسے لے گئے اخر؟ تم سب کیا بیہوش ہوئے پڑے تھے جو خبر تک نہ ہوئی۔اگر اسے ایک خروچ بھی آئی تو سب کے سب بے موت مارے جاؤ گے سنا تم سب نے! سٹئیرنگ پر زوردار پنچ مارے ہوتے ہوئے اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھیں۔طیش سے برا حال تھا۔فون ڈیش بورڈ پر پھینک کر سخت اضطراری کیفیت میں اس نے گاڑی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سٹارٹ کی اور اسے فل سپیڈ پر چھوڑ دیا۔اس پل اس کا دل چاہ رہا تھا کہ پوری دنیا کو آگ لگا دے۔ گرم خون دماغ کی دیواروں میں ٹھوکریں مارنے لگا تھا۔اس کے محافظین بھی حیران و پریشان سے اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ایک نئی مصیبت اپنا منہ کھولے سامنے کھڑی تھی۔

شدّتِ عشق خیر ہو تیری

کیسے عالم میں لا کے چھوڑ دیا!

وہ جس کیفیت میں ڈرائیونگ کر رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی پل یہاں کچھ بھی ایسا ہو جائے گا جو ناقابلِ قبول ہو گا۔ سخت پریشانی کے پیشِ نظر اس کی پیشانی کی رگیں ابھر آئی تھیں۔اس نے موڑ کاٹا ہی تھا کہ اس کا موبائل ایک بار پھر چیخ اٹھا۔ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھا کر اس نے اسکرین پر نظر ڈالی تو وہاں زکا صاحب کا نام دیکھکر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔اس وقت وہ جن حالات سے گزر رہا تھا وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ گاؤں میں اس بابت کسی کو بھی علم ہو۔وہ یہ معاملہ اپنے تئیں نپٹانا چاہتا تھا۔ بمشکل خود کو کمپوز کرتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی۔

"ہیلو میر، زکا بات کر رہا ہوں؛ دوسری جانب سے زکا صاحب کی آواز ابھری

"ہاں چچا سائیں بولیں،؛ اس نے اسپیکر آن کر کے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا۔

"بیٹا، اب تو چچا سائیں (وہاج شاہ) کو بھی تم نے اپنی حراست میں لے لیا ہے۔بیٹا میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا ہوں۔ مجھ سمیت یہاں چھوٹی حویلی کا ہر ایک فرد زوفا سے ملنے کا متمنی ہے۔اگر تم اجازت دو تو میں خود زوفا کو وہاں آ کر لے جاؤں گا۔ تم اپنے کام میں مصروف ہو گے۔ان مصروفیات میں تمہارا بار بار گاؤں آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میرے خیال میں اب کوئی خطرہ بھی لاحق نہیں ہے، تو کیا میں زوفا کو شہر سے واپس لا سکتا ہوں؟ زکا صاحب کے لہجے میں بیقراری بھری ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے چچا سائیں، آپ زوفا کو لے جا سکتے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ واقعی مصروفیات بہت ہیں، ورنہ میں تو خود اسے گاؤں اپنے ساتھ ہی لے جانے کو تھا۔ آپ آجائیں۔ کوئی مسئلہ نہیں! بعد میں، میں حویلی کا چکر لگاؤں گا۔ آپ سب سے ضروری بات بھی کرنی ہے سو اس کیلئے مجھے گاؤں آنا ہوگا۔۔۔!" اس نے اپنی پریشانی چھپاتے ہوئے لہجے کو بمشکل نارمل ہی رکھا۔ دوسری جانب زکا صاحب اس کے اجازت نامے پر بے طرح خوش ہو گئے، ساتھ ہی اسے اپنے کل تک آنے کی اطلاع دیتے ہوئے انہوں نے فون بند کر دیا۔ میر سالار نے گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کر دی۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس کی گاڑی جب فارم ہاؤس کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو وہ گویا زخمی شیر کی مانند گاڑی سے اترا اور خونخوار انداز میں ان سب کی جانب بڑھا جو اپنے ہوائیاں اڑاتے چہروں کے ساتھ بڑے مؤدب انداز میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

"کون تھے وہ لوگ ہاں؟ تم سب کیا نشہ کر کے سوئے ہوئے تھے جو خبر نہیں ہوئی؟ کچھ پوچھ رہا ہوں میں!!" اس نے جھٹکے سے ان میں سے ایک آدمی کی گردن اپنی آہنی گرفت میں جکڑتے ہوئے پوچھا۔ اس کی دہاڑتی آواز اور آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر ان سب کے دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں وہ جی ہم سب موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ ہم پچھلے حصے کی جانب تھے۔۔۔ان میں سے ایک نے ایک سانس میں وضاحت پیش کی۔ میر سالار نے اس شخص کی گردن پر اپنی پکڑ ڈھیلی کی ساتھ ہی اسے زوردار دھکا دیا۔ وہ شخص کسی فٹ بال کی مانند اڑتا ہوا زمین پر جا گرا۔ میر سالار دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ان سب کے چہروں کا بغور معائنہ کرنے لگا۔ وہ سب خشک ہونٹوں پر بار بار زبانیں پھیر رہے تھے۔ان تمام افراد کے ایک ایک انداز سے اضطراب اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔ میر کی آنکھوں کی سرخی میں مزید اضافہ ہونے لگا۔

"تم سب پر اپنی حفاظت کا زِمہ لگاتے ہوئے میں یہ کیوں بھول گیا کہ تم سب مجھ سے پہلے جس شخص کے محافظ رہ چکے ہو اس کی فطرت میں محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے الاوہ کچھ بھی شامل نہیں ہے۔ تم سب میں اور وہاج شاہ میں پھر بھلا فرق کیسے ہو سکتا ہے۔ تم سب نے بھی وہی خصلت پائی ہے۔ بے فکر رہو اس کا بھی علاج ہے میرے پاس!!اس نے اپنی زیرک نگاہیں ان سب کی مشکوک حرکتوں پر ڈالتے ہوئے اپنے محافظین میں سے ایک کو آواز دی۔

"سائیں، ہم بے قصور ہیں۔ ہم نے کچھ نہیں کیا جی؛ایک آدمی اس کے قدموں میں گر کر گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ باقی سارے بھی اب ہاتھ جوڑے رحم کی بھیک مانگنے لگے تھے۔

"تم تمام اپنی خاطر خواہ عزت افزائی کے بعد یہ بھی بتا دو گے۔۔۔کوئی بات نہیں چلو خیر ہے!!میر سالار نے اپنے محافظ کو آنکھوں کے اشارے سے ان سب کی مرمت کا حکم دیا اور خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

حقیقت آشکار ہونے کے بعد اب نہ صرف وہاج شاہ کی سزا میں اضافہ بلکہ ان کے آدمیوں کی بھی بھرپور شامت آنے کو تھی!!!

میر سالار قطعی نہیں چاہتا تھا کہ زوفا کی گاؤں کے لئے روانگی فارم ہاؤس سے ہو۔وہ جانتا تھا فارم ہاؤس پر مرحا کی غیر موجودگی زوفا کو پریشان کر دے گی۔جن حالات میں مرحا اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی اس سب سے بھی زوفا بخوبی واقف تھی،سو وہ زوفا کو یہ بھی کہہ کر نہیں ٹال سکتا تھا کہ وہ مرحا کو حویلی چھوڑ آیا ہے۔زکا صاحب نے بھی کل تک آجانا تھا۔میر کے لئے یہ ایک اور طمانیت شدہ بات تھی کہ اسی بہانے زکا صاحب کی ملاقات براہِ راست حسن سے بھی ہو جائے گی۔جس سے انہیں بعد میں کسی بھی قسم کا کوئی بھی فیصلہ لینے میں مشکل پیش نہیں آئے گی۔اس نے ایس۔پی حسن کو فون پر تمام روداد بتاتے ہوئے ساتھ ہی زکا صاحب کی آمد کا بھی بتا دیا۔اس نے حسن سے زوفا کو مرحا کی گمشدگی کے متعلق کچھ بھی بتانے سے سختی سے منع کیا ساتھ ہی اسے یہ بھی کہا کہ وہ زوفا سے یہ کہے کہ کچھ اہم مصروفیات کی وجہ سے میر نہیں آسکتا وہ بعد میں گاؤں کا چکر ضرور لگائے گا،فلحال وہ خوشی خوشی زکا صاحب کے ساتھ یہاں سے چھوٹی حویلی کو روانہ ہو جائے۔اس کے ساتھ ہی اس نے زکا صاحب کو بھی حسن کے گھر کا ایڈریس دیتے ہوئے انہیں زوفا کے وہاں ٹھہرنے کی اصل وجہ بتائی۔انہیں اس پر مکمل اعتماد تھا سو انہوں نے بھی آگے سے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"حسن مرحا کی گمشدگی سے خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔وہ فوراً فارم ہاؤس کیلئے نکل جانا چاہتا تھا مگر میر سالار نے اسے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ سب سنبھال لے گا۔اب میر صاحب کا حکم تھا تو حسن پریشان ہونے کے الاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ساتھ ہی زوفا کی روانگی کا سن کر اس کی اداسی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔بہر حال وہ ابھی ایسا کوئی حق محفوظ نہیں رکھتا تھا کہ جس کی بنا پر وہ زوفا کو یہاں رکنے پر مجبور کر سکے۔لا محالہ اسے ناچاہتے ہوئے یہ کام بھی کرنا ہی تھا۔

" محبّت زندگی کے فیصلوں سے لڑ نہیں سکتی

کسی کو کھونا پڑتا ہے، کسی کا ہونا پڑتا ہے؛

وہ متلاشی نظریں اطراف میں دوڑاتے ہوئے بی جان کے کمرے میں داخل ہوا تو اسے وہ وہاں بیٹھی نظر آ گئی۔وہ دونوں خواتین باتوں میں مصروف تھیں۔

"میں اندر آ سکتا ہوں؟حسن نے گہری نظروں سے سامنے بیٹھی اس دشمنِ جاں کو دیکھتے ہوئے اجازت طلب کی۔

زوفا نے اسے ایک نظر دیکھکر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"ہاں آؤ نا بیٹا؛بی جان نے اس کی مردانہ وجاہت کو نثار ہو جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔وہ نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا چیئر پر بیٹھ گیا۔

"زوفا آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے؛اس نے اس بار ڈائریکٹ اسی کو مخاطب کیا جو شاید اسے بھرپور نظر انداز کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی۔اس کی بات پر وہ سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے حسن، خیریت تو ہے نا؟بی جان نے بغور حسن کا حد سے زیادہ سنجیدہ انداز نوٹ کرتے ہوئے سوال کیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میر کی کال آئی تھی۔اس نے مجھے زوفا کو یہ اطلاع دینے کو کہا ہے کہ ان کے بابا انہیں کل یہاں سے لے جانے کو آ رہے ہیں۔میر بہت مصروف ہے ورنہ وہ خود زوفا کو حویلی چھوڑنے جاتا!!حسن کی اطلاع نے تو جیسے زوفا پر شادیٔ مرگ طاری کر دی تھی۔وہ مسرور ہوا ٹھی۔بجھی آنکھوں کی جوت یکایک جل اٹھی تھی۔اس کے برعکس بی جان بے حد اداس ہو گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹا؟اتنی جلدی؟زوفا کے کچھ کہنے سے پہلے ہی بی جان نے افسردگی سے کہا۔

"بی جان میرے خیال میں یہی بہتر ہے۔زوفا کے والدین بہت پریشان ہیں۔اب ان کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ زوفا کو یہاں سے لے جائیں۔۔۔ایس۔پی حسن نے ہمکتے دل کو ڈپٹ کر چپ کراتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا۔زوفا نے اس کے اس انداز کو جانے کیوں بغور دیکھا تھا۔

"لیکن میں فارم ہاؤس سے روانہ ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔میرا دا اور مرحا سے بھی ملاقات ہو جاتی میری!!زوفا نے اپنی خواہش ظاہر کی۔

"نہیں فلحال یہ ممکن نہیں۔آپ کی ملاقات بہت جلد ان دونوں سے بھی ہو جائے گی فکر کی بات نہیں۔آفٹر آل وہ دونوں حویلی کا چکر تو لگاتے ہی رہیں گے نا۔اور پھر میر نے بھی تو یہی کہا ہے ناسو بات کو سمجھیں پلیز!حسن نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی،ساتھ ہی بی جان کو دیکھا جو خاموشی سے بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں گُم تھیں۔چہرے پر اداسی نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔زوفا نے بے اختیار ان کا ہاتھ تھام لیا تو وہ اسے دیکھنے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بی جان پلیز اس طرح تو نہ کریں۔انشاءاللہ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی ہماری! آپ بہت اچھی ہیں۔اس عرصے میں آپ نے مجھے جو محبت و عزت دی ہے اس کا احسان میں تاعمر نہیں بھول سکتی اور نا ہی بھولنا چاہوں گی! اس نے ان کے ہاتھ کو عقیدت سے چوما۔بی جان کی آنکھیں نم سی ہو گئیں۔سامنے چیئر پر بیٹھا حسن یک ٹک زوفا کے چہرے کو تک رہا تھا۔اس کے اندر اس پل عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔

"چپ کرو زوفا، ہم نے ہر گز تم پر کوئی احسان نہیں کیا ہے۔یہ تو ہمارا فرض تھا بیٹا۔رہی بات ملاقات کی تو چھوڑو اسے، کیوں نہ تم ہمیشہ کیلئے یہیں آ جاؤ میرے پاس۔۔کیوں حسن کیا خیال ہے؟؟؟بی جان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا اور پھر ساتھ ہی حسن کو مخاطب کیا۔زوفا کا رنگ فق سا ہو گیا، جبکہ ایس۔پی حسن بی جان کی معنی خیز بات پر کچھ گڑبڑا سا گیا تھا۔

"بی جان میں زرا پیکنگ کر لوں! بعد میں آتی ہوں آپ کے پاس!! زوفا نے لبوں پر بمشکل ہلکی سی مسکراہٹ سجائی ساتھ ہی اٹھ کر بنا اِدھر اُدھر دیکھے کمرے سے باہر نکل گئی۔بی جان کی بات کا مطلب وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔اس میں اب مزید وہاں رکنے کی سکت باقی نہ تھی۔

"بی جان آپ کو کیا ضرورت تھی ان سے ایسی کوئی بھی بات کرنے کی؟اس کے جانے کے بعد ایس۔پی حسن قدرے جھلا کر خود بھی اٹھ کھڑا ہوا

"تو پھر قسم دو میری کہ تم ایسا نہیں چاہتے۔اگر تم واقعی ایسا نہیں چاہتے تو میں آئندہ ایسی کوئی بھی بات نہیں کروں گی۔مگر حقیقت بتانا!! بی جان نے اپنی جانچتی نظروں سے اس کے چہرے کا گویا ایکسرے کرتے ہوئے پوچھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کوئی فاعدہ نہیں بی جان۔مت کریں یہ فضول سی کوشش۔کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔!!دوسری جانب تو LRI وہ جیسے خود سے ہی ناراض تھا۔تقریباً پیر پٹختے ہوئے کمرے سے ہی واک آؤٹ کر گیا۔مگر اپنے ہر انداز سے وہ بی جان کے شک پر تصدیق کی مہر لگا گیا تھا۔بی جان ساری فکر و پریشانیاں ایک جانب رکھتے ہوئے پر جوش انداز میں مسکرا دیں۔

حرم نے میک اپ کی تہہ اتارتے ہوئے ایک نظر سکندر شاہ پر ڈالی جو موبائل پر مصروف تھا۔ان کی شادی کو آج تیسرا روز تھا۔اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی سنگت میں بہت خوش تھے مگر حرم نے متعدد دفعہ سکندر شاہ کا کھویا کھویا انداز بھی نوٹ کیا تھا۔

"سکندر سائیں،ایک بات پوچھوں؟اس نے مسکارا اتارتے ہوئے پوچھا

"پوچھو!سکندر شاہ نے مصروف سے لہجے میں کہا۔

"کیا کوئی بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے؟وہ اب بیڈ پر اس کے قریب آ ٹکی۔چہرے پر آدھے ادھورے میک اَپ کے نشانات ابھی بھی باقی تھے۔

"نہیں تو،تمہیں ایسا کیوں لگا؟سکندر شاہ نے فون ایک جانب رکھ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"بس ایسے ہی،مجھے پتہ نہیں کیوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کسی بات سے پریشان ہیں۔ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو!حرم نے کندھے اچکا کر اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے میری جان۔۔تم پریشان نہ ہو۔میں کسی بات سے پریشان ہونگا تو تم سے شئیر ضرور کروں گا۔۔! سکندر نے پیار سے اس کے گالوں پر چٹکی بھری تو وہ مسکرادی مگر اندر سے وہ مطمئن اب بھی نہ ہوئی تھی۔

"ایک بات پوچھوں؟اس نے سکندر کے کندھے سے سر ٹکا کر ایک بار پھر پوچھا۔

"پوچھو! سکندر شاہ نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"زوفا چھوٹی حویلی میں موجود ہے یا ابھی بھی شہر میں ہی ہے؟اس نے لہجے کو سرسری سا بناتے ہوئے سوال کیا جبکہ سکندر شاہ کے چہرے کے اعصاب تن سے گئے۔اس نے ایک جھٹکے سے حرم کو خود کو علیحدہ کیا۔

"یہ سوال بہتر ہے تم کسی اور سے کرو حرم اگر تمہیں اس بابت جاننے میں اتنی دلچسپی ہے تو،،میرا اب اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔! اس نے قدرے غصّے سے کہتے ہوئے ٹی۔وی کا ریموٹ اٹھالیا۔حرم کے چہرے پر پہلے تو حیرت ابھری پھر اسے زائیہ تاثر بکھر گیا۔

"ٹھیک ہے میں مانتی ہوں "اب؛کوئی تعلق نہیں ہے تو کیا میں یہ مانوں کہ "پہلے؛کوئی تعلق تھا؟وہ سینے پر دونوں ہاتھ باندھے اٹھ کھڑی ہوئی۔لہجہ قدرے جتاتا ہوا تھا۔سکندر شاہ زچ آکر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔تمہارے شک وشبہات کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔۔! وہ تیز لہجے میں کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

حرم کے اندر بھانبھڑ جل اٹھے۔چہرہ آگ برسانے لگا تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اس زوفا کا غم آپ کو کھائے جا رہا ہے سکندر سائیں۔۔! اور وہ لڑکی اتنی بڑی غاصب نکلی کہ آپ کی زندگی سے نکل جانے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑا اس نے۔ سب جانتی ہوں میں، ہر بات کی خبر ہے مجھے۔ جلد از جلد اب اس ڈائری کو بھی مجھے ٹھکانے پر لگانا ہو گا ورنہ سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ابھی تو سکندر سائیں کو اس سے ہمدردی کا بخار چڑھا ہوا ہے نا، وہ ڈائری ان کے ہاتھ لگ گئی تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچے گا۔۔!! کلس کر سوچتے ہوئے وہ دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

💛💛💛💛💛

کیا ہوا؟ اپنی اوقات دکھائی ان لوگوں نے یا اب تک نہیں؟ میر سالار نے پستول کے اندر گولی چیک کر کے سامنے دیوار کی جانب نشانہ کیا۔ پاس ہی سہما سہما سا نعیم (محافظ) کھڑا تھا۔ وہ اس وقت ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا پستول سے نبرد آزما تھا۔

"سائیں ان سب کی ہم نے کافی خاطر مدارت کی ہے جی، آخر کار انہوں نے سچ سے پردہ اٹھا ہی دیا!! نعیم بنا رکے ہی شروع ہو گیا۔

"کیا بتایا ہے انہوں نے؟ میر نے ایک نظر نعیم کو دیکھا۔ اس کے بعد نعیم نے جو بتایا اسے سن کر میر سالار کا گرم خون گویا پورے جسم میں لاوا بن کر گردش کرنے لگا تھا۔

"ان سب کو اپنی حراست میں لو۔ اور انہیں وہاج شاہ کی ہی جگہ ایک خاص پروٹوکول کیساتھ پہنچا دو۔ انہیں تو میں بعد میں دیکھ لوں گا۔ فلحال میں جا رہا ہوں۔ اور ہاں غلطی سے بھی کوئی غلطی نہ ہو۔ یہ لاسٹ وارننگ ہے میری!! وہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

عجلت میں گاڑی کی کیز اٹھا کر وہاں سے باہر نکل گیا۔ نعیم کے بتائے پتے کی جانب وہ اپنی گاڑی برق رفتاری سے بھگائے جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس وقت دو سے تین آدمی موجود تھے۔ وہ جلد از جلد مرحا کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ بہت کمزور لڑکی ہے۔ اس ساری صورتحال سے وہ بہت خوف زدہ ہو چکی ہو گی۔ اس کے بعد اسے وہاج شاہ سمیت ان کے آدمیوں کا بھی علاج کرنا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کا راستہ طے کر کے وہ مطلوبہ جگہ پر جا پہنچا تھا۔ وہ ایک بوسیدہ سی عمارت تھی جو شاید کسی بھی پل ایک ملبے میں تبدیل ہو جانے کو تھی۔ گاڑی سے اتر کر وہ تیز قدموں سے اس عمارت کی جانب بڑھا۔ اس کے آدمی بھی اسلحہ سنبھالے اس کی تائید میں اندر کی جانب بڑھے۔

"مرحا، مرحا کدھر ہو تم میری جان۔۔!! میر سالار بھینچی و قدرے بلند آواز میں مرحا کو پکارتے ہوئے سامنے بنے ایک کمرے کی جانب بڑھا۔ آواز میں جیسے کچھ چھن جانے کا خوف سرائیت کر رہا تھا۔ اور پھر یکایک اس کے قدم وہیں دروازے پر جم سے گئے۔ اس کی ساکت نظریں اندرونی مناظر پر ٹھہر سی گئیں۔

اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے ٹوٹے ہیں لفظ بھی

دورانِ گفتگو یوں اٹکتا نہیں تھا میں!!!

READERS CHOICE

جس کی جھنکار میں دل کا آرام تھا وہ تیرا نام تھا

میرے ہونٹوں پہ رقصاں جو ایک نام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مجھ سے منسوب تھیں داستانیں کئی ایک سے ایک نئ

خوبصورت مگر ایک جو الزام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

کیسے کرتا کسی اور کی گفتگو یاد تھا صرف تو

مجھ کو میرے جنوں کا جو انعام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

صبح سے شام تک جو میرے پاس تھی وہ تیری آس تھی

شام تک جو کچھ لبِ بام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

دوست جتنے تھے ناآشنا بن گئے، پارسا بن گئے

جو میرے ساتھ رُسوا سرِ عام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

غم نے تاریکیوں میں اچھالا مجھے، مار ڈالا مجھے

ایک نئ چاندنی کا جو پیغام تھا، وہ تیرا نام تھا!!

وہ پتھرائی ہوئی ساکت آنکھوں سے شاکڈ سا کھڑا سامنے بوسیدہ سے فرش پر بے ترتیب پڑے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ جس کی حالت کسی لٹے ہوئے رہزن کی مانند لگ رہی تھی۔ دوپٹہ قدرے فاصلے پر زمین میں پڑا ہوا تھا، بکھرے بالوں و بکھرے لباس میں، وہ دنیا و مافیہا سے بیگانہ پڑی تھی۔ میر سالار اسے اس حالت میں دیکھکر کچھ لمحے تک اپنی جگہ سے ہلنے کے قابل نہیں رہا۔ یکایک وہ ہوش میں آیا اور تیر کی سی تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔ اس ہولناک

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

منظر نے اس پل اس کے حواس مختل سے کر دیئے تھے۔کچھ غلط ہو جانے کے خدشے نے اس کے دل کی دھڑکنوں میں اس قدر اضافہ کر دیا تھا کہ وہ اِس پل بخوبی اس کی آواز سن سکتا تھا! دوپٹہ زمین سے اٹھا کر وہ اس کی جانب بڑھا۔

"مرحا،،،اس نے گھٹنوں کے بل زمین پر ٹک کر اس کے بیہوش وجود کو اپنے بازوؤں میں سمیٹا۔ساتھ ہی اس کے گرد دوپٹہ لپیٹ دیا۔

"مرحا،آنکھیں کھولو،میں یہاں ہوں تمہارے پاس،اوپن یور آئیز پلیز!!!اس کا پسینے سے تر چہرہ تھپتھپاتے ہوئے میر سالار کے لہجے میں اس پل بے بسی رچی بسی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک پل کے اندر اسے اس کے قدموں پر کھڑا کر دے۔

"پانی لاؤ،یہاں کھڑے کھڑے دیکھ کیا رہے ہو ہاں؟اس نے دہلیز پر کھڑے اپنے محافظوں کی جانب دیکھا اور غرا کر بولا۔وہ سارے بھی نا سمجھی کی کیفیت میں سہمے سہمے سے کھڑے تھے۔اس کی خوں اندام نظروں پر ان میں سے ایک شخص بوکھلاتے ہوئے فوراً پانی کی تلاش میں نکل گیا۔

"مرحا یار،گیٹ اپ پلیز!!تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ان سب کو ایسی عبرتناک سزا ملے گی کہ مرتے دم تک "میر سالار؛کا خوف ان کے ذہن و دل میں رہے گا۔۔۔وہ ایک بار پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔اس کا سلگتا لہجہ آنے والے وقت کی نشاندہی کر رہا تھا!

تھوڑی دیر کے بعد انور پانی کی بوتل کے ساتھ آیا تو میر سالار نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ مزید سہم گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم کیا پانی کا چشمہ دریافت کرنے گئے تھے؟ عقل و شعور کھو بیٹھے ہو؟ اتنا وقت کیوں لگا تمہیں ہاں؟ بوتل اس کے ہاتھ سے لے کر اس نے جس انداز میں انور سے پوچھا، انور سمیت وہاں موجود مزید دو شخص بھی ہراساں سے نظر آنے لگے۔ اس وقت وہ جس ذہنی کیفیت سے گزر رہا تھا اس کے محافظوں کو اس کا بخوبی علم تھا۔ غصّے کی حالت میں تو وہ ویسے بھی کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔ وہ لوگ دل ہی دل میں اپنی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگے۔

"سائیں، یہاں کہیں پانی موجود نہیں ہے۔ یہ جگہ کھنڈرات سے بھری پڑی ہے۔ مجھے آبادی کی جانب جانا پڑا اس وجہ سے وقت لگ گیا۔۔!! انور نے ہمت کی اور اور تاخیر کی وجہ بتائی۔ میر سالار بنا کوئی رسپانس دیئے مرحا کے چہرے پر پانی چھڑکنے لگا۔ دو سے چار بار اس عمل پر اس نے ہلکی سی جنبش کی ساتھ ہی زرا سی آنکھیں کھول دیں۔ میر سالار کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہونے لگے۔

"مرحا، میں ہوں سالار، تمہارے پاس ہوں میں میری جان، فکر کی قطعاً کوئی بات نہیں!! اسے اٹھا کر بٹھاتے ہوئے اس نے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹا اور پھر پانی کی بوتل اس کے منہ سے لگا دی۔ وہ ایک سانس میں ہی چند گھونٹ پی گئی اور پھر نم آنکھوں سے بے دم انداز میں اس کے ساتھ لگ گئی۔ میر سالار نے اپنا تحفظ بھرا حصار اس کے گرد باندھ کر اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔ وہ جانتا تھا وہ بہت سہم گئی ہے۔ فلحال وہ اس سے کوئی بھی سوال کر کے اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا پہلے وہ تھوڑی سی پر سکون ہو جائے پھر ہی جا کر وہ اس سے ان سب کے متعلق کچھ پوچھے گا۔

"تم سب گاڑی میں بیٹھو، میں آتا ہوں،، اس نے ان سب کو حکم دیا تو وہ وہاں سے چلے گئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں بہت ڈر گئی تھی سائیں، مجھے لگا اب آپ کو کبھی دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گی۔ وہ لوگ بہت ظالم ہیں۔ مجھے ان سے بہت خوف محسوس رہا ہے۔۔اس سے پہلے کہ وہ واپسی کیلئے اٹھتا مرحا کی بھیگی اواز پر ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے سسکیاں لے رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا میری زندگی، تم ریلیکس کرو۔ ان کا پالہ اس بار میر سالار شاہ سے پڑا ہے۔ "موت؛ اور "زندگی؛ کا اصل مطلب تو انہیں اب پتہ چلے گا۔۔۔اس کی آواز طیش و غضب کی حِدّت سے دہک رہی تھی۔

"سائیں، وہ سب مجھے بیدردی سے کھینچتے ہوئے یہاں لائے۔ میں چیختی رہی مگر انہیں مجھ پر ترس نہیں آیا۔ اس کے بعد وہ سب یہاں سے چلے گئے۔ میں تھوڑی دیر مدد کے لئے چلاتی رہی اور پھر مجھے کچھ بھی ہوش نہیں رہا۔ شکر ہے آپ آ گئے، ورنہ میں تو مر گئی ہوتی! مرحا نے سختی سے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی۔ آواز پست سی تھی۔

"چپ کرو۔ ایسی باتیں تو نہ کرو۔ ہم ہمیشہ ساتھ اور پاس رہیں گے۔ مرحا مجھے تمہارے معاملے میں کسی پر اعتبار نہیں ہے اگر ہوتا تو میں تمہیں حویلی نہ چھوڑ کے آ جاتا، جبکہ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ وہاں تمہاری ماں بھی موجود ہے۔ بڑی حویلی میں واحد ہستی ہیں وہ جو تمہاری سچی خیر خواہ ہیں، مگر حویلی والوں کے سامنے وہ بھی مجبور ہیں میں جانتا ہوں۔ تم پر وہاں کوئی بھی مصیبت آتی تو وہ کر ہی کیا سکتی تھیں۔۔۔،، میں تمہیں ہمیشہ اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہوں۔ بات یہ بھی ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا یار۔۔!!! اس نے اسے خود میں بھینچ لیا۔ مرحا کے دل میں گونہ گونہ سکون اترنے لگا۔

"اب چلتے ہیں۔۔! میر اسے بازوؤں میں اٹھائے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کھنڈر عمارت سے نکلتا چلا گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ڈنر پر بس وہ اور بی جان موجود تھیں۔ایس۔پی حسن کا کچھ پتہ نہ تھا۔ڈنر سے فارغ ہو کر وہ اور بی جان باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ باتوں ہی باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہ چلا اور اب گھڑی کی سوئیاں بارہ کے ہندسے پر جا رہی تھیں۔ اس پر اب نیند کا غلبہ چھانے لگا تھا۔بی جان بھی اب تھک سی گئی تھیں۔وہ بی جان کو ان کے کمرے میں پہنچا کر خود بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس نے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اپنے نام کی پکار سن کر ٹھہر گئی۔

"بہت خوش ہیں آپ!!! حسن کی آواز پر وہ اس کی جانب پلٹی جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ شاید ابھی ابھی لوٹا تھا۔

"کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہئے؟ زوفا نے کچھ حیرت سے پوچھا

"بالکل ہونا چاہئے، آفٹر آل آپ اتنے عرصے بعد حویلی جو جا رہی ہیں۔ مگر اس خوشی میں یہ مت بھول جایئے گا زوفا کہ یہاں کوئی اور بھی ہے جو آپ کا منتظر ہے۔۔! وہ اس کے بے داغ، چاندنی کی مانند چمکتے چہرے پر نظریں دوڑاتے ہوئے بیقراری سے بولا۔

"ایس۔پی صاحب، مانا کہ آپ نے میرے اوپر احسان کیا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ میرے بارے میں اس قسم کے خیالات رکھیں۔ معاف کیجئے گا مگر جو آپ چاہتے ہیں وہ سراسر ناممکن ہے!! وہ تپی ہوئی آواز میں بولی۔ چہرہ سرخ سا ہونے لگا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں کیا کوئی گناہ کر رہا ہوں جو آپ اس طرح سے ری ایکٹ کر رہی ہیں؟ زوفا میں نے آپ سے خلوصِ دل سے محبّت کی ہے۔ میں تب تک آپ کا انتظار کر سکتا ہوں جب تک آپ اپنی مکمل رضامندی نہیں دیتیں، مگر خدارا میری نیت پر تو شک مت کریں۔۔!! حسن گویا تڑپ کر بولا۔

"میں اب ان سب کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ پہلے کیا کم میری زندگی میں مشکلات ہیں جو اب آپ بھی آ گئے ہیں۔ آپ کوشش بھی مت کیجئے گا کیونکہ میں اب اپنی باقی ماندہ زندگی تنہا ہی گزارنا چاہتی ہوں۔۔ خدا کیلئے میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔!! زوفا نے غم و غصّے سے لرزتی آواز میں کہا۔

"آپ ڈائریکٹ یہ کیوں نہیں کہتیں کہ سانس لینا ہی چھوڑ دوں؟ متغیر چہرے کے ساتھ ہونٹ بھینچ کر وہ زمین پر پڑی نادیدہ شئے کو گھورنے لگا۔ زوفا چونک کر اسے دیکھنے لگی جو بہت ہی شکست خوردہ سا لگ رہا تھا۔

"آپ بہت اچھے انسان ہیں مگر میری زندگی جس نشیب و فراز کا شکار رہی ہے میں شاید اس سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ آپ کو مجھ سے بہتر بہت سی لڑکیاں مل جائیں گی۔ ایک نیک و وفا شعار لڑکی جب آپ کی زندگی کا حصہ بنے گی تو آپ خود بخود سب کچھ بھول جائیں گے!! اس کی بات پر حسن کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی جس میں عجیب سی ٹوٹ پھوٹ تھی۔

"مشورے کا بہت بہت شکریہ محترمہ زوفا۔۔ مجھے کسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہئے اور کسے نہیں کرنا چاہئے مجھے لگتا ہے میں اس کا بہتر فیصلہ کر سکتا ہوں ٹھیک ویسے ہی جیسے آپ کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق حاصل ہے۔ بس ایک بات کہنا چاہوں گا" جو شخص ماضی کا طوق گلے میں لٹکائے پھرتا ہے وہ اپنے حال اور مستقبل کا کبھی خیر خواہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہیں ہو سکتا؛ چلتا ہوں۔۔ خدا حافظ ! ! لفظ بہ لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہوئے وہ جھٹکے سے پلٹا اور برق رفتاری سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔ زوفا اپنی جگہ بے حس و حرکت خالی ذہن کیساتھ کھڑی رہ گئی۔

ہم زباں میرے تھے ان کے دل مگر اچھے نہ تھے
منزلیں اچھی تھیں، میرے ہمسفر اچھے نہ تھے ! !
جو خبر پہنچی یہاں تک اصل صورت میں نہ تھی
تھی خبر اچھی مگر، اہلِ خبر اچھے نہ تھے ! !
بستیوں کی زندگی میں بے زری کا ظلم تھا
لوگ اچھے تھے وہاں کے، اہلِ زر اچھے نہ تھے ! !
ہم کو خوباں میں نظر آتی تھیں کتنی خوبیاں
جس قدر اچھے لگے تھے، اُس قدر اچھے نہ تھے ! !
اس لئے آئی نہیں گھر میں محبّت کی ہوا
اس محبت کی ہوا کے منتظر اچھے نہ تھے ! !

💛💛💛💛💛

اس پر لحاف درست کر کے وہ آہستگی سے اس کی جانب جھکا اور جذب سے اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیئے۔ وہ اسے ہی یک ٹک دیکھ رہی تھی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟میر سالار اس کا ہاتھ تھامے بیڈ کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھ گیا۔وہ چاہتا تھا وہ آرام کر لے مگر مرحا کی آنکھوں میں نیند کا ابھی دور دور تک پتہ نہ تھا۔اس دوران وہ اس کے کہیں نہ جانے کے متعلق دو دفعہ پوچھ چکی تھی۔

"آپ بہت اچھے ہیں سائیں،مرحا نے اپنی ننھی سی گرفت اس کے ہاتھ پر مضبوط کی۔

"کیا واقعی؟وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں،اور مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔۔وہ نثار ہو جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جانتا ہوں میری زندگی،وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مخمور انداز میں بولا

"آپ کہیں نہیں جا رہے ہیں نا؟میرے پاس ہیں نا؟مرحا نے ایک بار پھر وہی سوال دہرایا۔

"نہیں جا رہا کہیں بھی،اب جہاں بھی جانا ہو صبح ہی جاؤں گا۔تم آنکھیں بند کرو میں یہیں ہوں۔۔اس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"آپ لیٹ جائیں نا،،کب تک یونہی بیٹھے رہیں گے؟مرحا کی بات پر بیساختہ میر سالار کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی۔وہ اس کی چالاکی خوب سمجھ رہا تھا۔اکثر رات کو اسے کہیں نہ کہیں جانا ہی پڑ جاتا تھا۔مرحا کو اس کے یقین دلانے پر بھی یہی خدشہ لاحق تھا کہ وہ کسی بھی پل اٹھ کر چل دے گا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں سائیں؟اس بار وہ کچھ خفگی سے بولی۔

"بس ایسے ہی،وہ مسکراہٹ دبا کر اس کا خفا خفا سا چہرہ اپنی آنکھوں میں بسانے لگا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ آرہے ہیں کہ نہیں؟ وہ منہ پھلا کر بولی۔اشارہ اس کے لیٹنے کی جانب تھا۔

"آرہا ہوں، وہ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے کی لائٹ آف کر کے نائٹ بلب آن کیا اور بیڈ کی دوسری جانب آ لیٹا۔

"بہت ہنسی آتی ہے آپ کو اور وہ بھی "ایسے ہی؛ میں کیا پاگل ہوں؟ اندھیرے میں اس کی آواز سنائی دی تو میر سالار کا بیساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

"تو آپ کو اس میں کوئی شک ہے کیا مائی سویٹ ہارٹ؟ مسکراتی آواز میں اس نے اس کے گال پر چٹکی بھری۔ مرحا نے ایک ننھا منا سا مکا اس کے کندھے پر دے مارا۔ سالار نے ہنستے ہوئے اس کے مرتعش وجود کو اپنی جانب کھینچا اور کسی قیمتی شئے کی مانند خود میں سمیٹ لیا۔

تیرا رابطہ میری ہر دوا

یہ دوا ملے تو میں ٹھیک ہوں!

❤❤❤❤❤

اس کے دو پیپرز اب بھی باقی تھے۔ شادی سے پہلے تو اس نے ایگزامز کی تیاری زور و شور سے شروع کی تھی اس کے چند پیپرز تو اچھے گئے تھے باقی جو دو رہ گئے تھے اب اسے اس کیلئے کافی پاپڑ بیلنے تھے، کیونکہ اب اس سے تیاری کیا خاک ہونی تھی۔ سکندر شاہ بھی اس سے ناراض تھا اور اپنے بے جا شکوک کی وجہ سے تو آج کل اس نے خود کو ویسے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بھی خوار کیا ہوا تھا۔ وہ بیگ لئے بیڈ پر آ بیٹھی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ سکندر شاہ بھی اب تک کمرے میں نہ آیا تھا۔ اس نے وقت دیکھا اور دل ہی دل میں بل کھا کر رہ گئی۔

"ہونہہ میں نے بھلا ایسا بھی کیا پوچھ لیا جو محترم اس حد تک سیخ پا ہو گئے؛ کڑھ کے سوچتے ہوئے اس نے بیگ سے بکس نکالی ہی تھیں کہ بکس کے ساتھ ہی وہ ڈائری بھی باہر نکل آئی۔ ڈائری دیکھ کر حرم کے نقوش تن سے گئے۔ پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ اس دن کے بعد سے اس نے اس ڈائری کو ایک بار بھی نہیں کھولا تھا۔ وہ ڈائری کو گھورتی نظروں سے دیکھ ہی رہی تھی کہ آہٹ پر بے طرح ہڑبڑا کر ڈائری کو واپس بیگ میں ڈالا۔ اندر داخل ہونے والا سکندر شاہ تھا۔ حرم نے جس ہڑبڑاہٹ کا مظاہرہ کیا تھا اس کی اس حرکت کو اس نے کچھ سے حیرت سے مگر بغور دیکھا تھا، جبکہ حرم اسے دیکھ کر بیڈ سے اٹھی اور لپک کر اس کے قریب آئی۔

"کدھر تھے آپ سکندر سائیں؟ آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ میں کس قدر پریشان تھی؟ اس کا بازو جکڑ کر اس نے کچھ تیز لہجے میں پوچھا۔

"کیوں؟ کیوں پریشان تھیں تم؟ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ جو تم پریشان حال پھر رہی ہو اس میں سراسر تمہارا اپنا ہی ہاتھ ہے۔ بے جا شک و وہم نے تمہاری عقل کو ناقص کر دیا ہے۔۔۔! وہ جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے جل کر بولا۔

"اوہ اچھا، میری باتیں آپ کو اتنی تکلیف کیوں دیتی ہیں ہاں؟ اس زوفا کا نام سنتے ہی آپ کو اتنا غصہ کیوں آتا ہے؟ میں جب بھی اس کا نام لیتی ہوں آپ تو ہتھے سے ہی اکھڑ جاتے ہیں! حرم نے لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ نچایا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"وہ لڑکی اب میری زندگی کا حصہ نہیں ہے حرم۔اس کے بارے میں بات کر کر کے تم میری اور اپنی زندگی سے خوشی و سکون کو رخصت کر بیٹھو گی۔میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔اسے طلاق دے چکا ہوں میں۔تمہاری سمجھ میں میری بات کب آئے گی؟وہ چبا چبا کر بولا اور وارڈروب سے ٹراؤزر اور ٹی شرٹ نکال کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔حرم ایک نظر ڈریسنگ روم کے بند دروازے پر ڈالتی بیڈ پر آ ٹکی۔وہ نہ جانے کن سوچوں میں گُم تھی کہ وہ ڈریسنگ روم سے نکل آیا اور بنا اس کی جانب دیکھے آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔حرم اسے دیکھ کر فوراً اُٹھی اور اس کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"اچھا تو اب کیا ایسے ہی ناراض رہیں گے مجھ سے؛اس نے نزاکت سے سکندر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔سکندر شاہ جو اپنے بالوں کو سنوار رہا تھا۔گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"حرم مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ تم بے بنیاد شک کرتی ہو۔تمہیں کچھ اندازہ بھی ہے کہ تمہاری اس حرکت سے ہمارا رشتہ کس قدر متاثر ہو سکتا ہے؟ہیئر برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جس کے چہرے پر ندامت تو نہیں ہاں مگر کچھ خاموشی ضرور چھائی ہوئی تھی۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا تمہیں اس کی سمجھ آ رہی ہے حرم؟سکندر نے بغور اس کا انداز نوٹ کیا۔

"جی بالکل،ٹھیک ہے جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا مگر میں بتا دیتی ہوں کہ زوفا کیلئے میرے دل میں کبھی نرم گوشہ پیدا نہیں ہو سکتا!!وہ کچھ سوچتے ہوئے کچکچا کر بولی۔سکندر شاہ کندھے اُچکا کر صوفہ کی طرف بڑھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"چھوڑو ان باتوں کو، تم زرا میرے لئے اچھی سی کافی بنالاؤ ساتھ میں کچھ کھانے کیلئے بھی لے آنا۔اس کے بعد ایک اچھی سی مووی دیکھیں گے۔۔! وہ ماحول کو خوشگوار بنانے کیلئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو حرم کا چہرہ خوشی کے مارے لشکارے مارنے لگا۔

"ابھی لاتی ہوں سائیں، وہ چہکتے ہوئے باہر نکل گئی۔یکایک سکندر شاہ کی نظر غیر شعوری طور پر حرم کی پھیلائی کتابوں پر جاپڑی۔اس کے ذہن میں چند منٹس پہلے والا منظر گھوم گیا۔وہ الجھتا ہوا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھوں تو سہی آخر حرم صاحبہ کو مجھ سے کیا چھپانے کی زحمت آن پڑی، وہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے بیڈ کے پاس آ رکا ساتھ ہی اس کے بیگ کو ہلکا سا چھوا تو ایک رنگین کور کا سرا اس کے ہاتھ آ لگا۔اس نے اسے باہر کھینچا تو اپنے سامنے ایک ڈائری دیکھ کر بیساختہ اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آ گئی۔

"اوہو ڈائری؟؟ یعنی کہ محترمہ کو پڑھائی سے زیادہ ڈائری لکھنے میں دلچسپی ہے اور یہ ایسا بھی کوئی شوق رکھتی ہے مجھے کبھی خبر کیوں نہیں ہونے دی۔ خیر دیکھتے ہیں کیا کیا راز چھپے ہوئے ہیں اس میں!!! وہ ڈائری کے کور کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے خود سے بولا ساتھ ہی کور پلٹا تو پہلے صفحے پر خوبصورتی سے درج نام پر جیسے ہی اس کی نگاہ گئی وہ وہیں جم سا ہو گیا۔اس کی ساکت نظریں اس نام پر ٹھہر سی گئی تھیں۔

READERS CHOICE

ڈائری کے پہلے صفحے پر درج "زوفا شاہ؛ دیکھکر سکندر شاہ کی پیشانی پر نہ جانے کیوں پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔اس نے دوسرے صفحے پر انگلی رکھی ہی تھی کہ پھر کچھ سوچ کر اس نے محتاط نگاہوں سے دروازے کی جانب

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دیکھا۔ حرم کسی بھی پل آسکتی تھی اور وہ پھر سے کوئی نیا تماشہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔ حرم کے سو جانے کے بعد اس نے اس ڈائری کو پڑھنے کا مسمم ارادہ دل ہی دل میں باندھا اور ڈائری کو واپس اسی زاویئے سے بیگ میں ڈال دیا۔

اس کا دھیان اب مکمل طور پر بٹ چکا تھا، مگر نا چاہتے ہوئے بھی اسے اب حرم سے کیا اپنا وعدہ پورا کرنا ہی تھا۔ وہ ٹی۔ وی آن کئے صوفے پر آ بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد حرم چند لوازمات و بھاپ اڑاتی کافی کے ساتھ حاضر تھی۔ چہرہ اندرونی خوشی سے جگمگ کر رہا تھا۔ اس کے بر عکس سکندر شاہ کی تمام حسیات اس کے بیگ میں موجود ڈائری پر لگی ہوئی تھیں۔

"آخر اس ڈائری میں ایسا بھی کیا ہے جو حرم نے اسے اتنا سنبھال کر رکھا ہوا ہے؟ پہلے کی بات جو بھی ہو مگر اب تو یہ زوفا سے اپنی بیزاری و نفرت کا اظہار کرتی ہے۔ ایسے میں اس کی ڈائری کو اتنا سینت کر رکھنے کی وجہ کچھ سمجھ نہیں آ رہی!! سکندر شاہ کے دل میں ڈھیروں سوال تھے۔ کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے اس نے ایک نظر حرم پر ڈالی جو ٹی۔ وی کی جانب متوجہ تھی۔ سکندر شاہ نے بھی اپنی نظریں سکرین پر چلتے مناظر پر جما دیں، یہ الگ بات کہ اس کا ذہن کہیں اور گردش کر رہا تھا۔

❤❤❤❤❤

وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا گرل پر دونوں ہتھیلیاں ٹکائے رات کی تاریکیوں میں نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔ زوفا کے رد عمل سے اس کے دل پر چوٹ سی لگی تھی جس سے وہ ابھی تک خون رستا محسوس کر رہا تھا۔ اس نے زندگی میں بے شمار محرومیوں کا سامنا کیا تھا۔ اس کی زندگی بہت سی مشکلات کا شکار رہی تھی۔ وہ آج جو کچھ بھی تھا بی جان کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہی بدولت تھا۔زندگی کی بساط پر جہاں ہزار محرومیاں اس کے ساتھ تھیں وہاں اب محبت کی یہ محرومی اس کا دل چیر رہی تھی۔اس کے جذبے تو خالص تھے مگر دوسری جانب جس ہستی سے وہ محبت کا مرتکب ہو بیٹھا تھا شاید اس کے نزدیک ان خالص جذبات کی بھی کوئی قدر نہ رہی تھی۔وہ بے حس ہو چکی تھی یا شاید اب جان بوجھ کر ان سب چیزوں سے منہ موڑ لینا چاہتی تھی۔

وہ تھکا تھکا سا کمرے کے اندر آ گیا۔دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہ بیڈ پر ڈھے سا گیا۔

"غلطی میری ہی ہے۔میں کیوں ان کے آگے اتنا بے اختیار ہوا لیکن،یہ معاملہ شاید میرے بس کا تھا ہی نہیں،اگر میرے بس میں سب کچھ ہوتا تو بھلا میں اس لاحاصل مسافت کا حِصّہ ہی کیوں بنتا!میری غلطی بس یہ ہے کہ مجھے اپنی محبّت کا اظہار زوفا کے روبرو قطعی نہیں کرنا چاہئے تھا جبکہ اس بات کا مجھے بھی کہیں نہ کہیں علم تھا کہ مایوسی ہی میرا مقدر بنے گی۔کم از کم اپنی خوش فہمیوں میں،میں خوش تو تھا؛لب بھینچ کر سوچتے ہوئے وہ اذیت کی انتہا پر تھا۔

مجھے اپنے ضبط پہ ناز تھا سرِ بزم رات یہ کیا ہوا
میری آنکھ کیسے چھلک گئی مجھے رنج ہے یہ برا ہوا!!
مری زندگی کے چراغ کا یہ مزاج کوئی نیا نہیں
ابھی روشنی ابھی تیرگی نہ جلا ہوا نہ بجھا ہوا!!
مجھے جو بھی دشمنِ جاں ملا وہی پختہ کارِ جفا ملا
نہ کسی کی ضرب غلط پڑی نہ کسی کا تیر خطا ہوا!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

مجھے آپ کیوں نہ سمجھ سکے یہ خود اپنے دل ہی سے پوچھئے

مری داستانِ حیات کا تو ورق ورق ہے کھلا ہوا!!

جو نظر بچا کے گزر گئے مرے سامنے سے ابھی ابھی

یہ میرے ہی شہر کے لوگ تھے میرے گھر سے گھر ہے ملا ہوا!!

ہمیں اس کا کوئی بھی حق نہیں کہ شریکِ بزمِ خلوص ہوں

نہ ہمارے پاس نقاب ہے نہ کچھ آستیں میں چھپا ہوا!!

مجھے اک گلی میں پڑا ہوا کسی بدنصیب کا خط ملا

کہیں خونِ دل سے لکھا ہوا کہیں آنسوؤں سے مٹا ہوا!!

مجھے ہم سفر بھی ملا کوئی تو شکستہ حال میری طرح

کئی منزلوں کا تھکا ہوا کہیں راستوں میں لٹا ہوا!!

ہمیں اپنے گھر سے چلے ہوئے سرِ راہ عمر گزر گئی

کوئی جستجو کا صلہ ملا نہ سفر کا حق ہی ادا ہوا!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات کے سوا دو بجنے کو تھے۔ نیند و چین سکندر شاہ سے کوسوں دور تھے۔ وہ بستر پر کروٹیں بدل بدل کر تھک سا گیا تھا۔اس نے ایک نظر اپنے برابر لیٹی حرم پر ڈالی جو محو استراحت تھی۔ایک نظر اس کے بے خبر سوئے وجود پر ڈال کر وہ بستر سے نیچے اتر آیا ساتھ ہی صوفے پر پڑے حرم کے بیگ کو دیکھا جو وہ سونے سے پہلے وہاں رکھ گئی تھی۔

سکندر شاہ نے دوبارہ سے ایک محتاط نظر اس پر ڈالی اور خود صوفے کی جانب بڑھ گیا۔آہستگی سے اس کے بیگ سے زوفا کی ڈائری نکالتے ہوئے اسے اس پل خود پر کسی چور کا سا گمان ہو رہا تھا، مگر وہ اپنے تجسّس کے ہاتھوں بے بس و مجبور تھا۔وہ ڈائری لئے سیدھا ڈریسنگ روم میں چلا آیا ساتھ ہی ڈریسنگ روم کا دروازہ اندر سے لاک کر لیا تاکہ حرم کی آنکھ کھلے تو اس کے پوچھنے پر وہ یہ کہہ سکے کہ وہ لیپ ٹاپ پر کچھ ضروری کام کر رہا تھا، ساتھ ہی اس کی ضروری کالز وغیرہ سے اس کی نیند میں کوئی خلل نہ پڑے اس لئے روم لاک کیا ہوا تھا۔ڈائری تو وہ اپنے لیٹ ٹاپ بیگ میں بھی چھپا سکتا تھا مگر فلحال اس ڈائری کو اسے جلد از جلد پڑھنا تھا یہ اس نے سوچ لیا تھا۔

وہ چیئر پر آ بیٹھا ساتھ ہی بیقراری سے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔

"۱۳ جولائی؛ بروز بدھ؛

زندگی کے اس موڑ پر ہوں کہ جہاں اپنے لئے کوئی غمگسار نہ پایا تو تمہیں چن لیا میری پیاری ڈائری۔آج سے تم میری دوست، میری ہمدم، میری رازداں، اور میری تنہائیوں کی ساتھی ہو۔میں تمہارے رنگین اوراق پر اپنی زندگی کے سیاہ باب بے فکری سے رقم کر سکتی ہوں۔مجھے تم سے کسی قسم کا خطرہ جو لاحق نہیں ہے۔کہنے کو تو ایک کنبہ میرے ساتھ ہے مگر ان میں سے میں کسی کو خود کے ساتھ ایسا نہیں پاتی جو میرا ساتھ دے سکے۔سب سے پہلے تو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

واحد اوپر والی ذات ہے جس کے سامنے میں اپنا دکھ، درد بتا کر دل کا بوجھ ہلکا کر سکتی ہوں اس کے بعد اب تم ہو جو بطورِ دوست میرے ساتھ خاموش آنسو بہا کر مجھے تسلیاں اور دلاسے دے سکتی ہو!!!

"۱۶ جولائی؛

جس طرح موت اور زندگی ہمارے اختیار میں نہیں ہوتی ٹھیک اسی طرح محبت بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ تو بس ہو جاتی ہے بنا کسی اجازت کے، بنا کسی رکاوٹ کے، ٹھیک ویسے ہی جیسے مجھے ہو گئی۔ کاش میرے اختیار میں ہوتا تو میں کبھی اس شخص سے محبت نہ کرتی جس کا ملنا میرے مقدر کی لکیروں میں مجھے دور دور تک نظر نہیں آتا۔

"سکندر شاہ؛ نامی یہ ناسور آہستہ آہستہ میری رگوں میں اتر کر مجھے نیلا کرتا جا رہا ہے اور میں کچھ بھی کرنے سے قاصر ہوں۔

"۱۹ جولائی؛

ہر بار اس کے چہرے پر سکندر شاہ کے متعلق بات کرتے ہوئے قوس وقزح کے رنگ بکھر جاتے ہیں، اور ہر بار میں اس سے نظریں چرا لیتی ہوں مبادا میری نظر نہ لگ جائے۔ میں اس کی خوشیاں چھین کر اپنی خواہشات کا تاج محل تعمیر کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھے اس کی خوشی اس کا سکون ہر چیز سے زیادہ عزیز تر ہے۔ نہ ہوتا تو اس کے منہ سے اپنی محبّت کے متعلق باتیں سن کر میں اس کی ہنسی کے ساتھ ہنس نہ رہی ہوتی۔ کبھی کبھی زندگی انسان کو ایسے دوراہے پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں ہر جانب کانٹے ہی کانٹے اگے ہوتے ہیں، دور کھڑی قسمت قہقہہ لگا رہی ہوتی ہے، اور ہمیں ننگے پاؤں انہی کانٹوں پر چلنے کو مجبور کرتی ہے۔ شاید اسی کا نام "مقدر؛ ہے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"۲۰ جولائی؛

میں نے اس شخص کو اپنی ہر دعا میں مانگا ہے۔اس سے پاگلوں کی طرح "عشق؛ کیا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ میری قسمت کا ستارہ نہیں ہے۔ جس راہ سے بھی اس کا گزر ہوا ہے میں نے اس دھول تک سے محبّت کی ہے۔اس کے ملنے کا امکان تو کہیں بھی نہیں ہے مگر اس عرصے میں، میں نے اتنا ضرور جان لیا ہے کہ جو چیز مقدر میں نہ ہو اس کیلئے اگر ہم ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی جان بھی لے لیں پھر بھی وہ لاحاصل ہی رہتی ہے۔

"۲۹ جولائی؛

جب ان دونوں کو ساتھ دیکھتی ہوں تو مجھے اپنا وجود اُن کے درمیان بہت دھندلا سا دکھائی دیتا ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ حقیر!!! بے مایا، بیکار!!

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں ایک بند گلی میں تن تنہا کھڑی ہوں اور ان دونوں کی سرگوشیاں و قہقہوں کی گونج ہر سمت اس قدر تیز ہے کہ یوں لگتا ہے یہ آوازیں میرے کانوں کے پردے پھاڑ رہی ہوں۔بے بسی سی بے بسی ہے۔ جسم زخموں سے چور ہے اور میں مطلوبہ مرہم ڈھونڈنے سے قاصر ہوں۔

" زندگی اپنے روگ سے ہے تباہ
اور درماں کی کچھ سبیل نہیں؛

"۱ اگست؛

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس شخص کی ایک جھلک کیلئے میں بے چین بھی ہوتی ہوں مگر حقیقت یہ بھی ہے کہ مجھے اس کے روبرو آنے سے خوف آتا ہے کہ کہیں وہ میری آنکھوں سے چھلکتے افسانوں کا راز نہ پالے۔

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ جس سے محبت ہو اسے ہماری محبت کی خبر ضرور ہونی چاہئے مگر میں اس بات سے ہر گز متفق نہیں ہوں۔ جب سامنے والے کو آپ میں زرہ برابر بھی دلچسپی نہ ہو تو اس کے سامنے اپنی محبت کا ڈھنڈورا پیٹنا اپنی "سیلف رسپکٹ؛ کا جنازہ نکالنا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ چیزیں اس مقام پر آجائیں جہاں میں اس شخص کے سائے سے بھی کتراؤں!!!

"۳ اگست؛

پتہ نہیں کیوں میں جو بھی سوچتی ہوں ہر بار اس کے برعکس ہی ہو جاتا ہے۔ جتنا سوچتی ہوں کہ اس شخص سے سامنا درپیش نہ ہو سچویشن وہی بن جاتی ہے۔

آج ہم نے بڑی حویلی کا چکر لگایا مگر میری ساری خوشی اداسی میں تبدیل ہو گئی۔ مجھے علم نہیں تھا کہ سکندر شاہ بھی وہاں موجود ہے ورنہ میں جانے سے گریز برتتی۔ وہاں سے لوٹی ہوں تو تھکن حد سے سوا ہے اور اس بار ایسا لگتا ہے جیسے یہ تھکن محض قدموں کی نہیں ہے بلکہ "دل؛ بھی اس میں شامل ہے۔ جسم تو پہلے ہی ایک عجب سی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اب تو آنسو بھی بنجر زمین کی مانند ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے یہ دل ایک تپتا صحرا بن چکا ہے اور وہاں ہر سو قحط کا عالم ہے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سکندر شاہ کے ہاتھوں سے ڈائری چھوٹ کر نیچے جا گری۔مزید پڑھنے کی ہمت اب اس میں ناپید تھی۔اسے پتہ ہی نہ چلا کب ان لفظوں کو پڑھتے پڑھتے اس کے اشک اس کی آنکھوں کی سرحد کو پار کر کے گالوں پر لڑھک آئے ہیں۔ اس نے کانپتے ہاتھوں کی پوروں سے اپنا چہرہ چھوا تو پوروں کا گیلا پن محسوس کر کے اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بری طرح سے سسک اٹھا۔

"ائے میرے خدایا، یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔یہ میں نے کیا کر دیا؟میری بزدلی نے سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔اس کے دل میں میرے لئے بے پایاں محبت کی مجھے خبر ہوئی بھی تو کب!! یہ آگہی کا عذاب میری جان لے لیگا میرے اللہ۔۔،، مجھ سے میرا حافظہ چھین لے میرے مالک!!! وہ خود سے سرگوشی کرتے ہوئے بچوں کی طرح سسک رہا تھا۔ندامت اور پچھتاوے کا کوئی انت نہ تھا۔وہ اس کی دسترس سے اب اس قدر دور تھی کہ وہ لاکھ چاہتا تب بھی ان فاصلوں کو طے نہیں کر سکتا تھا۔یہ نارسائی تو اب اس کا مقدر بن جانی تھی اور اسے اب اسی کے ساتھ جینا تھا۔اس پل وہ یہ مکمل بھول بیٹھا تھا کہ اگر حرم اٹھ گئی تو وہ اسے کیا جواب دیگا یا شاید اسے اس بات کی اب پرواہ ہی نہ رہی تھی۔دکھ و پچھتاوا حد سے سوا تھا اور کمرہ اس کی آہ و گریہ کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

بہت رویا وہ ہم کو یاد کر کے

ہماری زندگی برباد کر کے!!

پلٹ کر پھر یہیں آ جائیں گے ہم

وہ دیکھے تو ہمیں آزاد کر کے!!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے

مگر ہاں منّتِ صیاد کر کے !!

ہر آمر طول دینا چاہتا ہے

مقرر ظلم کی میعاد کر کے !!

وہ تاسف سے وہاج شاہ کو دیکھ رہا تھا جن کی حالت پاگلوں سے بھی بدتر ہو رہی تھی۔ان کے اپنے گناہوں نے انہیں آج اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا لیکن بجائے شرمندگی کے ان کا ڈھیٹ پن ابھی بھی عروج پر تھا۔وہاج شاہ کے تمام آدمی بھی پاس والے لاک اپ میں قید تھے۔

"آپ نے سوچا بھی کیسے دادا سائیں،اس قدر گھناؤنا فعل سرانجام دیتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی؟اپنے ہی پوتے کی بیوی کو اغواہ کروایا آپ نے !آپ اب یہاں سے نکلنے کے محض خواب دیکھیں۔اپنی رہائی کو بھول جائیں۔۔!!میر سالار نے اپنی شعلہ بار نظریں وہاج شاہ پر گاڑیں۔

"میں نے یہ نہیں کیا سالار !میرے نام کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے سمجھے تم۔تم ایک قابل آفیسر ہو ایسے کیسے کسی کے بھی بہکاوے میں آ سکتے ہو؟وہاج شاہ نے آخری حربہ استعمال کرنا چاہا۔

"ہونہہ،آپ کو کیا لگتا ہے میں آپ کی چالبازیوں سے واقفیت نہیں رکھتا؟اتنے پارسا تو آپ ہیں نہیں یہ مجھ سے بہتر کس کو معلوم ہو سکتا ہے؟لاک اپ میں رہ کر بھی آپ اپنی گھٹیا حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ایک لڑکی کو اغواہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کروانے کے جرم میں اب میں آپ کی سزا میں مزید اضافہ کرواؤں گا۔آپ کی عدالتی پیشی تو ویسے بھی اب شروع ہونے کو ہے۔میرے پاس گواہان کی کمی نہیں ہے۔آپ کے تمام "وفادار محافظین؛ بھی اب میری کسٹڈی میں ہیں۔ آپ کو اپنی تمام عمر اسی جیل میں گزارنی ہے سوانجوائے کریں۔آپ کے آدمیوں کو بھی میں دیکھ لوں گا ڈونٹ ٹیک ٹینشن!!وہ سلگتے لب و لہجے میں بولا اور واپسی کے لئے پلٹ گیا۔

"سالار، میں کہہ رہا ہوں تم اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ۔تمہاری غیرت کیا تم نے بیچ کھائی ہے؟مجھے یہاں سے نکالو سالار!میں یہاں نہیں رہ سکتا ہر گز نہیں!!!وہاج شاہ اپنا بال نوچتے ہوئے اونچی آواز میں چلائے۔وہ اس وقت کوئی ذہنی مریض لگ رہے تھے۔اپنی شکست نے ان کے ہوش و حواس چھین لئے تھے۔

میر سالار کے ہونٹوں پر طنز سے بھرپور مسکراہٹ آگئی۔وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا واپس لاک اپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"یہ سب تو آپ کو پہلے سوچنا تھا۔افسوس ہے آپ پر کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی بجائے خدا سے معافی مانگنے کے آپ کی اکڑ بدستور قائم ہے۔سمجھ آئے گی آپ کو بھی کبھی نہ کبھی کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے یہی "مکافاتِ عمل؛ ہے۔۔!وہ تاسف سے بھرپور انداز میں بولا۔ساتھ ہی پاس کھڑے آفیسر پر ایک نظر ڈالی جو خود وہاج شاہ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"جیسے باقی ملزمان کو ایک خاص پروٹوکول کیساتھ رکھا جاتا ہے ویسے ہی ان کو بھی رکھا جائے۔ان کو ہر لمحہ یہ احساس دلایا جائے کہ یہاں عیش و عشرت کی زندگی گزارنے نہیں آئے ہیں یہ بلکہ اب تک لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہیں اس کا خمیازہ بھگتنے کو آئے ہیں اور ہاں ان سب کی بھی خاطر مدارت بہت اچھے طریقے سے کرنا ایسی کہ ان کی سات نسلیں اسے یاد رکھیں!! دونوں لاک اپ کی جانب اشارہ کر کے اس نے آفیسر کو حکم دیا اور ایک اچٹتی مگر سرد نگاہ دانت کچکچاتے وہاج شاہ پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے وہاج شاہ پاگلوں کی طرح دیوار پر مکا برسانے لگے۔

"مجھے یہاں سے نکالو میر، میں اس زندان میں نہیں رہ سکتا۔ نکالو مجھے یہاں سے کوئی!! ان کی چیخوں کی آواز سے پورا زندان گونج رہا تھا۔ آس پاس کے لاک اپ میں بھی سکوت سا چھا گیا تھا۔ وہاں مقید بقیہ ملزمان بھی اس نئے مجرم کی چیخ وپکار کو خاموشی اختیار کئے سن رہے تھے۔ بیشک اسی کا نام "مکافاتِ عمل؛ ہے۔

❤❤❤❤❤

اس کی خوشی کا کوئی انت نہ تھا۔ نہ جانے کتنی ہی دیر وہ زکا صاحب کے سینے سے لگی کھڑی رہی۔ کس قدر ترسی تھی وہ اس لمس کیلئے، یہ بس وہی جانتی تھی۔ زکا صاحب بھی اسے خود سے لگائے ابھی تک خود کو یہ یقین دلانے کی کوششوں میں مصروف تھے کہ ان کی زوفا صحیح سلامت ان کے روبرو کھڑی ہے۔

وہ اس وقت حال کمرے میں موجود تھے۔ پاس ہی صوفے پر بی جان باپ بیٹی کا ملن ہونٹوں پر بری میٹھی سی مسکان سجائے دیکھ رہی تھیں۔ قریب ہی ایس۔پی حسن مؤدب انداز میں کھڑا ان دونوں کی ملاقات ملاحظہ کر رہا تھا۔ اس کی پشت سہلاتے ہوئے زکا صاحب اس سے علیحدہ ہوئے اور اپنی نم آنکھیں رگڑیں۔ زوفا بھی اپنی بھیگی پلکوں کو جھپکتی بی جان کے پاس آ بیٹھی جبکہ زکا صاحب حسن کے ہمراہ دوسرے صوفے پر بیٹھ گئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں کس زبان سے آپ دونوں کا شکریہ ادا کروں مجھے سمجھ نہیں آرہا۔میری بیٹی کیلئے آپ دونوں فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔آج کے دور میں کون کس کی اتنی مدد کرتا ہے۔آپ دونوں کا یہ احسان میں تاعمر یاد رکھوں گا۔۔۔زکا صاحب عاجزی سے چور لہجے میں بی جان و حسن سے مخاطب ہوئے۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ یہ ہمارا فرض تھا۔زوفا تو میری بچی ہے اسے تو میں ہر گز خود سے جدا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر یہ آپ کی امانت ہے ہم روکنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔سچ کہوں تو اس سے انسیت سی ہو گئی ہے۔میری تنہائیوں کو دور کیا ہے اس نے۔اب اس کی واپسی کا سوچ کر میں بہت اداس ہوں مگر یہ سوچ کر خوش بھی ہوں کہ اب یہ خوشی خوشی اپنوں میں جا رہی ہے۔۔بی جان دلگیری سے بولیں۔

"بالکل انکل، پلیز یہ نا سوچیں کہ ہم نے کوئی احسان کیا ہے۔آپ یہ سوچ کر ہمیں شرمندہ نہ کریں۔ہم نے جو کچھ بھی کیا یہ ہمارے فرائض میں شامل تھا۔۔۔حسن نے ان کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے انہیں تسلی دی تو زکا صاحب کا دل تشکر کے احساس سے بھر گیا۔حسن سے مل کر وہ حقیقتاً بہت متاثر ہوئے تھے۔اس کی باتوں پر ان کی آنکھوں میں تعریف کے رنگ اتر آئے۔

"اللہ پاک تم جیسی نیک اور صالح اولاد سے ہر کسی کو نوازے آمین۔ماں جی یہ آپ کی ہی تربیت کا نتیجہ ہے۔آپ کا پوتا کسی ہیرے سے کم نہیں ہے۔اللہ کرے اس ہیرے کی چمک دمک بدستور قائم رہے۔آمین!!!زکا صاحب کی بات پر بی جان کا چہرہ اندرونی خوشی سے چمک اٹھا، جبکہ حسن کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آگئی۔اس دوران اس نے سامنے بیٹھے وجود کو دیکھنے سے مکمل اجتناب برتا تھا مگر پتہ نہیں کیوں اسے گاہے بگاہے اپنے چہرے پر زوفا کی

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نگاہوں کا احساس ہو رہا تھا، تاہم اس نے اب بھی گریز ہی برتا۔ وہ اس کی جانب دیکھ کر خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ہلکی پھلکی باتوں کا سلسلہ چل نکلا اسی دوران ملازمہ بھی لوازمات سے بھرپور ٹرے رکھ گئی۔ زکا صاحب بی جان و حسن سے گفتگو کے دوران ان کے متعلق کافی کچھ جان چکے تھے۔ حسن کے پیشے سے تو وہ خیر ویسے بھی واقف تھے کیونکہ میر سالار نے انہیں پہلے ہی اس بارے میں بتا دیا تھا۔ تقریباً پون گھنٹہ کے بعد وہ ان دونوں سے اجازت لے کر واپسی کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹا میں گاڑی میں ہوں آپ آجاؤ؛؛؛ زکا صاحب زوفا سے کہہ کر باہر نکل گئے۔ حسن بھی ایک نظر اس پر ڈال کر ان کے ہمراہ ہی باہر نکل گیا۔

"اپنا خیال رکھئے گا بی جان۔ میں آپ کو بہت یاد کروں گی۔ بیشک آپ میری زندگی کا خوشگوار باب ہیں آپ کو بھولنا ناممکن ہے؛؛؛ زوفا آبدیدہ سی ہوتی ان کے گلے لگ گئی۔ بی جان نے بھی نم آنکھوں سے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ بی جان سے علیحدہ ہو کر وہ ان سے ڈھیروں دعائیں لینے کے بعد بیرونی دروازہ پار کر کے باہر نکلی تو نظریں ایس۔ پی حسن پر جا پڑیں جو گاڑی کے قریب کھڑا تھا۔ اسی پل اس نے بھی نظر اٹھائی۔ نگاہوں کے تصادم پر زوفا نے بے اختیار نظریں چرا کر بہت آہستگی سے "خدا حافظ؛ کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر زکا صاحب کے ہمراہ بیٹھ گئی۔ زکا صاحب نے حسن کی جانب دیکھ کر الوداعی انداز میں ہاتھ ہلایا تو اس نے بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے دل کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ اس دشمنِ جاں کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔ایس۔پی حسن ایک خاموش نظر اس پر ڈالتا اندر کی جانب پلٹ گیا اور گاڑی گیٹ سے باہر نکلتی چلی گئی۔

تھک گئے ہو تو تھکن چھوڑ کے جا سکتے ہو

تم مجھے واقعتاً چھوڑ کے جا سکتے ہو!!

جانے والے سے سوالات نہیں ہوتے "میاں؛

تم یہاں اپنا بدن چھوڑ کے جا سکتے ہو!!

تم سے باتوں میں کچھ اس درجہ مگن ہوں

مجھ کو باتوں میں مگن چھوڑ کے جا سکتے ہو!!

جانا چاہو تو کسی وقت بھی خود سے باہر

اپنے اندر کی گھٹن چھوڑ کے جا سکتے ہو!!

زوفا شاہ کی اپنے لئے محبّت کے انکشافات سے بھرپور اس کی ڈائری کو پڑھ کر سکندر کی بے سکونی اب عروج پر جا پہنچی تھی۔وہ اپنی بے خبری پر روتا رہا،اس کے اوپر ڈھائے گئے اپنے مظالم پر روتا رہا،نہ جانے کون کون سی سوچیں اس کے ذہن کے پردے پر دستک دے دے کر اسے نئے سرے سے اشک بہانے پر مجبور کر رہی تھیں۔وہ روتا رہا حتیٰ کہ نمازِ فجر کا وقت ہو گیا۔مؤذن کی اذان کے ساتھ ہی اس کا تسلسل ایک جھٹکے سے ٹوٹ گیا۔درد سے پھٹتے سر اور بکھرے وجود کو سنبھالے اس نے اپنے قدموں میں پڑی وہ ڈائری اٹھائی اور خود ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نکل آیا۔ سامنے بیڈ پر حرم ہنوز بے خبری بھری نیند میں محو تھی۔ سکندر شاہ نے ڈائری حرم کے بیگ میں واپس ڈالی ساتھ ہی سرخ متورم آنکھوں کو میچتا بیڈ کے نزدیک آ کھڑا ہوا اور نگاہیں نیند میں غرق حرم پر جما دیں۔

"میں نہیں جانتا یہ ڈائری تمہارے ہاتھ کیسے لگی حرم، مگر میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ انجانے میں ہی سہی پر تم نے اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا جس کا میرے سامنے ظاہر ہونا شاید کبھی بھی ممکن نہ تھا۔ اب میں بہتر طریقے سے یہ سمجھ چکا ہوں کہ تمہاری زوفا سے اس قدر نفرت کی وجہ محض یہ نہیں تھی کہ وہ میرے نکاح میں کیوں تھی، بلکہ اصل وجہ یہ ڈائری تھی۔ میں تم پر کبھی یہ ظاہر نہیں کروں گا کہ مجھے ان سب سے واقفیت ہے، کیونکہ میں اپنی زندگی مزید نظرِ آتش نہیں کر سکتا، مزید جہنم نہیں بنا سکتا۔ لیکن ہاں یہ سچ ہے کہ سکندر شاہ اب پہلے جیسا نہیں رہ جائے گا، نہ تمہارے لئے اور نہ ہی خود کے لئے۔ اب یہ تشنگی اور پچھتاوا آہستہ آہستہ اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرتا جائے گا مگر تم ان سب سے بے خبر ہو گی ٹھیک ویسے ہی جیسے ابھی ہو۔۔۔" وہ لب بھینچے اس پر نظریں گاڑے کھڑا دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھا۔ جبھی حرم نے کسمسا کر دوسری جانب کروٹ بدل لی۔ وہ ایک نظر اس کی پشت پر ڈالتا تھکے تھکے قدموں سے کمرے سے باہر گیا۔

محفلِ ارا تھے، مگر پھر ہم کم نما ہوتے گئے
دیکھتے ہی دیکھتے ہم کیا سے کیا ہوتے گئے!!
ناشناسی دہر کی، تنہا ہمیں کرتی گئی
ہوتے ہوتے ہم زمانے سے جدا ہوتے گئے!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وہ نجانے کن خیالات میں گم پیپر ویٹ کو گھمائے جا رہا تھا۔ سامنے چیئر پر براجمان میر سالار کافی دیر سے اس کی عدم توجہی نوٹ کر رہا تھا۔ وہ دونوں اس وقت آفس میں موجود تھے۔

"کیا بات ہے حسن؟ خیریت تو ہے؟ سالار نے اسے بغور دیکھا جو اس کے متوجہ کرنے پر چونک سا گیا تھا۔

"ہاں سب خیریت ہے!! وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔

"آر یو شیور؟ میر نے ابرو اچکایا۔

"یس! حسن نے جیسے اس پل خود سے بھی نظریں چرائیں

"مگر مجھے لگتا ہے تم کسی چیز کو لے کر ٹینس ہو! پچھلے آدھے گھنٹے سے میں تمہیں نوٹ کر رہا ہوں!!! میر سالار نے اپنی بات پر زور دیا۔

"میر مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ اس نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے مضطرب انداز میں کہا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے میں سن رہا ہوں! سالار ہمہ تن گوش ہوا۔

"تم زوفا کے والدین سے میرے لئے بات مت کرنا کیونکہ میں اب ایسا نہیں چاہتا۔۔ یہ کہتے ہوئے وہ اس وقت ضبط کے آخری مراحل پر تھا۔ میر سالار کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"لیکن کیوں؟ ہوا کیا ہے؟ اس نے قدرے غصّے سے پوچھا

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"زوفا اس کیلئے راضی نہیں ہیں اور میں زور زبردستی ہرگز نہیں چاہتا یار بس یہی بات ہے!! حسن نے کچھ جھلا کر کہا۔میر سالار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔

"ناامیدی کفر ہے پیارے! اس نے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے اسے باور کرایا

"جانتا ہوں لیکن تم ہی بتاؤ میں کروں تو کروں کیا آخر؟ انہوں نے مجھے سختی سے کہا ہے کہ میں کسی بھی قسم کی کوئی کوشش نہ کروں۔اب اگر تم بات کرتے ہو ان کے والدین سے تو زوفا مجھ سے مزید متنفر ہو جائیں گی اور مجھے یہ قطعی گوارا نہیں ہے۔۔۔ حسن نے دوٹک لہجے میں کہا۔

"اوہ رئیلی، تو پھر ٹھیک ہے قیس و فرہاد کا ٹیگ اپنے ماتھے پر سجائے گھومتے رہنا اور تمہیں اس حال میں دیکھکر لوگ تمہیں خوب داد و تحسین سے نوازیں گے!! کیا خیال ہے؟؟؟ اس کے طنز پر حسن گویا رونے والا ہو گیا۔

"میر کم از کم تم تو مجھے بخش دو یار،، کیوں جلتی پر تیل چھڑکنے والا کام کر رہے ہو؟ حسن نے باقاعدہ اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"تو تم ہی بتاؤ، بناز و فا کے والدین سے بات کئے میں اس معاملے کو آگے تک کیسے لے جا سکوں گا؟ اب انہیں الہام تو ہوتے نہیں کہ میرے بنا ان سے کچھ کہے ہی وہ سب کچھ سمجھ جائیں گے۔ تمہاری عقل کیا گھاس چرنے گئی ہوئی ہے؟ لگتا ہے اوپری ملبہ آج کل بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔۔ سالار ہنوز طنز کے تیر چلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ وہ جوں کا توں اپنی جگہ بیٹھا دانت کچکچا کر رہ گیا۔

"میں تم سے مخاطب ہوں حسن! میر نے اس بار کچھ تیز لہجہ اپنایا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرا فیصلہ اب بھی وہی ہے۔تم بات نہیں کروگے میر۔جو جیسا چل رہا ہے مجھے منظور ہے!اس کی آنکھوں کے کنارے لمحہ بہ لمحہ سرخ ہوتے جارہے تھے۔

"ویری گُڈ،،،ایزیوِش!میرا سے گہری نظروں سے دیکھتا اپنی کیپ ٹیبل سے اٹھائے وہاں سے نکل گیا۔اس کے جانے کے بعد ایس۔پی حسن نے لب سختی سے بھینچ کر خود پر ضبط کے کڑے پہرے باندھنے کی کوشش کی۔

"یہی بہتر ہے میرے لئے۔جو چیز دسترس سے دور ہو اس سے دستبردار ہو جانا ہی بہتر ہے۔ضروری نہیں کہ ہر انسان مقدر کا سکندر ہو۔کچھ لوگوں کی زندگیوں میں محرومیوں کا بھی بول بالا ہوتا ہے۔۔قسمت میں اگر یہی ہے تو یہی سہی!!!اس نے سسکیاں بھرتے دل کو دلاسہ دے کر گویا تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کی۔

میں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا

ہر فکر کو دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا!!

بربادیوں کا سوگ منانا فضول تھا

بربادیوں کا جشن مناتا چلا گیا!!

جو مل گیا اُسی کو مقّدر سمجھ لیا

جو کھو گیا میں اُس کو بھلاتا چلا گیا!!

غم اور خوشی میں فرق نہ محسوس ہو جہاں

میں دل کو اُس مقام پہ لاتا چلا گیا!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ان کی گاڑی جیسے جیسے گاؤں کی سرحد سے نزدیک آتی جارہی تھی زوفا کے دل کی دھڑکنیں بھی رفتار پکڑتی جارہی تھیں۔گاڑی اب پگڈنڈی کے راستے پر آنکلی تھی جہاں سے بڑی حویلی دور سے ہی اپنی بھرپور قدو قامت پر کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔زوفا کے دل پر جیسے کسی نے برچھی چلادی تھی۔بیک وقت نہ جانے کتنے ہی زخم تھے جو تازہ ہوگئے تھے۔جو اذیت ناک وقت اس نے اس حویلی کی دیواروں میں کاٹا تھا اسے مرتے دم تک بھولنا شاید اس کے اختیار میں نہ تھا۔اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر بند باندھا ساتھ ہی زکا صاحب کو دیکھا جن کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔وہ بھی سب کچھ بھلا کر مسکرادی۔اس دوران کئی مرتبہ سویرا و آسیہ بیگم کی کالز آچکی تھیں۔ان کی بیتابی عورج پر تھی۔

زکا صاحب سفر کے دوران کئی مرتبہ حسن اور بی جان کی تعریفیں کرچکے تھے۔وہ ان دونوں کی خوش اخلاقی سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ان سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے کب سفر کا اختتام ہوا پتہ ہی نہ چلا۔گاڑی اب دم بہ دم چھوٹی حویلی کی جانب رواں دواں تھی۔اس وقت اس کی جو کیفیت تھی وہ اسے بیان کرنے سے قاصر تھی۔

بالآخر گاڑی چھوٹی حویلی کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی۔بیرونی دروازے پر حویلی کے افراد کو اپنے استقبال کیلئے کھڑا دیکھکر زوفا کی آنکھیں بیساختہ اشکوں سے لبالب بھر گئیں۔فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ برق رفتاری سے نیچے اتری اور بھاگتے ہوئے ان سب کی جانب بڑھی۔آسیہ بیگم نے روتے ہوئے اپنے بازوؤں کو وا کیا تو وہ ان کی آغوش میں آسمائی ساتھ ہی اس کے آنسو بے تحاشہ نکل آئے۔آسیہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔سویرا بھی آنسو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

بہاتے ہوئے اس کی پشت سے لپٹ گئی۔ باقی سارے بھی نم آنکھیں لئے ان کے گرد اکھٹے ہو کر ان کا ملن دیکھنے لگے۔ دو دن قبل ارقم شاہ کی فیملی بھی یہاں آچکی تھی۔ ان کی آمد سے چھوٹی حویلی میں رونقیں مزید بڑھ گئی تھیں۔

"میری بچی، میں تیرے اس لمس کیلئے کتنا ترسی ہوں یہ میں اور میرا رب ہی جانتے ہیں۔ بہت مشکل وقت تھا وہ اللہ نے پار کرایا۔ اس کا کرم ہے ہم پر کہ تو آج ہمارے روبرو ہے۔۔ آسیہ بیگم نے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے اوپر والے کا شکر ادا کیا ساتھ ہی اسے خود سے جدا کر کے اس کی پیشانی چوم لی جواب بھی بس روئے چلی جا رہی تھی۔

"چپ، بالکل چپ ہو جا۔۔ بہت رو لیا تو نے، بہت سہہ لیا ہے۔ اب تو یہی رہے گی تجھے خود سے کبھی جدا نہیں کروں گی میری جان!! آسیہ بیگم نے اس کے آنسو صاف کئے جبکہ سویرا نے اسے مزید خود سے لپٹا لیا۔

"بالکل رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو بھی۔ یہ خوشی کے لمحات ہیں انہیں آنسوؤں کی نذر مت کریں سب!! سائشتہ (چچی سائیں) نے ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو سب مسکرا دیئے۔

زکا صاحب بھی نم آنکھوں سے کھڑے ان خوشیوں بھرے لمحات کو محسوس کر رہے تھے۔

زوفا آنسو پونچھتے ہوئے باری باری ان سب سے ملنے لگی۔ اس سارے اوقات میں اس کے دل میں مسلسل جو ایک خلا تھا وہ بی جان کی غیر موجودگی تھی۔ وہ آج اگر ان سب کے درمیان موجود ہوتیں تو اس کی حویلی واپسی پر خوشی سے پھولے نہ سماتیں۔ زوفا میں ان کی جان بستی تھی، اس کا غم ہی تو ان کی سانسیں چھین لے گیا تھا۔۔ کاش وقت

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کی سوئیاں پلٹ کر پھر انہی لمحات کی جانب گامزن ہو جائیں۔ جہاں سکون تھا، خوشیاں تھیں، مسکراہٹیں تھیں اور سب سے بڑھکر اس کی پیاری بی جان تھیں۔۔۔ سوچتے ہوئے اس کا دل بے طرح بین کرنے لگا تھا۔

اسی اثناء میں فیاض شاہ بھی میل سے واپس لوٹ آئے۔ انہیں دیکھ کر وہ بیساختہ ان کے سینے سے جا لگی۔ لاڈلی پوتی کو اتنے عرصے بعد روبرو دیکھ کر فیاض شاہ آبدیدہ سے ہو گئے، ساتھ ہی اس کا سر سہلاتے ہوئے محبت بھرے انداز میں اسے تسلی دی تو وہ ان سے الگ ہو کر چہرہ صاف کرتی ان سب کے ساتھ ہی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

💚💚💚💚💚

میر سالار سے دوپہر میں بات کرنے پر اس نے بتایا تھا کہ وہ بعدِ عشاء آجائے گا۔ سو وہ اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئی۔ بریانی کو دم دینے کے بعد وہ نمازِ مغرب سے فارغ ہو کر اطمینان سے آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ آج اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے ہاتھوں سے میر سالار کے لئے کھانا بنائے۔ سو وہ عصر کے وقت سے ہی کچن میں جتی ہوئی تھی۔ ملازمہ کچن کے اوپری کاموں میں مصروف تھی۔ اس نے بریانی کے ساتھ رائتہ اور ساتھ ہی ڈیزرٹ بھی تیار کر لی تھی۔

یہاں شہر میں رہنے کے باوجود اس نے حویلی کے روایتی لباس کو ہی ترجیح دی تھی۔ میر سالار کو وہ ان ملبوسات میں مزید پیاری لگتی تھی جبھی اس کیلئے شاپنگ کرتے ہوئے وہ زیادہ تر اس کیلئے روایتی ملبوسات ہی خریدتا تھا۔ مرحا کو بھی یہی آؤٹ فٹ پسند تھا۔ اس وقت بھی وہ پیچ کلر کے غرارے میں موجود تھی جس پر بوٹیوں و موتیوں کا کام بنا ہوا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہلکے پھلکے میک اپ کے بعد اس نے اپنے لمبے مخملیں بالوں کو یونہی کیچر سے پِن کر کے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں اور کانوں میں ہم رنگ اویزے موجود تھے۔پیروں میں نازک سی پازیب پہن رکھی تھی ساتھ ہی ہم رنگ جوتوں کے ساتھ وہ کوئی ربڑ کی گڑیا لگ رہی تھی۔اپنی تیاری پر ایک آخری نظر ڈال کر وہ صوفے پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

گھڑی کی سوئیاں آٹھ کے ہندسے پر جا رہی تھیں کہ گاڑی کے ہارن پر اس کی تمام حسیات الرٹ ہو گئیں۔

دھک دھک کرتے دل کیساتھ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ اندر داخل ہوا تو اِدھر اُدھر اپنی متلاشی نگاہیں دوڑاتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور جوں ہی پلٹا نظر سیدھے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑی مرحا پر پڑی تو وہ اپنی جگہ دم بخود کھڑا رہ گیا۔

"اسلام علیکم،اسے اپنی جانب یک ٹک دیکھتا پا کر وہ بلش کرتی ہوئی بولی۔اس کی گہری و پر شوق نگاہوں کی آنچ پر مرحا کے رخسار تپنے لگے۔اس کی آواز پر یکایک میر سالار جیسے حال میں لوٹا۔کیپ اتار کر صوفے پر رکھتے ہوئے وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ دلکشی سے ہنسا ساتھ ہی اس کی جانب بڑھا جو اب اس کی پیش ورفت پر تھوڑا گھبرائی سی نظر آنے لگی تھی۔

"وعلیکم السلام،کیا بات ہے مسز،خیر تو ہے؟اپنے اس قدر بھرپور استقبال کی توقع نہیں کی تھی میں نے ورنہ سرِ شام ہی آجاتا!!شرارت آمیز انداز میں وہ اس کے بیحد نزدیک آ کھڑا۔مرحا مزید پزل ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ خوش ہیں؟آپ کو اچھا لگا؟اس نے ہمت کر کے اس کی جانب دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھکر وہ بوکھلا سی گئی۔

"اس اقدام پر کون کافر ہے میری جان جو خوش نہیں ہو گا! سالار نے گھمبیر آواز میں سرگوشی کی ساتھ ہی اس کے بالوں کو کیچر سے بھی آزاد کر دیا۔

"آپ پہلے فریش ہو کر کھانا کھائیں میں نے آپ کیلئے بریانی بنائی ہے۔اس کے بعد۔۔۔۔مرحا نے شرم سے لرزتی آواز میں کہا اور زرا پیچھے ہٹنے کی کوشش کی

"اس کے بعد کیا؟میر سالار نے اس کا جملہ وہیں اچک لیا اور دلچسپی سے اس کے ہو اس باختگی لئے تاثرات کو دیکھنے لگا۔

"اس کے بعد اور بھی رات ہو جائے گی پھر سونا بھی تو ہے نا!! وہ بمشکل منمنائی۔میر سالار کا بیساختہ قہقہہ فضا میں گونج اٹھا۔اس نے والہانہ انداز میں اسے اپنے مزید نزدیک کھینچا تو وہ اپنے نرم و نازک وجود کے ہمراہ اس کے ساتھ آ لگی۔

"تمہاری یہی معصومیت تو مجھے تمہارا دیوانہ بنائے ہوئے ہے اوپر سے رہی سہی کثر اس روپ نے پوری کر دی ہے۔۔!! جذبات سے چور لہجے میں کہتے اس نے جھک کر تمام تر شدت سے اس کے دونوں عارضوں کو لبوں سے چھوا تو وہ مزید اس میں سمٹ گئی۔شرم سے برا حال تھا۔دل کی دھڑکنیں گویا ساتھ چھوڑنے لگی تھیں۔لبوں پر اس پل جیسے قفل لگ گیا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بہت پیاری لگ رہی ہو میری زندگی، وہ اس کی پیشانی پر مہر ثبت کرتے ہوئے مخمور آواز میں بولا۔

"سائیں پہلے کھانا تو کھالیں نا!! وہ اپنے بچاؤ کیلئے گھبراہٹ سے چور انداز میں بولی۔

"کھالیں گے فکر کیوں کرتی ہیں سویٹ ہارٹ! پہلے آپ کی تعریف تو ہو جائے جو کہ آپ کا ذاتی حق ہے!! وہ اسے سرتاپا جن نظروں سے دیکھ کر بولا مرحا کے حواس گویا اس کا ساتھ چھوڑنے لگے۔ سالار نے اس کے مرمریں وجود کو نرمی سے اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔ اسے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس نے اس کا سر یوں تکئے پر رکھا گویا وہ کوئی نازک آبگینہ ہو جو زرا سی بے احتیاطی پر ٹوٹ جائے گا۔ کمرے کی خاموش و خوابناک فضا میں مرحا کی چوڑیوں کی جھنکار ماحول کو مزید پر کیف بنا رہی تھی۔

"سائیں! مرحا نے بے ہنگم ہوتی سانسوں کو بمشکل قابو کرنے کی کوشش میں کچھ کہنا چاہا، مگر میر سالار نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے اس کے لفظوں کا گلہ گھونٹ دیا۔ اس کی آنکھوں سے چھلکتے تقاضوں پر مرحا کی پلکیں حیا سے مزید بوجھل ہو کر رخساروں پر بچھ گئیں۔ سائیڈ لیمپ آف کر کے اس نے اس کے مخملیں سراپے کو خود میں سمیٹا تو وہ اس کے جذبات کے شوریدہ طوفان میں تنکے کی مانند بہتی چلی گئی۔

💛💛💛💛💛

شام ہو چلی تھی۔ سکندر شاہ کا کچھ اتا پتہ نہ تھا۔ اس پر گزری قیامت سے بے خبر حرم آج اپنی الگ ہی خوشی میں سرشار تھی۔ آج اس نے زوفا کی اس ڈائری کو ردی بنا کر ملازمہ کے ہاتھوں کہیں دور پھینکنے کو بھیجا تھا اب وہ ہر لحاظ سے خود کو ٹینشن فری محسوس کر رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اچھا ہی ہوا۔وہ ڈائری میرے سر پر تلوار کی مانند لٹک رہی تھی۔مجھے تو یہ کام بہت پہلے ہی کر لینا چاہئے تھا مگر کوئی بات نہیں،دیر آید درست آید!! یہ راز تو اب میرے ساتھ قبر تک جائے گا اور سکندر رسائیں کو کبھی بھی اس کی خبر نہیں ہو سکے گی۔۔۔دل ہی دل میں سوچتے ہوئے وہ مسکرا دی۔اس وقت وہ برآمدے میں بقیہ لڑکیوں کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی۔سب خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔بقیہ خواتین صحن میں موجود تھیں۔مورے اپنے کمرے میں تھیں۔وہاج شاہ کی گرفتاری کے بعد اب ان کے کس بل بھی کچھ ڈھیلے ہو چکے تھے۔

حرم کی نظریں گاہے بگاہے برآمدے کی چوکھٹ پر جا رہی تھیں مگر سکندر شاہ کی آمد کا دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ دل ہی دل میں کڑھنے لگی۔

"یہ کدھر چلے گئے ہیں؟ہونہہ میں مل گئی ہوں انہیں کافی نہیں ہے کیا جو باہر کی دنیا سے دل ہی نہیں بھرتا ان کا؟ اس نے جل کر سوچا۔

"کی ہویا حرم؟کس کے انتظار میں ہو؟زارا نے اس کی عدم توجہی نوٹ کی تو اسے چھیڑنے کو شرارتاً بولی۔

"تمہارے ادا کے انتظار میں ہوں۔نہ جانے صبح سے کدھر کی خاک چھاننے کو نکلے ہیں!! وہ چلبلا کر بولی تو وہ سب اس کے انداز پر ہنس پڑیں۔

"آ جائیں گے فکر نہیں کرو۔ڈیرے پر گئے ہونگے!! مریم نے اسے تسلی دی۔

"ہاں لگتا ہے ڈیرے پر ہی اپنا ڈیرہ ڈال لیا ہے جبھی حویلی کی راہ بھول بیٹھے ہیں بیچارے! وہ کلس کر اٹھی اور دندناتی ہوئی باغ کی جانب چلی گئی۔وہ سب اس کے انداز پر حیرانگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھتی ہنس دیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

فرض کرو تم کچھ نہ پاؤ

اپنا آپ لُٹا کر بھی

فرض کرو کوئی مکر ہی جائے

سچی قسم اُٹھا کر بھی!!

فرض کرو یہ فرض نہ ہو

سچی ایک حقیقت ہو!!

تیرے عشق کے ہر رستے پر

جانا ایک قیامت ہو!!

اور سنا ہے یہ قیامت بھی

خون جگر کا پیتی ہے!!

تم تو جاناں فرض کرو گے

مُجھ پر یہ سب بیتی ہے!!

اسے گاؤں آئے ہوئے آج چوتھا روز تھا۔ یہاں آکر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا گویا اس کا کھویا ہوا سکون اسے دوبارہ میسر آ گیا ہو۔ سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا مگر دل کے اندر نجانے کیوں ایک خلش سی تھی۔ بار بار ایک چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے نمودار ہو جاتا اور وہ بے طرح بے چینی کا شکار ہو جاتی۔ وہ چہرہ کسی اور کا نہیں بلکہ ایس۔ پی۔ حسن

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کا ہی تھا۔ در حقیقت اسے اب حسن سے کی گئی اپنی تلخ کلامی پر پشیمانی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ایک باوقار و مہذب انسان تھا اس بات کی گواہ وہ خود بھی تھی کیونکہ اس نے زوفا کے ساتھ اس کے گھر میں قیام کے دوران ایسی کوئی نازیبا حرکت نہیں کی تھی جو اس کے کردار پر انگلی اٹھانے کا سبب بنے۔ وہ چاہتا تو اپنی بات زور زبردستی کر کے بھی منوا سکتا تھا مگر اس نے باعزت طریقے سے اپنی دلی خواہش اس کے روبرو پیش کی تھی۔

وہ اب اپنے رویئے کی بابت سوچ کر شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔ یہ تلخی اس کے مزاج کا حِصّہ کبھی بھی نہیں رہی تھی لیکن، وقت اور حالات نے اسے کچھ سے کچھ اور ہی بنا دیا تھا۔

دوسری جانب چھوٹی حویلی والوں کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ اس کی واپسی نے یہاں کی رونقیں دوچند کر دی تھیں۔ زکا صاحب کی زبانی حسن اور اس کی بی جان کے قصّے سن کر آسیہ بیگم و سویرا وغیرہ بھی خاصی متاثر ہوئی تھیں۔ زکا صاحب ان دونوں کے حُسنِ سلوک کی تعریفیں کرتے نہ تھک رہے تھے۔ انہیں ان دونوں سے ملاقات کر کے واقعتاً خوشی ہوئی تھی۔

آسیہ بیگم جلد از جلد شائستہ بیگم سے سعد اور زوفا کے رشتے کے متعلق بات کرنا چاہتی تھیں سو وہ پہلے زکا صاحب سے تفصیلی بات کرنے کو حویلی میں ہی ملحق لائبریری کی جانب چلی آئیں۔ زکا صاحب دوپہر کے اوقات میں زیادہ تر یہیں پائے جاتے تھے۔

READERS CHOICE

وہ کتاب میں پوری طرح محو تھے کہ دستک کی آواز پر ان کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ انہوں نے اجازت کے طور پر با آواز ہنکارا بھرا ساتھ ہی اپنا چشمہ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے آنکھوں کو مسلتے سیدھے ہو بیٹھے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"سائیں، میں مخل تو نہیں ہوئی نا؟ آسیہ بیگم اندر داخل ہوئیں ساتھ ہی سوال کیا۔

"ارے بلکل بھی نہیں نیک بخت، تم کہو، کیسے آنا ہوا؟ زکا صاحب نے خوشگواری سے کہا تو وہ ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ ان کے قریب رکھی کرسی پر آ ٹکیں۔

"سائیں مجھے آپ سے زوفا کے متعلق کچھ بات کرنی ہے؛ آسیہ بیگم کا لہجہ کچھ فکر مندانہ تھا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے؟ زکا صاحب بھی زوفا کے نام پر الرٹ ہو گئے۔

"میں چاہتی ہوں اب میری بچی کی زندگی میں بھی خوشیاں آئیں۔ اس کی خوشیاں صرف ہم سے ہی وابستہ ہیں۔ میں بھابھی بیگم سے سعد کا رشتہ زوفا کیلئے مانگنا چاہتی ہوں مجھے امید ہے وہ ہرگز انکار نہیں کریں گی۔ وہ تو خود بھی زوفا کو بہت پسند کرتی ہیں۔ ان کے انکار کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا! آسیہ بیگم مکمل طور پر پُر امید تھیں۔ ان کی بات سن کر زکا صاحب بھی چند لمحے سوچ میں پڑ گئے۔

"کیا بات ہے سائیں، آپ میری بات سے متفق نہیں ہیں کیا؟ آسیہ بیگم نے ان کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیوں کو بغور دیکھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں آسیہ، مگر حویلی میں اس متعلق کسی سے بھی بات کرنے سے پہلے ایک بار زوفا سے ضرور پوچھ لو۔ میں اب اس کی زندگی کا کوئی بھی فیصلہ بِنا اس کی رضامندی کے کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر وہ راضی ہو جاتی ہے تو پھر مجھے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔!!! زکا صاحب نے دوٹک انداز میں کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ٹھیک ہے سائیں، میں اس سے بات کرتی ہوں۔ مجھے نہیں لگتا کہ وہ اتنی آسانی سے راضی ہو گی مگر میں اسے سمجھاؤں گی اور یقین دلاؤں گی کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے اس کے لئے بہتر ہے۔ انشاءاللہ وہ بھی راضی ہو جائے گی۔۔!! آسیہ بیگم نے دعائیہ انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو زکا صاحب بھی کچھ مطمئن ہوتے ہوئے مسکرا دیئے۔

❤❤❤❤❤

وہ جلے ہوئے پیر کی بلی کی طرح اِدھر سے اُدھر چکر کاٹ رہی تھی۔ شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے اور سکندر شاہ کی واپسی کا ابھی تک کہیں نام و نشان نہ تھا۔ تھک ہار کر وہ لان میں موجود جھولے پر آ بیٹھی اور اپنی شعلہ بار نگاہیں سامنے موجود بیرونی گیٹ پر ٹکا دیں۔

"بس ایک بار آ جائیں یہ پھر میں پوچھتی ہوں ان سے کہ آخر دن بھر کدھر اور کون سی ایسی عیاشیاں ہو رہی تھیں جو گھر میں موجود بیوی کی طرف ایک دفعہ بھی دھیان نہ گیا!! وہ دانت پیستے ہوئے خود سے مخاطب تھی۔ اس کا انگ انگ جیسے کسی آگ کی لپیٹ میں تھا۔ سکندر شاہ کی عدم توجہی و غیر حاضری اسے لمحہ بہ لمحہ ہسٹریک کرتی جا رہی تھی۔ اسے یہاں بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ مزید گزر گیا مگر سکندر شاہ کی واپسی نہ ہوئی۔ وہ جھولے سے اٹھی اور فن فن کرتی اندر جانے کو ہی تھی کہ اسے گیٹ کے اندر داخل ہوتا دیکھکر پہلے تو کچھ بے یقین سی ہوئی پھر اس کی جانب لپکتے ہوئے گویا چیل کی مانند اس پر جھپٹی۔ سکندر شاہ جو کہ اپنے ہی دھیان میں کہیں گم تھا اس اچانک افتاد پر بری طرح سے چونک اٹھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کدھر غائب تھے ہاں؟ میں پوچھ رہی ہوں آخر کدھر تھے صبح سے؟ کس کے ساتھ گل چھرے اڑائے جا رہے تھے جو حویلی واپس آنے کا ہوش نہیں تھا محترم کو؟ زرا میں بھی تو سنوں!! حرم کی طیش سے بھرپور دہکتی آواز پر سکندر شاہ نے بیساختہ گہرا سانس بھرا ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا کالر آزاد کیا۔

"بکواس مت کرو حرم۔۔۔ شوہر ہوں میں تمہارا کوئی زر خرید غلام نہیں ہوں۔ آئندہ مجھ سے بات کرتے ہوئے اپنے لب و لہجے پر غور فرمالینا ورنہ۔۔۔؛؛؛ چبا چبا کر کہتے ہوئے اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تو حرم کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ آگئی۔

"ورنہ؟ ورنہ کیا کریں گے آپ ہاں؟ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے دھمکی دینے کی؟ مجھے کمزور بالکل مت سمجھئے گا۔ آپ کی ان دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہونے والی میں سمجھے آپ؟ اس بار وہ کچھ تیز لہجے میں بولی۔ انداز بیحد نڈر سا تھا۔ سکندر شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے اسے دونوں بازوؤں سے دبوچتے ہوئے خود سے قریب کیا اور اس کی بے خوف آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال دیں۔

"ورنہ میں جو کروں گا مجھے امید ہے وہ تم زندگی بھر نہیں بھول سکو گی۔ بہتر ہے مجھ سے مت الجھو حرم۔ اس رشتے کو میں جتنا دیانتداری سے نبھانے کی کوشش کر رہا ہوں تم سے بھی یہی امید ہے مجھے۔ مجھے مجبور مت کرو کہ میں اگلی بار کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاؤں! دھیمی مگر سرد آواز میں اس نے اپنے لفظوں پر زور دیا۔

"اچھی طرح جانتی ہوں میں اس زوفا کی دیوانگی میں پاگل ہوئے جا رہے ہیں آپ۔ مگر میں بھی حرم ہوں۔ جو بھی ہمارے درمیان آنے کی کوشش کرے گا اور میرا گھر توڑنے کی کوشش کرے گا میں اس کو کچا چبا جاؤں گی سنا آپ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نے ؟اور ہاں اگر مجھے پتہ چلا کہ ابھی بھی اس زوفا سے رابطے میں ہیں آپ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سکندر سائیں۔۔!! وہ کسی ناگن کی مانند پھنکاری۔ سکندر شاہ نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلا اور بنا کچھ بھی کہے پلٹ کر اندر جانے کو ہی تھا کہ وہ برق رفتاری سے چلتی اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔

"میرا سوال ابھی بھی وہی ہے۔ کدھر تھے آخر آپ؟ کچھ پوچھ رہی ہوں میں! وہ طیش سے پھٹی آواز میں بولی

"میرے پاس تمہارے سوال کا کوئی جواب نہیں ہے بیشک ساری رات میرے جواب کے انتظار میں جاگ کر گزار دو۔ میں اندر جا رہا ہوں۔ جب تمہارا دماغ ٹھکانے پر آ جائے تو آ جانا ورنہ بیشک ساری رات اِدھر ہی بِتا دو! وہ غرا کر بولا اور تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ حرم تو گویا پاگل ہونے والی ہو گئی۔

"آآآآآآآ۔۔۔،، زوفا تمہیں تو میں دیکھ لوں گی۔ بدکردار عورت، طلاق کے بعد بھی میرے شوہر کے پیچھے پڑی ہو۔ تمہیں تو میں اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتاروں گی۔۔۔!! وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مُٹھیوں میں بھینچے چیخ اٹھی۔ اس وقت وہ ہوش و فہم سے بیگانہ کوئی پاگل دکھائی دے رہی تھی جو خود کو ہی نوچ کر کھا جانے کے درپے تھی۔

❤❤❤❤❤

میر سالار آفس سے ہی آج گاؤں کیلئے نکل جانے کو تیار تھا۔ اس کا ارادہ آج ہی واپسی کا تھا پھر چاہے واپسی شام تک ہوتی یا رات تک۔ وہ اس مصروفیات میں بہت مشکل سے وقت نکال سکا تھا۔ وہ چاہتا تو یہ بات زکا صاحب سے فون پر بھی کر سکتا تھا، مگر اسے یہ مناسب نہیں لگا۔ وہ ان سے روبرو بیٹھ کر اِس کے متعلق بات کرنا چاہتا تھا۔ اس بار مرحا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کے ساتھ نہیں تھی، چونکہ وہ کچھ ہی وقت کیلئے جا رہا تھا سو اسے اگلی بار ساتھ لے جانے کا سوچ کر اس نے اکیلے ہی جانے کا فیصلہ کیا۔اس کی مصروفیات آج کل عروج پر تھیں سو وہ جلد از جلد یہ کام نپٹا کر واپس آنا چاہتا تھا۔ یہاں بھی ہزاروں کام تھے جو اس کے منتظر تھے۔

گاؤں کیلئے وہ صبح دس بجے ہی روانہ ہو گیا،اور اب تین گھنٹے کا سفر طے کر کے وہ بالآخر گاؤں آ پہنچا تھا۔

سب سے پہلے اس نے بڑی حویلی کا رخ کیا، جہاں رونقیں حسبِ معمول عروج پر تھیں۔سب اس کی اچانک آمد پر حیرانگی کے ساتھ ساتھ خوش بھی نظر آئے۔سائرہ بیگم تو اسے دیکھکر کھل اٹھیں۔ بہنیں بھی اس کی آمد پر نہال تھیں۔البتہ مورے اپنے کمرے میں بند تھیں،(جو کہ آج کل ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا)شاہ زر بھی آج کل کام سے تھوڑی فراغت حاصل کر کے یہاں قیام پذیر تھا وہ بھی سالار کو دیکھکر پرجوش ہو گیا۔سب سے ملاقات کے بعد وہ صحن میں ہی بیٹھ گیا۔

"سالار تم تو عید کا چاند ہو گئے ہو۔تم سے کبھی ٹھیک طرح سے ملاقات ہی نہیں ہو پاتی۔۔!اس سے گلے ملتے شاہ زر نے شکوہ کیا۔

"ادا میں تو یہاں آتا رہتا ہوں مگر آپ ہی جب سرے سے موجود نہیں ہوتے تو ملاقات کیا خاک ہونی ہے؛؛میر نے شرارتاً کہا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بس یار تمہاری طرح میں بھی فراغت زرا مشکل سے حاصل کر پاتا ہوں۔اب آیا ہوں تو انشاءاللہ چند روز یہاں سکون سے گزریں گے؛شاہ زر نے خوش باش لہجے میں کہا تو میر سالار سر ہلا گیا ساتھ ہی سائرہ بیگم کی جانب متوجہ ہوا جو بڑی دلچسپی سے ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھیں۔عفاف اور حرم بھی ان دونوں سے لگی بیٹھی ہوئی تھیں۔

ادا مانا کہ آپ چکر لگا لیتے ہیں مگر تھوڑا یہاں بھی کچھ روز آرام سے ٹک جایا کریں، یہاں آتے ہی تو آپ کو واپسی کی پڑ جاتی ہے! حرم نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑا۔

"حرم صاحبہ، آپ میری جگہ ہوتیں تو پوچھتا آپ سے؛اس کی بات پر حرم اسے گھور کر رہ گئی۔

"اور بتائیں امی سائیں، کسی ہیں آپ؟ سالار نے اپنائیت سے ان کا حال پوچھا

"میں ٹھیک ہوں بچے، تم سناؤ کیا حال ہے تمہارا؟ تمہاری بیوی کیسی ہے؟ سائرہ بیگم کے سوال پر وہ کچھ چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگا مگر ان کے چہرے پر طنز کا کوئی تاثر نہ پا کر وہ مزید الجھ سا گیا۔

"میں الحمدللہ ٹھیک ہوں اور مرحا بھی؛اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"سالار تم مرحا کو ساتھ نہیں لائے؟ شاہ زر کے سوال پر اس نے اپنی مصروفیات میں جلد روانہ ہو جانے کے بارے میں بتایا تو اس نے اصرار کیا کہ اگلی بار وہ مرحا کو بھی ساتھ ضرور لے کر آئے۔

"ہاں بیٹا، اگلی بار تم اسے ساتھ لے آنا؛اس سے پہلے کہ وہ شاہ زر کی بات کا جواب دیتا، سائرہ بیگم کے کہنے پر ایک بار پھر ٹھٹھک سا گیا اور بغور انہیں دیکھا جو اس کے اس طرح دیکھنے پر کچھ شرمندہ سی نظر آنے لگی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"خیریت تو ہے امی سائیں؛آپ کو مرحا سے اتنی انسیت کب سے ہو گئی؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ تو ایک معمولی و کم حیثیت سی ملازمہ کو اپنی بہو تسلیم کرنے میں شرم محسوس کرتی ہیں مزید یہ کہ وہ آپ کے نزدیک قابل نفرت ہے تو پھر؟؟؟میر سالار نے کچھ چبھتے لہجے میں اپنی بات کہی۔

"میں بہت شرمندہ ہوں میر۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ ان سب کے پیچھے روشی کی سازش شامل ہے۔جب مجھ پر حقیقت آشکار ہوئی تو یقین مانو میں دل سے اس پر نادم ہوئی مگر تم سے اس ندامت کا اظہار چاہ کر بھی نہ کر سکی۔جہاں تک رہی ملازمہ کی بات تو ہاں یہ سچ ہے کہ میں قطعی یہ نہیں چاہتی تھی کہ تم اس لڑکی سے نکاح کرو جس کا اسٹینڈرڈ ہم سے میچ نہیں کرتا مگر اب جب تمہیں اس کے ساتھ خوش و خرم دیکھتی ہوں تو مجھے وہ دل سے قبول ہے۔تم اسے اگلی بار ساتھ لانا میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔سائرہ بیگم نے نظریں چراتے ہوئے ندامت سے چور انداز میں کہا۔

میر سالار گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ نے اسے قبول کر لیا یہ میرے لئے باعثِ مسرت ہے۔اگلی بار وہ میرے ساتھ ہو گی۔۔۔!اس کی بات پر سائرہ بیگم سرشار سی ہو گئیں اور اسے گلے لگا لیا۔شاہ زر سمیت دونوں بہنیں بھی یہ منظر دیکھکر مسکرا دیں۔

میر سالار تھوڑا ریسٹ کرنے کے بعد بڑی حویلی میں سب سے الوداعیہ ملاقات کر کے چھوٹی حویلی کا رخ کرنے کو ہی تھا کہ اس کی ملاقات ڈیرے پر ہی زکا صاحب سے ہو گئی۔وہ نہایت گرمجوشی کیساتھ اس سے ملے اور حال احوال پوچھا۔وہ بھی ان کی باتوں کا جواب دیتا سامنے رکھی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"چچا سائیں، آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آپ سے کہا تھا مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے اور آج اسی سلسلے میں، میں کافی عجلت میں یہاں پہنچا ہوں۔۔امید ہے آپ میری بات پر غور فرمائیں گے! میر سالار کی بات پر زکا صاحب بھی اس کی بات یاد کر کے سر ہلانے لگے

"ہاں میر مجھے یاد ہے۔ تم بلا جھجک کہو۔۔ان کی اجازت پر میر سالار کچھ پل پر سوچ انداز میں زمین پر نظریں ٹکائے بیٹھا رہا پھر ان کی جانب متوجہ ہوا جو سوالیہ نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"چچا سائیں، میں آپ سے حسن کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ حسن سے آپ کی ملاقات کیسی رہی میرا مطلب وہ آپ کو کیسا لگا؟ میر سالار انہیں جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ حسن کے نام پر زکا صاحب کے لبوں پر نرم سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ماشاءاللہ وہ تو بہت ہی خوبرو اور فرمانبردار بچہ ہے۔ سچ کہوں تو میں تو اس سے مل کر کافی متاثر ہوا ہوں۔ بہت کم عمری میں ہی اس نے اپنا ایک الگ مقام و پہنچان بنائی ہے۔ بلاشبہہ وہ تعریف کے قابل ہے۔۔زکا صاحب نے دل کھول کر حسن کی شان میں قصیدے پڑھے۔ میر سالار بیساختہ مسکرا دیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ چلیں اس سے مجھے بھی بات کرنے میں آسانی ہو گی۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں آپ زوفا کی شادی حسن کر دیں۔۔! اس کی بات پر زکا صاحب حیرت زدہ سے اسے دیکھنے لگے۔

"سالار، مگر تم یہ بات کیوں کر رہے ہو؟ میرا مطلب تمہارے دل میں یہ خیال کیوں آیا؟ کچھ پل کے بعد زکا صاحب نے اپنی حیرت کو زبان دی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"چچا سائیں میرا یقین کریں کہ زوفا حسن جیسا ہی لڑکا ڈیزرو کرتی ہے۔وہ ایک مہذب انسان ہے میں اسے جتنا قریب سے جانتا اور سمجھتا ہوں شاید ہی کوئی اور سمجھ سکے۔۔۔وہ زوفا کو سارے جہاں کی خوشیاں دے گا۔وہ اس کی ہمراہی میں بہت خوش رہے گی اس بات کی گارنٹی میں دیتا ہوں۔۔!میر سالار نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر تسلی آمیز انداز میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"مگر میر، کیا حسن بھی اس کے لئے راضی ہو گا؟میرا مطلب میری بیٹی تو طلاق یافتہ۔۔۔؛کہتے کہتے آخر میں زکا صاحب کی آواز رندھ سی گئی۔میر یاسیت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"آپ ایسی باتیں سوچ کر خود کو ٹینس نہ کریں۔آپ کو یہ جان کر حیرانگی ہو گی کہ میں حسن کی ہی خواہش کے پیشِ نظر آپ سے یہ بات کر رہا ہوں۔رہی بات بی جان کی، وہ تو پہلے ہی زوفا کو بہت پسند کرتی ہیں۔اسے بہو کے روپ میں قبول کرنا ان کیلئے یقیناً باعثِ شرف ہو گا۔۔!!سالار نے ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ انہیں ہر طرح سے ریلیکس رکھنے کی کوشش کی جبکہ زکا صاحب حسن کی خواہش کا سن کر مزید حیرت میں غرق ہو گئے۔

"تم سچ کہہ رہے ہو میر؟انہوں نے خوشی سے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔

"بالکل، آپ بس بسم اللہ کریں اور سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیں۔زوفا کی قسمت کا ستارہ بھی اب چمک جانے کو ہے۔آپ اسے راضی کرنے کی کوشش کریں وہ مان جائے گی مجھے اس بات کا یقین ہے۔ضرورت پڑی تو میں خود اس سے کال پر بات کروں گا۔۔!زکا صاحب اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا گئے مگر پھر کچھ سوچ کر فکر مند سے ہو گئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میر، لیکن بات یہ ہے کہ تمہاری چچی سائیں زوفا کو اب خود سے علیحدہ نہیں کرنا چاہتیں۔ وہ چاہتی ہیں زوفا ہمیشہ ان کے قریب ہی رہے۔ اس میں قصور ان کا بھی نہیں ہے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا اس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گئی ہیں۔ تمہاری چچی سائیں ارقم کے بیٹے سعد سے زوفا کا رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔۔ شاید جلد ہی وہ اس بارے میں زوفا سے بات بھی کریں۔۔! زکا صاحب نے پیشانی مسلتے ہوئے کچھ جھجھک کر کہا تو میر سالار بھی کچھ پل کو چپ رہ گیا، پھر گہرا سانس بھرتے ہوئے ان کی جانب دیکھنے لگا جو خود بھی کافی کشمکش میں مبتلا دکھائی دے رہے تھے۔

"آپ چچی سائیں کو سمجھائیں پلیز۔ یہ میٹر نہیں کرتا کہ بیٹیاں شادی کے بعد ہم سے کتنی دور ہو گئی ہیں یا کس حد تک نزدیک۔۔ میٹر مقدر کرتا ہے۔۔ اس بات کی زندہ مثال میں سکندر شاہ اور زوفا کے نکاح کی ہی دے دیتا ہوں۔ دو قدم کے فاصلے پر بھی وہ مسلسل ایک عذاب میں مبتلا تھی۔ حسن سے شادی کے بعد وہ بیشک گاؤں سے دور ہو گی مگر کم از کم خوش باش تو ہو گی۔ کل کو وہ زوفا کو خوش دیکھیں گی تو ہر لحاظ سے مطمئن ہوں گی۔ آپ ان کو سمجھائیں پلیز ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ وہ بیشک زوفا سے بات کریں مگر سعد کیلئے نہیں بلکہ حسن کیلئے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔ آپ کے مثبت جواب کے انتظار میں رہوں گا۔ اگر مسئلہ صرف زوفا کے ماننے کا ہوا تو بے فکر رہیں اسے میں خود منا لوں گا۔۔ میر سالار نے انہیں بھرپور یقین دلایا ساتھ ہی ان سے ہاتھ ملاتا واپسی کے ارادے سے وہاں سے نکل آیا۔ زکا صاحب وہیں بیٹھے ابھی تک اس کی بات پر غور فرما رہے تھے۔

ڈیرے سے نکلنے کے بعد وہ چھوٹی حویلی چلا آیا۔ جہاں زوفا اسے دیکھکر بیک وقت خوش اور آبدیدہ سی ہو گئی۔ میر سالار بھی اسے اپنوں میں خوش دیکھکر مطمئن تھا۔ زوفا کی ملاقات چونکہ شہر سے گاؤں واپسی پر مرحا اور اس سے نہ ہو

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سکی تھی سو اس نے بیقراری سے مرحا کا حال احوال بھی پوچھا ساتھ ہی اس سے شکوہ کیا کہ """وہ اکیلے ہی کیوں آیا مرحا کو بھی ساتھ لے آنا تھا؛؛ میر نے ہنستے ہوئے اگلی بار کا وعدہ کیا۔ آسیہ بیگم و بقیہ افراد سے ملاقات کے بعد وہ شہر واپسی کیلئے روانہ ہو گیا تھا۔ اسے امید تھی کہ فیصلہ حسن کے ہی حق میں ہو گا۔ اب حسن کی قسمت کون سا رخ بدلنے کو تھی یہ تو وقت اور حالات کے دھارے پر تھا مگر وہ مکمل طور پر پُر یقین تھا۔

زکا صاحب اپنے کمرے میں پر سوچ انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ذہن میں آج میر کے ساتھ ہوئی گفتگو گردش کر رہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر آسیہ بیگم اور سویرا اس رشتے کیلئے حامی بھر بھی لیں پھر بھی زوفا کو اس کیلئے منانا ایک مشکل امر ہو گا۔ زوفا تو سعد کیلئے بھی بآسانی راضی نہ ہوتی کجا کہ حسن کیلئے اس کا حامی بھرنا انہیں ناممکنات میں سے نظر آ رہا تھا۔

نجانے اور کتنی دیر وہ انہی خیالات میں گُم رہتے کہ آسیہ بیگم چلی آئیں۔ انہوں نے بغور ان کا کھویا کھویا انداز نوٹ کیا اور خود بھی بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھ کر لحاف کھول کر پیروں پر ڈال لیا اور دوبارہ زکا صاحب کی طرف دیکھا جن کا تسلسل ان کی آہٹ پر بھی نہ ٹوٹا تھا۔

"کیا بات ہے سائیں؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔۔ آسیہ بیگم کی آواز پر وہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو لیکن اگر واقعی میں کوئی بات آپ کو پریشان کر رہی ہے تو مجھے بتائیں، کیا بات ہے؟ ان کا ہنوز بے خیالی بھرا انداز دیکھتے ہوئے آسیہ بیگم نے دوبارہ اپنی بات کہی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آسیہ آج میر سے میری بات نہایت ہی اہم موضوع پر ہوئی ہے اور وہ زوفا کے متعلق ہے۔۔!ان کی بات پر آسیہ بیگم سر ہلاتے ہوئے سوالیہ انداز میں انہیں دیکھنے لگیں۔

"میں نے سالار کے دوست حسن کا تذکرہ تم سے کیا تھا نا جس کے گھر زوفا قیام پذیر تھی۔سالار کی خواہش ہے کہ ہم زوفا کا رشتہ حسن سے طے کر دیں۔۔،،زکا صاحب کی بات پر آسیہ بیگم چند ثانئے کو چپ وہ گئیں اور پھر آبدیدہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"آپ جانتے ہیں سائیں کہ میں نے زوفا کیلئے کیا سوچ رکھا ہے۔وہ لڑکا بیشک بہت اچھا ہو گا مگر میں اب زوفا کو خود سے دور رکھنے کے حق میں نہیں ہوں۔۔آپ سالار کو انکار کر دیں۔۔!آسیہ بیگم کے دوٹک لہجے پر زکا صاحب بے بسی سے پیشانی مسلنے لگے۔

"آسیہ زوفا صرف تمہاری ہی نہیں میری بھی اولاد ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے جو سانحہ اس کے ساتھ گزرا ہے میں اس پر غمگیں نہیں ہوں؟کیا مجھے رنج نہیں ہے؟مگر وقت اور حالات کے مطابق خود کو سنبھال کر آگے بڑھتے رہنے کا نام ہی زندگی ہے۔اس رشتے کو ٹھکرا کر ہم ایک سنگین غلطی کے مرتکب ہونگے آسیہ۔۔میری بات کو سمجھو!زکا صاحب کے لہجے میں قدرے طیش در آیا تھا۔

"وہ کیسے؟آسیہ بیگم کچھ حیرت سے پوچھ بیٹھیں۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"وہ ایسے کہ حسن ایک نہایت ہی سمجھدار اور سلجھا ہوا لڑکا ہے، اور سب سے بڑھکر قابلِ اعتماد ہے۔ وہ ہماری بیٹی کو بلاشبہہ بہت خوش رکھے گا۔ میر نے اسی کی خواہش پر اس رشتے کی بات میرے سامنے رکھی ہے۔۔ زکا صاحب کے انکشاف پر آسیہ بیگم کی حیرت دوچند ہو گئی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، مطلب اس لڑکے کو اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہماری بیٹی طلاق شدہ ہے؟ انہوں نے اپنی حیرت کو زبان دی۔

"نہیں، بلکہ صرف اس کو ہی نہیں اس کی بی۔ جان کو بھی اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب تم ہی بتاؤ، اتنے اچھے رشتے کی نفی کرنے کا بھی کوئی جواز بنتا ہے؟ زکا صاحب نے سوال اٹھایا۔

"لیکن، اتنی دور،،، میرا مطلب ہے شادی کے بعد تو زوفا شہر چلی جائے گی۔ اس کے اور ہمارے مابین پھر سے دوری ہو جائے گی۔۔! آسیہ بیگم کشمکش میں مبتلا اداسی سے بولیں تو زکا صاحب کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"آسیہ ہوش کے ناخن لو۔ میں تمہارے احساسات کی قدر کرتا ہوں مگر کل کو جب تم اپنی بیٹی کو شاد و آباد دیکھو گی تو اپنے فیصلے کی قدر کرو گی۔ رہی بات دوری کی تو سالار نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ "بیٹیاں دور ہوں یا نزدیک یہ معنی نہیں رکھتا بلکہ مقدر معنی رکھتا ہے؛؛ بس تم اللہ کا نام لو اور اس رشتے کے لئے رضامند ہو جاؤ رہی زوفا کی بات تو تم کل ہی اس سے اس بابت بات کرو وہ تھوڑا مشکل سے ہی سہی مگر مان جائے گی، تم کوشش کرتی رہو۔۔؛ اس کو ہر طرح سے یقین دلاؤ کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے اس کے حق میں بہتر ہے۔۔!! زکا صاحب نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ٹھیک ہے میں اس سے بات کرتی ہوں؛؛آسیہ بیگم کہتے ہوئے سونے کے ارادے سے لیٹ گئیں جبکہ زکا صاحب بھی دل ہی دل میں خدا سے اچھی امیدیں باندھے خود بھی بستر پر دراز ہو گئے۔

❤❤❤❤❤

واٹ؟؟؟واٹ یو مین بائی دیٹ سالار؟میرے منع کرنے کے باوجود بھی تم نے زوفا کے والدین سے بات کی، لیکن کیوں؟حسن کو جب سالار کی ہی زبانی اس بات کا علم ہوا تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔سالار شہر واپسی کے بعد سیدھا آفس چلا آیا تھا۔وہ حسن کو اس بات سے آگاہ کر دینا چاہتا تھا سو فارم ہاؤس جانے کے بجائے وہ اس وقت آفس میں ہی موجود تھا۔

"کیونکہ میرا دل چاہ رہا تھا اور بس؛میر نے طمانیت سے کہتے ہوئے چیئر کی بیک سے ٹیک لگالی۔اس کے جواب پر حسن کا دل چاہا وہ اپنے بال نوچ ڈالے۔

"میں تم سے وجہ پوچھ رہا ہوں سالار،جب میں ہی سرے سے انکاری تھا تو تمہیں ضرورت کیا تھی ان کے والدین سے بات کرنے کی۔میں بس یہ جاننا چاہ رہا ہوں۔۔؛؛وہ لیفٹ رائٹ کرتے ہوئے دانت کچکچا کر بولا۔

"میں نے تمہیں اتنے واضح طور پر وجہ تو بتادی ہے کہ میں ہی ایسا چاہ رہا تھا اس لئے ان سے بات کی ہے؛؛سالار کا اطمینان ہنوز اپنی جگہ پر قائم تھا۔حسن سر تھامے دوبارہ کرسی پر آبیٹھا۔

"میں پاگل ہو جاؤں گا؛؛وہ خود میں بڑبڑایا۔انداز اضطراب سے بھرپور تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بے فکر رہو میرے یار، تم اگر پاگل بھی ہو گئے تب بھی چچا سائیں تمہارا رشتہ قبول فرمالیں گے۔ کیونکہ یہ تو تمہیں بھی بخوبی معلوم ہے کہ "فرسٹ ایمپریشن از دی لاسٹ ایمپریشن؛؛ سالار نے شوخی سے کہا تو حسن مزید جل کر راکھ ہو گیا۔

"تم تو خاموش ہی رہو؛؛ اگر مجھے اس کا زرہ برابر بھی علم ہوتا کہ تم آج گاؤں اپنا یہ اہم کارنامہ سرانجام دینے جا رہے ہو تو میں تمہیں وہاں ہر گز نہ جانے دیتا؛؛ اس نے سر اٹھا کر بری طرح سے سالار کو گھورا مگر دوسری جانب تو جیسے اس پر اس کی کسی بات کا کوئی اثر ہی نہ تھا۔

"ٹیکنالوجی کا دور ہے پیارے؛ قدموں پر چل کر نہ صحیح، اواز کے زریعے ان تک دل کی بات تو پہنچا ہی سکتا ہوں۔۔ اس میں کیا مشکل ہے!! میر سالار نے مسکراہٹ دانتوں تلے دباتے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلایا۔ حسن نے خود کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فلحال چپ رہنے کا ہی فیصلہ کیا۔

"میں اب چلتا ہوں۔ فیصلہ انشاءاللہ تمہارے ہی حق میں ہو گا۔ رہی بات زور زبردستی کی تو بے فکر رہو۔ زوفا کی مرضی کے خلاف اس کے والدین کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔۔ خدا حافظ!! سالار ریسٹ واچ پر نظر ڈالے چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد حسن کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ آ گئی۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں بہتر طریقے سے جانتا ہوں سالار کہ زوفا اس رشتے کیلئے کبھی بھی راضی نہیں ہو نگی اور اگر وہ راضی ہو بھی گئیں تو یا تو وہ اپنے والدین کے فیصلے کے احترام کریں گی یا پھر مجھ سے ہمدردی یا ترس جیسے کسی جذبے کی مرتکب ہو نگی۔۔میری اتنی اچھی قسمت کہاں؛؛لب سختی سے بھینچ کر سوچتے ہوئے وہ اس وقت خود اذیتی کی انتہا پر تھا۔

جو تیری جستجو میں چھوڑ دیا

اس کا نعم البدل تو، تو بھی نہیں!!

تیرے ہوتے بھی سب خراب ہی تھا

اور پھر آج کل تو، تو بھی نہیں!!

❤❤❤❤❤

رات کے دس بجنے کو تھے جب وہ فارم ہاؤس میں داخل ہوا۔ہر طرف خاموشی و سکون کا راج تھا۔

"سائیں کھانا لگا دوں جی؛وہ کچن کی جانب سے گزرا تو ملازمہ کچن سے برآمد ہوئی اور اس سے کھانے کا پوچھا۔

"نہیں، تمہاری بیگم صاحبہ کدھر ہیں؟اس نے مختصراً مرحا کا پوچھا۔

"بی بی جی اپنے کمرے میں ہیں جی؛ملازمہ کے جواب پر وہ سر ہلاتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔وہ اندر داخل ہوا تو کمرے کی تمام لائٹس آف تھیں۔کمرہ مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔اس نے لائٹ آن کی تو نظریں سیدھے بیڈ پر جا ٹھہریں جہاں وہ سر سے پاؤں تک لحاف تانے شاید خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اوہو، آج محترمہ مرحا کو کچھ زیادہ ہی نیند نہیں آرہی جو دس بجے سے پہلے ہی بے خبر ہو گئی ہیں؛ وہ آہستہ لہجے میں بولتا کپڑے نکال کر فریش ہونے کو چلا گیا۔ دس منٹ کے بعد وہ باہر نکلا تو دیکھا وہ ہنوز اسی زاویئے پر سو رہی تھی۔ وہ اس کی سائیڈ چلا آیا۔ ایک ہاتھ کی ہتھیلی تکیئے پر ٹکائے اس کی نیند کا خیال کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے نہایت احتیاط سے اس کے چہرے سے لحاف ہٹایا اور بغور اسے دیکھا۔ لمبی خمدار پلکیں گالوں پر سایہ فگن تھیں۔ بالوں کی چند لٹیں اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔ موسم کی مناسبت سے زیب تن لیمن کلر کے سوٹ میں وہ اس وقت کِھلی کِھلی سی بیحد بے ضرر و معصوم سی لگ رہی تھی۔ یکایک اس کی پلکوں میں واضح طور پر جنبش محسوس کر کے سالار چونک سا اٹھا۔

"کہیں محترمہ جاگ تو نہیں رہیں؟ اس خیال کے آتے ہی اس نے گہری نگاہوں سے اس کو دیکھا جس کے گال اب سرخی مائل ہونے لگے تھے۔ میر نے دلچسپ نگاہوں سے یہ منظر دیکھا اور اس کے چہرے پر ہولے سے ایک پھونک ماری جس سے اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

"بات مت کریں مجھ سے؛ خفگی سے کہتے ہوئے اس نے لحاف واپس اپنے چہرے پر ڈالنا چاہا تو سالار کا بیساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

"تو آپ جاگ رہی تھیں مسز؟ میں بھی کہوں کہ مرحا صاحبہ آخر اتنی جلدی کیسے سو سکتی ہیں!! وہ شوخی سے بولا ساتھ ہی اسی کی سائیڈ پر لیٹ کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا جو منہ پھلائے لحاف میں چھپنے کی کوشش میں مصروف تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اس ناراضگی کی وجہ جان سکتا ہے یہ بندہ ناچیز؟اس کی لمبی چوٹیوں کو ہاتھ میں لئے وہ گھمبیر لہجے میں بولا جبکہ آنکھوں کا تاثر مسکراہٹ سے بھرپور تھا۔

"نہیں بتاؤں گی؛وہ خفگی سے بولی۔میر نے اسے مزید قریب کر لیا۔اس کی اس قدر قربت سے وہ اب نروس سی ہونے لگی تھی۔چہرہ بلش کرنے لگا تھا مگر وہ چاہتے ہوئے بھی اپنا یہ تاثر چھپانے سے قاصر تھی۔

"اب بھی نہیں بتاؤ گی؟سالار کے لو دیتے لہجے پر وہ سٹپٹا سی گئی۔

"چھوڑیں مجھے،کیوں سونے نہیں دے رہے جب نیند آ رہی ہے تو؛؛اس نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز ہی برتا ساتھ ہی اپنی کمر سے اس کی مضبوط گرفت ہٹانے کی کوشش کی۔اس کے کپڑوں سے اٹھتی کلون کی دلفریب مہک اس پر گویا سحر طاری کر رہی تھی۔

"اچھا کیا واقعی؟سالار کی مسکراتی آواز پر وہ گڑبڑا سی گئی مگر فوراً ہی اپنا بھرم قائم رکھنے کو اسے تپ کر دیکھا۔

"جی ہاں،اتنی گہری نیند میں تھی میں،مگر آپ نے مجھے جگا دیا۔۔اور اب سونے بھی نہیں دے رہے؛؛اس کی مخمور نظروں سے بچنے کو وہ نظریں چرا کر بولی۔میر سالار نے بیساختہ امڈتی مسکراہٹ ہونٹوں کے گوشوں میں چھپائی۔

"تم ایسے نہیں بتاؤ گی۔مجھے اپنا طرزِ عمل اپنانا ہو گا؛اس بار اس نے جھٹکے سے اسے خود سے قریب تر کر لیا۔اتنا کہ اس سچویشن میں کچھ بولنا بھی مرحا کو مشکل ثابت ہو رہا تھا۔میر سالار کی دو سے تین گستاخیوں پر ہی وہ گویا شرم سے پاگل ہو جانے کو تھی۔

"بتاتی ہوں،بتاتی ہوں؛اتھل پتھل سانسوں کو بمشکل کنٹرول کرنے کی کوشش میں وہ زرا سا پیچھے ہٹتے ہوئے چلائی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ہمم اب بتاؤ! سالار ابرو اُچکا کر ہمہ تن گوش ہوا۔

"آپ گاؤں گئے تھے نا، مجھے کیوں نہیں ساتھ لے گئے؟ مجھے حسن بھائی کی زبانی پتہ لگا کیونکہ انہوں نے آج خیر و خیریت کیلئے یہاں کال کی تھی۔ آپ تو بنا بتائے ہی چلے گئے تھے۔ بھاپ اڑاتے چہرے کے ساتھ اس نے بنا نظریں ملائے کہا۔ بلآخر شکوہ زبان سے پھوٹ ہی پڑا تھا۔

"اچھا تو آپ کی ناراضگی اس وجہ سے تھی۔ میں تو آفس سے ہی اچانک چلا گیا تھا چونکہ مختصر وقت کیلئے جا رہا تھا تو تمہیں ساتھ نہیں لیا۔ اگر دو تین روز کیلئے جاتا تو ساتھ لے جاتا میری زندگی؛؛ اس نے اس کی ننھی سی ناک چھوتے ہوئے وجہ بتائی۔

"لیکن میں اماں سے مل لیتی نا؛ وہ مچل کر بولی

"اس کا آسان سا حل بھی میں نے سوچ رکھا ہے، میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ شبانہ بی کو ہم یہاں لے آئیں۔ وہ اس طرح تمہارے ساتھ مستقل طور پر رہیں گی۔۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟ اس کی بات پر پہلے تو مرحا کے چہرے پر بے یقینی پھیلی پھر خوشی کے مارے آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ وہ سرشار سی ہو کر اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتی بولی۔

"بالکل،؛ میر نے محبت سے اس کا سر چوما۔

"آپ بہت اچھے ہیں سائیں؛ مرحا کی آواز خوشی سے لبریز تھی۔

"اچھا، یہ نئی اطلاع ہے میرے لئے؛؛ وہ بیساختہ ہنسا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"ویسے مسز، تم نے پوچھا نہیں کہ میں اتنی عجلت میں آخر گاؤں کیا کرنے گیا تھا؟ میر کے کہنے پر وہ چونک اٹھی۔

"ہاں بتائیں نا، آپ کس کام سے وہاں گئے تھے؟ اس کے سوال پر میر سالار نے اسے حسن اور زوفا والی کہانی سے آگاہ کیا تو وہ سرتاپا حیرت میں ڈوب گئی۔

"حسن بھائی زوفا بی بی میں انٹرسٹڈ ہیں۔ یہ کب ہوا؟ وہ خوشگوار سی حیرت سے بولی۔

"یہ اسی وقت کی بات ہے جب زوفا ان کے گھر قیام کے ارادے سے رکی تھی؛؛ میر کے بتانے پر وہ کھل اٹھی۔

"افففف اللہ کرے زوفا بی بی اس رشتے کیلئے راضی ہو جائیں۔ ان کی جوڑی کتنی زبردست ہو گی نا؟ مرحا کا چہرہ اندرونی خوشی سے جگمگانے لگا۔

"بالکل؛ میر سالار نے والہانہ انداز میں اس کا بے ضرر چہرہ دیکھا۔ اس کی نظروں کا احساس ہوتے ہی وہ چپ کر گئی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ وہ پلکیں جھکائے آہستہ لہجے میں پوچھ بیٹھی۔

"تمہیں دیکھ رہا ہوں؛ سالار نے اس کے چہرے پر اپنی خمار آلود نظریں دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"اور مجھ میں کیا دیکھ رہے ہیں؟ مرحا اس کا دھیان بٹانے کو قدرے شرارت سے بولی۔

"اس مصوّر کے قلم سے تعمیر شدہ اس حسین تخلیق کو دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ یہ شاہکار صرف میرا ہے؛ مکمل میرا؛ جذبات سے چور آواز مرحا کو اپنے حواسوں پر اس پل چھاتی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے میسمرائز ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اپنی آنکھوں پر میر سالار کے لبوں کا لمس محسوس کر کے اس کی ساری جان ہتھیلیوں میں سمٹ آئی تھی۔اس کے بعد اپنے چہرے کے نقش نقش پر اس کی تباہ کن گستاخیوں پر مرحا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا وجود پسینے میں نہا گیا ہو۔اس نے اپنی کمر پر اس کے سرائیت کرتے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر مزاحمت کرنی چاہی مگر وہاں گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔

میر سالار نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اس کے مرمریں وجود کو خود میں سمیٹا اور اس کی چوٹیوں کے بل کھول ڈالے۔لمبے گھنے بال آبشار کی مانند بیڈ پر دور تک پھیل گئے۔کھڑکی سے جھانکتے چاند کی نرم سی روشنی اس ماحول کو مزید دلکش روپ دے رہی تھی۔قطرہ قطرہ بیتتی رات لمحہ بہ لمحہ مزید حسین ہوتی جا رہی تھی۔

💚💚💚💚💚

وہ ساکت سی آسیہ بیگم کو نا سمجھی بھرے تاثرات کیساتھ دیکھے جا رہی تھی اور اس کے سامنے آسیہ بیگم اور سویرا بے بسی کی تصویر بنی بیٹھی ہوئی تھیں۔آسیہ بیگم سے صبر نہ ہو سکا تھا اس لئے زکا صاحب کے سونے کے بعد وہ سویرا کو سارے معاملات سے آگاہ کرتی اس کے ساتھ ہی زوفا سے بات کرنے کے ارادے سے اس کے کمرے میں چلی آئی تھیں۔

"کچھ تو بولو زوفا، ہمیں یوں چپ کی مار تو مارو؛ سویرا نے رندھی آواز میں کہا۔

"سویرا صحیح کہہ رہی ہے، کچھ تو بول میری بچی، جب تک تو بولے گی نہیں تب تک ہمیں کیسے پتہ لگے گا کہ تو کیا سوچ رہی ہے؛ آسیہ بیگم آبدیدہ سی اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"نہیں ہر گز نہیں، سنا آپ دونوں نے؟ مجھے نہیں منظور یہ رشتہ۔۔،، آپ ابھی اور اسی وقت میرا اداکو میرا انکار پہنچا دیں۔۔؛؛ وہ یکایک ہوش میں آتی جھٹکے سے ان سے علیحدہ ہوئی اور تقریباً چیختے ہوئے بولی۔ اس کے اس شدید رد عمل پر وہ دونوں ساکت و جامد رہ گئیں۔

"زوفا، لیکن اتنے اچھے رشتے کو ٹھکرانے کا جواز کیا ہے آخر بیٹا؟ آسیہ بیگم کی آواز تھکن سے چور تھی۔

"کسی اور جواز کی کوئی گنجائش بچتی ہے امی سائیں، میری بد قسمتی ہی جب سب سے بڑا جواز ہے تو یہ سوال بے معنی ہے پھر؛؛ وہ شدتِ غم سے کانپتی آواز میں بولی۔ اس کی بات پر سویرا اپنی نم پلکیں جھپکنے لگی جبکہ آسیہ بیگم کا دل تو جیسے لہولہو ہو گیا۔

"بد قسمت تو نہیں ہے، بد قسمت تو وہ شخص ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے مقدر پر سیاہی ملی ہے۔ جب تک تو سب کچھ بھول کر آگے بڑھنا نہیں سیکھے گی زوفا، یہ غم تجھے دیمک کی طرح آہستہ آہستہ نگل جائے گا۔۔؛؛ آسیہ بیگم نے اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"امی سائیں درست ہیں زوفا، تم کب تک خود کو یوں اذیت دیتی رہو گی ہاں؟ ہمارے دل سے پوچھو جو تمہیں اس حال میں دیکھکر کتنا تڑپتا ہے۔ خدا کیلئے بات کو سمجھو۔۔!! سویرا نے جیسے درخواست کی تھی، مگر وہ بے حس بنی چپ سادھے بیٹھی رہی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان سارے جھمیلوں سے دور کہیں گوشہ نشین ہو جائے، جہاں اشرف المخلوقات تو کیا ہوا تک کا گزر نہ ہو۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں زوفا؛ آسیہ بیگم کی آواز پر وہ خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں اس رشتے کیلئے راضی نہیں ہوں بلکہ میں کسی بھی رشتے کیلئے راضی نہیں ہوں۔ بہتر ہو گا آئیندہ آپ سب مجھ سے اس بارے میں کوئی بھی بات نہ کریں۔۔؛اس نے گالوں پر لڑھک آئے اکلوتے آنسو کو رگڑتے ہوئے سختی سے دوٹک لہجے میں کہا تو وہ دونوں بے چارگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئیں۔

💙💙💙💙💙

وہ اس وقت آفس میں موجود فائلوں میں سر دیئے ان سے نبرد آزما تھا۔ یکایک فون پر ہوتی بپ پر اس نے فائل بند کر کے فون اٹھایا تو سکرین پر سائرہ بیگم کا نمبر موجود دیکھکر اس نے کال پک کی۔

"کیا بات ہے امی سائیں، آج آپ کو صبح صبح اپنے اس خوبرو بیٹے کی یاد کیسے آ گئی؟ فون کان سے لگا کر اس نے کچھ شرارت سے پوچھا۔

"خبر ہی ایسی ہے میر، سوچا تمہیں بھی اطلاع کر دوں۔۔؛سائرہ بیگم کی پر سوز آواز پر وہ ٹھٹھک سا گیا۔

"کیا ہوا خیریت؟ کسی خدشے کے پیشِ نظر اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں پوچھا۔

"تمہاری مورے آج صبح ہی صبح سیڑھیوں سے گر پڑی ہیں۔ بھاگم بھاگ سب ہسپتال لے گئے مگر ان کی حالت تشویشناک ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر آ گیا ہے جس سے وہ شاید اپنی بقیہ ماندہ عمر بھی بستر پر لیٹے لیٹے ہی گزار دیں۔۔؛سائرہ بیگم کی اطلاع پر وہ شدید دکھ کی لپیٹ میں آ گیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مورے کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ اسی کا خمیازہ ہے جو انسانیت سے بالاتر سلوک انہوں نے زوفا کیساتھ روا رکھا تھا۔ان کی اس حالت پر دکھ تو بہت ہے مگر قدرت کے انصاف کا طریقہ کار ہی یہی ہے۔اسی کو "مکافاتِ عمل؛ کہتے ہیں۔۔!!!اس لہجہ یاسیت زدہ سا تھا۔

"تم صحیح کہتے ہو میر،اوپر والے کے انصاف پر تو مجھے اسی دن مکمل طور پر یقین ہو چلا تھا جب بابا سائیں(وہاج شاہ) اپنے انجام کو پہنچے تھے۔بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے!!سائرہ بیگم دلدوز سی بولیں۔

"ہمم بیشک،تو ڈاکٹرز ڈسچارج کب کریں گے؟میر نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے تھوڑا طبیعت سنبھل جانے کے بعد ڈسچارج کریں۔۔!سائرہ بیگم کے جواب پر وہ سر ہلا گیا۔

"مجھے وقت ملے گا تو ضرور آؤں گا امی سائیں۔۔،خدا حافظ۔۔؛اس نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

"بیشک اس کی لاٹھی بے آواز ہے،بیشک وہ بہترین عدل وانصاف والا ہے؛خود سے آہستہ لہجے میں کہتے ہوئے وہ دوبارہ فائلز پر جھک گیا۔

اب لاکھ تیرے در کے دریچے کھلے رہیں

آواز مر گئی،تو صدائیں کہاں سے دوں؟

وہ اس وقت اس لمبے گھنے راستے پر موجود تھی جس کے چاروں سمت جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ان جھاڑیوں کے علاوہ اسے دور دور تک کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا سوائے اپنے،،آس پاس انسان تو کیا کسی جنگلی جانور کا بھی نام و

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نشان نہ تھا۔ایسا لگتا تھا چاروں سو قحط کا عالم ہے۔اس وقت وہ سر سے پاؤں تک سفید لباس میں ملبوس اور ننگے پاؤں تھی۔اس کے سر پر سوار دھوپ اس قدر تیز تھی کہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا اس دھوپ کی تپش سے اس کا سارا وجود جل کر بس کسی بھی پل راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو جانے کو ہے۔

پیاس کی شدّت سے اس کے حلق میں کانٹے سے اگ آئے تھے۔کسی نامعلوم مسافر کی مانند وہ بس چلتی جا رہی تھی۔ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ کڑی مسافت ہی اب اس کا مقدر بن گئی ہو۔

چلتے چلتے وہ ایک ٹیلے نما راستے کی جانب آ نکلی۔اس کے پاؤں کی جِلد اس صحرائی نما راستے پر ننگے پاؤں چلنے کی وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ چکی تھی جس سے رستا خون بھی اپنی جگہ جمتا جا رہا تھا۔اس کے اندر اب مزید چلنے کی بھی ہمت ناپید ہوتی جا رہی تھی۔اس ٹیلے پر بمشکل وہ چند قدم ہی چلی تھی کہ اس کی نظر ٹیلے کے نیچے موجود بہتے جھرنے پر جا پڑی۔اس جھرنے کو دیکھتے ہی اسے یوں لگا جیسے اس کی پیاس کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا ہو۔اس کے ہونٹوں پر بیساختہ ایک عاجزی سے بھرپور مسکان آ گئی۔وہ بے طرح جھرنے کی جانب لپکی اس بات سے بے پرواہ کہ اس کا یہ قدم اس کی موت کی وجہ بھی بن سکتا ہے۔

اندھا دھند وہ جھرنے کی جانب دوڑتی چلی جا رہی تھی کہ ٹیلے کے سرے پر پہنچتے ہی اسے محسوس ہوا کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔وہ بیساختہ پلٹی اور سامنے کھڑے وجود پر نظر پڑتے ہی اپنی جگہ گویا پتھر کی ہو گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سامنے کھڑا شخص اپنے دلکش لب و لہجے میں اس سے کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ اسے سمجھنے سے قاصر تھی۔وہ تو محض یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔اچانک آسمان پر چاروں جانب گھنے بادل چھا گئے۔موسم ٹھنڈا جبکہ ہوائیں پر کیف سی ہو گئی تھیں جو اس کے چہرے کو چھو کر اس کی روح تک کو سیراب کر رہی تھیں۔پیاس کا احساس بھی اب نہیں رہا تھا۔ حیرت انگیز طور پر اس کے پاؤں کی جلن بھی اب ختم ہو چکی تھی۔حتیٰ کہ جس وحشت نے اس کے دل میں گھر کیا ہوا تھا وہ اب سرے سے غائب تھی۔وہاں اب سکون تھا کامل سکون۔۔؛؛دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے میناٹوٹ کر برسا اور پل بھر میں ان دونوں کو جل تھل کر گیا۔

"آآآآہ،،؛وہ چیخ مارتے ہوئے بستر پر اٹھ بیٹھی۔خوف زدہ نظروں سے اس نے چاروں جانب دیکھا تو وہاں وہی سارا منظر تھا جو اس کے سونے سے پہلے تھا۔

"تو پھر وہ سب کیا تھا؟وہ صحرا،وہ ٹیلہ،اور وہ،وہ شخص؛؛زوفانے بے تحاشہ دھڑکتے دل کو قابو کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے پسینے سے شرابور چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کی دونوں ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئیں۔

اس شخص کا چہرہ یاد کرتے ہی اس کی آنکھوں میں بیساختہ آنسو بھر آئے۔خواب میں موجود شخص کوئی اور نہیں بلکہ "ایس۔پی۔حسن؛تھا۔

"یا اللہ مجھے کوئی راستہ دکھا اللہ،،کیا میں کچھ غلط کر رہی ہوں؟کیا میں ایک ایسے شخص کا ساتھ ٹھکرا کر کچھ بہت غلط کر رہی ہوں جو مجھ سے بے غرض محبت کرتا ہے،،یا اللہ میری مدد کر،مجھے وہ شعور عطا فرما جس کی بدولت میں اپنی زندگی کا صحیح فیصلہ لے سکوں؛وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بے بسی سے سسک اٹھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"عورت ہمیشہ غلط مرد سے دھوکہ کھانے کے بعد اس کا بدلہ صحیح مرد سے لیتی ہے؛؛اچانک اس کے کانوں میں جیسے کوئی بہت زور سے چیخا تھا۔ پھر یہ آوازیں گویا اس کے چاروں سمت گونجنے لگیں۔اس نے ان کے تعاقب سے بچنے کیلئے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لئے مگر یہ آوازیں ہنوز اس کے کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں۔بے بسی کی شدت سے اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی۔یکایک روتے روتے اس کے آنسو تھم سے گئے۔اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر نم ہتھیلیوں کو دیکھا،اور پھر سختی سے دونوں گالوں کو رگڑ کر وہ گویا اس پل کسی حتمی فیصلے پر پہنچ چکی تھی۔

وہ زار و قطار روتے ہوئے بین کر رہی تھیں۔ان کے لبوں پر محض زوفا کا ہی نام تھا۔وہ بار بار اپنے مظالم کیلئے جو کہ انہوں نے زوفا پر ڈھائے تھے،معافی مانگ رہی تھیں،مگر جس کیلئے ان کے یہ الفاظ تھے،اس کا آس پاس کہیں بھی نام و نشان نہ تھا۔بڑی حویلی کے چند افراد(جو کہ فلحال ہاسپٹل میں ان کے ساتھ موجود تھے)ان کے ارد گرد کھڑے تاسف سے انہیں دیکھ رہے تھے۔آج جب قدرت کی لاٹھی نے اپنا کمال دکھایا تھا تو شاہ بی بی جنہیں اپنے آگے لوگ کسی تنکے سے بھی کمتر محسوس ہوتے تھے،کے تمام تر کس بل نکل چکے تھے۔

قریب کھڑی حفضہ بیگم کی آنکھوں میں بھی بیک وقت شرمندگی اور خوف دونوں ہی اپنی جھلک دکھا رہے تھے۔ان کا جوان بیٹا قتل ہو کر منوں مٹی تلے دفن ہو چکا تھا اس بات کا سبھی کو غم تھا،مگر جس طرح کا سلوک انہوں نے زوفا کیساتھ روا رکھا تھا اب انہیں اس پر ندامت ہوتی تھی۔جب سے انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ "ان کے فرزند شموئیل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

خان کا قاتل صارم اپنے انجام کو بہت پہلے ہی پہنچ چکا تھا جبکہ زوفا نے ناحق اس کے گناہ کی سزا کاٹی تھی، تب سے وہ تو خود سے بھی نظریں چار کرنے کے قابل خود کو نہ پا رہی تھیں۔

"زوفا بس ایک بار میرے روبرو آجاؤ اور کہہ دو کہ تم نے مجھے معاف کیا۔ تم مجھے معاف نہیں کرو گی تو مجھے قبر میں بھی راحت و سکون نصیب نہیں ہو گا؛ شاہ بی بی اونچی آواز میں گریہ وزاری کر رہی تھیں۔

"مورے، زوفا یہاں کہیں نہیں ہے۔ اب ان معافی تلافی کا کوئی فاعدہ نہیں ہے۔ جو گزر گیا سو گزر گیا۔ مجھے نہیں لگتا کہ اب اس سب کی کوئی ضرورت ہے؛؛ زیشان شاہ نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہا، مگر اس کے برعکس وہ مزید مچل اٹھیں۔

"تم چھوٹی حویلی جاؤ زیشان خدا کیلئے اسے مناؤ، اسے کہو مجھے معاف کر دے ورنہ میں ہر لحاظ سے تباہ و برباد ہو جاؤں گی؛ انہوں نے زیشان شاہ کو ملتجی نگاہوں سے دیکھا۔ ان کی بات سن کر وہ بدک گئے۔

"ہرگز نہیں مورے، میں اپنے اندر قطعی اتنی ہمت نہیں پاتا کہ چھوٹی حویلی کہ دہلیز پر قدم بھی رکھ سکوں کجا کہ زوفا سے نظریں ملانا۔۔ ہرگز نہیں، مجھے معاف کریں۔۔!! ان کے دوٹک انکار پر وہ مزید زور و شور سے رونے لگیں۔

"مانا کہ اس گناہ میں ہم سبھی شامل تھے مگر، مجھے ایک بات بتائیں مورے، ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے جیسے بابا سائیں کے کارنامے کے متعلق آپ کو پہلے سے ہی آگہی تھی۔ بابا سائیں نے صارم کو قتل کر دیا تھا وہ بھی شموئیل کے قتل

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

کے دو روز بعد ہی، کیا آپ کو اس راز کے سب کے روبرو فاش ہونے سے پہلے سے ہی اس بات کا علم تھا؟ سبحان شاہ نے سوال اٹھایا۔

"ہاں، مجھے اس کے چند روز بعد یہ خبر تمہارے بابا سائیں سے ہی پتہ چلی تھی۔ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی میں ان کیساتھ اس گناہ میں شامل ہو گئی۔ اللہ نے میرے لئے بہتر سزا چنی ہے۔ بیشک وہ بہترین انصاف کرنے والا ہے۔ مجھ جیسی کیلئے یہی سزا ہونی چاہئے کیونکہ میں اسی قابل ہوں۔۔!! وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچ کر بولیں جبکہ بقیہ افراد کی آنکھوں میں ان کیلئے اب تاسف کیساتھ ساتھ رحم بھی در آیا تھا۔ خاموش کھڑی حفضہ بیگم نے خود ہی چھوٹی حویلی جانے کا دل ہی دل میں مسمم ارادہ باندھا اور گہرا سانس بھرتے ہوئے مورے کو دیکھنے لگیں۔

"یہ جس مٹی پہ تم اترا رہے ہو
منوں مٹی تلے جانا ہے اِس کو؛

❤❤❤❤❤

صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد وہ آسیہ بیگم کے کمرے میں چلی آئی۔ ساری رات وہ جس ادھیڑ بن کا شکار رہی تھی اب اس سے نجات پانے کی شدت سے خواہش مند تھی۔ آسیہ بیگم ناشتے کی میز پر بھی بہت خاموش خاموش سی تھیں۔ زوفا جانتی تھی کہ وہ اس کی وجہ سے فکر مند ہیں۔ وہ ایک "ماں؛ تھیں پھر بھلا اسے دکھ اور اذیت میں گھرا کس طرح دیکھ سکتی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"امی سائیں؛ کیا میں اندر آسکتی ہوں؟اس نے کھلے دروازے پر ہی انگلی کی مدد سے ٹک ٹک کی تو آسیہ بیگم جو کہ اب وارڈروب کھولے کھڑی تھیں چونک کر اس کی جانب مڑیں۔

"آجاؤ زوفا؛ گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ وارڈروب کھلا چھوڑے ہی بیڈ پر آبیٹھیں تو وہ بھی چلتی ہوئی بیڈ پر ان کے قریب ہی ٹک گئی۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟اس نے بغور انہیں دیکھا۔

"نہیں میری جند جان؛ میں بھلا تجھ سے کیسے ناراض ہو سکتی ہوں۔بس تیرے لئے فکر مند ہوں، مگر خیر چھڈ دے اس گل کو،جب تجھے یہ رشتہ نہیں منظور تو میں بھی تجھ سے جبر وزبردستی کی خواہش نہیں رکھتی۔۔،،انہوں نے محبّت سے چور لہجے میں کہتے ہوئے اس کا گال سہلایا تو زوفا کی آنکھیں نم سی ہو گئیں۔

"مجھے معلوم ہے آپ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں اور ایک ماں ہونے کے ناطے آپ کی بے لوث محبت کی میں دل سے قدر بھی کرتی ہوں۔آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے امی سائیں؛اس نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما تو وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔اسی دوران زکا صاحب جو کہ کمرے میں ہی آرہے تھے ان کی گفتگو پر وہیں دروازے پر ٹھہر گئے،اور دونوں ہاتھوں کو پشت پر باندھے وہ انہیں سماعت کرنے لگے تاہم ان دونوں کو زکا صاحب کی آمد کی خبر نہ ہوئی تھی۔

"جس رشتے کیلئے آپ نے رات مجھ سے بات کی تھی، میں اسی بابت آپ سے بات کرنے آئی ہوں۔۔؛زوفا نے نظریں جھکا کر کہا تو آسیہ بیگم الجھ کر اسے دیکھنے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

زوفا میری جان، کوئی بات نہیں بیٹا، مجھے پتہ ہے تم مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی مگر یقین مانو میرے لئے تمہارے خوشی سب سے اوّل ہے۔ میں نے رات تم سے بات کی اور تم نے انکار کر دیا بس بات ختم!! آسیہ بیگم نے دوبارہ اس کے اس متعلق بات کرنے کو اس کی شرمندگی سے تعبیر دی تو اسے ریلیکس کرنے کو سمجھانے لگیں۔

"نہیں امی سائیں، بات دراصل یہ ہے کہ اب میں اس رشتے کیلئے راضی ہوں۔۔؛ زوفا نے بمشکل پلکیں جھپکتے ہوئے گویا اشکوں کو اندر اتارا جبکہ آسیہ بیگم آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگیں۔ انہیں اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔ ان کے برعکس زکا صاحب کے لبوں پر شکر آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ کیا بات کر رہی ہے زوفا؟ کل رات تو تو بضد تھی کہ تجھ سے اس رشتے تو کیا بلکہ کسی بھی رشتے کے متعلق بات نہ کی جائے پھر اب کی ہوا؟ آسیہ بیگم جب زرا بولنے کے قابل ہوئیں تو ایک ہی سانس میں سوال کر بیٹھیں۔

"بس خدا نے میرے دل میں ڈال دیا ہے کہ مجھے اس رشتے پر راضی ہو جانا چاہئے۔ میں بضد ضرور تھی مگر اب خود حامی بھر رہی ہوں۔" میں حسن سے شادی کیلئے راضی ہوں۔ ماضی کا دامن چھوڑ کر اب میں محض اپنے حال اور مستقبل کا پہلو تھامنا چاہتی ہوں؛ اس نے کانپتی آواز میں کہا تو آسیہ بیگم نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ اس پل زوفا کے بھی ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ زکا صاحب کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر خود بھی اشکوں سے بھر آئیں۔ وہ ان دونوں کے قریب آ کھڑے ہوئے اور تسلّی آمیز انداز میں باری باری دونوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا تو وہ چونک کر علیحدہ ہوئیں۔ زوفا زکا صاحب کو دیکھکر بے اختیار بیڈ سے اٹھی اور ان کے سینے سے آ لگی۔

"بابا سائیں؛ بمشکل اس کے لبوں سے یہ الفاظ نکلے اور ایک بار پھر اس کی سسکیاں بندھ گئیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بس کرو میری بچی، اللہ نے یقیناً تمہارے لئے کچھ بہترین اور خوبصورت سوچا ہے۔ یہ رشتہ ہر لحاظ سے اچھا ہے۔ لڑکا بھی مکمل طور پر خوبرو اور لائق ہے۔ کسی چیز کی کوئی کمی نہیں۔ وہ محبت کرنے والے اور عزت دینے والے لوگ ہیں۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ تم اس شخص کی ہمراہی میں بہت خوش رہو گی۔۔؛ زکا صاحب آبدیدہ لہجے میں کہتے ہوئے اس کا سر سہلانے لگے ساتھ ہی آسیہ بیگم کو دیکھا تو وہ بھی اس کی پشت سہلاتے ہوئے طمانیت سے اثبات میں سر ہلا گئیں۔ ان دونوں کے ہی دل اس وقت اپنی لاڈلی بیٹی کی حقیقی خوشیوں کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے۔

دل یہ کہتا ہے ضبط لازم ہے

ہجر کے دن کی دھوپ ڈھلنے تک !!

اعترافِ شکست کیا کرنا

فیصلے کی گھڑی بدلنے تک !!

دل یہ کہتا ہے حوصلہ رکھنا

سنگ رستوں سے ہٹ بھی سکتے ہیں !!

اس سے پہلے کہ آنکھ بجھ جائے

جانے والے پلٹ بھی سکتے ہیں !!

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اب چراغاں کریں ہم اشکوں سے

یا مناظر بجھے بجھے دیکھیں!!

ایک طرف دل ہے ایک طرف تو ہے

دل کی مانیں کہ اب تجھے دیکھیں!!

اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ اب پلٹ کر ماضی کی راکھ کو کریدنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی محبت کی نارسائی پر ماتم کرنا چاہتا تھا۔

دوسری جانب زکا صاحب نے سالار کو فون کال کے زریعے زوفا کی رضامندی کا عندیہ دے دیا۔کچھ پل کو تو میر سالار کو بھی اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا مگر پھر زکا صاحب کے یقین دلانے پر اس کے چہرے پر خوشی اور حیرت کے تاثرات بیک وقت در آئے۔وہ حسن کیلئے بہت خوش تھا اور اب جلد از جلد اسے یہ خوشخبری سنانا چاہتا تھا۔مرحا کو بھی اس کی زبانی زوفا کی رضامندی کا علم ہوا تو وہ خوشی و مسرت سے پھولے نہیں سمائی۔

میر سالار نے بی جان کو کال پر ہی ساری بات سے آگاہ کرتے ہوئے ساتھ ہی زوفا کے مان جانے کی خوشی سنائی تو بی جان کے ہاتھوں گویا ہفتِ اقلیم لگ گئی۔زوفا اب ہمیشہ کیلئے ان کے گھر کی زینت بننے کو تھی یہ سوچ کر ہی وہ نہال ہو گئیں۔میر سالار نے بی جان کو حسن سے اس بابت بات کرنے سے فلحال منع کیا کیونکہ وہ خود حسن سے اس بارے میں روبرو کلام کرنا چاہتا تھا۔اس نے بی جان کا فون نمبر بھی آسیہ بیگم کو دے دیا تاکہ دونوں خواتین آپس میں سارے معاملات طے کر سکیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

صبح کے دس بجنے کو تھے۔وہ آفس میں بیٹھا فائلوں سے طبع آزمائی میں مصروف تھا کہ ایس۔پی۔حسن چلا آیا۔ چہرے پر سنجیدگی کے آثار صاف طور پر نمایاں تھے۔میر سالار نے آہٹ پر سر اٹھایا تو سامنے اسے کھڑا دیکھکر ہولے سے مسکرا دیا۔

"مانا کہ مجھ سے ناراضگی ہے، مگر ایسی بھی کیا خفگی کے بندہ چہرے پر بارہ بجائے چار سو گھومتا رہے؛؛سالار نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ہنس کر کہا تو حسن نے جل کر اسے دیکھا۔

"تم میری ناراضگی کی وجہ بخوبی جانتے ہو سالار؛؛وہ لفظوں پر زور دیتا خود سامنے رکھی کرسی پر آ بیٹھا۔

"وجہ تو جانتا ہوں مگر تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا تمہاری ہی خوشی کیلئے کیا ہے؛؛میر سالار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا تو حسن یاسیت سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں ایک طرفہ خوشی میں کبھی خوش نہیں رہا میر۔میرے لئے وہ خوشی، خوشی ہی نہیں ہے جو مقابل کی اذیت کا سامان بنے۔تم نے بیشک میرا اچھا سوچا ہے اس میں ہرگز کوئی شک نہیں، مگر زوفا نے بہت پہلے ہی مجھ پر یہ واضح کر دیا تھا کہ ان کے دل میں اور ان کی زندگی میں میرے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔اب اس کے بعد بھی اگر میرے رشتے کیلئے چھوٹی حویلی میں بات ہوئی ہے تو یہ سراسر میری توہین ہے۔۔۔!!! حسن پیشانی مسلتے ہوئے کچھ جھلا کر بولا

READERS CHOICE

"بے فکر رہو حسن، تم فضول کی سوچوں میں بلاوجہ ہی خود کو رنج پہنچا رہے ہو۔میں تو آج تمہیں ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔یہ ایسی خبر ہے جسے سن کر تمہیں یقین تو نہیں آئے گا مگر یہ سچ ہے۔۔؛؛میر نے معنی خیز انداز میں کہتے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہوئے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا تو وہ جو اضطراری کیفیت میں پیشانی مسل رہا تھا چونک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"کیسی خوشخبری؟ میں کچھ سمجھا نہیں؛؛ حسن نے الجھن آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"سمجھاتا ہوں پیارے؛ تو آپ جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ محترمہ زوفا اس رشتے کیلئے بقائمی ہوش و حواس میں حامی بھر چکی ہیں۔ امید ہے چند روز میں وہ آپ کی شریکِ حیات کے روپ میں آپ کے روبرو ہونگی؛؛ میر نے طمانیت سے حسن کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ حیرت و بے یقینی کی شدت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا یقین نہیں آیا نا؟ سالار نے ابرو اُچکا کر اس کا حیرت سے بھرپور انداز نوٹ کیا تو وہ چونک کر یکلخت جیسے ہوش و خرد کی دنیا میں لوٹا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو سالار؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے ہاں؟ کل تک تو وہ اس رشتے کی زور و شور سے نفی کر رہی تھیں پھر آج آخر کون سا ایسا معجزہ درپیش آ گیا کہ انہوں نے فوراً سے حامی بھی بھر لی؟ حسن جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور تقریباً چباچبا کر بولا تو میر سالار نے مسکراہٹ دباتے ہوئے دونوں شانے اچکا دیئے۔

"اب اس بات کا تو مجھے کوئی علم نہیں، مگر چچا سائیں نے مجھے اس کا یقین ضرور دلایا ہے کہ زوفا اپنی مرضی سے اس رشتے کیلئے راضی ہوئی ہے؛؛ اس نے زکا صاحب کے الفاظ دہرائے تو حسن کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"خوب اچھی طرح سے جانتا ہوں میں کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے والدین کی خوشی کیلئے قربانی کا بکرا بننا چاہتی ہیں۔ مجھے ان سے اس بیوقوفی کی امید ہرگز نہیں تھی۔ بھلا اس رشتے کیلئے حامی بھرنے کی ان کو ضرورت ہی کیا تھی۔۔؛؛ کلس کر کہتے ہوئے وہ اِدھر سے اُدھر چکر کاٹنے لگا۔

"تم ایک بات تو بتاؤ مجھے۔ اب وہ راضی ہے تو تمہیں کیا مسئلہ ہے یار؟ اس کے راضی ہونے کا ہی مسئلہ درپیش تھا نا اب تو وہ بھی حل ہو گیا پھر کس بات کی الجھن ہے تمہیں؟ سالار نے زچ ہوتے ہوئے کچھ اونچی آواز میں پوچھا۔

حسن خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا؟ اب یہ سائلنٹ لک کیوں دے رہے ہو مجھے؟ میری بات کا جواب دو حسن؛؛ میرا اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"کسی بات کی الجھن نہیں؛؛ حسن نے جیسے خود سے کہا۔ آواز قدرے آہستہ تھی، پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔ میر سر کو ہولے سے دائیں بائیں جنبش دیتا فون کی بجتی بپ پر اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

💜💜💜💜💜

حفضہ بیگم راکھی کے ہمراہ چھوٹی حویلی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئیں تو لان میں موجود ملازمہ اتنے عرصے بعد انہیں وہاں موجود دیکھکر فوراً اندر اطلاع دینے کو بھاگی۔ وہ اپنے اندر ہمت جمع کرتی راہداری سے ہوتے ہوئے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئیں۔ ابھی انہوں نے داخلی دروازے پر قدم ہی رکھا تھا کہ اپنے مقابل آسیہ بیگم کو کھڑا

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

دیکھکر وہ وہیں ٹھہر گئیں۔ نگاہیں چار ہونے پر حفضہ بیگم نے نظریں چرالیں ساتھ ہی آسیہ بیگم کے ہمراہ کھڑی شائستہ بیگم کو دیکھا جو خود بھی آسیہ بیگم کی ہی طرح انہیں تلخ نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔

"پوچھ سکتی ہوں کہ تم کیوں اور کس منہ سے آج چھوٹی حویلی کا رخ کر بیٹھی ہو حفضہ؟ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد اب بھی دل نہیں بھرا کیا تم سب کا جواب رہی سہی کثر بھی پوری کرنے چلی آئی ہو؟ آسیہ بیگم بیک وقت دلگیری و غم و غصّے سے تیز لہجے میں بولیں تو حفضہ بیگم تڑپ کر انہیں دیکھنے لگیں۔ اسی دوران وہاں سویرا و دیگر لڑکیاں بھی چلی آئیں۔ مرد حضرات حویلی میں اس وقت موجود نہ تھے۔

"بھابھی بیگم، میں تو یہاں بس اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے آئی ہوں۔ آپ کا اور میرا دکھ سانجھا ہے۔ جوان بیٹا میں نے بھی کھویا ہے اور آپ نے بھی۔ میں جانتی ہوں دل پہ کیا قیامت گزرتی ہے، مگر اپنے غم میں میں یہ بھول بیٹھی تھی کہ اوپر والی ذات جو کہ سب سے برتر اور اعلیٰ ہے اس کے قوانین کے آگے ہم انسانوں کے بنائے گئے فرمان کسی کام نہیں آتے۔ میں نے صارم کے جرم کی سزا زوفا کو دے کر اپنے لئے بے سکونی کا سامان خود کیا ہے۔ مجھے نہ دن میں سکون ہے اور نہ رات میں نیند آتی ہے۔ خدا کیلئے زوفا کو بلا دیں میں اس سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔۔؛؛ حفضہ بیگم کہتے ہوئے زار و قطار رونے لگیں۔ آسیہ بیگم کی آنکھوں میں نمی کیساتھ ساتھ ڈھیروں دکھ اتر آئے۔

READERS CHOICE

"تم سب نے میری بیٹی پر رحم کیا تھا جو میں اب تمہارے حال پر رحم کروں بتاؤ؟ اس کی بی جان اس کی ایک جھلک کو تڑپتی رہیں حتیٰ کہ زندگی کی بازی تک ہار گئیں مگر تم سب کو اس کے حال پر رحم نہ آیا تو اب کس امید کے تحت تم

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میرے سامنے کھڑی ہو؟انہوں نے غصے سے پھٹی ہوئی آواز میں سوال کیا تو حفضہ بیگم کا چہرہ ندامت کے احساس سے متغیر ہو گیا۔

"میں مانتی ہوں کہ ہم نے اس پر ناحق ظلم کے پہاڑ توڑے مگر بھابھی بیگم خدارا میری صرف ایک بار زوفا سے ملاقات کرادیں۔۔؛؛حفضہ بیگم دونوں ہاتھوں کو جوڑے ایک بار پھر زور و شور سے رونے لگیں۔

"اگر میر نے زوفا کو اس زندان سے نہ نکالا ہوتا تو اب تک میں اپنی بیٹی کا شاید مرا ہوا وجود بھی دیکھ چکی ہوتی جو کہ تم سب کی ہی بدولت ہوتا۔۔؛؛نکل جاؤ یہاں سے۔اب کسی معافی تلافی کی کوئی گنجائش نہیں بچتی۔۔؛آسیہ بیگم نے دروازے کی جانب اشارہ کیا تو حفضہ بیگم دو قدم مزید آگے بڑھ آئیں۔

"بھابھی بیگم،میری طرح مورے بھی بہت تکلیف میں ہیں۔وہ سیڑھیوں سے گر پڑی ہیں جس سے انہیں کافی چوٹیں آئیں ہیں حتیٰ کہ ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر آگیا ہے۔اب شاید وہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی بستر سے نہ اٹھ سکیں۔ وہ بھی زوفا سے معافی کی خواہشمند ہیں۔خدا کیلئے زوفا کو بلادیں۔۔؛؛حفضہ بیگم بتاتے ہوئے دوبارہ ملتجی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگیں،جبکہ آسیہ بیگم کے سپاٹ چہرے پر اس پل کوئی تاثر موجود نہ تھا سوائے تلخی کے،،،

"ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ انہی کی دین ہے؛اس میں میں اور میری بیٹی کچھ نہیں کر سکتے۔۔تم جاؤ یہاں سے؛؛ آسیہ بیگم نے سرد لہجے میں کہا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میں یہاں موجود ہوں؛؛یکایک زوفا کی آواز پر سب چونک کر پیچھے کی جانب مڑے جہاں وہ دروازے کے پیچھے کھڑی خاموش نگاہوں سے کسی پتھر کی مورت کی مانند کھڑی تھی۔اسے سامنے دیکھکر حفضہ بیگم دیوانہ وار اس کی جانب بڑھیں۔

"زوفا؛انہوں نے اسے شانوں سے تھامنا چاہا مگر وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"جو کہنا ہے فاصلے سے کہیں۔آپ جیسوں کی قربت مجھے راس نہیں ہے۔یہ میں دیکھ بھی چکی ہوں اور سمجھ بھی چکی ہوں؛؛؛طنزیہ نظروں سے حفضہ بیگم کا سرخ چہرہ دیکھتے ہوئے اس نے تیکھا سا وار کیا تو وہ گویا بلبلا کر اسے دیکھنے لگیں۔

"مجھے معاف کر دو زوفا،بلکہ ہم سب کو معاف کر دو؛؛مجھے پتہ ہے ہمیں تمہاری ہی آہ لگی ہے جو کسی بھی پل سکون نہیں ہم سب کو۔۔،،مورے اور بابا سائیں کو بھی ان کے ظلم و ستم کے لئے معافی دے دو۔۔!!حفضہ بیگم گڑگڑاتے ہوئے بولیں۔

"میں نے کبھی کسی کو بھی بد دعا نہیں دی کیونکہ مجھے اس بات پر پختہ یقین تھا،ہے،اور تا عمر رہے گا کہ وہ جو کل کائنات کا مالک و خالق ہے جب وہ انصاف کرنے پر آتا ہے تو سب کچھ دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔میرا صبر رنگ لایا اور میرے ساتھ اس پاک ذات نے بھرپور انصاف کیا ہے۔رہی بات آپ کی منت سماجت کی تو جب اپنا وقت یاد کرتی ہوں تو دل چاہتا ہے وہ شب و روز جو کہ میں نے اس حویلی کے زندان میں گزارے تھے انہیں اپنی زندگی کے صفحے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

سے کھرچ کر پھینک دوں۔۔؛؛ضبط کی شدت سے کانپتی آواز پر قابو پانے کی بمشکل کوشش کرتے ہوئے وہ حفضہ بیگم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی

"زوفا خدا کیلئے چپ ہو جاؤ۔ تمہارے الفاظ میرے جسم پر کسی چابک کی مانند لگ رہے ہیں۔ خدا کیلئے رحم کرو زوفا،، حفضہ بیگم نے اس کے ہاتھوں کو تھامنا چاہا مگر اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور سرد نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"چلی جائیں یہاں سے؛ آئندہ میرے سامنے مت آیئے گا۔ جو بھی اس ظلم و ستم کا حصہ رہا ہے میں اس کا سامنا نہیں چاہتی۔۔ بہتر ہو گا آپ یہاں سے ابھی اور اسی وقت نکل جائیں۔۔!!اس نے اپنے گالوں کو دونوں ہاتھوں سے رگڑا اور پلٹ کر اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

"زوفا تم نے مجھے معاف کر دیا نا؟ مجھے یوں کشمکش میں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ مجھے معافی کا عندیہ دے دو ورنہ میری یہ زندگی میرے لئے موت سے بھی بدتر بن جائے گی۔۔؛؛ پیچھے حفضہ بیگم دہاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔ زوفا کے قدم وہیں ٹھہر گئے تاہم وہ پلٹی نہ تھی۔

"اپنے گناہوں کی معافی اوپر والے سے طلب کریں۔ میں تو بہت ادنی سی چیز ہوں اور خود کو سمجھتی بھی ہوں۔ اس پاک ذات کی بارگاہ میں جھکیں اور اسی سے معافی طلب کریں۔ باقی میں اب آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔؛ آہستہ مگر کاٹ دار لہجے میں کہہ کر وہ تیز قدموں سے اندر چلی گئی۔ حفضہ بیگم کے آنسو اس کی بات پر کچھ پل کو ٹھٹھر سے گئے پھر وہ دوبارہ اشک بہانے لگیں۔ فرداً فرداً وہاں سے سارے ہی افراد اندر کی جانب بڑھ گئے جبکہ حفضہ بیگم

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ہارے ہوئے جواری کی طرح نامراد واپسی کے راستے پر ہو لیں۔ایک کونے میں خاموش تماشائی بنی کھڑی راکھی بھی مایوسی سے سر ہلاتی ان کے ساتھ بڑی حویلی کو روانہ ہو گئی۔

" ازل سے ہے مکافاتِ عمل کا سلسلہ قائم
رلایا جس نے اوروں کو وہ خود بھی چشمِ تر ہو گا؛

اسے آساں سمجھ لینے کی دُھن میں
میں اپنے آپ مشکل ہو گیا ہوں!!
بہت پتّھر بنا ہوں ٹوٹنے کو
مگر ایک چوٹ سے "دل؛ ہو گیا ہوں!!
میری فطرت رہی ہے قتل ہونا
مگر مشہورِ قاتل ہو گیا ہوں!!
مجھے دریا سے ملنے کی حوس تھی
بکھر کر ریگِ ساحل ہو گیا ہوں!!
غُبارِ ہمسفر کے ساتھ رہ کر
پسِ محرابِ منزل ہو گیا ہوں!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات کا پچھلا پہر ہو چکا تھا، مگر نیند اب بھی اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ راکنگ چیئر پر بیٹھے بیٹھے اس نے یونہی رات گزار دی تھی۔ اپنی یہ اضطراری کیفیت اس کی سمجھ سے باہر تھی۔ اب جب حالات اس کے حق میں سازگار تھے تب بھی وہ مضطرب تھا۔

دوسری جانب چونکہ بی جان تک یہ "خوشخبری؛ پہنچ چکی تھی سو ان کی خوشی عروج پر تھی۔ فون کے ذریعے ان کا آسیہ بیگم سے بھی رابطہ بحال ہو چکا تھا۔ آپسی مشورے سے دو ہفتے بعد کی ڈیٹ فکس کی گئی تھی۔ سب کچھ ویسا ہی چل رہا تھا جیسا وہ چاہتا تھا مگر ایک پھانس تھی جو اس کے سینے میں بری طرح سے پیوست ہو چکی تھی۔ اسے شک نہیں بلکہ کامل یقین تھا کہ زوفا محض اپنے والدین کی خواہش کی بنا پر اس رشتے پر راضی ہوئی ہے۔ اس نے اپنی آنکھوں سے زوفا کا شدت بھرا انکاری روپ دیکھا تھا پھر وہ یکلخت اس کے اس "اقرار؛ پر یقین کرتا تو بھلا کس بنیاد پر کرتا۔

میر سالار سے اس موضوع پر گفتگو ہونے کے بعد سے ہی وہ اس کنڈیشن کا شکار تھا۔ خوش ہونے کے برعکس اب اس کی ٹینشن میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا زوفا؟ مجھ سے ہمدردی اور رحم جیسے جذبے کی مرتکب ہو رہی ہیں آپ اور کچھ نہیں، مگر شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ مجھے اگر زندگی میں نفرت کسی چیز سے ہے تو وہ اسی سے ہے۔ آپ میری سنگت میں دلی طور پر خوش نہیں ہیں اس احساس کیساتھ میں اپنی ساری زندگی آپ کے ساتھ کیسے گزار سکوں گا۔ آپ کی دل آزاری کا احساس ہر پل ہر لمحہ مجھے احساسِ ندامت کے سمندر میں غوطہ زن کئے رکھے گا۔۔۔،، یہ آپ نے ٹھیک

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہیں کیا زوفا شاہ، ہر گز نہیں، نہ ہی اپنے ساتھ اور نہ ہی میرے ساتھ۔۔۔،،، سرخ آنکھوں سمیت لب بھینچے وہ راکنگ چیئر پر جھولتے ہوئے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے اس وقت ضبط کے آخری دہانے پر تھا۔رات کی خاموشی میں بس ایک تنہائی ہی تھی جو اس کی غمگسار بنی ہوئی تھی۔اس کے الاوہ اس کی لاتعداد سوچیں تھیں اور چار سو ایک ہو کا عالم تھا۔

💜💜💜💜💜

مرحا کی خوشی دیدنی تھی۔زوفا کی شادی کیلئے وہ بہت ایکسائٹڈ تھی۔آسیہ بیگم نے میر سے بالخصوص مرحا کو بھی ساتھ لانے کو کہا تھا۔ان کی تو خواہش تھی کہ مرحا ابھی سے چھوٹی حویلی آجائے مگر چونکہ شادی کی تیاریاں تن تنہا کرنا بی جان کیلئے قطعی ناممکن تھا اس بات کا خیال کرتے ہوئے میر سالار نے بی جان سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ شادی کی شاپنگ کیلئے مرحا کو بلا جھجک اپنے ساتھ لے جاسکتی ہیں باقی اور بھی کسی چیز میں اگر انہیں مرحا کی مدد درکار ہے تو وہ ان کے لئے حاضر ہے۔بی جان تو اس کی پیشکش پر نحال ہی ہو گئیں۔انہیں واقعی کسی ایسے فرد کی ضرورت تھی جو اپنی مدد اور مشورے سے ان کا کام آسان کر سکے۔ایسے میں میر سالار کا اتنا کیئر نگ انداز دیکھ کر ان کے دل میں اس کے لئے محبّت میں مزید اضافہ ہو گیا۔آج پہلا روز تھا جب مرحا بی جان کیساتھ شاپنگ پر گئی تھی،اس نے اپنے لئے بھی کچھ ڈریسز لئے تھے جبکہ بی جان نے اس کے مشورے سے ضرورت کی کچھ چیزیں خریدیں تھیں۔یہ کام چونکہ ایک روز میں تو ہونا نہیں تھا سو چند اشیاء کی خریداری کے بعد وہ کل دوبارہ آنے کے ارادے سے واپس ہو لی تھیں۔بعد میں میر سالار کے ڈرائیور نے اسے بی جان کے گھر سے پِک کر لیا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رات کے نو بجنے کو تھے۔میر سالار موبائل پر انگلیاں چلاتے ہوئے صوفے پر براجمان تھا۔اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ آئینے کے سامنے کھڑی صوفے پر بکھرے مختلف ڈریسز کو باری باری خود پر رکھتے ہوئے انہیں سیلیکٹ کرنے میں مصروف تھی۔

"سائیں، یہ دیکھیں یہ ڈریس مجھ پر اچھا لگ رہا ہے نا؟اس نے مصروف سے لہجے میں کہتے ہوئے آئینے میں نظر آرہے میر کے عکس کو دیکھا۔

"آپ جو بھی پہن لیں وہ آپ پر خوبصورت ہی لگتا ہے میری زندگی،،،اس کے سوال پر وہ موبائل ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا،اور پر شوق نظروں سے اسے دیکھا جو اس تعریف پر خوشی سے پھول کر کپّا ہو چکی تھی۔

"سائیں آپ بھی مجھے ہر حال میں اچھے لگتے ہیں؛اس نے نثار ہو جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا جو اس وقت بلیک کرتا اور شلوار میں ملبوس کندھوں پر شال ڈالے اپنے لمبے قد و قامت سمیت ہمیشہ کی طرح ایک عجیب سی دلکشی لئے ہوئے تھا۔

"اب میں نے تعریف کے بدلے میں تعریف کا تو نہیں بولا تھا جانِ من! وہ اپنی امڈتی مسکراہٹ ہونٹوں کے گوشوں میں چھپاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔کمرے کی لائٹ آف کرتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھ گیا۔ سائیڈ ٹیبل لیمپ کی روشنی میں مرحانے جوں ہی مدھم سی روشنی میں آئینے میں اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھا فوراً ڈریسنگ روم کی جانب لپکی مگر تب تک وہ ایک جست میں اس تک پہنچ چکا تھا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کہاں مسز؟اس کے دھان پان سے وجود کو اپنی جانب کھینچتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بولا ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود ڈریس کو صوفے کی جانب اچھال دیا۔مرحا کے لئے اس کی جانب دیکھنا بھی دشوار ہو گیا۔

"چھوڑیں تب بتاتی ہوں؛وہ نظریں جھکائے منمنا کر بولی۔

"ایسے بتانے میں کیا قباحت ہے؟وہ اسے خود میں مزید بھینچ کر مسکراتی آواز میں بولا۔

"جس طرح آپ دیکھتے ہیں اس کے بعد بھی مجھ سے یہ سوال کر رہے ہیں؟وہ ہونٹ سکوڑ کر بولی تو بیساختہ میر کا قہقہہ گونجا تھا اور وہ اپنی ہی بات پر جھینپ سی گئی۔

"کیسے دیکھتا ہوں میں زرا وضاحت فرمائیں گی اس کی؟وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا جواب بلش کرنے لگی تھی۔

"میں نہیں بتا رہی؛نروٹھے انداز میں کہتی وہ ایک بار پیچھے ہٹنے کی کوشش میں تھی کہ یکدم میر نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

"لیکن میں تو بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں اسپیشلی یہ کہ تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔وہ نہیں سنو گی؟وہ شدت بھرے انداز میں اس کے رخسار پر مہر ثبت کرتا مخمور انداز میں بولا تو مرحا کے چہرے پر قوس وقزح کے رنگ بکھر گئے۔

"سائیں،کل بی جان کیساتھ شاپنگ پر بھی جانا ہے نا؟خود میں سمٹتے ہوئے اس نے بچاؤ کی آخری کوشش کی۔

"تو؟اسے بیڈ پر لٹا کر اس پر جھکتے ہوئے میر نے اس کے دوسرے گال پر ہونٹ رکھ دیا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں! وہ اس کی شال پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولی تو میر سالار نے ہولے سے ہنستے ہوئے لیمپ کی روشنی میں اس کا معصومیت سے بھرپور انداز دیکھا جو لرزتی پلکوں کیساتھ اس کے سینے پر نظریں جمائے ہوئے تھی جبکہ چہرہ شرم کی شدت سے سرخی مائل ہو رہا تھا۔

"جانتا ہوں؛ جذبات سے چور لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے لرزتے ہوئے گلابی مائل شہد آگہیں لبوں پر جھک گیا ساتھ ہی سائیڈ لیمپ کی روشنی گل کر دی۔

" ہم نے الفت کا بھرم سب سے جدا رکھا ہے
گویا سینے میں تجھے دل کی جگہ رکھا ہے؛

❤❤❤❤❤

گاؤں کے سرپنچ کی بیٹی کی شادی تھی پھر بھلا گاؤں بھر میں اس کی خبر کیوں نہ ہوتی، جوں ہی بڑی حویلی تک یہ خبر پہنچی مارے خوشی کے حرم کا برا حال ہو گیا۔ اس کے لئے تو یہ خبر کسی ہفتِ اقلیم سے کم نہ تھی جبکہ بقیہ سب کی شرمندگی وندامت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ وقت نے بازی پلٹی تھی اور سب کچھ تبدیل ہو چکا تھا۔ بڑی حویلی کے کسی بھی فرد کو ماسوائے "سالار اور مرحا؛ کے اس شادی میں شرکت کے لئے دعوت نہیں دی گئی تھی۔ چونکہ سالار نے کال پر سائرہ بیگم کو اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ زوفا کی شادی اس کے عزیز ترین دوست حسن سے ہو رہی ہے سو اب یہ اہم خبر بھی بڑی حویلی والوں سے چھپی ہوئی نہ تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

رفتہ رفتہ زوفا کے مایوں کا دن بھی آ گیا۔ چھوٹی حویلی میں بہت دنوں کے بعد خوشیاں اتری تھیں۔ سب کے چہرے حقیقی خوشی سے چمک رہے تھے۔ آسیہ بیگم وزکا صاحب کو کافی عرصے کے بعد ذہنی سکون نصیب ہوا تھا۔ ان دونوں کے دل بس زوفا کے دعا گو تھے۔

دوسری جانب مرحا اور بی جان کی شاپنگ بھی آناً فاناً ہی سہی پر بالآخر مکمل ہو چکی تھی۔ مرحا نے اپنی خریداری بھی پوری کر لی تھی۔ اس کے لئے چھوٹی حویلی سے بلاوا تو خیر ایک ہفتے قبل ہی آ گیا تھا پر چونکہ اب خریداری کا کام بھی اختتام پر جا پہنچا تھا تو وہ اب گاؤں کے لئے روانہ ہو جانے کو تھی۔

میر سالار اسے خیر و عافیت سے حویلی پہنچا کر واپس شہر جانے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ اسے بارات کے ساتھ گاؤں جو آنا تھا۔ ویسے بھی اس کی مصروفیات اسے گاؤں رکنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ شہر میں رہ کر وہ اپنا کام بھی مکمل کر سکتا تھا اور پھر وہاں سے باآسانی بارات کے ساتھ شاہ پور کے لئے بھی روانہ ہو سکتا تھا۔ فلحال وہ گاؤں جا کر مورے کی بھی عیادت کر لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ ان کی خبر گیری کو اب تک وہاں کا چکر نہیں لگا سکا تھا۔

مصروف تو حسن بھی بہت تھا مگر میر سالار ان مصروفیات کے دوران بھی اس کے اکھڑے موڈ کا اندازہ بخوبی لگا سکتا تھا مگر فلحال وہ اس سے اب اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ وقت دور نہیں جب حسن بھی اس کی طرح مطمئن اور خوش باش ہو گا۔ فلحال وقت کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس معاملے میں خاموشی اختیار کئے رکھے!!

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

" تم کیا جانو اپنے آپ سے کتنا میں شرمندہ ہوں

چھوٹ گیا ہے ساتھ تمہارا اور ابھی تک زندہ ہوں؛

سکندر شاہ دونوں ہاتھوں میں درد سے پھٹتے ہوئے سر کو تھامے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلے دو روز میں اس کی زندگی پہلے سے بھی زیادہ ابتری کا شکار ہو چکی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ آخر خود کو نارمل کس طرح کرے، بیقراری سی بیقراری تھی کہ کسی بھی پل سکون نہ تھا۔ جب سے اسے زوفا کی شادی کے متعلق خبر ہوئی تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا گویا اس کا وجود کسی بے جان پتنگ کی مانند ہوا میں ہی معلق ہو کر رہ گیا ہے۔ چھوٹی حویلی میں بجتے خوشی کے شادیانے اور ڈھولکیوں کی یہ آوازیں ہر پل ہر لمحہ اس کے اندر عجیب سا حشر پیدا کر رہی تھیں۔ اسے لگا وہ اگر مزید اس فضا میں سانس لے گا تو اس کا دم نکل جائے گا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب شہر کے لئے روانہ ہو جائے گا اسے تو ویسے بھی شادی کے ایک ہفتے کے بعد اپنے کام کے سلسلے میں شہر جانا ہی تھا سو اب وہ یہی بہانہ کر کے یہاں سے فوری طور پر نکل جانا چاہتا تھا۔ فلحال شہر سے بہتر جائے پناہ اس کے لئے کہیں نہ تھی۔

"ہائے سکندر سائیں آپ کب آئے مجھے تو خبر ہی نہ ہوئی؛؛؛ حرم کی چہکتی آواز پر وہ سر ہاتھوں سے اٹھائے سیدھا ہو بیٹھا تاہم اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ اس کی خاموشی پر حرم نے بغور اسے چبھتی نگاہوں سے دیکھا جو لب بھینچے نہ جانے کن سوچوں میں محو تھا۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے ایک ادا سے اس کے نزدیک آ بیٹھی۔

"سکندر سائیں، یہ ڈھولکی کی آواز تن من کو کس قدر سرور بخش رہی ہے نا؟ مجھے تو آج تک ڈھولکی کی آواز اتنی پیاری نہیں لگی جتنی آج لگ رہی ہے!!! دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کمالِ اداکاری سے آہ بھرتے ہوئے بولی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"تم کہنا کیا چاہتی ہوں حرم؟؟ سکندر شاہ نے سرخ آنکھوں کو مسلتے ہوئے اسے دیکھا جو ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میرا مطلب دیکھیں نا، اب زوفا بھی اپنے گھر کی ہو جائے گی اس سے اچھی بات بھلا اور کیا ہو سکتی ہے۔ چلو جی بالآخر اس کا بھی گھر بس رہا ہے اب؛؛ میں تو بہت مطمئن ہوں۔۔،،؛ حرم نے گویا سکندر کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔ اس کی بات پر سکندر شاہ نے لب بھینچ لئے اور بنا کچھ بھی کہے سامنے خالی دیوار پر نظریں ٹکا دیں۔

"سکندر سائیں، ایک بات تو بتائیں،، پچھلے دو روز سے میں آپ کو ضرورت سے زیادہ مضطرب پا رہی ہوں۔ خیر تو ہے نا؟؟ حرم نے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھ کر سوال پوچھا۔

"سب خیر ہے حرم، تمہارا وہم ہے یہ، میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ بس کام کے سلسلے میں زرا پریشان ہوں مجھے کل شہر کیلئے نکلنا ہو گا۔ مزید تاخیر کی تو کام کا حرج ہو گا۔۔؛؛ اس کے دو ٹک انداز پر حرم کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"مطلب کیا ہے آپ کا ہاں؟ ابھی ابھی تو ہماری شادی ہوئی ہے اور آپ شہر چلے جانا چاہتے ہیں؟ میں یہاں آپ کے بغیر کیسے رہوں گی اس بارے میں سوچا ہے آپ نے؟ کہیں نہیں جا رہے آپ فلحال۔۔؛؛ وہ تنک کر بولی۔ لہجہ قدرے ہٹیلا اور حکم دیتا ہوا تھا۔ اس کے انداز پر سکندر شاہ کے چہرے پر سرد سا تاثر پھیل گیا۔

"مجھ سے اس انداز میں بات مت کیا کرو حرم، مجھے تمہارا یہ انداز قطعی ناپسند ہے۔ رہی شہر جانے کی بات تو وہاں تو میں ہر قیمت پر جاؤں گا۔ مزید اپنے کام کا زیاں نہیں کر سکتا میں۔ تمہیں ساتھ چلنا ہو تو چلو دوسری صورت میں اگر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

تمہاری مرضی نہیں ہے تو بیشک یہیں رہو، مگر میں اب مزید یہاں نہیں رک سکتا!!! وہ بھی دوٹک لہجے میں کہتا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حرم کے چہرے پر زہر آلود مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ کام کازیاں دوروز پہلے تک تو نہیں ہو رہا تھا سکندر سائیں، اب یکایک سے آپ کو سود وزیاں کا احساس ستانے لگ گیا ہے واہ!!! وہ داد و تحسین کے انداز میں ہاتھوں کو جنبش دیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سکندر نے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیا اور محض مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"مجھے اچھی طرح سے اندازہ ہے کہ تمہاری ان باتوں کا مطلب دراصل کیا ہے مگر میں تمہارے ساتھ بحث ومباحثے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں حرم۔۔،، بہتر ہو گا جتنی جلدی ہو سکے اس بات کا فیصلہ کر لو کہ تم نے یہاں رہنا ہے یا میرے ساتھ کل شہر کیلئے روانہ ہو جانا ہے!! چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔

"ہونہہ، بہت اچھا ہو رہا ہے کہ شادی ہو رہی ہے اس کی، ایک بلا ٹل جائے گی میرے سر سے۔۔،، آپ مجھے جتنا بیوقوف سمجھتے ہیں میں اتنی ہوں نہیں سکندر سائیں، اچھی طرح معلوم ہے مجھے کہ یہ بزنس کا چکر آپ کو شہر جانے پر مجبور نہیں کر رہا بلکہ وجہ وہ زوفا ہے جس کی دیوانگی آپ کو شہر جانے پر اکسا رہی ہے؛؛؛ دانت پیس کر سوچتے ہوئے وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔ اس پل اس کے اندر ایک عجیب سی آگ لگی ہوئی تھی جو بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

READERS CHOICE

💚💚💚💚💚

آج وہ مرحا کو گاؤں لے آیا تھا۔ مرحا کو چونکہ چھوٹی حویلی جانا تھا سو شبانہ بی سے ملاقات کے بعد اس کا ارادہ وہیں جانے کا تھا، جبکہ میر سالار کی آج ہی شہر کے لئے واپسی تھی۔ وہ مرحا کو یہاں تنہا چھوڑ کر قطعی یوں واپسی کے حق میں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نہ تھا مگر آسیہ بیگم نے اسے ہر طرح سے یقین دلایا تھا کہ "وہ بے فکر ہو کر اسے چھوٹی حویلی چھوڑ جائے یہاں اسے کسی سے بھی کسی بھی طرح کا خطرہ لاحق نہیں ہو گا اس بات کی گارنٹی وہ خود لیتی ہیں؛؛ان کی یقین دہانی پر ناچار میر سالار کو ان کی بات ماننا پڑی تھی۔

دوپہر کی کڑی دھوپ سر پر منڈلا رہی تھی جب وہ بڑی حویلی پہنچے۔ حسبِ معمول حویلی کی گہما گہمی اپنے جوبن پر تھی۔ وہ دونوں حویلی میں داخل ہوئے تو اچانک انہیں سامنے دیکھکر سب سرپرائزڈ ہو گئے۔ وہ سلام کرتا سائرہ بیگم کے گلے آ لگا تو انہوں نے اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہوئے مرحا کی جانب دیکھا جو مؤدب انداز میں نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"مورے کہاں ہیں امیّ سائیں؟ اس سے پہلے کہ سائرہ بیگم کچھ کہتیں میر سالار کے سوال پر انہوں نے اسے مورے کا بتایا تو وہ مرحا کے ہمراہ ہی مورے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ سائرہ بیگم بھی اسی جانب ہو لیں۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سامنے بیڈ پر بے سدھ ولا غر پڑے وجود کو دیکھ کر دونوں ہی ساکت رہ گئے۔ میر سالار حقیقتاً دنگ رہ گیا تھا۔ مورے کی یہ حالت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی شاہ بی بی ہیں جو اپنے آگے کسی کو کچھ بھی سمجھنے کی قائل نہ تھیں۔ اب وقت اور حالات نے انہیں ایسے پڑاؤ پر لا کھڑا کیا تھا جہاں ان کا خود سے ایک قدم بھی چلنا محال تھا۔ مورے چونکہ آنکھیں بند کئے پڑی تھیں سو انہیں میر کی آمد کا پتہ نہیں چلا۔ سائرہ بیگم کے آواز دینے پر انہوں نے آنکھیں کھولیں تو سامنے کھڑے سالار کو دیکھکر وہ پہلے تو چند لمحے کچھ بول ہی نہ سکیں اور پھر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

ان کی آنکھوں سے گویا اشکوں کا ریلا بہہ نکلا۔ان کی حالت پر میر سالار تاسف اور افسوس سے لب بھینچے انہیں دیکھ رہا تھا جو بے تحاشہ رونے میں مصروف تھیں۔

"میر دیکھو میری کیا حالت ہو گئی ہے۔یہ سب میرے ہی گناہوں کی وجہ سے ہے۔میں نے جن جن لوگوں کے دل دکھائے ہیں آج ان کی آہ مجھے کھا گئی برباد کر گئی؛؛مورے آنسوؤں کے درمیان آہیں بھرتے ہوئے بولیں۔ان کی حالت پر مرحا کی بھی آنکھیں نم سی ہو گئی تھیں۔

"وقت سب سے بڑا استاد ہے مورے،یہ وہ سبق سکھا دیتا ہے جو ہم ہزار کتابیں پڑھ کر بھی نہیں سیکھ سکتے؛آپ کی یہ حالت دیکھکر مجھے واقعی بہت دکھ ہوا ہے اور سچ کہوں تو میں بے یقینی میں بھی مبتلا ہوں،مگر خیر جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے چاہے ہم یا آپ اسے روکنے کی لاکھ کوششیں بھی کیوں نہ کر لیں۔۔۔،،میر نے گہرا سانس بھرتے ہوئے یاسیت سے بھرپور انداز میں کہا۔اسی اثناء میں وہاں حفضہ بیگم بھی آ گئیں۔

"تم صحیح کہتے ہو میر۔ہونی کو بھلا کون ٹال سکتا ہے۔جب سے مجھے ساری حقیقت علم ہوا ہے میں تو خود ندامت کی عمیق گہرائیوں میں جا گری ہوں۔میں تو زوفا سے معافی کی خواہشمند تھی اور ابھی بھی ہوں اسی لئے میں چند روز قبل راکھی کے ساتھ چھوٹی حویلی بھی گئی تھی مگر مجھے وہاں جانے کا میرا جو مقصد تھا وہ پورا نہیں ہو سکا۔۔،،ان کی بات پر وہ سب چونک سے گئے اور پھر ان کی آخری بات پر مورے کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی۔

"اتنا سب کچھ ہونے کے بعد اب اس سے معافی تلافی کی امید رکھنا حماقت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ویسے بھی اب وہ میرے عزیز ترین دوست کی شریکِ سفر بننے جا رہی ہے۔بہت اذیت ناک مراحل سے گزر کر یہ خوشیاں

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اسے نصیب ہوئی ہیں سو بہتر ہے جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیا جائے۔۔!! میر کے دوٹک انداز پر حفضہ بیگم نظریں چرا کر رہ گئیں۔ مورے بھی بیچارگی کی تصویر بنی چپ رہ گئیں، پھر ان کی نظر خاموش کھڑی مرحا پر جا پڑی جو خود بھی ان کی حالت پر کفِ افسوس ملتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔ان کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ سر جھکا گئی۔

"اپنی دولت اور رتبے کے زعم میں میں نے ہر ایک کو اپنے قدموں تلے کچلنا چاہا تھا۔ بیشک وہ میرا ایک بدترین فعل تھا۔ مجھے معاف کر دو مرحا، میں نے تمہارے اور شبانہ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا یہاں تک کہ روشی کی سچائی سے پردہ اٹھ جانے کے بعد بھی میں نے تمہیں دل سے نہیں اپنایا اور نہ ہی شبانہ سے نرمی برتی۔۔،، شاہ بی بی نے اپنے لرزتے ہاتھ مرحا کے سامنے جوڑنے چاہے تو وہ یکدم بوکھلا گئی ساتھ ہی لپک کر ان کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں شاہ بی بی، ہم نے تو ساری زندگی آپ کا نمک کھایا ہے۔ رہی معاف کرنے کی بات تو وہ واقعہ تو میں کب کا بھول بھی چکی ہوں، اور میری اماں کو بھی کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ وہ میری خوشی میں ہی خوش ہیں۔ اس بار میں انہیں شہر اپنے ساتھ لے جانے کے ارادے سے آئی ہوں۔۔،، اس کا لہجہ دھیما و شائستہ تھا۔ شاہ بی بی یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھیں۔

"تم شبانہ کو ساتھ کیوں لے جانا چاہتی ہو مرحا؟ اس کا مطلب تو یہی ہوا نا کہ تم ناراضگی میں یہ سب کر رہی ہو!!

مورے کے سوال پر مرحا نے ایک نظر پشت پر ہاتھ باندھے سرد تاثرات کیساتھ کھڑے سالار کو دیکھا اور پھر مورے کی جانب دیکھا جو اسے ہی سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"انہیں ساتھ لے جانے کی وجہ آپ سب سے ناراضگی نہیں ہے بلکہ میں تو چاہتی ہوں وہ میرے ساتھ رہیں۔اس طرح مجھے بھی سکون رہے گا اور انہیں بھی۔وہاں ان کے ہونے سے رونق بھی رہے گی۔۔،بس وجہ یہی ہے۔۔،، اس کی بات پر مورے سر ہلا گئیں۔

"بعض اوقات ہم جسے کیچڑ کی مٹّی سمجھ بیٹھتے ہیں،در حقیقت وہی چیز ہیرا ثابت ہوتی ہے۔۔افسوس اس بات کی آپ کو سمجھ تو آگئی مورے مگر وقت آپ کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے!!!کمرے کی خاموشی میں سالار کی گھمبیر آواز گونجی۔سب کی آنکھوں میں تائید اتر آئی مگر کسی کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔حالات کی گردش نے انہیں اپنے شکنجے میں اس بری طرح سے جکڑا تھا کہ اب سوائے ان کے پاس گریہ زاری و پچھتاوے کے کچھ بھی نہ بچا تھا۔

مورے کی مزاج پرسی کے بعد میر سائرہ بیگم کے ہمراہ ہی صحن میں موجود دیوان پر آ بیٹھا۔مرحا بھی اس کی تقلید میں چلتی ہوئی دیوان کے ایک کونے میں آ ٹکی۔شبانہ بی کو بھی چونکہ اس کی آمد کی خبر ہو چکی تھی سو وہ اس سے ملنے کو بیقراری سے بار بار حویلی میں اِدھر سے اُدھر کے چکر کاٹ رہی تھیں۔مرحا خود بھی ان سے ملنے کو بے چین تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ وقت شبانہ بی کیساتھ گزار کر وہ چھوٹی حویلی چلی جائے گی۔

"حرم نظر نہیں آ رہی امی سائیں،کدھر ہے؟سالار کے پوچھنے پر سائرہ بیگم قدرے آبدیدہ سی نظر آنے لگیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"حرم تو آج صبح ہی سکندر کے ساتھ شہر کو چلی گئی ہے بیٹا۔ سکندر کو کام کے سلسلے میں شہر جانا ہی تھا۔ حرم نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی ساتھ ہی جائے گی سو دونوں آج صبح ہی روانہ ہو گئے ہیں۔۔،،ان کے بتانے پر وہ محض سر ہلا کر رہ گیا۔

"بالآخر حرم نے سکندر شاہ کے ساتھ شہر جانے کی حامی بھر ہی لی تھی۔ ویسے تو حویلی چھوڑ کر وہ ہر گز شہر نہ جاتی مگر مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق اسے سکندر شاہ کے ساتھ وہاں جانا ہی پڑا تھا۔ وہ سکندر کو شہر کی رونقوں میں کسی قیمت پر اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس کی شدت پسندی نے اس سے حویلی کی رونقوں کو چھوڑ کر بالآخر سکندر شاہ کے ساتھ وہاں جانے کی اپنی ضد منوا ہی لی تھی۔ ساتھ ساتھ جو چپقلش ان کے مابین جاری تھی وہ تو شاید اب عمر بھر ان کے رشتے میں چولی دامن کا کردار نبھانے کو تھی؛؛

"مرحا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے بیٹا، میرے پاس آ کر بیٹھو! سائرہ بیگم کے اندازِ تخاطب پر وہ دونوں ہی ٹھٹھک کر انہیں دیکھنے لگے۔ عفاف بھی بھائی کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتی دیوان پر آ بیٹھی۔ مرحا جھجھکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے نزدیک آ بیٹھی۔ چہرے پر خوف اور تجسّس دونوں کے ہی سائے منڈلا رہے تھے۔ سائرہ بیگم نے اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھام لیا تو وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"مرحا یہ سچ ہے کہ میں ایک کم حیثیت ملازمہ کو اپنی بہو کے روپ میں قبول کرنا تو دور کی بات ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی مگر، یہ ماضی کی بات ہے۔ جب مجھے ساری حقیقت کا علم ہوا تو میں تمہارے ساتھ اپنے ناروا سلوک پر شرمندگی محسوس کرنے لگی۔ میں نے میر کو ہمیشہ تمہارے ساتھ مطمئن اور خوش باش پایا، اور آہستہ آہستہ مجھے میں بھی اس بات کا شعور پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ تم اس دنیا میں واحد وہ لڑکی ہو جو میرے بیٹے کو خوش رکھ سکتی ہے۔۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

میرے بدترین رویے کیلئے ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔۔،، سائرہ بیگم نے شرمندگی سے چور لہجے میں کہا تو مرحا حواس باختگی سے انہیں دیکھنے لگی، جبکہ سالار بھی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"یہ آپ کیسی بات کر رہی ہیں بی بی سائیں،، آپ بھلا معافی کیوں معاف مانگ رہی ہیں۔ایسا نہ کریں۔میں آپ سے ناراض بالکل بھی نہیں ہوں۔۔،، مرحا نے بھی خلوصِ دل سے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور خوشی سے بھیگی آواز میں بولی۔

"یہ تو تمہارا ظرف ہے مرحا کہ تم میرے اتنے برے رویے کے بعد بھی سب کچھ بھلا کر مجھے معاف بھی کر چکی ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ آج کے بعد تم بھی مجھے سالار کی طرح "امی سائیں" ہی کہو۔مجھے بہت خوشی ہو گی۔۔،، انہوں نے اس کا گال سہلاتے ہوئے محبت سے کہا تو وہ کچھ پل تو بیقینی سے انہیں دیکھتی رہی پھر بے اختیار ان کے گلے لگ گئی۔۔!! صحن کی سمت آتی شبانہ بی دور سے یہ منظر دیکھکر خوشی کی شدت سے نہال ہو گئیں۔میر سالار نے بھی اس خوبصورت منظر کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا۔عفاف بھی آگے بڑھتے ہوئے مرحا سے لپٹ گئی۔جبھی سائرہ بیگم کی نظر شبانہ بی جا پڑی جو تشکر کے احساس سے نم ہوئی آنکھوں کو دوپٹے سے صاف کر رہی تھیں۔

"یہاں آئیں شبانہ بی، سائرہ بیگم کے آواز دینے پر وہ فوراً ان کی جانب چلی آئیں۔

"جی بی بی سائیں؟ انہوں نے عاجزی سے سر جھکایا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"آپ کو اب کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح اس حویلی میں سبھی آزادی سے اپنی زندگیوں کو گزار رہے ہیں اب اسی طرح آپ بھی گزاریں گی۔ رہی بات گاؤں یا شہر رہنے کی تو مرحا کی خواہش ہے کہ آپ اس کے ساتھ شہر میں رہیں سو آپ بلا جھجک شہر جا سکتی ہیں۔ جب آپ کا دل چاہے مرحا کیساتھ یہاں کا چکر بھی لگا سکتی ہیں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔،، انہوں نے اپنائیت سے مسکرا کر کہا تو شبانہ بی بے طرح خوش ہو گئیں۔ انہیں اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک ہی دن میں اتنی ڈھیر ساری خوشیوں کا تو نہ انہوں نے سوچا تھا اور نہ ہی مرحا نے۔

"ٹھیک ہے بی بی سائیں،، بہت شکریہ جی، انہوں نے تشکرانہ انداز میں کہا۔

"اپنوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے شبانہ۔۔،، تم مرحا کیساتھ شہر جانے کی تیاری کرو، عفاف بیٹا تم زرا میرے لاکر سے طلائی چوڑیاں لا دو مجھے۔۔، شبانہ بی سے کہتے ہوئے انہوں نے ساتھ ہی عفاف سے کہا تو وہ سر ہلاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ میر سالار دھیمی سی مسکراہٹ کیساتھ یہ سب کچھ دیکھے جا رہا تھا۔ چند ثانیے کے بعد عفاف لوٹی تو اس کے ہاتھ میں دو طلائی چوڑیاں موجود تھیں جو کہ انتہائی نفیس اور خوبصورت ڈیزائن سے کندہ تھیں۔ سائرہ بیگم نے وہ چوڑیاں اس سے لیتے ہوئے مرحا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ خاندانی چوڑیاں ہیں بیٹا اور اب یہ تمہاری ہوئیں۔ یہ تمہارا حق ہے جو کہ میں آج تمہیں سونپ رہی ہوں۔۔،، انہوں نے وہ چوڑیاں اس کے ہاتھوں میں سجا دیں ساتھ ہی اسے گلے سے لگا لیا۔ مرحا کی آنکھیں بے اختیار بھر آئیں۔ خوشی و سکون کا ایک بھرپور احساس اس کے رگ و پے میں اتر گیا تھا۔ اس نے میر سالار کی جانب دیکھا جو کہ

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

لودیتی آنکھوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس کے دیکھنے پر وہ ایک آنکھ دبا کر ہولے سے مسکرایا تو وہ جھینپ سی گئی۔ہونٹوں پر پیاری سی مسکان جبکہ آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔قریب ہی کھڑی عفاف اور شبانہ بی بھی بھرپور اطمینان سے کھل کر مسکرادیں۔

❤❤❤❤❤

مرحاشبانہ بی کیساتھ کچھ وقت گزار کر اب چھوٹی حویلی جانے کو تیار تھی۔اس نے شبانہ بی کو ان کا بیگ پیک کرنے کی تلقین کر دی تھی، کیونکہ اسے زوفا کی رخصتی کیساتھ ہی شہر چلے جانا تھا، سو وہ شبانہ بی کو اپنے ساتھ ہی لے جانا چاہتی تھی۔

میر سالار شہر جانے سے پہلے اس کو چھوٹی حویلی چھوڑ گیا تھا۔آسیہ بیگم نے اس کی آمد پر بیحد خوشی کا اظہار کیا۔چھوٹی حویلی کی گہما گہمی عروج پر تھی۔سب کے چہرے خوشی سے جگمگ کر رہے تھے۔آسیہ بیگم سے ملنے کے بعد اس نے زوفا کا پوچھا تو انہوں نے اوپری منزل پر اس کی موجودگی کا بتایا وہ سر ہلاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

میر تھوڑی دیر تک سب کے ساتھ بیٹھنے کے بعد واپسی کیلئے اجازت لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔اسے فوری شہر کیلئے نکلنا تھا۔

اوپری منزل پر آکر وہ آسیہ بیگم کے بتائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں گونہ گونہ ٹھنڈک سی اتر آئی۔مایوں کے پیلے سوٹ میں ملبوس، دونوں ہاتھوں اور پاؤں پر رچی مہندی سمیت، زرتار دوپٹہ سر پر لئے، لمبی چوٹیوں کو آگے ڈالے تکیئے کے سہارے بیڈ پر آنکھیں موندے نیم دراز وہ سیدھی دل میں اتر رہی تھی۔چہرہ معصومیت کی کوئی اور ہی داستان بیان کر رہا تھا۔اس وقت وہ کمرے میں تنہا ہی موجود تھی۔آہٹ پر

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

جوہی زوفا نے آنکھیں کھولیں سامنے کھڑی مرحا کو دیکھ کر پہلے تو وہ بے یقینی مبتلا ہوئی پھر بے ساختہ مسکرا دی۔اس کی مسکراہٹ میں خوشی کا عنصر صاف طور پر نمایاں تھا۔مرحا والہانہ اس کی جانب بڑھی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو زوفا،اللہ نظرِ بد سے بچائے۔۔آمین۔۔،اس سے جدا ہوتے ہوئے اس نے چٹاچٹ اس کے دونوں گالوں کو چوم لیا۔زوفا جھینپ کر سر جھکا گئی جبکہ آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"تم نے رونا بالکل نہیں ہے۔مجھے پتہ ہے اب تم رونے کیلئے پر تول رہی ہو!!!مرحا نے مصنوعی خفگی سے کہا تو وہ مزید آبدیدہ ہو گئی۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا مرحا!بے بسی سے کہتے ہوئے وہ اسے بیچارگی سے دیکھنے لگی۔

"ڈر؟؟بھلا کس سے؟حسن بھائی سے کیا؟مرحا نے پہلے تو سنجیدگی سے پوچھا پھر آخر میں اس کا لہجہ شوخ سا ہو گیا۔

زوفا کا چہرہ نہ جانے کن احساسات کے تحت سرخ ہو گیا۔

"مجھے نہیں پتہ!اس نے نظریں چراتے ہوئے آہستگی سے جواب دیا۔مرحا بیساختہ ہی ہنس پڑی۔

"تم بھی نا،بے جا فکر اور اندیشوں کو اب اپنی زندگی سے نکال پھینکو۔انشاءاللہ سب کچھ بہت اچھا اور محصور کن ہو گا اتنا کہ جس کا تصور بھی تم نے نہیں کیا ہو گا۔۔،رہی حسن بھائی کی بات تو وہ بلاشبہہ بہت اچھے انسان ہیں۔اللہ پاک نے تمہیں بہتر سے گزار کر بہترین سے نوازا ہے۔میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں زوفا۔اللہ پاک تمہیں ساری زندگی ہنستا مسکراتا اور خوش و خرم رکھے۔آمین ثم آمین۔۔،،اس کے دل کو چھو لینے والے الفاظ پر زوفا نے بھی زیرِ لب آمین کہتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"میرا دا کہاں ہیں؟ زوفا نے سالار کا پوچھا تو اس نے اسے سالار کی شہر واپسی کے بارے میں بتایا ساتھ ہی اسے شوخ انداز میں سر تا پا دیکھنے لگی۔ اس کے اس انداز میں دیکھنے پر زوفا نے سوالیہ انداز میں کندھے اُچکائے تو وہ مزید اس کے قریب کھسک آئی۔ زوفا مزید تجسّس سے اسے دیکھنے لگی۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ، گھبراہٹ ہو رہی ہے؟ مرحا نے اس کے کان میں شرارتاً پوچھا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"بالکل بھی نہیں،، وہ ہونٹ سکوڑتے ہوئے بولی تو مرحا زور سے ہنس دی۔

"اب تو خیر تم غلط بیانی سے کام لے رہی ہو محترمہ، تمہارے چہرے کا رنگ ہی حسن بھائی کے نام پر اڑ گیا ہے، اور جب سے اڑا ہوا ہی ہے۔ فکر نہ کرو، حسن بھائی آدم خور نہیں ہیں۔۔!! اس نے اٹھلا کر کہا جبکہ زوفا ہنوز اسے گھورے جا رہی تھی۔

"چپ کرو تم، میں کوئی گھبرا نہیں رہی۔ میں بھلا کیوں گھبراؤں گی؟۔۔،، اس نے مرحا کو ڈپٹ کر ساتھ ہی دل ہی دل میں خود کو بھی تسلی دی۔

"اب یہ تو تمہیں ہی پتہ ہو گا؛؛ مرحا نے آنکھیں گول گول گھماتے ہوئے مزے سے کہا۔ اس کے انداز پر زوفا نے اس کے کندھے پر ایک مکا دے مارا۔ وہ اپنا اندروں چھپانے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف تھی مگر در حقیقت وہ اندر سے سخت خوف زدہ تھی۔ اب تک اس کا جو بھی رویہ حسن کیساتھ رہا تھا اس پر وہ نادم بھی تھی ساتھ ہی اس کے متوقع ردعمل کا سوچ کر اندر ہی اندر لرز بھی رہی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

اس کی سوچوں کے تانے بانے جانے کہاں سے کہاں پرواز کرنے لگے تھے کہ وہ مرحا کی اواز پر چونک کر حال میں لوٹ آئی جواب اس کی مہندی کی تعریف میں قصیدے پڑھ رہی تھی۔ ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے وہ بھی دھیمے انداز میں مسکراتی اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

🤎🤎🤎🤎🤎

بالآخر شادی کا دن آ پہنچا تھا۔ چھوٹی حویلی میں گونجتی شہنائیوں کی آواز مزید تیز ہو چکی تھی۔ بارات دروازے پر پہنچ چکی تھی۔ ایس۔پی۔ حسن کی تو آج آن بان ہی نرالی تھی۔ وائٹ شیروانی میں ملبوس، اپنے لمبے قد و قامت سمیت، وہ بلاشبہ بلا کا ہینڈسم و مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت لگ رہا تھا۔

'نیوی بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس میر سالار کی بھی بیحد پرکشش و جاذب نظر لگ رہا تھا۔ بارات چونکہ ایک بجے گاؤں پہنچ گئی تھی سو رخصتی کی ٹائمنگ شام پانچ بجے طے پائی تھی۔ حسن کو دیکھکر فیاض وارثم صاحب بھی دل سے مطمئن ہو گئے تھے۔

"خوبصورت ڈیزائن سے مبرا میرون غرارے میں ملبوس، سولہ سنگھار کئے زوفا اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ جو بھی نظر اس پر گئی تھی وہ چند لمحے کو ٹھہر سی گئی تھی۔ دلہن بنی وہ کوئی ربڑ کی گڑیا سے مشابہہ لگ رہی تھی۔ آسیہ بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے والہانہ اس کی نظر اتاری۔ سب کے دل اس کی حقیقی خوشیوں کے لئے دعا گو تھے۔ مرحا بھی اس کی خوشی میں پیش پیش تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

نکاح خواں نے جب اس سے اس کی اجازت چاہی تو وہ بیساختہ رو پڑی۔اس کے نزدیک ہی بیٹھی سویرا و آسیہ بیگم نے بڑی مشکلوں سے اسے چپ کرایا۔ سسکیوں کے درمیان ہی اس نے اپنی قبولیت کا عندیہ دے کر اس پل اپنی زندگی اس شخص کے حوالے کر دی۔

دوسری جانب حسن بظاہر تو نارمل ہی رہا تھا مگر اندر سے اس کا تن من سلگ رہا تھا۔اسے رہ رہ کر زوفا پر شدید قسم کا طیش آئے جا رہا تھا مگر فلحال وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔وقت کا تقاضا خاموشی ہی تھی سو فلحال اس نے خاموشی میں ہی بہتری سمجھی۔

نکاح کی رسم کے بعد حویلی میں زوفا کی رخصتی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔مرحا نے سوچا وہ بڑی حویلی جا کر سب سے ملاقات کرنے کے بعد ہی شبانہ بی کو لے کر وہاں سے نکلے مگر میر نے اسے کہا کہ ہو سکتا ہے چند دنوں میں منتہا کے نکاح کی تقریب میں ان کی گاؤں واپسی ہو۔آپسی مشورے سے منتہا کا رشتہ منہاج شاہ کے دوسرے بیٹے ابراہیم سے طے پایا تھا۔منتہا شموئیل شاہ کی جگہ کسی دوسرے شخص کو دینے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی مگر قسمت کے کھیل میں وہ بھی بری طرح ہار کر بالآخر پست ہو گئی تھی۔اس کیلئے یہی بہتر تھا سو جلد ہی بڑی حویلی میں اس کے نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی جس میں ظاہری سی بات تھی کہ سالار اور مرحا نے شرکت کرنی ہی تھی۔

زوفا ڈھیروں دعاؤں کے حصار میں بے تحاشہ آنسو بہاتے ہوئے اپنے نئے سفر پر رخصت ہوئی تھی۔اس کے ساتھ گاڑی میں مرحا اور شبانہ بی بھی موجود تھیں۔جبکہ فرنٹ سیٹ پر ہونٹ سختی سے بھینچے براجمان ایس۔پی۔حسن

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

موجود تھا۔ڈرائیونگ سیٹ پر ڈرائیور موجود تھا۔میر سالار اپنی کار میں ہی روانہ ہوا تھا۔ سبھی گاڑیاں شہر کی جانب رواں دواں ہو چکی تھیں جہاں آنے والی ہستی کا بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا۔

❤❤❤❤❤

ایس۔پی۔ حسن کے عالیشان گھر میں اس کا بھرپور سواگت ہوا تھا۔بی جان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی کے مارے بھنگڑا ڈالنا شروع کر دیں۔آج ان کے دل کی مراد بر آئی تھی۔انہوں نے زوفا کی نظر اتارتے ہوئے اس کے نام کا صدقہ دیا۔رشتے دار تو ان کا کوئی نہ تھا۔پڑوسی تھے اس کے الاوہ حسن کے کچھ جاننے والے اور ان کی بیویاں موجود تھیں۔بی جان شبانہ بی سے مل کر بہت خوش ہوئیں تھیں۔

تمام رسموں ورواجوں کے بعد زوفا کو حسن کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔اسے کمرے میں لانے والی بھی مرحا ہی تھی۔خوبصورتی سے سجا کمرہ نفاست کا الگ ہی نقشہ پیش کر رہا تھا۔مرحا نے تعریفی نگاہوں سے کمرے کے چاروں جانب نظریں دوڑائیں ساتھ ہی احتیاط سے اسے بیڈ پر بٹھایا اور اس کے غرارے کو اطراف میں پھیلاتے ہوئے جھک کر اسے دیکھا جو آنکھیں بند کئے شاید خود کو کمپوز کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی۔

"کیا ہوا اتنی ٹھنڈی کیوں ہو رہی ہو ہاں؟ مرحا نے تشویش سے اس کا یخ بستہ ہاتھ تھاما۔

"مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے مرحا، تم یہیں رہو پلیز،،اس نے کانپتی آواز میں کہتے مرحا کا ہاتھ زور سے جکڑا تو وہ یکدم ہنس دی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"پاگل لڑکی، توبہ کرو، میں یہاں رہوں گی تو حسن بھائی کدھر جائیں گے ؟اس نے شوخی سے کہا تو زوفا کی گھبراہٹ مزید دوچند ہو گئی۔

"اب میں چلتی ہوں ہاں، کل انشاءاللہ آؤں گی۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ فارم ہاؤس چلنا ہے۔ تم سے کل ملاقات ہو گی۔ خوش رہو۔۔،اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے گھونگھٹ اس کے چہرے پر گرایا اور عجلت میں کہتی ہوئی باہر نکل گئی جبکہ زوفا کو یوں محسوس ہو رہا تھا گویا وہ کسی بھی پل بیہوش ہو کر گر جائے گی۔ وہ بمشکل اپنے لرزتے وجود کو سنبھالے بیٹھی ہوئی تھی۔

"یار حسن، موڈ تو ٹھیک کرو اپنا۔ تمہارا موڈ یہی رہا تو میری بہن تمہیں دیکھ کر اپنے ہی ہوش و حواس گنوا بیٹھے گی۔۔،، میر سالار جو کہ بی جان کے پیغام پر اب حسن کے ساتھ گھر میں ہی داخل ہو رہا تھا اس کا ہنوز اکھڑا انداز دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا۔ حسن کے تو گویا سر پر لگی اور تلوؤں پر جا کر بجھی۔

"ہاں میں تو کوئی خونخوار جلاد ہوں نا جو محترمہ مجھے دیکھکر اپنے حواس قائم نہیں رکھ سکیں گی۔۔اس کے قدرے جل کر بولنے پر بیساختہ سالار کا قہقہہ گونجا۔

اسی اثناء وہ دونوں بی جان کے پاس پہنچ گئے جو لان میں ہی موجود تھیں۔ان کے پاس شبانہ بی و مرحا بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میر نے ان سے اجازت چاہی تو وہ جو مرحا کی زبانی ان کی آج ہی واپسی کا سن چکی تھیں اپنی خفگی کا اظہار کرنا نہ بھولیں۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"بی جان کل تو آنا ہی ہے نا انشاءاللہ، فلحال اجازت دیں۔۔،، سالار نے ہنستے ہوئے سہولت سے کہا تو ناچار انہیں اس کی بات ماننا ہی پڑی۔ یوں وہ تینوں فارم ہاؤس کیلئے روانہ ہو لئے تھے۔

❤❤❤❤❤

وہ آنکھیں بند کئے مختلف دعاؤں کے ورد میں مصروف تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کے دل کی دھڑکنیں بے تحاشہ شدت پکڑ چکی تھیں۔

حسن نے دروازہ بند کرتے ہوئے سرد نگاہوں سے بیڈ پر گھونگھٹ میں موجود وجود کو دیکھا اور نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا بیڈ کے قریب آ کھڑا ہوا۔ زوفا لاشعوری طور پر زرا پیچھے کو کھسکی تھی۔ کمرے کی خاموشی میں اس کی چوڑیوں کی آواز نے ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ کلائی میں موجود واچ کو اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے اسے چند پل کو دیکھا جو اپنے آپ میں سمٹتی ہی جا رہی تھی۔

"یہ آپ کی رونمائی کا تحفہ ہے؛؛ مخملیں ڈبہ اس کے نزدیک رکھتے ہوئے وہ بھرپور سنجیدگی سے بولا۔ دوسری جانب کوئی جنبش نہ ہوئی۔ حسن نے استہزائیہ مسکراہٹ کیساتھ کالر کا بٹن کھولا ساتھ ہی گہرا سانس لیا اور سامنے موجود صوفے پر جا بیٹھا۔ جوتے و موزوں سے پیر کو آزاد کرتے ہوئے وہ چند ثانئے صوفے پر ہی بیٹھا رہا، پھر گردن موڑ کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں وہ اسی پوزیشن میں اب بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ یکایک غصے کی ایک شدید لہر اس کے جسم میں اٹھی تھی۔ وہ اس قدر سمجھوتہ کیوں کر رہی تھی کہ اب تک اس کے انتظار میں یونہی پتھر کی مورت کی مانند بیٹھی ہوئی تھی۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیوں کر رہی ہیں یہ سب؟ کس نے مجبور کیا ہے آپ کو؟ کمرے کی خاموشی میں اس کی سلگتی ہوئی آواز ابھری تو زوفا جیسے ہوش میں آئی۔

"میں کچھ سمجھی نہیں،، آہستگی سے ہی سہی پر بیساختہ اس کے منہ سے یہ سوال نکلا۔ حسن نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی پشت کو گھورا۔

"میں نے جو پوچھا ہے بس اس بات کا جواب دیں مجھے فوری طور پر، میری ذہنی حالت کا آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں۔ پچھلے دو ہفتوں سے میں کس قدر اذیت میں مبتلا ہوں اس کا اندازہ ہے آپ کو؟ جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کر وہ بیڈ کے نزدیک آ کھڑا ہوا اور گویا لفظوں کو چبا چبا کر بولا۔

"مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا ہے۔ میں اس رشتے کیلئے خود سے راضی ہوئی ہوں۔ قسم لے لیں۔۔،، زوفا نے لرزتی آواز پر قابو پاتے ہوئے بمشکل کہا۔

"مجھ سے غلط بیانی سے کام مت لیں زوفا، آپ وہی ہیں نا جو میرے رشتے کیلئے تو کیا بلکہ کسی بھی رشتے کیلئے راضی نہ تھیں، پھر یہ سب کیا ہے ہوں؟ حسن نے غصّے سے بل کھاتے ہوئے کہا، پھر تھکے ماندے انداز میں بیڈ پر ہی بیٹھ گیا۔

"میں وجہ بتانے کو تیار ہوں مگر بشرطیکہ آپ اس کا یقین کریں گے؛؛ چند ثانیے بعد زوفا کی اواز گونجی تو وہ گھونگھٹ میں چھپے اس کے وجود کو دیکھنے لگا۔ اس گھونگھٹ کو اٹھانے کی زحمت دونوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی۔

"بتائیں وجہ، سمجھ لیں کہ میرے لئے یہ جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا انسان کو زندہ رہنے کیلئے سانس لینا ضروری ہے۔۔،، اس نے سنجیدگی سے کہا۔ زوفا نے دھیمی و ماحول پر سحر طاری کرنے والی آواز میں اپنے اس خواب کے

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

متعلق بتانا شروع کیا۔جوں جوں وہ سنتا جارہا تھا اس کے دل کی حالت عجیب تر ہوتی جارہی تھی۔وہ اب خاموش بھی ہو گئی تھی مگر وہ اپنی جگہ مسمرائز ہو کر رہ گیا۔

"پتہ نہیں آپ کو اب تک یقین آیا یا نہیں مگر یہی سچ ہے۔۔،،اس کے کہنے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔اس کی آواز قدرے نمی لئے ہوئی تھی۔حسن کے دل پر جیسے ٹھنڈی ٹھنڈی سی فوار پڑنے لگی تھی۔منظر صاف ہوا تھا تو اب اس کا چہرہ دیکھنے کی خواہش نے زوروں سے سر اٹھایا تو بے اختیار اس کے زرا قریب ہو کر اس نے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا اور پھر جیسے اپنی جگہ ساکن رہ گیا۔وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔وہ یک ٹک بے خودی بھرے انداز میں اس کا ہوشربا روپ دیکھے جارہا تھا۔زوفا کی پلکیں مزید بوجھل ہو کر رخساروں پر گر گئیں۔

اس کی مخمور نگاہوں کا سامنا کرنا ہی اسے بیحد مشکل لگ رہا تھا۔دھک دھک کرتے دل کیساتھ وہ زرا اور پیچھے کو سرکی تو حسن جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا۔

"کدھر ہاں؟؟اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے وہ اسے لودیتی نظروں سے دیکھنے لگا۔اس اقدام پر زوفا کا چہرہ قندہاری انار کی مانند سرخ ہو گیا۔

"آپ، مم میرا مطلب، چھوڑیں مجھے پلیز،،اس کا حصار توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ ہکلا کر بولی ساتھ ہی ایک بار پھر پیچھے ہونے کی کوشش کی تھی کہ حسن نے اسے مزید خود میں سمو لیا۔زوفا کیلئے اس کی نظروں کا سامنا کرنا انتہائی مشکل ثابت ہو رہا تھا۔شرم اور گھبراہٹ نے بیک وقت اس پر حملہ کیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ان نظروں سے چھپ کر کدھر جائے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"مجھے یقین نہیں ہو رہا زوفا کہ آپ میری صرف اور صرف میری بن کر آج میرے روبرو موجود ہیں۔اس پل کا یقین مانیں میں نے بہت شدت سے انتظار کیا ہے۔ پچھلے چند روز جو میں نے اذیت میں گزارے وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ میں یہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ آپ کسی جبر وزبردستی کی بنیاد پر اس رشتے کیلئے حامی بھریں۔مجھے ہر حال میں آپ کی خوشی عزیز ہے۔اور اب جب آپ نے خود اقرار کیا ہے تو یقین مانیں میں اب جا کر مکمل طور پر مطمئن ہوا ہوں۔۔،،اس نے اس کی ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر اس کا جھکا چہرہ اوپر اٹھایا اور والہانہ نظروں سے اس کے چہرے کے نقش نقش پر اپنی نظریں دوڑانے لگا۔

"میں واقعی میں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے آپ جیسا شخص ملا ہے۔اس اوپر والی ذات کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے،،زوفا نے آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو بمشکل پلکیں جھپک کر اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔

"خوش قسمت تو میں بھی ہوں کہ آپ جیسی لڑکی میری شریکِ سفر بنی ہے۔اس سے بڑا اعزاز میرے لئے اور کیا ہو سکتا ہے!عقیدت سے چور لہجے میں کہتے ہوئے حسن نے اس کی پیشانی پر پہلی مہرِ محبت ثبت کی۔زوفا کا چہرہ بلش کرنے لگا۔رخسار اس کی گہری نظروں کی تپش پر تپنے لگے تھے۔

"اپنی رونمائی کا تحفہ دیکھ کر بتائیں،آپ کو پسند آیا یا نہیں! حسن نے اس کی توجہ بیڈ پر پڑے باکس کی جانب مبذول کرائی تو اس نے پاس پڑا وہ باکس اٹھا کر کھول لیا۔اندر نہایت ہی دلکش وخوبصورت سا نیکلس پڑا آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ستائش کے رنگ اس کے چہرے پر اتر آئے۔

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"کیسا لگا؟ حسن کے سوال پر اس نے اپنی انگلیاں نیکلس پر پھیریں ساتھ ہی اسے دیکھا جو آنکھوں میں سوال لئے اس کے ہی جواب کا منتظر تھا۔

"بہت خوبصورت! اس کے جواب پر اس نے مطمئن ہو کر سر ہلاتے ہوئے باکس سے نیکلس اٹھالیا۔

"پہنادوں؟ اجازت ہے؟ شرارت آمیز انداز میں اس نے زوفا کو دیکھا تو وہ جھینپ کر سر جھکا گئی۔ گویا اجازت دی۔ اس کی دمکتی گردن میں وہ نیکلس ڈالتے ہوئے حسن نے خمار آلود انداز میں جھک کر اس کی گردن پر ہونٹ رکھ دیئے۔ زوفا کے پورے جسم میں برق سی دوڑ گئی۔

"پ، پلیز، اس کے منہ سے بمشکل یہ لفظ نکلا۔ حسن بیساختہ دھیمے سروں میں ہنس دیا۔

"چلیں پہلے اس وصل پر ایک شکرانے کا سجدہ ادا کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں مکمل طور پر بہک جاؤں بہتر ہے یہ کام ابھی سرانجام دیں لیں؟؟ اس نے ٹیکہ اس کی مانگ پر درست کرتے ہوئے شوخی سے پوچھا تو زوفا مزید نروس ہوتی حنائی ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ اس کی اس ادا پر کمرے کے خوابناک ماحول میں ایس۔ پی۔ حسن کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔ زندگی ہر لحاظ سے خوبصورت تھی۔ دور دور تک کسی غم کا کوئی آثار نہ تھا۔ صرف خوشیوں کے ہنڈولے تھے اور وہ دونوں تھے۔

ان دونوں کا یہ ملن بیشک اس رب کا ان کیلئے بہترین تحفہ تھا۔

"
اے محبّت کے کل جہاں میرے
تیری آنکھوں میں میری دنیا ہے؛

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

زوفا بہت پیاری لگ رہی تھی نا؟ وہ آئینے کے سامنے کھڑی جھمکوں کو کانوں سے اتارتے ہوئے میر سے پوچھنے لگی جو ابھی ابھی چینج کر کے ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تھا۔ شبانہ بی سکون سے اپنے نئے نویلے کمرے میں محوِ استراحت تھیں۔

"پیاری تو آپ بھی بہت لگ رہی ہیں محترمہ!! آئینے میں اس کے دل موہ لینے والے روپ کو دیکھتے ہوئے وہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور اس کی کمر کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ دیا۔

"سائیں، مجھے چینج کرنا ہے۔ تنگ نہ کریں مجھے،،، وہ منہ پھلاتے ہوئے کھلے بالوں کو سمیٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ فان کلر کے لہنگے میں، ہم رنگ چوڑیاں و جیولری پہنے، سلیقے سے کئے گئے میک اپ میں، کھلے بالوں سمیت وہ کسی ریاست کی ملکہ لگ رہی تھی۔

"کر لینا چینج بھی میری جان، ابھی میں نے آپ کی تعریف میں قصیدے ہی کہاں پڑھے ہیں! دھیمی و جانلیوا سرگوشی پر مرحا کی سانسیں گلے میں ہی اٹک گئیں۔ سالار نے اس کے گال سے اپنا گال رگڑا تو وہ خود میں سمٹ سی گئی۔

"سائیں، آپ تھکے ہوئے نہیں ہیں کیا؟ اس نے فرار کی راہ ڈھونڈنا چاہی مگر مقابل بلا کا زیرک نظر تھا جو اندر تک جھانک لیا کرتا تھا۔

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

"اپنی تھکان ہی تو اتارنے کا بندوست کر رہا ہوں؛؛اس نے جس لب و لہجے میں کہا مرحا گویا شرم سے بیحال گویا مرنے والی ہو گئی۔

"بہت ہی کوئی بے شرم انسان ہیں آپ! وہ چلبلا کر اپنی جھینپ مٹانے چلائی تو سالار بے ساختہ ہنس پڑا۔

"اب جیسا بھی ہوں تمہارا ہی ہوں مائی سویٹ ہارٹ،،،اس کے کندھے پر لب رکھتے ہوئے اس کا لہجہ خالص جذبات سے چور تھا۔مرحا کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

"میں نے میک اپ بھی صاف نہیں کیا ہے دیکھیں،،اس نے خفگی سے آئینے میں اپنے عکس کی طرف اشارہ کیا۔

"بے فکر رہو۔اسے کیسے صاف کرنا ہے میں بخوبی جانتا ہوں۔۔،،اس کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے سالار نے لو دیتی آنکھوں سے اس کی کاجل سے بھری معصوم آنکھوں میں دیکھا اور اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی ٹھوڑی چوم لی۔اس کی بات پر مرحا کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔

"شرم تو زرہ برابر بھی نہیں آپ کو،، نظریں چراتے ہوئے وہ اس کی جانب دیکھنے سے مکمل اجتناب برت رہی تھی۔

"یہ شرم و حیا کا ڈپارٹمنٹ آپ کا ہے مسز،،وہ لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا ساتھ ہی جھک کر اس کے مرتعش وجود کو اپنی مضبوط بانہوں میں اٹھا کر بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔مرحا نے کوئی جائے فرار نہ پا کر بیساختہ اسی کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔،،

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com

وجود پر سحر طاری کر دینے والے ماحول میں دو دل ایک ہی تال پر دھڑک رہے تھے۔ قطرہ قطرہ بھیگتی رات ان کی محبت کے رنگوں کو مزید گہرا کرتے ہوئے گزر رہی تھی۔ محبت ابرِ رحمت کی مانند ان پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ ہر منظر مکمل تھا اور بلاشبہہ سب کچھ خوبصورت تھا۔۔!!!

" میں تیرے بِن ویران پیا

تو میرا کل جہان پیا؛

تمت بالخیر

READERS CHOICE

Posted on; https://ezreaderschoice.com/
Email : readerschoicemag@gmail.com